

مجموعہ

# رسائل چاند پوری

جلد اول

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید تمیزی حسن چاند پوری  
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند  
ضیقت مبارک حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی



انجمن ارشاد المسلمین

۶۔ بی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ ○ لاہور



# رسال چاند پوری

جلد اول

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامیین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ

# فہرست

۴	علامہ اقبال مرحوم	علامہ دیر بند علامہ اقبال کی نظریں
۶	فخر علی خان مرحوم	دیوبند و نظم
۷	" "	دارالکفر بریل و نظم
۸	انوار احمد الیم کام	مقدمہ
۶۶	ازہ دارالعلوم حزب الخفاف لاہور	فتویٰ
۶۷	پروفیسر احمد سعید	تعارف مولانا مرتضیٰ حسین
۷۳	مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری	تزکیۃ الخواطر
۱۳۱	" "	توضیح البیان نے حفظ الایمان
۱۶۹	" "	احمدی التسمیۃ والتسمین
۲۳۱	" "	انتصاف البری
۲۴۷	" "	الفتح علی سان الفصم
۲۷۷	" "	الکوکب الیمانی
۳۰۹	" "	اسکات المتدی
۳۵۵	" "	شکوہ الحاد و عقبہ برزاق علی الشام
۴۷۷	قاری محمد عارف	مقدمہ کتاب کے مآخذ : ۱۔ ۳۷۷ : ۲۔ ۳۷۷ : ۳۔ ۳۷۷ : ۴۔ ۳۷۷

## سلسلہ مطبوعات (۴)

نام کتاب :-	مجموعہ رسائل چاند پوری
مصنف :-	مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری
تاریخ طباعت :-	ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ / اکتوبر ۱۹۷۸ء
ناشر :-	انجمن ارشاد المسلمین لاہور
پریس :-	
تعداد :-	ایک ہزار
قیمت :-	

## ملنے کے پتے

- (۱) سبجانی اکیڈمی - ۱۹ اردو بازار — لاہور
  - (۲) انجمن ارشاد المسلمین، بی شاداب کالونی میدان نظامی روڈ - لاہور
  - (۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کھروڑ پکا ضلع ملتان
- نوٹ :- بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں

## علماء دیوبند علامہ اقبال کی نظر میں

- (۱) دیوبند ایک ضرورت تھی۔ اس کے مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہماری تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم ہے۔ اقبال کے حضور ۲۹
- (۲) ”میری رائے ہے کہ دیوبند اور ندوہ کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گزیر جیٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔“ اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۲
- (۳) میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے بڑے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور کھنڈو ندوہ کے بہترین مواد کو برسر کار لانے کی کوئی سہیل نکالی جائے۔

اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۱

- (۴) ایک بار کسی نے علامہ مرحوم سے پوچھا کہ دیوبندی کیا کہتی ہے؟ کہا، ہمیں ہر عقیدت پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔ علماء دیوبند کا مسلک ۵۵

- (۵) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے پوچھے وہ اس (مثنوی مولانا روم) کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں میں اس (مثنوی کی تفسیر کے) بارے میں انہی کا مقلد ہوں۔

مقالات اقبال ص ۱۸

- (۶) ”میں ان (مولانا سید حسین احمد مدنی) کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں۔“ انوار اقبال ص ۱۳۷

نیز فرماتے ہیں ”مولانا سید حسین احمد مدنی“ کی حمایت دینی کے احترام میں میں ان

کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔“

انوار اقبال ص ۱۱

(۷) اس (دہر) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب سے جو دنیا کے اسلام

کے جدید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی۔“

انوار اقبال ص ۲۵۵

- (۸) ”محمد الف ثانی رحمہ اللہ عالمگیر رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی میت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب ہونے دیا۔“ اقبال نامہ حصہ دوم ص ۴۹

- (۹) ”مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۱ء) کے بعد آپ (حضرت مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) استاذ اکل ہیں۔“ اقبال نامہ حصہ اول ص ۵۵

عرفیضہ اقبال بخند مت مولانا محمد انور شاہ کشمیری (حقول اقبال ص ۲۵۵)

- (۱۰) مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ انجنیئر خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا۔ اگر آپ کل شام اپنے یریزہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب کی خدمت میں یہی تمنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عرفیضے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں بھیج دی جائے گی۔



## دیوبند

شاہد باش و شادری اسے سرزمین دیوبند  
ہند میں ٹوٹنے کیا اسلام کا جھنڈا بلند  
تختِ میثاق کی عزت کو لگائے چار پاند  
ملکتِ بھلا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند  
اسم تیرا سچا ضرب تیری بے پناہ  
دیوارِ استبداد کی گردن ہے اور تیری کند  
تیری رحمت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار  
قرنِ اول کی خبر لائی تری الٰہی زلفِ  
تو علم بردارِ حق ہے حق نگہبان ہے ترا  
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند  
نازکرا اپنے مفکر پر کر تیری خاک کو  
کر لیا اُن عالمانِ دینِ قیم نے پسند  
جان کر دیں گے جو ناموسِ پیغمبر پر فدا  
حق کے رستہ میں کٹا دیں گے جو اپنا بند بند  
کفر ناپا جن کے آگے بارہا گئی کانپ  
جس طرح جلتے تو ہے پر قص کرتا ہے پسند  
اس میں قائم ہوں کہ انور شر کو نمودار حسن  
سب کے دل تھے دروند اور سب کی نظر آرزو جند

گر مٹی ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج

جن سے پرچم ہے روایاتِ حلف کا بر بلند

ظفر علی خان

## دارالتکفیر بریلی

اور اللہ کر حامدِ مٹا خان کئے بدعت کا لٹا  
ذاتِ اُن کی ہے مجددِ بان کی لام کاف  
ماچھٹر کے کفن مازوں سے لایا ہے دہار  
شرک کی انٹی بریلی کا یہ بدعا فربان  
نیچ میں کھٹل بھرا گود ڈر ہے پھیلا یا ہوا  
گرچہ آتا ہے نظر اُبلّا رضائی کا ملاف  
پیکرِ طاعت ہے یا ہے رشائے مصطفیٰ  
باپ اتھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی باپ  
شہدائے کاف جس کو پھان سے ذرا بھی اعتنا  
جب سے چوٹی ہے بریلی سے کرنِ کفر کی  
سید احمد خاں پر سب دشمن کی بارش کیس  
جو حریفِ اسلام کا ہوا آپ ہیں اسکے حلیف  
کاش دی کیوں نجد کے مخفر نے زنجیر حجاز  
یہ وہ سنگین جرم ہے جو ہونہر نہیں سکتا صاف  
ہم مٹا دیں گے زمانہ سے نشانِ اسلام کا  
بندہ پرور کہ نہیں دیتے یہی کیوں مٹا صاف

زندگی اس کی ہے قتل کے لیے پیغامِ موت

کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

ظفر علی خان

## مقدمہ

الحمد لله وكفى وسلا على عباده الذين اصطفى

بحسن میں تلخ نوائی مری گوارا کر  
کز ہر بے کبی کرتا ہے کابر تریاتی

انگریز نے اپنی مشہور زمانہ پالیسی "ڈیوائڈ اینڈ رول" لٹاؤ اور حکومت کرو کے ماتحت ہندوستان کے مسلمانوں میں تفریق و انتشار کے وہ بیج بوئے جو جلد ہی ایک تناور درخت بن کر نمودار ہوئے اور افتراق و تشتت تکفیر و تفسیق اور انتشار و تاراج ایسے زہریلے ثمرات جو غفلت سے زیادہ قبیح اور قہر سے زیادہ خاردار تھے امت مسلمہ کے دامن اتحاد میں ڈال دئے اور انھوں نے نہ صرف نظریاتی اختلافات کے دھبوں سے ان کے بے باغ و کھج داغدار بنایا بلکہ یہ اختلافات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ ساتھ ہی ان کے دامن اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تار تار کر دیا۔ شاطران یورپ نے ہندوستان کی بساط سیاست پر اپنے مخالفین رجن میں جوش و ولولہ اور جذبہ جہاد آزادی کے لحاظ سے مسلمان سب سے پیش پیش تھے) کو شکست دینے کے لیے جن برقعوں پہنوں کو استعمال کیا ان میں مرزا غلام احمد قادیانی (۱۳۶۶ھ / ۱۹۰۸ء) اور جناب احمد رضا خان بریلوی (۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) سرفہرست ہیں۔

اول الذکر سے رد و آریہ، رد عیسائیت اور حقانیت اسلام ایسے موضوعات پر ابتدا و کام کیا گیا۔ چنانچہ ان موضوعات پر انھوں نے متعدد کتابیں اور رسائل تحریر کیے۔ نیز آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے کیے تاکہ مسلمانوں کے قلوب میں ان کا احترام و عقیدت اور مناظرانہ تابلیت میں ان کا نفوذ و برتری جاگزیں ہو جائے اور ساتھ ساتھ خوارق و کرامات اور کشف و شہود کے

دعویٰ کیے تاکہ جو لوگ لبثا پیر پرست اور مشائخ و بزرگوں کے فلوک حد تک عقیدت مند واقع ہوئے ہیں وہ بھی باآسانی زیرِ دام آسکیں۔ اور پھر ان تمام مراحل کے بعد اس کے ذریعہ جہاد کو فسخ کر یا گیا اور چونکہ احکام الہیہ کی تسبیح صرف نبی کی زبانی معلوم ہو سکتی ہے اس لیے دعویٰ نبوت بھی کر دیا گیا۔ نیز حکومت برطانیہ کی تعریف و توصیف اور اس کی بیدار مغزی اور عدل و انصاف کے اعلانات کرائے گئے اور جس کسی نے اس کی مخالفت کی اسے کافر مرتد قرار دیا گیا۔ لیکن دعویٰ نبوت کے باعث انگریز کا یہ "خود کاشت پودہ" انگریز کے کما حقہ کام نہ آسکا۔ جو فرائض و ذمہ داریاں مرزا غلام احمد قادیانی کا حقہ ادا کر سکا تھا ان کو مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بیگ کے شاگرد رشید جناب احمد رضا خان نے باحسن و جود سرانجام دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ذمہ اصولی طور پر دو کام تھے۔ اولیٰ منہج جہاد اور انگریزی حکومت کی تعریف اور اس کے عدل و انصاف، زحمد لی و بیدار مغزی کی اشاعت کرنا تاکہ عوام کے دلوں سے حکومت برطانیہ کی نفرت و عداوت ختم ہو اور مجاہدین آزادی اور ان تمام لوگوں کو کافرو مرتد قرار دینا اور ان سے باز رہنے کی یقین کرنا جو اس کے اس مشن کے خلاف ہوں (۲) ایسے عقائد و نظریات کی اشاعت کرنا جو صرف قرآن و سنت کے خلاف ہوں بلکہ امت مسلمہ کے تیرہ سو سالہ اجماع سے بھی متصادم ہوں تاکہ اس طرح ملت اسلامیہ اندرونی طور پر باہم گردست و گریباں ہو کر اپنی قوت و طاقت ختم کر ڈالے اور انگریز بہادر آرام کے ساتھ حکومت کرتا رہے اور خود انجناب خیفہ سرکاری وظائف سے اپنے عشرت کدوں میں شمع دستفہد ہوتے رہیں۔

لے ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ملّا ح المبح کراچی۔

یہی دونوں کام بریلی کے بڑے حضرت نے سرانجام دیئے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ  
 پہلے تلخ بھری کی بناء پر ان سے دعویٰ نبوت نہیں کرایا گیا بلکہ ان "بڑے حضرت" نے اپنے  
 مخالف اس طور پر سرانجام دیئے کہ اپنے سنی خفی ہونے اور مخالفین کے وہابی، پھری،  
 دیوبندی، ندوی، رافضی، غیر متعلقہ، کافر مرتد واجب القتل بے دین، ملعون، زندیق اور مصلو  
 کیا کیا ہونے کا زور دار پر و پگینڈہ کیا اور ملت اسلامیہ کے اساطین علم و فضل اور شہسواران  
 میدان سیاست پر دن و باڑے ایسے ایسے الزامات لگائے اور ایسے ایسے غلط بہتان تراشے  
 کہ شرم و حیا سرسٹ کر رہ گئی۔ اس طرح انتہائی چالاک اور عیاری سے انھوں نے پوری امت  
 مسلمہ کو دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا خواہ وہ ارباب علم و فضل ہوں یا صاحبانِ جبر و دستار  
 خواہ وہ میدانِ ادب و صحافت کے شہسوار ہوں یا اقلیم سیاست کے تاجدار۔ اگر ان کے کسی الزام  
 کا دس بار جواب دیا گیا تو انھوں نے ہزار بار اس الزام کو اس طرح دہرایا گو یا اس الزام کا کوئی  
 جواب ہی نہیں دیا گیا۔ ہمارے خیال میں اگر اس فتنہ کی پیدائش کے وقت سے ہی دفاع پر سارا  
 وقت صرف کرنے کی بجائے ان کے اصل مشن کو آشکار کیا جاتا اور ان کے عقائد و نظریات سے  
 پردہ اٹھایا جاتا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نام نہاد ٹیکیداروں نے خدا و رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زور دیا وہ غلام و دروغ سرین و محدثین و فقہاء کی  
 شان میں جو گستاخیاں کی ہیں ان سے عوام کو آگاہ کیا جاتا تو اب تک یہ فتنہ اگر بالکل ختم نہ ہوا ہوتا  
 تو اس کے پچھتے پھوٹنے کے تمام مراقب یقیناً ختم ہو چکے ہوتے۔ لیکن افسوس سارا وقت اپنے  
 اوپر سے الزامات کے دفعہ میں ضائع ہو گیا اور نادان عوام زہریلے پرو پگینڈے کے باعث  
 یہ سمجھنے لگے کہ بریلوی حضرات میں عشق رسول اور اتباع سنت بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور  
 وہی فی الواقع سنی اور اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کے مخالف اول تو بہن اولیاء کرام

(معاذ اللہ) اور گستاخی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (خاک بدین گستاخ) کے باعث دائرۃ اسلام  
 ہی سے خارج ہیں ورنہ کم از کم اہل سنت و جماعت سے خارج ہونا تو یقینی ہی بات ہے۔ مرزا  
 غلام احمد قادیانی اگر اس صورت حال کو دیکھتا تو یہ شعر ضرور پڑھتا۔

ما و مبنون ہم سبق برویم در دیوان عشق اور بصحافت وادارہ کوچ ہارسا شدیم

مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق دوسرے کام کو بریلی کے "بڑے حضرت" نے کس طرح  
 سرانجام دیا۔ اس کی تفصیلات کہ ہم آئندہ کسی فرصت کے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ البتہ  
 پہلا کام مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادیانی کے شاگرد رشید جناب احمد رضا خاں کے  
 ہاتھوں کس طرح بحسن و خوبی انجام پایا۔ اس سلسلہ میں چند باتیں ہم یہاں عرض کرتے ہیں۔

(۱) چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دار و مدار ہندوستان کے دارالخرب ہونے پر تھا جبکہ قوی  
 حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ دم ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) انیسویں صدی کے بالکل آغاز  
 میں دے چکے تھے اور انہی کے قوی کی بنیاد پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے  
 خلیفہ اجل حضرت سید احمد شہید رحمہ دم ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور شاہ صاحب کے حقیقی بھتیجے شاد اسماعیل  
 شہید رحمہ دم ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور داماد مولانا عبدالملک صاحب رحمہ دم ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء) نے  
 برصغیر میں اقامت جہاد کا کام شروع فرما دیا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے ضرورت اس امر کی  
 تھی کہ اس بناء جہاد کو منہدم کر دیا جائے۔ تحریک مجاہدین اور ۸۵ء کی جنگ آزادی کے بعد  
 انگریزوں کو اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہو گیا۔ چنانچہ احمد رضا خاں صاحب رحمہ  
 مٹرنک کر میدان میں آئے اور ۱۲۹۸ھ - ۱۸۰۰ء میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی  
 کے قوی کے بھتیجے قوی دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اور بعد ازاں نصرۃ الابرار مطبوعہ ۱۳۰۶ھ/

۱۸۸۹ء  
 ملے جس وقت شاہ صاحب نے ہندوستان کے دارالخرب ہونے کا قوی دیا تھا اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا جس نے تمام  
 پان صدی بعد اس کا اقتدار ہند پر قائم کر رکھا تھا جبکہ احمد رضا خاں صاحب کے دارالاسلام ہونے کا قوی ہے ہے تھے ۵  
 یہیں تقابلاً وہ از کی است تا بحال وہ منہ

میں موصوف کا جو ترقی شریعت کا انگریز بلکہ کسی بھی ہندو مسلم مشترک جماعت میں شرکت کے جواز کے بارے میں چھپا اس میں بھی یہ تحریر فرمایا۔ "بقرہ فخر اللہ تعالیٰ لے لے اپنے رسالہ اعلام الامام بان ہندوستان دارالاسلام میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں۔" "نعمو الابراہیم" نیز عرفان شریعت صفحہ ۱۱ اور احکام شریعت صفحہ ۲ و غیرہ کتب میں بھی ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ خوب فرمایا ہے علامہ اقبال مرحوم نے

ہا کہ جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت      ناناں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

۱۸۸۵ء میں کانگریس کی بنیاد رکھنے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور کانگریس جماعت آزادی کے نام سے بھی آشنا نہ تھی بلکہ اس کے بزرگ اداہین افراس و قضا میں پرش "ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد و یکجہت کا استوار کرنا" شامل تھی ملاحظہ فرمائیں حیات صفحہ ۲ اور جب اس نے انگریز کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں حقہ لین شروع کرنا تو پھر یہ "بڑے حضرت" اس کے سخت ترین مخالف ہو گئے۔ منہ

لے اسی فتویٰ میں لکھا ہے اور ہندو زمانہ عند تحقیق ان سب احکامات قتل ہندو کے حرم میں مسلمان سے قصاص لینا۔ عیاری میں ہندو کی حیات کو جانا۔ موت کی صورت میں تعزیت کے لیے جانا اور اس کے ساتھ تمام دنیاوی معاملات کا جائز ہونا، گئے ستمی پر، خصوصاً اس معاملہ میں انیس شریک کرنا جس میں رفاہ عام و نفع انام و حفظ حقوق و مراعات حقوق ہر کس میں خفا میں انھیں کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہل وطن کا نفع ہے۔" "نعمو الابراہیم" صفحہ بعض بریلوی حضرات کی جانب سے یکم الامت حضرت ولانا اثر علی خان دہلوی ۱۲۷۲ھ ۱۲۳۱ھ ۱۲۳۱ھ کے رسالہ "تخیر الافواہ" میں الربوئی ہندوستان "کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دیکھئے حضرت تھانوی رحمہ بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے انگریز کا لکینٹ اور فیصلہ خوار ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر حضرت تھانوی کو بھی اسی خبرست میں شامل کر دو جنھیں "دوام فتویٰ" جواباً گنارشی ہے کہ حضرت تھانوی کے نزدیک ہندوستان قطعاً دارالاسلام نہیں ہے بلکہ وہ بھی دوسرے

(بقیہ ماثیہ صفحہ سے آگے)

علامہ دیوبند کے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے ہی قائل اور یہی ان کا اپنا تحقیقی مسلک ہے البتہ اپنے اتہائی حرم راقیاط اور شدت فتویٰ و پریہ نگاری کے باعث ہندوستان میں سووی مسالمت کی اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ کلام مالک (دم ۹، ۱۹، ۱۹۵۷ء) اور نام شافعی (دم ۲۰، ۱۹۱۹ء) اور امام احمد بن حنبل (دم ۲۱، ۱۸۵۵ء) نیز حنفیوں میں سے امام ابو یوسف (دم ۱۸، ۱۹۸۸ء) کے نزدیک سودا گری میں دین و دین کے لیے بھی جائز نہیں ہے صرف امام ابو حنیفہ (دم ۱۵، ۱۹۷۷ء) اور امام محمد رحمہ (دم ۸۹، ۱۸۰۵ء) دارالحرب میں عربی کا فرسے (ذکر مسلمان سے) سودا گری کی اجازت دیتے ہیں۔ سودا گران حضرات کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔

اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ہندوستان میں سودا گری کی قطعاً اجازت نہ دی جائے کیونکہ معاشرہ پاک میں سودا کے بارے میں انتہائی شدید و عید میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سودا کا ایک درجہ مینا مینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ بدتر ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دم ۲۳، ۶۴۲ء) ارشاد فرماتے ہیں ایک چمکے کو فحشے حلال ہوں لیکن دسویں حصہ میں سودا کا شنبہ ہر توہمان و ممال حصوں کو بھی سودا کے خوف سے چھوڑ دیتے ہیں لیکن بایں امر چونکہ بعض حضرات ہندوستان کے دارالحرب ہونے اور اپنے حنفی ہونے کے ناطے سے سودا گری سے احتیاط نہیں کرتے تھے بلکہ مسلمانوں سے بھی سودا لے لیتے تھے جو کہ مذہب حنفی میں بھی جائز نہیں ہے اس لیے حضرت تھانوی رحمہ نے تدقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے اور اپنے تحقیقی مسلک کو ظاہر کر کے پیر و گوں کو سودا سے بچانے کے لیے بنظر احتیاط ہندوستان کو دارالاسلام لکھ دیا اور یہ ایسا ہی ہے۔ میرا کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں "یہ وہ ہے جن کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا تمام دوسرا ہے۔ احکام شریعت ج ۳ صفحہ ۱۵۱۔" رہا حضرت تھانوی رحمہ کا اپنا تحقیقی مسلک ان کی ذیل کی عبارت سے ملاحظہ فرمائیں "شرعی اصطلاح میں دارالحرب کی تعریف یہ ہے کہ جہاں پورا تسلط غیر مسلم ہو۔ تعریف تو یہی ہے۔ آگے جو کچھ فقہانے لکھا ہے وہ امارت میں اور ہندوستان میں غیر مسلم کا پورا تسلط ہونا ظاہر ہے۔" ملفوظات مکالمات اثریہ صفحہ ۱۵۱ میں وجہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب (دم ۱۳۹۶ء ۱۹۷۷ء) جو حضرت تھانوی کے خلیفہ جانا بھی ہیں اور ایسا سٹان سے ہر طرح متفق بھی اپنے فتویٰ میں ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی ہی تصریح فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ہندوستان موجودہ زمانہ میں ہمارے حضرات کے نزدیک دارالحرب ہے۔" امداد المقتبین ج ۲ صفحہ ۲ اگر تھانوی کا مسلک ہوتا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے تو غیر ممکن تھا کہ مفتی صاحب یہ فرماتے کہ ہندوستان ہمارے حضرات کے



نزدیک دارالحرب ہے۔ نیز حضرت تھانویؒ جی تھذیر لانا خوان دالے قول کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے جس  
چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے شفا احمد رضا خاں صاحب (سے) ہندوستان کو دارالاسلام بھیجا ہے اور  
ان کی دلیل دیکھو دروغ و ضعیف جیسی بھی ہے۔ "تھذیر لانا خوان" میں مذکور ہے۔ مخلص اعداد الف و ج ۳ ص ۴۸ اور  
اگر ان کا پناہ مسک یہ ہوتا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور اس کی ثوابت کرنے کے لیے رسالہ مذکور لکھا  
ہو تا تو یہ دل رشا و فراتے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور میں نے اس کا دارالاسلام ہونا تھذیر لانا خوان  
میں بدلائن ثابت کر دیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں کیا جس سے صحت پر مبنی ہے کہ حضرت تھانویؒ نے صرف مسلمانوں  
کو سودے بچانے کے لیے ایک امتیازی تدبیر کے طور پر رسالہ مذکورہ میں ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے  
گویا ان کا مقصد یہ ہے کہ سودے کے معاملہ میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھو جب کہ ان کی کتاب کے نام سے ہی یہ  
بات واضح ہو رہی ہے کہ ان کی کتاب نام ہے "تھذیر لانا خوان" جن لفظوں میں ہندوستان "جس کا مطلب ہے  
پانچ مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں سودی معاملات سے بچانا" اسکے برعکس احمد رضا خاں صاحب کی کتاب  
کا نام ہے "اعلام اعلام بان ہندوستان دارالاسلام" یعنی بڑے بڑے لوگوں (مجاہدین آزاد و غیرہ)  
کو مطلع کرنا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اس نام سے ہی یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ احمد رضا خاں صاحب  
مقصد ملک میں صرف یہ خدمت و زبانی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے، مگر مجاہدین آزاد کی جدوجہد کو  
مستور کیا جائے۔ انہیں سود کی حرمت اور لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش سے کیا غرض؟ انجناب نے  
تو ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے بھی سود کے حلال و طیب ہونے پر ایک کتاب کفیل الفقیہ لکھا  
فی احکام قرطاس الدراہم نامی تصنیف کر کے شائع فرمائی ہے اور اپنی امت کے لیے یہ آسانی کر دی کہ قبضہ  
چاہو سود حاصل کر کے منافق کا ڈیس آقا خیال ہے کہ سود حاصل کرنے کے لیے جب کسی دوسرے شخص کو رقم دو  
تو وہ نوٹوں کی صورت میں ہونی چاہیے اور اس کو دینے وقت یہ دیکھو کہ میں یہ رقم تجھے قرض دے رہا ہوں بلکہ یوں  
کہو کہ یہ نوٹ (شفا سو روپیہ کا نوٹ) میں تیرے ہاتھ آتی زائد رقم (شفا سو سو روپیہ) کے عوض بیچتا ہوں پھر  
وہ شخص جب چاہے اپنا کام سر انجام دینے کے بعد اصل رقم مع زائد (سوا سو روپیہ) پہلے شخص کو دے دے۔  
اب زائد رقم (شفا ۲۵ روپیہ) پہلے شخص کے لیے بالکل حلال و طیب و پاکیزہ ہوگی نصیحت کی کہ اس میں  
شائبہ بھی نہ ہو۔ چنانچہ بریلویوں کے سابق منشی اعظم و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور جناب  
ابوالبرکات سید احمد دم ۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء نے اس کتاب کی اشتمار یا اس الفاظ شائع کیا تھا۔ کفیل الفقیہ۔

(۲) دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خلاف صدرائے اجتماع  
بلند کر رہے تھے، نیز خلافت عثمانیہ کے تحفظ و بقا کی خاطر اپنے حق کو خطرہ ملک بہا دینے  
کے لیے تیار تھے اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۴ھ/۱۹۵۸ء) نے  
مسئلہ خلافت متعلق ایک انتہائی معرکہ آرا اور معقنہ مضمون "مسئلہ خلافت و جزیۃ العرب"  
کے نام سے تحریر فرما کر شائع کیا اور جس میں متعلقہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو بڑی وضاحت اور  
پر زور دلائل کے ساتھ تحریر فرما کر خلافت کی شرعی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا نیز سید پر  
دالے تمام اشکالات کو بحسن و خوبی رفع فرمایا تھا۔ لیکن اگر مزید کسی بھی ایجنٹ اور وظیفہ خواہ

نوٹ کے متعلق جلد مسائل کہ جائز طور پر خاطر خواہ نفع حاصل کروا دے سو نہ ہو۔ نیز گنگوہی اور بریلوی (عبدالحی)  
صاحب بھٹوی کے نوٹوں کا رد ملاحظہ ہو حسام الحقین حزب الاحناف صفحہ آخر۔ منکوں میں تو سود  
سال کے بعد ملتا ہے اور وہ بھی منظر خواہ نہیں بلکہ جتنے فیصد مقرر ہے اتنا ہی ملے گا۔ بریلویوں  
کے جردہویں صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب اپنی امت کے لیے بڑی آسانی فرمادی کہ خواہ  
چند یوم کے لیے ہی ادھار دو لیکن اس پر سود خاطر خواہ بتنا دل چاہے حاصل کر سکتے ہو۔ یہی نظام  
مصطفیٰ کا وہ اثر لیشن ہے جو بریل میں تیار ہوا ہے عیا

بریں عقل و دانش، باید گریست

بہر حال یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آگئی کہ حضرت تھانویؒ کے نزدیک بھی ہندوستان دارالحرب ہی  
ہے اور ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے قائل ہونے کے باوجود وہ مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں  
سود دینے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں اور اس کے بالکل برعکس بریلویوں کے اعلیٰ حضرت اور جود  
صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے کے باوجود جواز سود پر ایک کتاب  
کفیل الفقیہ لکھا ہے فی احکام قرطاس الدراہم نامی لکھ کر شائع فرماتے ہیں اور اس طرح سود لینے کی کھلی چھٹی دیتے  
ہیں۔

بیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا

ان تمام حقائق کے برعکس یہ شرور و غفارت جیلے جانا کہ حضرت تھانویؒ کی تحقیق کے مطابق بھی ہندوستان  
دارالاسلام ہے۔ بریلویوں کی اس مخصوص پالیسی کا مقصد ہے کہ اس قدر جھوٹا لوگوں کو دکھائے کہ سچ بچھنے لگ جائیں۔ نیز

کے لیے ایسے اہم مرتبہ پر خاموش بیٹھے رہنا ایک ممکن تھا۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب نے ایک کتاب دوام العیش فی الاُمۃ من قریش مکہ ماری۔ اور ایک حدیث کا غلط سہارا لے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ خلیفہ المسلمین کا نسب قریشی ہونا ضروری ہے۔ اور غیر قریشی شخص شرعی خلیفہ بن ہی نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس خلافت کو اگر نیکو رہبر سے بچانے کی کوششیں ہو رہی ہیں جب شرعاً اس کا جواز ہی نہیں ہے تو یہ تمام مساعی نہ صرف یہ کہ لاعا حاصل و بیکار ہیں بلکہ نامانوس بھی ہیں۔ اس لیے اول تو حکومت برطانیہ کا ہاتھ بٹاؤ تاکہ وہ ایک غیر شرعی نام نہاد خلافت کو صنفِ ہستی سے باسانی اور جلد سے جلد مٹا سکے ورنہ کم از کم آرام کے ساتھ گھر میں بیٹھو۔ کیونکہ ایک غیر شرعی چیز کی حمایت میں اتنی لمبی چوڑی قربانیاں پیش کرنا اور اپنا جانی و مالی نقصان کرتے ہوئے حکومت برطانیہ سے ٹکرینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ کے علاوہ اور کیا حاصل ہو گا۔ اتنا افسوسناک ایسا راجعون۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا۔

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پر رضا مند      تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

(۳) ہندوستان میں جہاد آزادی کے بارے میں احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔

”مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں“ نیز ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے (جہاد) سنی ہی ہم اور سپہیان کرچکے کہ بنصرہ قرآنِ عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد پر پا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ نہیں۔ اس عبارت کو دوبارہ پھر بخیر پڑھئے فرماتے ہیں جہاد آزادی کو واجب بتانے والا مسلمانوں کا غیر خواہ نہیں بلکہ حکم کھلا بدخواہ ہے

لے دوام العیش فی الاُمۃ من قریش مکہ  
لے الحجۃ المکرمۃ فی آیت الممتحنۃ ۹۵

اور بریلوی حضرات سے دریافت فرمائیے کہ جہاد آزادی کے سلسلہ میں جناب کی یہی خدمات ہیں جن کی بنیاد پر آج اپنے آپ کو جہاد آزادی کا علمبردار قرار دیا جاتا ہے۔ کیس ہے یہی بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

بریلویوں کے منتفی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب ہندوستان کے حالات کا ایک من گھڑت نقشہ پیش کرنے کے بعد یوں گوہر فرماتے ہیں: ”ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسنا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے۔“

اس سادگی پر کون نرم جانے لے خدا      رٹتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں  
اور جبکہ وہ (جہاد) ان نشاناتِ قبائح پر مشتمل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز حکمِ شرع نہیں۔  
شرعیات پر افتراء اور زیادت ہے جو آج اسے حکمِ الہی دامر حضرت رسالتِ نبویؐ ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔“

بریلوی حضرات سے سروسٹ ہم صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء میں پاکستان کے اندر چلنے والی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کو آپ حضرات جہاد قرار دیتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کی نظروں میں یہ تحریک جہاد کا حکم رکھتی ہے تو کیا مذکورہ بالا شعر ان حالات میں صادق نہ آتا تھا؟ کیا مسلمان عوام بالکل نیتے اور غیر مسلح اور برسرِ اقتدار فرتق ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح نہ تھا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ تحریک نظامِ مصطفیٰ تو جہاد کہلائے اور متحدہ ہندوستان میں چلنے والی تحریکاتِ آزادی بقول آپ کے حرام حرام حرام قرار پائیں؟ اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ چونکہ آپ کے بعض حضرات بھی

لے طرق الہدی والا رشاد الی احکام الامارۃ ولجہاد ص ۳۱

اس تحریک میں دو گروہوں کے نام ملے، شامل تھے اس لیے یہ تحریک نظام مصطفیٰ جہاد قرار پائی تاکہ اپنے آپ کو جہاد قرار دے سکیں اور متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریکات میں آپ کی شریعت نامی اس لیے وہ عوام مرام مرام قرار دے دی گئیں۔ اور اگر یہ تحریک نظام مصطفیٰ بھی جہاد نامی تو پھر آپ حضرات نے مسلمان عوام کو کیوں عوام موت مروا یا (نور اللہ) عبدالمکرم شریعت صاحب احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں "نصاری کی حکومت میں جہاد تو ممکن نہیں تھا ہاتھ میں تلم تھا اسی سے شمشیر و سنان کا کام لیا۔ ایک دوسرے بزرگ موصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں "یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اب تلوار نہیں رہی تو خدا کے تعالیٰ نے دبی کاٹ پھاٹ ان کے تلم کہ عطا فرمادی ہے۔" آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تلمی و سانی جہاد انگریزی حکومت کے خلاف قطعاً نہ تھا۔ بلکہ یہ تلمی و سانی جہاد جن لوگوں کے خلاف تھا

اسلام ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ان کے گھر کی ایک شہادت پیش کر دی جائے۔ سید مؤمنانہ گجراتی نے جو کہ جمیعت علماء پاکستان کے اولیٰ نائب صدر ہیں جمیعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل جلیل الرحمن نیازی صاحب کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں جمیعت کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس طلب کرتے ہوئے نرانی صاحب پر الزام لگایا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گذشتہ دو برس کی آمرانہ روش سے پارٹی کے وقار کو سخت دھچکا لگا ہے۔ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی حمایت میں مولانا نورانی کا گھر کا طرز عمل اور پاکستان دشمن عناصر کے ساتھ اتحاد و کربلا اہل سنت کے خلاف سازشیں اور انھوں نے ایسا اقدام پر دینی طاقتوں اور اہل سنت دشمن عناصر کے اشارے پر کیا۔ . . . . انھوں نے خط میں الزام لگایا کہ قومی اتحاد کے اجلاسوں میں میاں نرانی نظام مصطفیٰ کے مطالبہ سے گریز کرتے رہے۔ انھوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ اور سید محمد شاہ آف چین کی ایک سازش کے تحت جمیعت سے الگ کیا گیا اور تقاضوں کے باوجود جاری رقم کا حساب نہیں دیا۔ اس طرح انھوں نے لاکھوں روپے خرچ کر دیے اور پنجابی اور ہندوستانی میں نفی پیدا کی۔ روزنامہ مشرق ۲۶ ستمبر ۱۹۸۱ء

کچھ گھر کا بھیدی لٹکا ڈھانے۔ منہ

کے خالص الاعتقاد و

ان کی تفصیل احمد رضا خان صاحب کی زبانی معلوم کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں (جہاد) سانی کر زبان و تلم سے رد۔ وہ ابھی سن چکے کہ ایسوں ہی پر سب اہم و اکمل۔ بحمد اللہ تعالیٰ خدا دین شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے۔ وہابیہ۔ نیا چروہ۔ دیوبندیہ۔ قادریانہ۔ روانض۔ غیر تقلیدین۔ ندویہ۔ آریہ۔ نصاریٰ وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا عبدالباری فزنگی علی مولانا عبدالجبار بدایونی وغیرہ سے بھی برسر پیکار ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ تلم و لسان کے ذریعہ جہاد کا دعویٰ بھی صرف کتنے کی باتیں ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کا ایک حربہ ورنہ ان بزرگوں سے پوچھ دیجئے کہ احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت منوی کی طرف سے حکومت برطانیہ کے خلاف کتنے رسائل اور کتابیں تحریر کی گئیں؟ اور قوم میں آزادی کا جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لیے کتنا تلمی جہاد کیا گیا؟ حکومت کے خلاف کتنے جلسے کیے گئے؟ اور کتنے جلوس نکالے گئے؟ اور اس سلسلہ میں آنے والے کتنے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا گیا؟ بلکہ احمد رضا خان صاحب اپنی اس عبارت سے واضح کر دیا ہے کہ ان کا تلمی جہاد صرف مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان میں انتراق و انتشار پیدا کرنے اور عوام کو مجاہدین آزادی سے برگشتہ کرنے کے لیے تھا اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان کو کا فر قرار دینے کا نام رکھ دیا جہاد! احمد رضا خان صاحب کی اسی روش پر قبائل مرحوم نے فرمایا ہے

دین حق از کافری رسوا تر است      زانکہ ظنونین کافر گراست  
کم نگاہ و کو رزوق و ہرزہ گرد      ملت از قاتل و قویش فرد فرد

سہ الحجۃ الثانیۃ ۱۴۰۵ھ

دین کا فرض کرو تہ بھر جہاد دین تلافی بسبیل اللہ نہاد  
یاد رہے کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت کے علاوہ کسی اور مکتب نے اگر راست  
اور ان کے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ قطعاً نہیں لگایا بہر حال اس طرح سے یہ بریلوی پارٹی  
انگریز کی پالیسی، لڑاؤ اور حکومت کرو، کو عملی جامہ پہنانے میں حکومت برطانیہ کی مکمل طور پر  
آلہ کار بنی ہوئی تھی۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فتویٰ تیسخ جہاد اور  
احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت معنویہ کے ہندوستان سے عملاً جہاد کو ختم کر  
دینے کے فتوؤں میں کیا فرق ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض قوم میں جہاد کی  
سکت نہ بھی ہوتی تو بھی اسے حکم دیا جاتا کہ وہ جہاد کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے  
اور قرآن پاک کی یہ آیت ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ۖ الْأُيُوه  
کفار سے جہاد کے لیے حتی الامکان تیاری کرو“ قوم کے سامنے پیش کی جاتی نہ کہ  
جو لوگ انگریز کے خلاف برسرِ پیکار تھے ان کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی  
کی جاتیں اور جہاد کے حرام حرام ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا۔ لیکن جس کا  
نصیب اعلیٰ ہی قوم میں جمود پیدا کرنا اور روح جہاد کو ختم کرنا ہو وہ اپنے فرائض  
منصیبہ سے کیسے دست کش ہو سکتا ہے؟ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے دونوں  
ہی کے نظریات پر تنقید فرمائی اور عوام کو بروقت دونوں فتنوں سے آگاہ فرما کر  
ان سے بچنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اول الذکر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وہ نبوت ہے مسلمان کیلئے برگِ خشیش جس نبوت میں نہیں قوتِ شوکت کا پیام  
اور آخر الذکر کے نظریہ پر یوں تنقید فرمائی۔

سے بریلویوں کی تکفیر کے کٹھے مکمل طور پر معلوم کرنے کے لیے کتاب بھیجی۔ انسانے ضرور ملاحظہ فرمائیں

۱۔ فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ مسلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کا رگر!  
ہم پر چلتے ہیں شیخ کیسا نواز سے مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی شُر  
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر  
شیخ کیسا نواز کے بارے میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مقصود ہے ان اللہ کے بندوں کا گناہ ایک ہر ایک ہے گزشتہ معافی میں یگانہ  
بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رزم آہو باقی نہ رہے شیر کی شیریں کا فساد  
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پر رضامند تاویل مسائل کو نالتے ہیں بہانہ  
بریلویوں کے استدلال لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ”کو رو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔  
۲۔ کافر ہے تو شمشیر کتا ہے بھروسا مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی  
(۴) جب ترکوں کے لیے پورے ہندوستان میں چندہ اٹھا کیا جانے لگا تو ان حضرات  
نے اس کی مخالفت بھی عجیب انداز سے کی۔ کیونکہ کھل کر نہ ترکوں کے خلاف کچھ کہا جا  
سکتا تھا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا جاسکتا تھا کہ ترکوں کے لیے چندہ دینا حرام ہے اس لیے  
یہ شور مچانا شروع کیا کہ جو چندہ ترکوں کے لیے جمع کیا جاتا ہے وہ ترکوں تک نہیں  
پہنچتا بلکہ اس کا بہت سا حصہ لیڈرانِ کرام خود مخم کر جاتے ہیں تاکہ عوام الناس  
کا رکھوں اور راہنماؤں سے بدظن ہو کر چندہ دینا ترک کر دیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے  
”غریب مسلمانوں کی محنت لکھو کھا رو پیہ سخت بے دردی سے بے عمل اور بے جا صرف کیا۔  
بہت سے کارکنوں کو اپنا آئو سپیدھا کرنے اور ہاتھ رنگنے کا نادر موقعہ دیا۔“

۱۔ تنظیم حکم قرآن کریم مطبوعہ ضیاء القنادیل ملتان شائع کردہ انجمن حزب الامانات ہند ماہر۔



بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ ”غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی محنت جاکا ہی سے کمایا اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لیے دیا اس پر اس بیدردی سے چکی چلائیں اللہ! خود احمد رضا خان صاحب ارقام فرماتے ہیں ”غریب نادار مسلمانوں کی کمائی کا ہزار ہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جا رہا ہے اور جائے گا اور محض بے کار و نامراد جا رہا ہے اور جائے گا۔ ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر و سیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ و اقامت کے پلاؤ و قورے سیدھے ہو گئے اور ہوں گے“ اور احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور منظر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی صاحب یوں گویا ہر افشانی فرماتے ہیں ”تنبیہ، تنبیہ، تنبیہ۔ مسلمانو! ترکوں کی حمایت، اماکن مقدسہ کی حفاظت، سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لا کھوں روپیہ کا چندہ ہا تھا آئے۔ مولانا رضی الحسن چاند پوری نے اس اہم موقع پر احمد رضا خان صاحب کو ایک خط لکھا تھا۔ تفصیل خود انہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔“ ہم نے خان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت اسلام پر جو وقت ہے۔ آیا آپ ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر نیت مابت کر دیں کہ مسلمان ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا واپسی کا رڈ بھی ہمیں۔ جواب نہ دار۔ ہمارے ساتھ مل کر چندہ نہ کرے

خود ہی چکرتے وہ بھی معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا۔ بلکہ اذیتا جب چندہ ترک مجردوں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ ”غریب کر اس سے کیا تعلق؟“ مولانا چاند پوری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”واقعی غریب کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ڈولانا سب پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ہے۔۔۔۔۔ ناظرین! کہاں تو مصنوعی فعل مبارک کی کہ وہ تعظیم کہ کئے دکتے ہزاروں کا چندہ یار کے گھر کے شامیانے کے لیے ہوا اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں رہنمائی۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ کہاں تو کفر اہل اسلام کے لیے سفر عرب ہوا اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ کی بھی کوشش اور سعی تبلیغ نہ ہو نہ دوسے کے خلاف جھوٹے رسالے سو سے زیادہ لکھ کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیے۔ بقول اپنے من میاں مطہر حضرت دیوبند کی مخالفت میں، ۲ برس تک رسائل شائع کیے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی امداد میں کئے سطر لکھ کر مطبع شریف کے سائل اور اشتہارات شائع ہو گئے؟

یغور ملاحظہ فرمائیے یہ ہیں ان لوگوں کے اصلی ضد و حال جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا شرکت غیر سے واحد ٹھیکیدار ہونے کے مدعی ہیں اور اپنے ماسوا تمام لوگوں کو گستاخ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کافر مرتد واجب القتل قرار دیتے نہیں تھکتے۔ ۱۵

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا فرد جو چاہے آپکے حسن کرشمہ ساز کرے

(۵) برطانیہ اور ترکوں کی جنگ میں برطانیہ کے خلاف کچھ لکھنا تو درکنار ساری کوشش اسی بات کی رہی کہ کسی مذہبی طرح ترکوں کو ہی مرد و الزام ٹھہرا دیا جائے اور مسلمان یاس و توفیقیت کا شکار ہو کر میٹھریں۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک صاحب کے خط کے جواب میں رقمطراز ہیں: "ترکوں کی اس نازہ تبدیل روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی" اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ "مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی وہ وقت نہیں آیا... بہر حال بندگان بچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے؟..... کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں "حالانکہ حقیقت یہ دین سے آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم" اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی دم ۳۶/۱۳۸۸ء ترکوں کو مجرم اور غدار قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں یہ ترک کی کوہ روز بد کیوں دیکھنا پڑا۔ مقدر ایسا ہی تھا مگر عالم اسباب میں اس کے لیے اسباب ہیں۔ سب سے بڑا سبب جو اصل ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو کہیں کسی معاملہ میں کوئی ناکامی ہو اس سبب کی

علت ہے وہ احکام اسلام سے علیحدگی ہے..... اگر ترک سلطنت کی اعانت کرنا ہے تو واقعی اعانت جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ یہ اسباب رفع کیے جائیں۔ کیا اس مقصد کے لیے مسلمانوں کا کوئی وفد قسطنطنیہ پہنچا جو ترکوں میں اسلامی ہمدردی پیدا کرنے اور فداکاری سے تائب ہونے کی کوششیں کرتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی وفد جناب کے ذہنی مقصد کی خاطر قسطنطنیہ نہیں گیا تھا تو پھر جناب کی "جامعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ" نے کیوں نہ بھیجا؟ یا صرف باتیں ہی بنانا مقصود ہے اور دوسروں کے راستے میں صرف روٹے اٹکانا ہی جناب کا نصب العین ہے؟ اس کے بعد مسلمانوں کو مایوسی اور عالم اسباب میں ہر قسم کے چارہ کار سے ان کو دستبردار کرنے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں "حقیقتہ الامریہ ہے کہ شہادت الہیہ کے سامنے تمام تدابیر بیچ ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے لَعَنَ مَنْ تَشَاءُ وَتَذِلْ مَنْ تَشَاءُ جس کو وہ ذلیل و خوار کرے تمام عالم ایک شتمہ اس کی ذلت کم نہیں کر سکتا جس کو وہ غلبہ دے کوئی اس کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا اِنَّ الْحُكْمَ اِلٰی اللّٰهِ سلطنت ترک عاجز و کمزور ہو سکتی ہے۔ بادشاہ اسلام کا اقتدار خفا ہو سکتا ہے..... مگر فرمان الہی کے نفاذ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی؟ اس کے بعد ان تمام مصائب و آلام کا حل استغفار، دعا، الحاج و زاری اور مناجات سحر وغیرہ کو قرار دیا ہے۔ دعاؤں کی تاثیر کا انکار نہیں مگر عالم اسباب میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر میٹھ رہنا اور صرف دعاؤں سے حل مشکلات کی توقع رکھنا خود فریبی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ علامہ اقبال مرحوم نے ان

بزرگوں کی اسی قسم کی باتوں پر ارشاد فرمایا ہے

کر سکتی ہے بے مرکز جینے کی تلافی لے کر ہر مہم تیری مناجات سحر کی؟  
 ممکن نہیں تخلیق خودی عاقبتوں سے اس شعلہ فم خوردہ سے ٹوٹے کاٹھن کیا؟

نیز بریلویوں کے اس قسم کے نظریات و خیالات پر تنقید کرتے ہوئے ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

ایسی کوئی دنیا نہیں الٹا کر کے نیچے بے مرکز ہاتھ کے جہاں تخت جم و کئے

(۶) ۱۳۲۸ھ/۱۹۲۰ء میں جب کانگریس اور خلافت کمیٹی نے ترک موالات کا فیصلہ کیا اور اسی ہفتہ مسلم لیگ نے بھی ناگپور کے اجلاس کے اندر ترک موالات کی قرارداد پاس کر کے کانگریس اور خلافت کمیٹی کی تائید کر دی تھی۔ اسی طرح متفقہ طور پر انگریزوں کا بائیکاٹ شروع ہوا۔ اس وقت بھی احمد رضا خان صاحب اپنے آقا یاں ولی نعمت کی امداد کو بروقت پہنچے چنانچہ بقول مرحوم

کرتے تھے غلاموں کو غلامی پر رشتا مند تاویل مسائل کو بناتے میں بہانہ

اس موقع پر یہ بہانہ تراشا کہ شریعت میں کفار سے موالات (دول سے دوستی رکھنا) منع ہے معاملات سے ہرگز منع نہیں ہیں اس لیے شرعی طور پر انگریزوں سے لین دین، خرید و فروخت اور دیگر تمام معاملات بلا روک ٹوک کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا انگریزوں سے ترک معاملات کا حکم دینے والے لیڈران کرام غلط اقدام کر رہے ہیں۔ چنانچہ مناجات فرماتے ہیں یہ بڑی اہم ردی یہ نکالی ہے کہ ریپک مال کا بائیکاٹ ہمیں اسے پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔ پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا؟ اور وہ بھی تو کیا نائدہ؟ کہ وہ سو کر کیسوں اس دس گن ضرر پہنچا سکتے ہیں۔

۱۵ ۱۵ حیات صدر الافاضل

اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی ارشاد فرماتے ہیں ترک تعاون کا یہ مطلب ہے کہ اس نظام کو مختل کر کے تمدن خراب کیا جائے۔ ایک انگریز فرانسس ہین احمد رضا خان صاحب کے بارے میں رقمطراز ہے۔ "ان کا معمول کا طریق کار حکومت کی حمایت تھی اور جنگ عظیم اول اور تحریک خلافت میں انہوں نے مسلسل حکومت کی حمایت جاری رکھی اور ۱۹۲۱ء میں بریلی میں ترک موالات کے مخالفت علماء کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ ان کا عوام پر غلط خواہ اثر تھا لیکن مسلمانوں کے پٹھے کھٹے کی حمایت حاصل نہ تھی۔ حالانکہ علامہ اقبال مرحوم تحریک ترک موالات کی عظمت و اہمیت کے بہت زیادہ قائل تھے چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید رکھتے ہیں "علامہ تحریک ترک موالات کو کتنی اہمیت دیتے تھے؟ اس سلسلہ میں ۱۹۲۲ء کا یہ مکتوب ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

"ہندوستان میں بظاہر مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے بعد امن و سکون ہے مگر قلوب کا بوجھان حیرت انگیز ہے۔ اتنے عرصہ میں اتنا انقلاب تاریخ ام میں بے نظیر ہے۔ ہم لوگ جو انقلاب سے خود متاثر ہونے والے ہیں اس کی عظمت اور اہمیت کو اس قدر محسوس نہیں کرتے آئندہ نسلیں اس کی تاریخ پڑھ کر حیرت میں ڈوب جائیں گی۔"

ہندو اور مسلم دونوں طبقوں میں انگریز کے اشارہ اور پر زور پانچنے والے کچھ لوگ موجود تھے جو دونوں فریقوں میں طوائف جھگڑا پیدا کر کے انگریز کی حکومت کو دوام ورنہ

۱۵ حیات صدر الافاضل ۱۵ سپرٹرم انگلینڈ میں ۱۵ کیمرج یونیورسٹی پریس ۱۹۶۴ء  
 بجواز اقبال کے ممدوح علامہ ۱۵ مرگشت اقبال ۱۵

کم از کم طول بخشتے تھے اور اسی قسم کے لوگ برطانیہ کی پالیسی "لٹاؤ اور حکومت کرو" کو عملی جامہ پہنانے میں اس کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ چونکہ مسلمانوں میں اس تماش کے لوگوں میں احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت منور سبک پیش پیش تھی اس لیے اس موقع پر ترک موالات اور بائیکاٹ کی تحریک کا رخ انگریزوں کی جانب سے موڑ کر ہندوؤں کی طرف پھیرنے میں ان حضرات نے بڑی کدوکاوشش کا مظاہرہ کیا۔ پہلے تو کہا گیا کہ یہی ترک موالات و بائیکاٹ ہندوؤں سے بھی ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی زمرہ کفار میں شامل ہیں۔ اور جب حامیان ترک موالات نے جواباً سورہ متحنہ کی آیت ۵۹ کو پیش کیا جس میں صرف برسر پیکار کفار سے بائیکاٹ کا حکم ہے اور دیگر کفار (غیر محارب) سے برتر و احسان کی اجازت دی گئی ہے تو احمد رضا خان صاحب نے ایک کتاب "المجتمۃ المؤمنۃ فی آیۃ المتحنۃ" تالیف فرمادی اور اس میں لکھا کہ آیت ذمہوں کے بارے میں ہے جبکہ ہندو ذمی نہیں بلکہ حر ہیں لہذا ان کا بھی بائیکاٹ ہونا چاہیے اور یہ یاد نہ رہا کہ اس سے پیشتر وہ خود ہندوستان کے ہندوؤں کے ذمی ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں ان کے فتویٰ کی عبارت ملاحظہ ہو "اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے کہ ہندو زمانہ اہل ذمہ ہیں انھیں کافر حر ہی نہیں کہہ سکتے و تمام تحقیقہ فی فتاویٰ الملقبۃ بالعطا یا النبیۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ اور ظاہر ہے کہ شرع معطل نے معاملات دینویہ میں اہل ذمہ کو ہمارے معاملہ رکھا ہے۔ بہر حال اب احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ بدل چکا تھا کیونکہ ترک موالات کے وقت کی کانگریس وہ کانگریس نہ تھی جو ۸۸ء میں ایک انگریز کے ہاتھوں قائم ہوئی تھی اور جس کے اولین اغراض و مقاصد میں انگلستان اور ہندوستان کے درمیان اتحاد و

یگانگت پیدا کرنا بھی شامل تھا جبکہ ۱۹۲۰ء کی کانگریس ہندوستان سے انگریز کو زنج و کین سمیت اکھاڑ کر پھینک دینا چاہتی تھی اس لیے احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ کے بدل جانے میں کوئی اچھیجیے کی بات نہیں ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے جدید فتویٰ میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا کہ ہندو بھی حر ہیں اور انگریز بھی حر ہیں بلکہ ہندو کو انگریز سے زیادہ بدتر ثابت کرنے کی کوششیں کی گئیں چنانچہ بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی ارشاد فرماتے ہیں "ہندو تو شرک و بت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں۔ . . . . ہندو نہ تو غیر محارب ہیں نہ ذمی بلکہ وہ اہل کتاب (انگریزوں) سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے موالات درکنار برتر و احسان بھی جائز نہیں"۔ بہر حال مقصد واضح ہے کہ ہندو چونکہ انگریز سے زیادہ بدتر کفار ہیں اس لیے ترک موالات کی تحریک ان کے خلاف چلنی چاہیے۔ خدا را انصاف سے بیان فرمائیے کہ انگریز سے وفاداری اور آڑے وقت میں اس کی امداد و اعانت کی اس سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ بات خاص طور پر یاد رہنی چاہیے کہ ہندو مسلم فسادات کے تمام اہم واقعات ۱۹۲۱ء کے بعد کے ہیں جبکہ ترک موالات ۱۹۲۰ء میں شروع کی گئی تھی۔ اس لیے بعد کے واقعات کو آج کل بہانہ بنا کر اپنی انگریز دوستی اور برطانیہ نوازی کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ علامہ اقبال مرحوم ایسے ہی لوگوں کے ہمارے ہیں فرماتے ہیں ۔

یورپ کی غلامی پر رضا مند ہوا تو مجھ کو تو لگے تجھ سے ہے یورپ نہیں ہے

(۷) برٹش حکومت سے مقابلہ اور اس کے مخالفین کی امداد و اعانت کو بھی بریلوی



پارٹی پسند نہ کرتی تھی۔ اور ابھی طعن کر کے جیلوں میں جانا بھی ان پر انتہائی شاق گذرتا تھا بلکہ اس کو فساد فی الارض (بغاوت) سے تعبیر کرتے تھے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ جہاد آزادی میں ان تمام مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ بریلویوں کے مفتی اعظم اور احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

”کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیز اور قیمتی جائیں مفت ضائع ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور فتنہ، اور اس سے زائد فساد فی الارض کیا ہوگا؟“ اور بریلویوں کے صدر نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں۔ ”بے شک سلطان اسلام اور سلطنت اسلامیہ کی اعانت فرض ہے۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ میں ڈالنا بھی جائز نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار و آرمین ملک داری سے خوب واقف ہے اور تم انتہا درجہ کے کمزور، کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت اندیشی سے دور ہے۔“ یہی بزرگ ایک اور جگہ رقمطراز ہیں۔ ”یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں نہ اس سے سلطنت اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔“ ایک مولوی صاحب قسمت کے ماسے ہوئے کہیں گرفتار ہو گئے تو بریلویوں کے صدر الافاضل نے جس طرح ان کی حوصلہ افزائی فرمائی وہ بھی قابل داد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ”اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا سید محمد فاخر صاحب نے اپنے جذبات کی صداقت ثابت کر دی لیکن میں ان کے اس طرز عمل سے متفق نہیں۔“

لے طریق اہدی والا ارشاد حضرت علامہ حیات صدر الافاضل علامہ حیات صدر الافاضل علامہ

ایک عالم کجیل میں جانے سے مسلمان اس کے علوم سے محروم ہو گئے اس کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوا۔ ”اگر بریلی حکومت کے طاقتور ہونے اور مسلمانوں کے کمزور ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ کر مسلمانوں کو بزدل اور ڈرپوک بنانے والے نام نہاد عاشقانِ سولہ علامہ اقبال مرحوم کے ان اشعار کو بغور دیکھیں اور پھر اپنے گھناؤنے طرز عمل کا مشاہدہ کریں۔“

افسوس صد فکس کشا ہیں نہ بناتو دیکھے تیری کچھ نے فطرت کے اشارت  
تقدیر قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے بے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاہات  
ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں

گراؤ غلاموں کا ہو سوزِ یقیں سے کج شک و فہم کی کشا ہیں سے لڑاؤ  
(۸) انگریز کی سیاسی خدمات سر انجام دینا اور اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان کرنا بھی بریلوی بزرگوں کے مقدس مشن میں داخل ہے چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے سوانح نگار آپ کے پردادا حافظ کاظم علی خان صاحب کے بارے میں رقمطراز ہیں ”مولوی احمد رضا خان کے پردادا حافظ کاظم علی خان بریلوی نے انگریزی حکومت کی پولیٹیکل خدمات انجام دیں۔“ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز کی ایجنٹی اور کامرانی سی احمد رضا خان صاحب کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ ملی ہے۔ اور انگریز سے خفیہ تعلقات کی بناء پر جو کہ اس کی سیاسی خدمات سر انجام دینے کے باعث پیدا ہو گئے تھے اس خاندان کو ۸۵ء کی جنگ آزادی وغیرہ کے زمانہ میں بھی اپنی جان و مال کا کبھی خطرہ محسوس ہوا اور نہ ہی احمد رضا خان صاحب کے خاندان کو کسی قسم کے اندیشہ کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ ان کے

لے حیات صدر الافاضل علامہ حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مظہر الدین بہاری سے سجاد اقبال کے مدح و ثناء

ایک سوانح نگار رقمطراز ہیں "مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا رضا علی خاں صاحب داحمد رضا خان صاحب کے دادا اس زمانہ میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں قیام فرماتے تھے شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔ اگر نیک خدمات کے ذیل میں ہی اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان کرنا اور ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دینا بھی داخل ہے۔ چنانچہ حجاز مقدس کے گورنر شریف مکہ نے انگریزوں سے مل کر ترک حکومت سے جو فدا رسی کی اور ترکوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے اس کی تفصیلات تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ اسی "شریف مکہ" گورنر حجاز کے پاسے میں علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر زبان زد خلافت ہے۔

سہ پہنچا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ خاکِ غل میں مل رہا ہے ترکانِ سخت

ایسے فدا رکٹ ملت کی صفائی بیان کرنے کے لیے احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ایک کتاب "حجت و اسرار" نامی تالیف فرمائی جس کے سرورق پر یہ الفاظ درج ہیں "حضرت شریف بزرگ فی شرف پر سے فرقہ گاندھویہ کے تمام جھوٹے الزاموں اور غلیظ طعنوں کا قلع قمع کر دینے والا" اسی کتاب میں شریف کی صفائی بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے "کسی مسلمان کی فتن کی طرف نسبت بے ثبوت صحیح شرعی جائز نہیں۔ بعض کذابوں، مگر اہوں، فاسقوں، ناجوروں، گاندھی کے پیروں لیڈروں کی بے سر و پا خبروں پر اعتماد اور ان کا اعتبار جائز نہیں" چونکہ "شریف مکہ" نسبتاً سید تھا اس لیے فرماتے ہیں کہ اس کی توہین کرنے سے کافر ہوجاؤ گے۔

لے سوانح حضرت منیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجت و اسرار و جواب الحجۃ العاصرۃ

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "کیا کتب نقد میں یہ نہیں کرتے توہین اشراف و سادات کرام (کفر ہے) اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شریف نے معنی بے وجہ ترکوں کو دھار مقدس سے نکالا اور اپنے آپ حاکم بن بیٹھے اور انگریزوں سے ساز باز کر لیا تو اس پر یہ کہنا کہ انھوں نے اپنی آخرت کو برباد کر دیا کیسا ستم ہے؟ کیا ترکوں کو نکال دینا کفر ہے؟ اور معاذ اللہ یہ گاندھویہ کے طور پر کفر بھی ہو کر کیا تو بے کار ووازہ بھی شریف پر بند ہو گیا! ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے "شریف کی ظلم رانی سخت کذابوں مگر اہوں یا نامعتبر مجاہدین کی زبانی ہے" نیز اس فدا رکٹ ملک و ملت کا نام ان القاب کے ساتھ لیا جاتا ہے "حضرت شریف عزیز مکہ مجتہدہ قد امنت معالیہ و بکورت گشت آیاتہ و کمالیہ" ترکوں کی خلافت سے تو انکار ہے مگر انگریزوں کے اشاروں پر نہا چنے والے ملک و ملت کے فدا رکٹ کی حکومت کو خلافت قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارقام فرماتے ہیں "اس داخبار میں شریف مکہ کے خلافت بیان دینے والے کا اصلی مقصد اس ساری سسی باطل اور کدکشی حاصل سے یہ ہے کہ شریف کی خلافت کو کوئی قوت نہ پہنچ جائے" یہ ہیں بریلویوں کے مفتی اعظم ہند جنھوں نے انگریز کا حتی نمک بخوبی ادا کر دیا۔ جس پارٹی اور جماعت کے "چودہویں صدی کے مجدد" اور صدر الافاضل اور مفتی اعظم وغیرہ ایسے ایسے حضرات ہوں گے ان کی ٹی غیرت و حمیت کا کیا پوچھنا؟ ان لوگوں کو تو صرف اپنے خفیہ وظائف و مراعات سے غرض ہے رہا اسلام اور مسلمانوں کا معاملہ میں تو وہ جائے بھاڑ میں۔ کاشش کوئی صاحب علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر ان کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

لے حجت و اسرار و جواب الحجۃ العاصرۃ



پنجاب کے ۲۰ سے زائد سرکردہ اور چوٹی کے نام نہاد بریلوی پیروں کے دستخط ثبت ہیں۔  
یہی وہ سپاسنامہ ہے جسے دیکھ کر جناب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب  
بخاری رم ۱۲۸۱ھ / ۱۹۶۱ء بے حد مغموم ہوئے اور پھر تین دن تک ملتان کے باغ  
پہنگے خان میں اس سپاسنامہ کے غلات تقریر کرتے رہے۔ اپنے اپنی تقریر کے  
دوران پیرانِ عظام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اے پیرانِ طریقت! یہ  
سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے اپنے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم، ان کے  
اصول، ان کی روحانی زندگی پر وہ کالک مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ  
نہیں دھویا جاسکتا اور نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے۔ اگر میں ابنِ سعود کی حمایت  
کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مؤمن؟ تم نفع بغداد پر چرغاں کر دو  
مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم! تمہارے تعویذ، تمہاری دعائیں  
کافر انگریز کی فتح کی آرزو مند رہیں۔ میں سلطنتِ برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے پر رہا۔  
تم نے انسانوں سے زیادہ کتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔  
تمہاری قبائیں نوینِ مسلم سے واقفدار ہیں۔ اے دم بریدہ سگانِ برطانیہ! صومرا اسرائیل کا  
انتظار کرو کہ تمہاری فردِ مجرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامہ اعمال کو نہایت  
کے آئینہ میں دیکھ سکو۔ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار  
ہے تمہاری دستار کے تیرے تیرے ہزاروں پاپ بمنہ ملتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو  
مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے۔ وقت کا انتظار کرو کہ تمہارا  
تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو سرخ کر دے اور تمہارا زہد و تہوہ  
ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے۔"

پھر حضرت شاہ بھی مرحوم نے باغ پہنگے خان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔  
"اس باغ کے گل بوٹے گواہ رہیں کہ میں نے ۲ دن کی مسلسل تقریروں سے  
باغیانِ قوم و وطن کے فریب کے نبی نوع انسان کو آگاہ کر دیا۔ باغ کی روشنیوں  
میری گفتگو کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیں شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات  
کے لیے ان سے طلب کروں۔ اے بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکوں! شہادت  
دینا کہ میں نے اہلِ ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشان دہی  
کر دی ہے۔"

ایسے ہی پنجاب کے نام نہاد پیرزادوں سے خطاب کرتے ہوئے اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ  
میں حضرت مجددِ ملت ثانیؒ کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں سے یہ آواز آئی کہ  
آئی یہ صد سلسلہ فقر ہوا بند ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب بیزار  
عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہِ برحق میں پیدا کئے فقر سے ہر طرف دستار  
باقی کلا فقر سے تھا ولولہ حق طوں نے چڑھا یا نشہِ خدمتِ مرکا  
بہر حال یہ ہے بریلویوں کے "امام اہل سنت و مجددِ ملت حاضرہ" اور ان کی امت کا  
درخشاں و تابناک ماضی جس کے بل بوتے پر وہ آج تحریکِ آزادی کا نہ صرف کارکن بلکہ  
قائد ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن علامہ اقبال مرحوم کی نظر ایسے نام نہاد امام اہل سنت  
کی جو حیثیت ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

تقدتِ ملت بیضا ہے امامت اس کی جو سلطان کو سلاطین کا پرستار کرے  
یاد رہے کہ ہندوستان میں احمد رضا خان صاحب ہی وہ واحد شخص تھے جن کے پیروکار



اُن کے منصب امامت پر فائز ہونے کے دعویدار اور ان کی زندگی ہی میں ان کو اس لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مصداق صرف اور صرف احمد رضا خاں صاحب کی ذات اقدس ہے۔ کیونکہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر موافق و مخالفت کسی نے بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ وہ مسلمانوں کو پرستار سلاطین بناتے تھے۔ اس لیے کہ اگر نیر دشمنی اور جہاد آزادی میں ان کا جو عظیم حصہ ہے وہ کسی بھی واقعہ حال سے مخفی نہیں ہے۔

(۱۰) جب خلافت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا تھا اور مسلمانوں کو اپنے وطنوں سے زبردستی نکالا جا رہا تھا اور مقامات مقدسہ پر انگریز اور اس کے ایجنٹ قبضہ کر رہے تھے اور جزیرۃ العرب پر حکومت برطانیہ اپنا تسلط قائم کر رہی تھی، اس وقت ہر وہ مسلمان خون کے آنسو رو رہا تھا جو اپنے قلب میں کچھ بھی ایمانی حرارت اور دینی محبت وغیرت رکھتا تھا اور اس وقت ہر مسلمان کا یہ ایمان تھا کہ اگر سب کچھ قربان کر کے اسلام کے ان مقامات مقدسہ کی حفاظت و میانت کا فریضہ سر انجام پا جائے تو یہ سودا گھاٹے کا سودا قطعاً نہ ہوگا نیز فریقہ بھی یقین رکھتا تھا کہ اگر اس راہ میں اس کی جان بھی چلی جاتی ہے تو بھی بقول غالبؔ

جان دی اوی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اسلام کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جاسکتا۔ مسلمانوں کی یہ فداکاری و جہاد شہری بھی بریلوی پارٹی کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ انھوں نے جانِ سلم اور کعبۃ اللہ کا تقابل اور موازنہ شروع کر دیا اور مسلمانوں کو یہ سبق پڑھایا کہ ایک مسلمان کی جان کعبۃ اللہ کی بر نسبت زیادہ قیمتی ہے۔ اس لیے حفاظت کعبہ کے لیے جانِ میسی عزیز اور قیمتی

منازع کرنا تھ سے دے دینا قطعاً جائز اور درست نہیں۔ کعبہ شریف اگر غیروں کے قبضہ میں جاتا ہے جانے دو تم اپنی جان میسی گراں بہا چیز کر اس کی خاطر کیوں دائرہ پر لگا رہے ہر چنانچہ احمد رضا خاں صاحب کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب یوں گہرا نشانی فرماتے ہیں "ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و بہتر ہے۔"

دل بدست آور کر کرج اکبرست از ہزاراں کعبہ یک دل بہترست  
فیقتہ استملی میں ہے علامہ ابراہیم جلی فرماتے ہیں: حُوزَةُ الْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ اَزْجَرُ مِنْ حُوزَةِ اَقْبَلِیَّةٍ "اگر ایک جانِ سلم کا اُلات کعبہ ڈھانے سے بدتر ہے بلکہ ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے نافع قتل سے کہیں ہلکا ہے۔" یہ ہر صاحبِ علم اس استدلال پر انگشت بدندان ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آیا ان لوگوں کا مبلغِ علم ہی یہ ہے یا اپنے سفید نام آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر قوم کو قصد اُبلے و قوف بنایا جا رہا ہے؟ بہر کیف صورتحال کچھ بھی ہو ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔

ان کنت لات دردی قلک مصیبتہ وان کنت تدری فال مصیبتہ اعظمہ  
علامہ اقبال مرحوم ان لوگوں سے بڑے کعبہ فاطمہؑ جو احکام قرآن میں منافی نہاد ملات کر کے کعبۃ اللہؑ کے لیے مقدس مقام کو بھی غیر قوموں کے حوالہ کرنے پر تیار تھے۔ لیکن چرکہ ہند میں اسلامی حکومت تو تھی نہیں جو ایسے خدا و مسلمانوں پر پابندی عائد کرتی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صیغ اور حقیقی اسلام تو پابند تھا اور اس قسم کے نام نہاد خدا و مسلمان آزاد تھے۔ اس لیے علامہ مرحوم اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے کہ اپنی قوم کو ایسے لوگوں

سے طرق المدی والارشاد منہ

سے خبردار کر دیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ۷

چاہے تو کرے کہے کو آتشکدہ پارس چاہے تو کرے اس میں نرنگی صنم آباد

قرآن کو بار بار کچھ تاویل بنا کر چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایسا

ہے ملکیت ہند میں اک طرف تماشا اسلام ہے مجوس مسلمان ہے آزاد

(۱۱) بریلوی جماعت کا کوئی سیاسی پارٹی قائم کر کے جہاد آزادی میں حصہ لینا تو درکنار کسی اور آزادی پسند جماعت کا بھی ان حضرات نے بالکل ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس تمام حریت پسند افراد و جماعات پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ان کا محبوب پسندیدہ شغل ہے خواہ کانگریس ہو یا مسلم لیگ، احرار ہوں یا خاکسار، جمعیت علماء ہند ہو یا آل پارٹیز مسلم کانفرنس، راجو بعد میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے مشہور ہوئی، پہلے ہم حریت پسند مسلم جماعتوں کے بارے میں بریلوی حضرات کے رویہ کو پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں جدید جدید آزادی چاہنے والے مسلم زعماء سے متعلق تناوی کفر کے اقتباسات پڑھ کر دیکھیں گے۔

مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد پر تبصرہ کرتے ہوئے بریلوویوں کے حضرت بابر  
مردوی سید العلماء و حافظ قاری حکیم سید کا مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی قاضی  
مارہری "رقمطرازیہ" یہ سب اغراض و مقاصد صریح مہربان شرعیہ پر مشتمل اور حرام  
قطعی اور منہج باشتہ و بال ذکال و کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت  
و رکنیت سخت منوع و حرام ہے۔ اور بریلوویوں کے "حضرت عظیم ادرتہ جلیل البرکۃ  
تاج العلماء و سراج العرفاء مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب

۱۵. الجوابات السفيحة على زباد السؤالات اليكم

تبد قادی برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیۃ مسند شہین سجادہ عالیہ تادریہ برکاتیہ  
سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ اپنے فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں: علماء کرام پر فرض ہے کہ پوری  
قوت کے ساتھ عوام کو اس (اسلم لیگ) کی شرکت و کیفیت سے باز رکھنے کی سعی و کوشش  
کریں۔ اور بریلویوں کے ایک اور بزرگ جواہر رضا خان صاحب کے خلیفہ اہل ہونے کے  
ساتھ ساتھ مظہر علی حضرت ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں اور بریلوی حضرات انہیں ان  
القابات سے یاد کرتے ہیں "حضرت امام الناظرین رئیس المتکلمین شیرینہ سنت بینم  
دین و ملت، برقی خرمن سوز و دہایت و نجدیت از لزلہ انگن در لفظ ر فض و خاریجہ،  
عالم شریعت و کامل طریقت، مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ مناظر اعظم ابو الفتح عبید  
محمد حشمت علی خاں صاحب قادی برکاتی رضوی مجددی مکتوبی دام بالطف الجلی والحق"  
اپنے قاہرہ فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی مخالفت شریعت کا رد و اثیریں کا رد لیگ  
کا نام لے کر ہو ورنہ درپردہ گول گول الفاظ میں بدنہ ہوں بے دینوں کا رد کرنے سے عوام  
لیگ کا رد نہیں سمجھیں گے؛ بالخصوص ایسی حالت میں کہ حامیان لیگ انہیں یہ سمجھاتے پھرتے  
ہیں کہ لیگ میں اگر بدنہ بھب بدنہ نہیں رہتے بلکہ مسلمانوں کے معظّم و مکرم شہیدیت  
اور قائد اعظم وغیرہ وغیرہ ہر جاتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ" نیز یہی بزرگ ایک اور  
مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی شرکت خانہ سلیم کے لیے شرکت کانگرس سے  
اشد تنہ ہے اور ان کے دین و مذہب کے لیے کانگرس سے زیادہ لیگ مہلک اور  
نہم قابل ہے" بریلویوں کے ایک اور بزرگ جناب ابو البرکات سید عبد القادر قادری  
راذیری رقمطراز ہیں: جن وجوہات کو پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ کانگرس مسلمانوں کی جان کی

له الجوابات السفيهه ٢٠٠٠ احكام اوردية شرعية بسم ليگ ٢٠٠٠ الجوابات السفيهه ٢٠٠٠ الجوابات السفيهه ٢٠٠٠

دشمن ہے تو اس سے بڑھ کر لیگ میں وہ وجوہات موجود ہیں جن سے مسلمانوں کے اسلام دایمان کی دشمنی کا ثبوت بہتر ہے۔ اور بریلویوں کے سابق مفتی اعظم سید احمد ابوبکر کاشغری نے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اپنے فتویٰ میں مسلم لیگ کا چندہ بند کرانے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندہ دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔" ایک مقام پر بریلویوں کے ۶ سطری القابات والے غیر بنیہ سنت دھاڑتے ہوئے لیگی لیڈروں کو چیلنج دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "اگر لیگی لیڈران پسے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تو وہ ظفر علی خاں، نواب اسماعیل خاں، سرسکندر حیات خاں، مسٹر فضل الحق، مولوی عبدالعالم، دبدایونی، مولوی قطب الدین، عبدالاولیٰ صاحبان وغیرہم فتنہ دار لیگیوں سے ہیں اس کی تحریر لے دیں کہ لیگی لیڈران مسٹر جناح کو ایک کانفرس پر سٹرس زیادہ حیثیت نہیں دیتے" اور جناب اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی ماہری پاکستان کے بارے میں اپنا قصہ لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "اللہ عزوجل ہی سزا پر اندام نسا د اسلامی حکومت سے سچے اسلام و مسلمین کو پناہ ہی میں رکھے۔ آمین مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور لکھتے ہیں "جن طرح فتنہ کسی غیر غراں کو اپنی طرف آتا دیکھ پاتے ہیں تو اس قدر خوف زدہ اور بدحواس ہو جاتے ہیں کہ بھاگ کر درختوں پر چڑھ جانا بھی یاد نہیں رہتا اور جب شیر ان میں سے ایک کو اپنی غذا کے لیے کپڑے جاتا ہے تو یہ درخت کی شاخوں پر خوں خوں کرتے پھرتے ہیں۔ یہی حال ان بوزینہ دشمن (بندرجیسے) لیڈروں کا ہے۔ آج ہر وہ لیڈر خواہ ظلم و مسلم لیگی ہو

۱۵ الجوابات السنية ۲۵  
۱۶ الجوابات السنية ۳۵  
۱۷ احكام نورية ۴۹  
۱۸ مسلم كنگ زير  
نخبره دري ۱۳

یہاں گرجیسی، احراری ہریانہ کا کسری، رافضی ہریانہ مرزا، دہلی ہریانہ دیوبندی، اس مبارک گز  
علی دہل سنت کے نام سے کانپ اٹھتا ہے۔ ایک اور بریلوی بزرگ تاجی سید  
چراغ دین احمد قادری برکاتی تاجی جیلانی بہت سی جماعتوں کو ایک ہی ناٹھی سے ہانکتے  
ہوئے رقمطراز ہیں:-

بیشک مسلم ایک وہی ندرہ مندرہ کا نندہ ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف صور  
 میں ظاہر ہوتا رہا۔ کبھی خدام کعبہ کی شکل میں ظاہر ہوا کبھی مسلم ابجو کیشنل کا نفس  
 کا چلا پنا، کبھی خلافت کیٹی کی صورت میں اُبھرا کبھی خدام الحرمین کے کعبے  
 میں اُچھلا، کبھی اتحاد ملت کے روپ میں نکلا۔ کبھی سیرت کبھی کے نام سے  
 ظاہر ہوا اور اب ہمارے زمانہ میں مسلم ایک کا برقعہ اوڑھ کر اٹھا، و حقیقت  
 ان سب فنون کا مقصد وہی مسلمانوں کو بددین گمراہ بنانا ہے۔

بریلویوں کے ناصرِ سنیت کا سر لا ندہ بیتِ فاضلِ نوجوان مولانا مولوی برہم پور  
محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری اَدَامُ الْمَوْتِ فَيُضَاهِ الْعَنُوتِ  
وَالصُّورِ فَاُضِلَّ مَرْكَزِ الْاُخْتِمْ حَزْبِ الْاِخْتِافِ لَا هُوْرُ" نے ایک بڑی ماہرِ نازِ کتاب  
تجانبِ اہل سنت نامی تصنیف فرمائی ہے جو کفر کا ایک بے نظیر و بے تدبیر انسائیکلو پیڈ  
ہے۔ اور جس پر احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اہل اور منظر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی  
خان صاحب بحمت بریلویوں کے چار بڑے بڑے مقتدر علماء کے تائیدی دستخط  
ہیں، اس کتاب میں ایک ہی سانس کے اندر جن جن مسلم جماعتوں کا کفر کی گئی ہے ان  
کی صرف فہرست ہم اس وقت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ "مسلم" ایجوکیشنل کانفرنس

۱۷ قبر اقدسہ علی اکفار اللہ علیہ الرحمۃ ۲۵  
۱۸ مسلم یگ کی زریں بخیہ دری منہ ۳

ندوة العلماء۔ خدام کعبہ۔ خلافت کیٹی۔ جمیعت علماء ہند۔ خدام الحرمین۔ اتحاد ملت۔ مجلس  
 احرار اسلام۔ مسلم لیگ۔ اتحاد کانفرنس۔ مسلم آزاد کانفرنس۔ نوجوان کانفرنس۔ نمازی  
 فوج۔ جمیعت تبلیغ الاسلام انبار۔ سیرت کیٹی جی ضلع لاہور۔ انارٹ شرعیہ بہار شریف  
 آل پارٹیز کانفرنس۔ ٹرمن کانفرنس۔ جمیعت المؤمنین۔ جمیعت المنصور۔ جمیعت لادریہ  
 جمیعت اقریش۔ جمیعت الراعین۔ جمیعت الانصار۔ افغان کانفرنس۔ ٹرمن کانفرنس  
 مسلم کھتری کانفرنس۔ جمیعت آل عباس۔ آل انڈیا کبکھوہ کانفرنس۔ آل انڈیا پنجابی کانفرنس  
 اس کے بعد محض اس احتمال کی بنیاد پر کہ شاید کوئی بد قسمت جماعت اس فہرست میں  
 درج ہونے سے رہ گئی ہو اور ذہن پر پورا زور ڈالنے کے باوجود ذہن میں نہ آئی ہو اس لیے  
 ایسی جماعتوں کو بھی شامل کرنے کے لیے بعد میں "وخیو" کا لفظ بڑھا کر رہی ہسی کسر پوری  
 کر دی گئی ہے۔

ناوک نے تیرے صید جھڑانے میں تڑپے ہے مرغ قبلہ آشیانے میں  
 بریلوی حضرات نے جہد و جہاد آزادی کے جن سر کردہ اور چوٹی کے مسلم رہنماؤں پر زہم لے  
 لے کر کفر کے فتویٰ لگائے ہیں۔ اب ان تارکی کے بھی چند انتباہات ملاحظہ فرماتے چلیں۔  
 مولانا عبد الباری فرنگی علیؒ جو کہ مولانا مرحوم نے ایک خط میں احمد رضا خان صاحب  
 کو تحریر فرمایا تھا کہ میں علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا ہوں کیونکہ  
 "ہم اسے اکابر نے ایمان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی اس واسطے جو حقوق  
 اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا۔"

اس لیے احمد رضا خان صاحب نے ان کے خلاف ایک مستقل کتاب الطاری الداری بہرائٹ

لے تہذیب اہل سنت ص ۱۰۱۰ : لے الطاری الداری ص ۱۰۱۰ جو تکفیری انسانے

نمائے تالیف کی اور اس میں ثابت کیا کہ وہ ایک لبرترین و حوسے کا فرہیں نیز صاحب مبارک  
 رمضان مصطفیٰ بریلی نے ایک کتاب "صحیح دباغ مجنون" نامی ۱۳۲۰ھ میں بریلی سے  
 شائع کی تھی۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے :-

"ابوالکلام آزاد) و عبد الباری فرنگی علی) و محمود حسن دیوبندی (فیض الہند)  
 کہ خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان کی  
 گستاخوں، دشمنوں کے سبب انہیں حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (احمد رضا خان صاحب) نہ صرف حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمام  
 علماء اہل سنت و بریلوی علماء) نے کافر کہا۔"

ایک صاحب جو اپنے آپ کو احمد رضا خان صاحب کا عقیدت مند قرار دیتے  
 تھے ان کی عقیدت کا امتحان لینے کے لیے ارشاد ہوتا ہے :-

"مولوی عبد الباری فرنگی علی نے تھانوی کو "خیر الما حقین بالمہرۃ البقین"  
 لکھا اور تھانوی نے جواباً گاہ رسالت کی قرہن کی اسے توہین نہ جانا اور  
 جب وہی عبارت ان کے اب وجہ کے متعلق کہی گئی تو اسے بری تشبیہ  
 اور اپنے باپ دادا کی توہین سمجھا۔ بوجہ بالا آپ کے نزدیک اشرف علی و  
 عبد الباری کانفرہیں یا نہیں؟ حضور پر نور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت  
 قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی و عبد الباری پر وجہ بلا سے کفر کا فتویٰ  
 دیا۔ وہ فتویٰ آپ کے نزدیک حق ہے یا معاذ اللہ باطل؟"

بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی کہ مولانا عبد الباری فرنگی علی کے وجوہ تکفیر میں سے ایک

لے صحیح دباغ مجنون ص ۱۰۱۰ لے صحیح دباغ مجنون ص ۱۰۱۰



وجہ علماء دیوبند کہ حضرت مسلمان سمجھنا بکرم و فضل، اقویٰ و تدین میں اکابر متقدمین کے  
مانندان کو سمجھنا بھی ہے۔ لہذا اب جو شخص مولانا عبدالباری جو کہ مولانا محمد علی جبر اور  
مولانا شوکت علی کے پیر اور شیخ طریقت ہیں، کو مسلمان سمجھے گا وہ خود احمد رضا خان  
صاحب کے نفرتی کی رودے کا فرقرار پا جائے گا۔ مشہور مؤرخ جناب رئیس احمد جعفری  
نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے فرماتے ہیں :-  
”مولانا (احمد رضا خان صاحب) بریلوی نے مولانا عبدالباری افرنگی علی کے  
خلاف ۲، ۲ وجہ پر شتم کفر کا نفرتی صادر فرمایا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا

ملہ جو کہ بریلوی حضرات بات بات پر شخص کو کافر قرار دینے کے باعث بہت بدنام ہو چکے ہیں اس لیے  
آج کل بریلوی ڈوبتے کوٹکے کا سہارا کے ماتحت چاہتے ہیں کہ کوئی غلط سبط ہمارا افتادہ جائے تاکہ اپنی تکفیر  
سے رجوع کا اعلان کر سکیں۔ لیکن احمد رضا خان صاحب اور ان کے تلامذہ و خلفاء نے موجودہ دور کے بریلویوں  
کے لیے کوئی گھماشہ ہی نہیں چھوڑی ہے۔ اس لیے شریعت کے اصولوں پر پوری اتارنے والی قیادت کے بغیر  
اپنے اکابر کے کافر قرار دے ہوئے شخص کو کافر قرار دینے سے بچکھائیں گے تو خود اپنے ہی اکابر کے نفرتی کی  
رودے کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ مولانا عبدالباری مرحوم کے بارے میں آج کل کے بعض بریلویوں کا کہنا ہے  
کہ انھوں نے تمام کفریات سے قریب کر لی تھی اور اپنا قریب نامہ ۲۱ مئی ۱۹۲۱ء ۱۲ رمضان ۱۳۴۰ھ کو لکھنؤ کے  
ایک اخبار ”ہمد“ میں شائع کر دیا تھا۔ لیکن یہ ریت کا گھروندا بریلویوں کے کچھ کام نہیں کیا۔ کیوں کہ پہلے  
قریب بات ہے کہ جب احمد رضا خان صاحب نے ۳ حضرات (مولوی حامد رضا خان، مولوی امجد علی مصنف  
بہار شریعت اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی) کو مولانا مرحوم کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ احمد رضا خان صاحب  
کے تیار کردہ قریب نامہ پر دستخط فرمادیں تو جو اب مولانا مرحوم نے فرمایا کہ میں اپنا قریب نامہ خود شائع کرادوں گا  
جب انھوں نے اپنا قریب نامہ شائع فرمایا تو وہ قریب نامہ کفر سے قریب کرنے کے لیے شرفاً صیح نہ تھا۔ کیونکہ کفر سے  
قریب بھی درست ہرگز جب کفر کو کفر سمجھتے ہوئے قریب کی جائے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص کفر کو کفر ہی  
(باقی حاشیہ منظر پر)

”ام“ عبدالباری ”ہے لوگ انہیں ”باری میل“ کہتے ہیں۔ اگر ان کا عقیدہ اللہ ہوتا

(بقیہ حاشیہ ص ۳۹) انہیں سمجھنا تو ایسی ذرہ شرفا ہرگز مستبر نہ ہوگا۔ چنانچہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے  
مفتی مولوی ابوالہریران محمد رمضان صاحب اپنے ایک افرنگی میں ارشاد فرماتے ہیں، اگر کسی کافر و مرتد کا یہ کہنا کہ میں  
تمام گناہوں سے قریب کرتا ہوں، ایسا کہنے سے کفر کی قریب مفرد ہرگز ہوگی جو کفر و عقیدہ ہے اس کی تفریح کر کے کہے  
کہ میں اپنے اس کفر و عقیدہ یا کسی کفر و عقیدہ پر قریب ہے، اس عقیدہ کو کفر سمجھتے ہوئے اس سے قریب نہ ہوں  
کیونکہ کفر کو کفر سمجھنا خود کفر ہے۔ اس نفرتی کی اہمیت کے باعث ہم اس کا کس مہم پر دروج کر رہے  
ہیں، اس شرعی اصول کے برعکس مولانا مرحوم اپنے قریب نامہ میں فرماتے ہیں میں نے دیکھا اور قریب و غفلتاً تو قریب  
و تفریحاً بھی کہے ہیں جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معیست  
نہا یا ہے) ”حیات صدر الافاضل“ اب مذہب رضا خانی کے علماء ہی بیان فرمائیں کہ جب ایک کافر  
اپنے کفر و نظریات کو کفر قرار دینا معیست یعنی نہیں سمجھتا تو اس کی کفر سے قریب کیوں کر متحقق ہوگا؟ اور جب  
مولانا مرحوم بدستور کافر و مرتد رہے تو بریلوی حضرات کج کل ایک کافر و مرتد کو مسلمان سمجھتے ہیں ان کے  
بارے میں بریلوی علماء اور رضا خانی عقیدوں کا کافر نفرتی ہے؟ ہمارے خیال میں قریب ہرگز اگر یہ حضرات صدیق  
سے قریب کرنے کے بعد تجدید اسلام کے کہنے نکلے سرے سے بڑھو ایں سہ

الجماعہ پائل یار کا زلف دراز میں رو آپ اپنے دام بن صیسا دا آگیا  
دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے متعلق جو رائے پیش کی ہے ان بن معج و داغ بنوں  
کے حوالجات میں قریب برائے نام مدلل بھی لکھ گئی ہیں۔ کیونکہ کتاب ۱۱ خوال ۱۳۴۰ھ کے بعد کہ طبع شد ہے  
بلکہ قریب نامہ ۱۲ رمضان ۱۳۴۰ھ کو شائع ہوا تھا۔ اگر قریب سے ایک سال بعد بھی مولانا مرحوم بریلوی حضرات کے  
نزدیک بدستور کافر تھے۔ نیز کتاب ”دلائل الحیر“ معروف تاریخی ”قبر القادریہ گاندھاریت“ ملقب لقب  
تاریخی ”ذوالفقار حیدر“ جو احمد رضا خان صاحب، یحییٰ جناب حسینی رضا خان صاحب کے اہتمام سے طبع حسینی  
بریلی سے چھپ کر ۱۳۴۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں بھی مولانا عبدالباری مرحوم کے خلاف بہت زہر لگایا ہے  
(حاشیہ باقی منظر پر)

تو لوگ انیس "اللہ میاں" کہتے۔ لہذا کافر ہے۔

**مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی:** سیکے چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب کو کسی شخص

نے حامیان اسلام میں سے کہا تو اس پر ارشاد ہوتا ہے شوکت علی صاحب کو بھی حامیان اسلام میں گنا ہے۔ مگر یہ وہی ہیں جنہوں نے مشرکین کی خوشنودی، خدا کی خوشنودی مانی۔ رام دہائی پکاری۔ خدا کی رسی مضبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا لیکن بتایا "نیز ان دونوں حضرات کے وجوہ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے۔

"میرٹھ میں پنڈت ستیا رام پرینڈیٹ جلسہ نے ایک تابلانہ تقریر کی اور شوکت علی کو پنڈت اور محمد علی کو لالہ کے خطاب کے منسوب کیا جس پر ان دونوں نے اظہار مسرت کیا ہے۔"

(ماہنامہ سنہ) اور ان کو ایک کافر مرتد کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب متعدد اکابر امت کے خلاف کئی رضا خانی علماء کی مختلف تحریرات پر مشتمل ہے جن میں بریلویوں کے صدر الشریعہ محمد امجد علی اور جناب حسین رضا خان اور مولوی حشمت علی خاں اور مدرسین مدرسہ اہل سنت و جماعت دارالکین جہت رضا نے مصطفیٰ بریلی اور مولوی نعیم الدین مراد آبادی بالخصوص احمد رضا خاں صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ اب آخر میں ہم ایک اور حوالہ پیش کیے دیتے ہیں جس سے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ بریلوی حضرات کے نزدیک مولانا عبد الباقی مرحوم کی تو یہ کیفیت کیا ہے؟ بریلوی حضرات نے خلافت کبھی کے ایک سیکرٹری صاحب کو بھی تو یہ نصوص اور تجدید اسلام و کلمہ کا حکم دیا تھا اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "مگر فرنگی علی صاحب کی کسی تو یہ نہ ہو کہ وہ

تو یہ سو بار کری پر نہ بنائی تو یہ تو بھی کیا تو یہ لیکن ہے کہ الہی تو یہ

مصحح دماغ جنوں "شائع کردہ جماعت مبارک رضا نے مصطفیٰ بریلی "وہ ولی الصلح الطرارہ افسانہ ہریشہ نے آزادی ہند "۱۱۱" دوامی الخیر "۱۱۱" تحقیقات تادریہ "۱۱۱"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

"جب انہوں نے مولانا برادران انے مشرک و گاندھی کو اپنا امام درہنہ مانا تو امام اور پر ہزنا ہی پایسے اور یہ سب اس کے چنے مزدور ہوں گے لہذا یہ تشبیہ دینی ضرور تھی کہ دماغ و گاندھی اور پر مخدوم اور ہمدرد علی برادران اپنے اور دماغ کے خادم ہیں۔"

چونکہ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ دونوں حضرات کافر مرتد تھے اس لیے ان کی وفات کے بعد بریلوی صاحبان غیر مسلموں کے مانند لفظ "آنجہانی" سے ان حضرات کو یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس واؤں کے کفر و ارتداد پر احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ "الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ" کو جب ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر چسپاں کر کے شائع کیا گیا تو اس میں درج تھا۔

"ستمبر ۱۹۱۱ء کے سالانہ اجلاس مسلم لیگ میں مشہور گاندھی ٹیڈر محمد علی آنجہانی اس کے صدر ہوئے۔ مگر جب وہ بوجہ مخالفت گورنمنٹ شریکٹ ہو سکے تو کمرٹی صدارت پر ان کا نوٹ آویزاں کر دیا گیا۔"

یہ مسلم لیگ کے خلاف وہ فتویٰ ہے جس پر ۸۰ رضا خانی علماء کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن افسوس کہ اب لاہور کے ایک بریلوی مکتبہ نے مسلم لیگ کے خلاف برادران سچ کر کے شائع کیا ہے۔ مگر الحمد للہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے رسالہ مذکورہ کا ۱۹۴۲ء والا ایڈیشن عکسی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب کے بارے میں بریلویوں کے غیر بیشہ سنت مولوی حشمت علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۱۱ تحقیقات تادریہ ۱۱۱ ۱۱۱ الدلائل القاہرہ طبع بمبئی ۱۹۴۲ء ص ۱۱۱

”یگیوں کے ایک بڑے بھاری بھرکم لیڈر آنجنائی بابائے خلافت علیہ السلام“

بریلوی حضرات کے فتویٰ کی رو سے اب جو رگ ان بزرگوں کو کاغذ قرار نہیں دیں گے وہ خود کاغذ ہو جائیں گے۔

۱۔ احکام نور یہ شریعہ مسلم لیگ ۱۹۷۳ء آج کل کے بعض بریلوی حضرات نے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ علی برادران نے بھی اپنے تمام کفریات سے توبہ کر لی تھی جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ بریلویوں کے صدر لانا ضلعم الدین مراد آبادی دہلی میں مولانا محمد علی جوہر کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے مذاب و خسران سے ڈرایا۔ . . . . وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کربان فیض رحمان سے لکھے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل میں اتر کر لیا؟ چنانچہ انھوں نے ان کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور مراد آبادی تشریف علی کے پاسے میں آج کل کے بریلوی فرماتے ہیں کہ وہ خود بغرض توبہ مراد آبادی تشریف لائے اور ان کے صدر لانا ضلعم الدین مراد آبادی کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنواری ”حیات صدر لانا ضلعم الدین“ لیکن اپنی تکفیر سے بچنے کے لیے اس سہاسے کی حیثیت تیار علی گڑھ کے زیادہ کہہ نہیں سکتے کیونکہ اولاً تو صرف کانگریس سے تعلق ہی وجہ کفر نہ تھا بلکہ مولانا عبدالباری فرنگی علی جوہر بریلوی فتویٰ کی رو سے کافر مرتد ہیں ان کو نہ صرف مسلمان سمجھنا بلکہ اپنا پیرو اور شیخ طریقت ماننا خود ایک شغلِ کفر ہے مزید برآں حضرت شیخ الہند مولانا محمد حسن دیوبند کے دستِ مبارک پر انھوں نے بیعت جہاد بھی کر رکھی تھی جس سے توبہ نہیں کی گئی نہ ان کا کفر جہاد کی توبہ کی بھی نشرو اشاعت ضروری ہے۔ اور نشرو اشاعت بھی ایسی جیسی احمد رضا خان صاحب چاہتے ہیں یہاں کہ وہ رقمطراز ہیں ”بکثرت اخباروں، اشتہاروں میں صاف صاف بتا دیں اپنے جرائم کا اعتراف اور اپنی توبہ اور اس رسالہ کا رد و ان کی شاعت کی خوب اشاعت کریں کہ جس طرح عالم کے اعتقاد پر غلام میں اس کی قبولی کو دُشمنہہ کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہیں پچھ پچھ کے کان تک عالم کی توبہ اور اس کی شاعت کا اعلان نہیچے“ ایمانہ امتیازی فی مصالحتہ عبدالباری ۱۳۷۲ھ کی کمی توبہ جو گھر کی چار دیواری کے اندر خفیہ طریقہ سے انجام پا جائے اور اس کا اعلان ”بکثرت اخباروں، اشتہاروں میں“ تو درکنار کبھی ایک اخبار میں بھی شائع نہ ہو؟ رطل علی برادران کا اختلاف کانگریس سے تو تاریخ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ نہرو پور

(حاشیہ باقی صفحہ ۲۴ پر)

عبدالحمید مساکت رقمطراز ہیں:-

علامہ اقبال مرحوم:-

”سلطان ابن سمرق کی تلہیر حجاز کے غلطی نے

ہندوستان میں مسلمانوں کو دیندہی کیپوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ . . . .

علامہ اقبال سلطان ابن سمرق کی حمایت میں بیان دے چکے تھے اور بدعتی

علماء ان کے خلاف خاک کھائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خوش بلیع مسلمان کو

دل لگی سوچھی۔ اس نے ایک استفتاء مرتب کر کے مولانا ابو محمد سید دینار علی

شاہ خلیفہ مجددی برغان لاہور کو بھیج دیا۔ یہ صاحب اپنے شوقِ تکفیر کے لیے

بے حد مشہور تھے۔ چنانچہ متعدد اکابرِ مسلمین کو کافر بنا چکے تھے۔ اس خوش بلیع

مسلمان نے اپنا نام ”پیرزادہ محمد صدیق سہارنپوری“ تجویز کیا۔

چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اور بریلویوں کے ”امام المحدثین“ مولوی دیدار علی صاحب نے

علامہ اقبال مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ ہی ان کے بائیکاٹ کا کام دیتے ہوئے ارشاد

فرماتے ہیں:-

دقیقہ حاشیہ ۱۳۷۳ کے مسئلہ پر اختلاف اس کا سبب بنا تھا نہ یہ کہ اب ان کو اس بات کا احساس ہوا

کہ ہمارا کانگریس سے اتحاد از روئے شریعت منہرہ کفر ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ان مسئلہ

نے اپنا نکاح بھی دوبارہ نہیں پڑھا یا جیسا کہ ان کے پیرو مولانا عبدالباری مرحوم نے تجویز نہ کیا تھا۔

درحقیقت یہ توبہ کا فرائض و گناہ گاہ ہے تاکہ لوگوں کو یقین نہ پائے اور ان عبارات نے جن میں علی برادران

کو بعد از مرگ بھی ”ما بنہائی“ کھا گیا ہے اس فرائض کا بھانڈا چھوڑا ہے کئی سچ میں ناکر بھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب

جو بریلوی حضرات علی برادران کو مسلمان قرار دے رہے ہیں وہ اپنے اکابر کے فتوے کی رو سے ”تجدید اسلام“

نکاح“ فرمایاں کیونکہ کافر کا کفر نہ بھنسا تو کفر ہے۔ جب شکل میں ہے اب سینے والا صیب و داناں کا۔

”جب تک ان کفریات سے تامل اشعار مذکور تو یہ نہ کرے اس سے غائب  
تمام مسلمان ترک کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔“  
ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-  
”یہ ایک بڑی دھاندلی تھی۔ چنانچہ چاروں طرف شورش مچ گیا۔ مولوی دیدار علی  
صاحب پر طعن و ملامت ہوئی۔ مولانا سید سلیمان ندوی (خلیفہ مجاز حضرت  
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) نے اس فتویٰ کو جاہلانہ فتوے  
قرار دیا۔“

چونکہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بریلوی عالم ریاست اُتوڑ کے رہنے  
والے تھے اس لیے علامہ نے ”اور“ کے عنوان سے مفتیؒ مذکور کے خلاف درج ذیل چار  
اشعار سپرد قلم فرمائے اور اسے انسانیت سے عاری اور اس حرکت کو گمراہی قرار دیا۔  
۱۔ گر نیک در اور انداز دسترا اے کرمی داری تیر خوب و زشت  
گوشت در مصرعہ برجستہ آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت  
آدمیت در زمین او مجو آسمان این دانہ در اور نہ کشت  
کشت اگر ز آب ہوا خردست زانکہ خاکش را خردے آموشت  
یہاں سے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے اپنی  
کتاب ”اقبال اور ملا“ میں جو لکھا ہے کہ:-

”اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا لیکن اس طبقہ نے کفر کا حربہ اس پر نہیں چلایا۔“

۱۔ ذکر اقبال ۱۹۱۹ء۔ سرگزشت اقبال ۱۹۱۹ء

۲۔ روزگار فقیر عبد دوم ۱۹۲۲ء

۳۔ اقبال اور علامہ

قطعا غلط ہے۔ البتہ ان کا یہ کہنا کہ ”اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا“ درست  
ہے۔ لیکن کاش وہ یہ بتانے کی زحمت گوارا کرتے کہ علماء کے کس طبقہ سے وہ نکلاں تھے؟  
کیا مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے وہ نکلاں تھے؟  
یا پھر شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث  
دارالعلوم دیوبند سے وہ خفا تھے؟ یا مولانا حبیب الرحمن صاحب، مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب  
اور مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند سے وہ کبیدہ خاطر تھے؟ اگر جواب نفی  
میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے جیسا کہ ”اقبال نامہ“ کے خطوط اس پر شاہد ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے  
کہ نام نہاد علماء کے کانر ساز ٹولے کے خلاف جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس کو تمام اہل حق علماء  
پر بھی منطبق کر دیا جاتا ہے؟ بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ لوگ جن کی تربیت ہی مادر پدر آزاد  
ماحول اور ایک ایسے نرنگی نظام تعلیم کے ماتحت ہوئی ہے جو دین و مذہب کے خلاف ایک  
مجسم سازش ہے جیسا کہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:-

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے نقطہ دین مرد کے خلاف  
چونکہ اپنے مجددانہ نظریات و خیالات کی اسلام کے نام سے تشبیر کرنا چاہتے ہیں اور  
علماء حق اس راہ میں سبک بڑی رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس لیے یہ لوگ اقبال مرحوم کی آڑ سے کر  
تمام علماء پر برتنے مہلتے ہیں۔ چونکہ علامہ مرحوم ایسے یورپ زدہ لوگوں کے خیالات سے  
آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ یہ لوگ تجدید اور اجتماع کے جاذب نظر عنوانات کے پرے  
میں نرنگی نظریات و خیالات کی زربرجع کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے ایسے لوگوں پر  
تفید کرتے ہوئے فرمایا ہے

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید مشرق میں ہے تعلید نرنگی کا بہانہ



بہر حال یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اقبال مرحوم کا شمار کتنا گہرا تعلق تھا اور کس طبقے کے شمار سے تھا، تاحضیٰ افضل حق ترشی کی کتاب "اقبال کے مدد و جملہ کا مطالعہ" اشد ضروری ہے :-

**مولانا ظفر علی خانؒ** جب بریلوی علماء کی عنایات مولانا ظفر علی خاں مرحوم دم ۱۹۵۶ء کی طوٹ متوجہ ہوئیں تو احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادہ اور بریلویوں کے مفتی اعظم ہند محمد عظیمؒ خاں صاحب نے ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور مولوی سید ابوبکر کات صاحب نے پچیس سے زائد دیگر بریلوی علماء سے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا اور اس کا نام رکھا "سبغ البهار علی کفر زیندار مستحی بنام تاریخی، القسورہ علی ادراہم الکفرۃ" لقب بلقب تاریخی "ظفر علی ربیعہ من کفر" اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں بریلویوں کے صدر الشریعہ مولوی محمد امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت اور ان کے صدر الاناضل نعیم الدین مراد آبادی اور شاہ احمد نورانی کے تبا جان مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ اسی فتوے پر مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے فرمایا تھا :-

کوئی شک لے گیا اور کوئی ایں لے گیا کوئی دامن لے گیا کوئی گریباں لے گیا  
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا رہ بھی تم سے چھین کر حامد رضا خاں لے گیا

**قائد اعظم محمد علی جناحؒ** بانی پاکستان محمد علی جناح بھی بریلویوں کے خیر کیفیر سے پنج  
سکے۔ چنانچہ مولوی اولاد رسول محمد میل قادری برکاتی ارشاد

لے لگا رستان ۵۵

فرماتے ہیں :-

"بہندہب ساسے جہاں سے بدتر ہیں۔ بہندہب جنہوں کے کہتے ہیں۔ کیا کوئی  
سچا ایمان دار مسلمان کسی کہتے اور وہ بھی دوزخوں کے کہتے کو اپنا قائد اعظم  
رہے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا حاشا وکلا ہرگز نہیں!"

اور بریلویوں کے مفتی اعظم سید ابوبکر کات شیخ الحدیث دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف لاہور  
اپنے فتوے میں یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ قائد اعظم کی تعریف کرنے والا مسلمان مرتد ہو جاتا ہے  
اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے نیز ایسے شخص کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-  
"اگر افضیٰ کی تعریف حلال اور مسٹر محمد علی جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے  
تو وہ مرتد ہو گیا۔ اس کی بری اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے  
کہ اس سے کلی مقاطعہ رہا بائیکاٹ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کر گئے۔"  
اور مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور اپنے فتوے میں ارشاد  
فرماتے ہیں :-

"بہ حکم شریعت مسٹر جناح اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیدہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور  
خارج از اسلام ہے۔ اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو  
مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک نہ کھایا اس کو  
کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد اور بے توبہ مرتد مستحق لعنت عزیر  
علاؤم" ۵۵

اس فتویٰ سے یہ بات مزید واضح ہو گئی کہ اول تو ان حضرات نے مسلم جماعتوں اور کاربرین

۵۵ مسلم لیگ کی ذریعہ پنجہری ۵۵ البوابات السیدہ ۳۳ ۵۵ تجانب اہل سنت ۱۱۲۵

کا نام لے کر انھیں کانفرنس قرار دیا، ان کے نکاح ٹوٹ جانے کے احکامات صادر فرمائے اور ان کے بائیکاٹ کے اعلانات کئے مگر جب اس پر بھی آنکھیں شوق کافر مرون ہوئی تو پھر کانفرنس قرار داد جماعتوں اور اہل کاہن امت کے علاوہ عام بھولے بھالے مسلمانوں کو کانفرنس قرار دینے کے لیے یہ حربہ استعمال فرمایا جو آپ اس فتویٰ میں ملاحظہ فرما رہے ہیں یعنی بریلویوں کے کانفرنس قرار دادہ لوگوں اور جماعتوں کو جو شخص مسلمان جانے یا کانفرنس ماننے یا ان کے کانفرنس ہونے میں شک لکھے یا کانفرنس میں شرکت کرے وہ بھی کانفرنس قرار دے دینا اور لعنتی انسان ہے۔

اسی طرح کے فتویٰ دے کر قلب اسلامیہ میں انتشار پیدا کر کے برطانوی حکومت عمل۔  
بقول اقبال مرحوم ع

تفریقِ ملِ مکت افزنگ کا مقصود

گویہ پارٹی جس حسن و خوبی سے بروئے کار لائی ہے اسے دیکھ کر ہر شخص باسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ سرزمینِ است سے کہیں زیادہ بریلویٹ انگریز کے ہاتھ مضبوط کیے اور جہاد اناؤں کو شدید تر نقصان پہنچایا۔ اور آج بھی جبکہ پوری قلب اسلامیہ اپنے تمام اختلافات پس پشت ڈال کر اسلامی نظم و حکومت کی طرف یکجان ہو کر قدم بڑھا رہی ہے۔ یہی پارٹی پھر اپنے مذہبی طرزِ عمل کے مطابق اختلاف انتشار و فتنہ داریت کے زہریلے جراثیم پھیلانے میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہے۔ اور آئے دن فتنہ داریت پر مبنی رسائل، پمفلٹ اور کتابیں شائع کرنے میں مشغول ہے۔ جن سے امن عام میں خلل پڑنے کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض رسائل پر حکومت کو پابندی عائد کرنی پڑی چنانچہ درج ذیل خبر ملاحظہ ہو۔

”کتابچہ ضبط کر لیا گیا۔ ۵ ہورہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۰ء حکومت پنجاب نے انجمن خلیفہ رشید رضویہ چک ۲۹۸ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کی طرف سے جاری کردہ کتابچہ ”پنڈت“

”مناظرہ ہوا“ کی تمام کاپیاں ضبط کر لی ہیں۔ یہ کارروائی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کی دفعہ ۲۴ کے تحت کی گئی۔ کیونکہ اس کتابچہ میں ایسا مواد موجود تھا جس سے پاکستان کے شہریوں کے مختلف طبقات کے درمیان دشمنی، اندویش اور نفرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔“

یہ معاملہ لٹرچر اور تحریروں کی محکوم نہیں ہے بلکہ تقریروں اور اخباری بیانات کے ذریعہ بھی بریلوی پارٹی فرقہ داریت کے شعلے بھڑکانے میں سرگرم عمل ہے چنانچہ گزشتہ دنوں ملتان میں ایک محتالانہ انداز سے کے مطابق ۵، لاکھ روپے کے خرچ سے جس سستی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا اس کی تائید و ترویج فرزند داریت تھی۔ اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بریلویوں کے ایک بڑے معتدل عالم مفتی محمد حسین نعیمی برابر آگ برساتے رہے چنانچہ مفتی محمد صاحب مدظلہ العالی کو مفتی شریعہ کا گریس اور صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب کرمی بابا اور ان کے رفقاء کو چیلنس ہو کر سننے سے بھی دریغ نہ کیا۔ نیز بریلویوں کو بھڑکانے کے لیے ارشاد فرمایا:-

”تمہارے حقوق پامال ہوتے رہے تم خوارش رہے اور اب میں خاموش رہا۔“  
اس کانفرنس کا انعقاد تیس صورت حال کی سنگینی کا احساس دلانے کے لیے کیا گیا ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ بریلویوں کے ان مفتی صاحب کے خلاف ملتان پریس نے مقدمہ درج کر لیا۔  
خبر ملاحظہ ہو۔

”ملتان ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۰ء“

۱۵ فروری ۱۹۴۰ء لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۰ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۰ء ہفت روزہ زندگی لاہور  
۱۹۴۰ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۰ء

تقریر کرنے کے الزام میں مفتی محمد حسین نعیمی کے خلاف تحفظ امن عامر گل دند  
۱۶ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔

یہ حال تو بریلوی مکتب فکر کے سب سے متدل عالم کا ہے۔ اسی سے آپ پوسے بریلوی  
مکتب فکر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ع

قیاس کن رنگستان میں ہمارا

لگے ہاتھ جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات جناب ظہیر الحسن سومپال کا بیان ہیں  
ملاحظہ فرمایا۔

”جمعیت علماء پاکستان کے تحت دروزہ نظام مصطفیٰ کانفرنس آئندہ سال  
۲۵ مارچ سے راینونڈ میں منعقد ہوگی۔“

سوال یہ ہے کہ دس لاکھ افراد اپنی جماعت میں بھرتی کرنے کے بعد پورے ملک میں بڑے  
بڑے شہر اور اہم مقامات کو چھوڑ کر راینونڈ جیسے دیہات میں کانفرنس منعقد کرنے کا آخر مقصد  
کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کے مقابل میں اپنی انفرادی  
طاقت کا مظاہرہ مقصود ہے۔ آپ کس طرح اور باہمی اور نیش سے نظام مصطفیٰ کی منزل دروزہ

سے نوائے وقت لاہور میں کالم ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ بروز اتوار سے نوائے وقت لاہور میں کالم ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۶  
سے اس سال راینونڈ کا تبلیغی اجتماع ”ایک خطا و اندازے کے مطابق دس لاکھ سے زائد تھا“ نوائے وقت لاہور میں  
۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ کالم ۱۹ اور نئی کانفرنس لندن کے فخر کا دل تھا اور اخبار ”روزنامہ کالم ۱۹ میں ایک لاکھ صبح ہے جبکہ  
آخر الذکر کی شہریت و پیشی پر ایک خطا و اندازے کے مطابق ۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا اور اعلان کر کے لیے ایک  
اشہارہ بھی شائع نہیں ہوا۔ اس سے بریلویوں کی یہ خطرات ہے کہ تبلیغی اجتماع کے مقابل میں راینونڈ کی نظام مصطفیٰ  
کانفرنس کہیں ہمارے لیے باعث تسکین نہیں جائے گی بلکہ اس طرح سوا داغ و خراش اور ۵۰ فیصد ہونے کا دعویٰ دھرے گا  
دھرا دے جائے گا۔ اس لیے ہمارے صاحب اپنے مذکورہ بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دس لاکھ افراد اپنی جماعت کا  
مہر نہانے کے بعد راینونڈ میں نظام مصطفیٰ کانفرنس منعقد کی جائے گی تاکہ ہر ممبر کو کانفرنس میں شرکت کیلئے مجبور کیا جائے۔“

دور ہوتی چلی جائے گی اور لایا نہ باشد اور لاوینیت و اشتراکیت پسند طبقہ کو مزید تقویت  
پہنچے گی چنانچہ ایک نامزد کار بکھتے ہیں۔

۱۹۷۰ء کا ذکر ہے، سوشلسزم کے خلاف نفسانیت ہر چکی تھی۔ قوم کا دین پسند  
طبقہ اس فتنہ کے خلاف کیسے ہر چکا تھا کہ انتخابات چار ماہ قبل ٹریڈ یونگ

میں سنی کانفرنس منعقد ہوئی اور پھر وہ جنہیں دینی قوتوں کا حامی و مددگار ہونا  
چاہیے تھا۔ انکا دینی قوتوں پر حملہ آور ہو گئے۔ دینی قوتیں باہم برسرِ پیکار ہوئیں

تو تقویت کے پنبی؟ ائمہ کس نے اٹھا یا؟۔ اور اب پھر سنی کانفرنس  
علا کہ قوتوں کے مفاسد کے لیے نائدہ مندرجات ہوئی؟ اس وقت قوم میں

انتشار و افتراق بے یقینی بڑے اعتمادی اور دینی قوتوں میں سرسبز کس کا نمود  
اور کوئی کچھ نہ کر رہا ہے؟ اہل خود سب کچھ سمجھ رہے ہیں اہل شور و سب  
کچھ جان گئے۔

اس تمام صورتحال کو ذہن میں رکھ کر جمعیت علماء پاکستان کے سینیئر نائب صدر سید محمود  
گجراتی کا وہ بیان دوبارہ پھر بغور ملاحظہ فرمائیں جسے ہم اپنے مضمون میں ص ۱۷ کے حاشیہ پر درج

کر آئے ہیں جس میں موصوف نے شہ احمد نوری صاحب کو غیر ملکی اشاروں پر چلنے والا اور نظام  
مصطفیٰ کے معاملہ میں غیر مخلص قرار دیا ہے۔

چونکہ مقدمہ ضرورت زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لیے اب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔  
اس مضمون کے تحت سے کٹ اضافہ کے ساتھ ہم اپنے رسالہ

”تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار کے جدید ایڈیشن میں باب اول کے طور پر درج کر رہے  
ہے ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۶ء کالم ۱۹

۵۹

اس بلے زیر نظر سفرین کے بعض پہلوؤں کی مزید تفصیل کے لیے رسالہ مذکورہ کی طرف رجوع کریں۔

نوٹ ۱:- اس رسالہ پر کچھ لکھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بریلوی حضرات کے قدیم نظریہ کا ہیما نہ ہونا ہے۔ اس لیے گذارش ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس بریلوی حضرات کی قدیم کتب رسائل بالخصوص بریل سے طبع ہونے والا سفر بجز ہروردہ ہیں ضرور مطلع فرمائیں۔ نیز در رضا خانیت کے سلسلہ میں لکھی جانے والی قدیم کتب بھی آگاہ فرمائیں۔ بعد از استفسارہ بخفا شہ تہ تمام واپس کر دی جائیں گی۔

اب ہم زیر نظر کتاب "مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول" کے ان رسائل کے مختصر تعارف کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جنہیں اس مجموعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی کفر کے لیے شرفا جس امتیاط کا ضرورت ہے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب علیہ السلام کے عقیدہ میں نہ

صرف یہ کہ اسے نظر انداز کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بڑی بیدردی سے اس کا خون کیا ہے۔ اسی کے ذیل میں مولانا چاند پوری مرحوم نے دلائل عقلیہ قطعیہ کے ذریعہ یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ جن عبارات کی بناء پر علماء دیوبند کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کا وہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا جو احمد رضا خان صاحب بیان کیا ہے۔ بنرخان صاحب جن مقدمات کو یقینی اور قطعی خیال کیا تھا وہ بالکل وہی اور محض ان صاحب کے گھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ احمد رضا خان صاحب نے کفر کے بارے میں اپنی امتیاط کا جو ڈھنڈو درپاٹا ہے وہ اس مشہور شل کا پورا پورا مصداق ہے۔ "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"۔

اس سلسلے میں بریلویوں کی ایک قابل احترام شخصیت کی عبارت ذیل بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ رائے صرف علماء دیوبند کی ہی نہیں ہے بلکہ نہ صرف مزاج آدنی احمد رضا خان صاحب کے بارے میں ہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہے۔ قاضی عبدالجبار کتب ۱۴۱۸ھ (۱۹۹۷ء) لکھتے ہیں: "زیادہ سے زیادہ بات مولانا (عاشق باقی و مکتبہ پر)"

توضیح البیان فی حفظ الایمان :- احمد رضا خان صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف

تھانویؒ کو "حفظ الایمان" کی ایک عبارت کی بناء پر کافر قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا چاند پوری مرحوم نے اپنی اس کتاب میں حضرت تھانویؒ کی متنازعہ عبارت کی مفصل اور مدلل تشریح فرما کر ثابت فرمادیا ہے کہ اس عبارت میں کسی کفریہ مضمون کی بڑکائی نہیں پائی جاتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ اس نتیجہ پر آسانی پہنچ جائیں گے کہ قیثا کسی بہت بڑی سازش کے ماتحت کفریہ مضامین علماء دیوبند کے سر زبردستی توپے جا رہے ہیں یا پھر ایسے شخص کا دماغ بالیخولیا کی اثرات سے متاثر ہے جسے سیدھی سادھی عبارات میں بھی کفر ہی کفر نظر آتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور احمد رضا خان صاحب میں جہاں اور بہت سے امور مشترک ہیں وہاں اس کا بھی امکان ہے کہ مرزا صاحب کی طرح خان صاحب کو بھی "بالیخولیا" سے کچھ حصہ ملا ہو۔

احدی التسعة والتسعين :- اس رسالہ میں حضرت مولانا اسماعیل شہید اور علامہ دیوبند کا بیان

(بقیہ حاشیہ ج ۵) (احمد رضا خان صاحب) کے خلاف یہ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند سے اظہار اختلاف کے لیے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے مدرسہ دیوبند کے جید اساتذہ علم کی بعض عبارات کو کفر قرار دیا اور اس فتویٰ میں انہوں نے شرعی احتیاط و مراعات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جو ایسے نازک موقع پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے۔ مقدمہ مقالات یوم رمضان مطبوعہ دارالصفیقین لاہور بجز عبارات اکابر و شہ ۱۳۵ھ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عام لوگوں کو بریلویوں کے غلط برداشت سے کاشکا ہونے سے بچانے کے لیے اپنی عبارت کو باوجود ہر طرح سے صحیح ہونے کے تبدیل کر دیا تھا۔ اور تبدیل شدہ عبارت کے ساتھ ہندوستان میں ان کی زندگی کے اندر ہی حفظ الایمان کا ایک ایڈیشن شائع کیا تھا۔ لیکن انوکھ ہے کہ ہمارے نامور محدثین اسی عبارت متنازعہ کے ساتھ "حفظ الایمان" شائع کرتے رہے جسے بریلوی حضرات جاہل اور ان پڑھ عوام کے سامنے پیش کر کے ان کو علماء دیوبند سے متفرق کرتے رہے جس اس صورتحال کے پیش نظر انہیں ارشاد المسلمین جلد ہی حضرت تھانوی مرحوم کی ترمیم کے مطابق "حفظ الایمان" شائع کر رہی ہے ۱۲۸ھ



اور خود مولیٰ احمد رضا خان صاحب کا کفر احمد رضا خان کی ہی عبارات سے اس طرح ثابت فرمایا گیا ہے کہ انکار کہ گجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اور عجیب لطف یہ ہے کہ ”الکرکتہ الشہابیہ“ اور ”مصالح اہل سنت“ اور ”سلسلہ السنن الہندیہ“ جن پر خان صاحب ادران کے تلامذہ کو ناز تھا اور بار بار جواب کا تقاضا فرماتے تھے ان کا چند سطروں میں خان صاحب ہی کے مسئلہات سے ایسا جواب دیا ہے جو قابل دید ہونے کے ساتھ لا جواب بھی ہے۔ آخر میں احمد رضا خان صاحب پندرہ سوالات کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں خان صاحب ہی کے مسئلہات سے ان پر ادران کے متبعین پر قطعی کفر ثابت کیا ہے جس کا جواب یہ حضرات قیامت نہیں دے سکتے۔

اس کتاب میں مولانا چاند پوری مرحوم نے احمد رضا خان صاحب اور  
 انتصار البری :- ان کے جملہ تبعین کو فاسم اعلان دیا ہے کہ بالخصوص جس کا جی چاہے  
 میدان مناظر میں آئے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے مولانا چاند پوری اور دیگر علماء دیوبند  
 کی تکفیر کر ہے ان مضامین کو "تخذیر الناس" "برایہن قاطعہ" "حفظ الایمان" اور "اسکات المغتدہ"  
 میں صراحت کے ساتھ دکھاؤ گے۔ مگر یہ تمام جماعت بریلویہ سے ہرگز نہ ہو سکے گا اور اگر وہ عبارات  
 جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے مذکورہ کتابوں میں نہ دکھا سکیں تو اس ضمن میں کفری کردوسری عبارات  
 صریحہ میں دکھا دیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مضامین کو بطریق لزوم اپنی ثابت کر دیں گے ورنہ مثبت کفر  
 جرحان صاحب کا دعویٰ ہے۔ لیکن کسی بریلوی بزرگ میں یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کفریہ مضامین کو علماء  
 دیوبند کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ دکھاؤ گے جس میں کوئی دوسرا احتمال ہی اور انشاء اللہ تبارک  
 تک مولانا مرحوم کے اس بیانیہ کا جواب نہیں ہو سکتا۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا إِنَّا نَذَرُ النَّارَ الَّتِي  
 تُؤْخَذُ فِيهَا النَّاسُ وَالْجَحْدَارَةَ - الآية ترجمہ :- "اگر تم نہ کر سکو اور یقیناً نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ  
 سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔"

الختم علی لسان النحسم :- اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علماء دیوبند سچے پکے حنفی ابن سنت  
جماعت ہیں اور بریلویوں کا شور و غوغا بالکل بے جا اور لغو ہے۔ ساسے بریلوی حضرات مل کر  
بھی کوئی ایک بات ایسی نہیں بنا سکتے جس میں حضرات علماء دیوبند اصولاً یا فرداً کتب روایات  
مستبرکہ حنفیہ کے خلاف ہوں۔

**انکسب الیمانی :-** اس رسالہ میں بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کے نزدیک یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب ان کے جملہ متقدمین و جوانحویں مسلمان سمجھتے ہیں (مردوں و عورتوں کا نکاح دینا میں کسی سے بھی نہیں ہے باطل محض اور زمانے خاص ہے جس کی بند پر اولاد کا بھی حرامی اور وراثت سے محروم بننا ثابت ہوتا ہے اگر خیر یہ ہے کہ مولانا چاند پوری مرحوم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی۔ جو کچھ ہے خانصاحب کے نزدیک ہی کا حاصل ہے۔

اسکات المتقدري: حضرت مولانا جہاند پوری مرحوم نے ۳۴۶ مطابق ۱۰۹۰ میں احمد رضا خان صاحب کے فیصلہ کن منہ خواہ کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس سے احمد رضا خان صاحب کے مختلف مسائل کے لئے یہ تہیدی طور پر تقریباً ڈیڑھ مدرسہ اسلاف خط کے ذریعہ کے لئے اسی خط میں معی تحریر فرمایا تھا کہ کھنڈہ ملی صدہ تعاضد میرا گھر اپا جرنی جگہ تجویز مطلع فرمائے۔ معنی اس سے تمام ہندوستان کی کوجہ میں اس گفتگو رہنا ظور کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام نہ تھا تمام مسئلوں کو حق و باطل و درست و غلط کی طرح فی ہر پر جانے، لیکن احمد رضا خان صاحب نے فراموش کیا کہ یہ نہیں ہے کیونکہ کہ بندہ بڑا یقین تھا کہ جھوٹا پندہ اور ریت گھر نہ دیا جرنی شکل سے تیار کیا اسے سامنے منہ خواہ کرنے کی صورت میں بہانہ کیا کہ اندر پر پورہ نہ کیا جائے گا یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں احمد رضا خان صاحب حضرت مولانا سید بن احمد مدنی سے منظر کے بے تیار ہوئے اور بلند شہر میں حضرت قاضی مرحوم اور ریگرا کا برہوہ کے ساتھ مناظرہ کے بے اثرہ ہوئے یہ حال اس کتاب میں مولانا جہاند پوری کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خان صاحب کے فرار و گریز کی کھلی رُوداد موجود ہے۔

## شکوہ الحاد ملقب بزم علی اللہام المستثنیٰ جب کفر و ایمان کی کسوٹی سے

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی مزدوری دین کا منکر ہو یا کسی مزدوری دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ اگر زید مدعی اسلام تقریباً کئی صدیوں کا منکر اور خداوند عالم جل مجدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتع گایاں دینے والا ہے تو اس کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ زید کے عقائد باطلان کے نزدیک موجب کفر نہیں ہیں۔ گو احمد رضا خان صاحب نے عقائد باطلہ کا اقرار صراحتاً نہیں کیا مگر زید کو باوجود عقائد باطلہ کفریہ کے کافر نہ کہنا اس کو مستلزم ہے کہ وہ عقائد باطلہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں۔ اب جو شخص احمد رضا خان صاحب کو مسلمان کہے یا ان کے کفر و ارتداد میں تامل کرے وہ ویسا ہی ہو گا جیسے خود خان صاحب ہیں اور یہ فتویٰ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن مرحوم کا نہیں ہے بلکہ خود احمد رضا خان صاحب کا ہے جس کا مفصل بیان اس رسالہ میں ہے۔

انوار احمد

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد اسلامیین : لاہور

## استقامت

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) کیا کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولانا" کے لفظ سے خطاب کرنا جائز ہے یا مکروہ یا حرام یا کفر؟

(۲) لفظ "مولانا" کا ترجمہ جانتے ہوئے جو شخص اس لفظ کو کسی کافر مرتد کے لیے استعمال کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۳) کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے مولوی عالم علامہ جناب... صاحب "الاقاب" یاد کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے، جبکہ صرف انسانی آداب مد نظر ہوں۔

(۴) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد اس کے لیے لفظ "مرحوم" یا "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے عائر کلمہ کہنا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد جب تک اس کا کفر یقینی ہو محض اس احتمال کی بنا پر اسے کافر نہ سمجھنا کہ شاید اس نے

مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو یا نہ کر لی ہو اس ذہن کا گھڑا ہوا ایک احتمال ہے واقعیت اس کا ادنیٰ سا بھی تعلق نہیں ہے یا اپنے عقائد کفریہ سے رجوع کر لینے کی بے ثبوت افواہ کی بنا پر کسی یقینی کافر مرتد کو کافر نہ سمجھنا کیسا ہے؟ اور شرعاً ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

(۶) کسی کافر مرتد سے توبہ کے اسلام لانے کا حکم دینے کی بنا پر اس کا کہنا کہ میں تم پر اہتمام کرتے ہوئے

توبہ کرتا ہوں اگرچہ میں تمہارے کفر قرار دیتے ہوئے اور کہہ دوں گا کہ گناہ بھی نہیں سمجھتا۔ حالانکہ علم است ان عقائد کفریہ قرار دے چکے ہیں۔ کیا شرعاً ایسے شخص کی توبہ قبول ہوگی؟ اور اُسے مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

براہ مہربانی مذکورہ ۶ سوالات کے ثنائی اور مفصل جواب جلد سرفراز فرمائیں۔

بندہ - نعیم الدین - ۱۳ احمد پارک مہربانی روڈ - لاہور - ۵ دسمبر ۱۳۹۸ھ



حاصل کیا۔ اب آپ عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر و حاذق طبیب بھی تھے، اسی زمانہ میں مولانا  
مفت علی صاحب علیہ رحمۃ اللہ صاحبی حاجی امداد اللہ صاحب نے درجہ تک کے قریب مدرسہ امدادیہ  
تاسیس کیا اور حضرت تھانویؒ سے ایک اعلیٰ و قابل مدرس کی قرآنش کی۔ تب حضرت تھانویؒ کی فرائض  
پر آپ جلی شغل چھوڑ کر درجہ تک تشریف لے گئے اور وہاں ملی درس میں معروف ہو گئے اور ایک نئے  
ملک وہاں مدرس رہے پھر کچھ عرصہ مدرسہ امدادیہ مولانا امداد میں صدر مدرس رہے۔ اس دوران میں  
آپ نے آریہ سماج کے رد میں متعدد رسائل تحریر فرمائے اور بالورام چندر سے مشہور تاریخی مناظرہ  
کیا۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت شیخ الحدیث نے مالٹا سے واپسی پر پھر دارالعلوم دیوبند میں واپس آنے کا حکم  
دیا اور حضرت حافظ محمد احمد صاحب اور مولانا حبیب الرحمن صاحب نے غیر معمولی اصرار فرمایا  
پتا نہ چھوڑیں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ کو ناظم تعلیمات مقرر کر دیا گیا۔ ساتھ ہی  
سلسلہ مدرس بھی جاری رہا۔ اس دور میں آپ نے قادیانیت کے رد میں بکثرت رسائل تحریر  
فرمائے جو خصوصیت کے ساتھ پنجاب و صوبہ سرحد میں بہت مقبول اور پسندیدہ ہوئے چونکہ  
عوامیانات منعقد پیری عیال ہو چکے تھے۔ اس لیے تقریباً نصف مہدی سے زائد اپنے وطن  
چاندپور سے باہر کر واپس آ گئے اور یہاں صرف ذکر و عبادت اور اوراد و تہذیبیات مصروف رہے  
آپ کے علمی شغف کا یہ حال تھا کہ آپ کی ساری عمر کا ذخیرہ تقریباً ۱۵۰۰ صفحات پر اکتب منتخبہ کی  
صورت میں موجود ہے۔

## تبلیغ و مواظبت

مولانا چاندپوری بھی حضرت تھانویؒ کی طرح اس دور کے مشہور و مقبول مقرر تھے ملک کے اطراف  
و اکناف کا کوئی بھی حصہ ایسا نہ ہوگا جو آپ کے مواظبت حسنہ سے مستفید نہ ہوا ہو۔ آپ

کو فن تقریر میں ملکہ تامہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وعظ سے قبل دل میں کوئی مضمون نہیں  
ہوتا ہے۔ خطبہ پڑھنے کے بعد جو مضمون اس وقت میں ذہن آتا ہے اسی پر بروئے حال تقریر  
شروع کرتا ہوں۔ آپ کی تقریر پر ہندو نواح کے ساتھ لطائف علیہ ذکات بحکیمہ معرفت عبادات  
قصص و حکایات سے ملو جوتی تھیں۔ آپ کو فن مناظرہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ابتدا میں مولانا باری  
کی تردیدیں بکثرت رسائل تصنیف کئے۔ آپ کے زمانہ قیام مراد آباد میں آریہ سماج مراد آباد  
کی جانب سے بنام اہل مراد آباد متعدد سوالات شائع کئے گئے تھے۔ مولانا نے ان کے  
بے مثال جوابی رسائل تحریر فرمائے۔ اسی زمانہ میں آریہ سماج کے مشہور و معروف مقرر پنڈت رام چند  
سے امر و ہرمین مناظرہ ہوا اور پنڈت کو جواب ہو کر دہلی واپس جانا پڑا۔

فراغتِ علم کے بعد جب آپ اپنے والد کے پاس طبی شغل میں مصروف تھے۔ اسی زمانہ  
میں حکیم بنیاد علی صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر حج کیلئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت  
حضرت حاجی صاحب مہاجر کی بقید حیات تھے۔ حکیم صاحب کو حضرت حاجی صاحب سے جو حد  
عقیدت تھی اور حضرت حاجی صاحب کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا۔ حکیم صاحب نے مع مولانا  
چاندپوری حج کی سعادت حاصل کی، اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی صحبت سے بھی فیضیاب  
ہوتے رہے، بعد فراغت حج حکیم صاحب کا مدینہ منورہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ صاحبزادگان کو حکیم  
صاحب کی جدائی کا بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت حاجی صاحب مہاجر کی وفات کے بعد ان کی سرپرستی  
فرمانی اور ان کو تسلی و تشفی دیتے رہے، دوسری مرتبہ جب مولانا چاندپوری حج کیلئے مکہ معظمہ تشریف  
لے گئے تو وہاں سے کتب علیہ کا کافی ذخیرہ خرید کر لائے تھے۔ تیسری مرتبہ آپ نے حضرت  
شیخ الحدیث رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں صرف مخصوص رفاقت شامل تھے۔ جب فریضہ حج  
کی ادائیگی کے بعد سبیل گ مدینہ منورہ پہنچے تو کچھ عرصہ قیام کے بعد مولانا تھانویؒ احسن صاحب اور



دیگر تھا کہ حضرت شیخ الہند نے دہلی وطن کا حکم دیا چنانچہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔  
آپ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب عظیمہ حضرت شاہ  
عبد الغنی سے بیعت ہوئے اور حضرت شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر تعلیم و تربیت سے مستفیض  
ہوئے اور زمانہ قیام مکہ معظمہ حضرت حاجی صاحب مہاجر کی خدمت میں رہ کر استفادہ فرمایا حضرت  
شاہ رفیع الدین کے انتقال کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت کی اور مکرر  
حدیث پڑھی اور تعلیم و تربیت و ارشاد سے ایک مومنین تک مستفیض ہوتے رہے۔

زمانہ قیام کانپور اکثر مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے تھے  
حضرت گنگوہی کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت شیخ الہند کی طرف رجوع کیا۔ پھر حضرت  
شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری کی سرپرستی میں زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کے انتقال کے  
بعد حضرت مولانا محمد علی مونگیری صاحب کو سرپرست و مربی بنایا۔

حضرت مونگیری کے انتقال کے بعد آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سب ہی بزرگ اور سرپرست  
اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جس کا کوئی بزرگ اور سرپرست نہیں۔ بھائی  
اب تو میں نے اپنا بزرگ و سرپرست حضرت تھانویؒ کو بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے فیوض  
جاریہ سے مجھ کو بھی مستفید فرمائے۔ باوجودیکہ حضرت تھانویؒ آپ کے ہم عصر تھے اور دونوں حضرات  
نے ایک ہی اساتذہ سے استفادہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت تھانویؒ سے آپ کو تعلق و  
عقیدت ایسی ہی تھی جیسے اکابر و اسلاف سے تھی۔ اور حضرت تھانویؒ کو بھی نسبت بیعت سے  
بہت قبل آپ سے مصوصیت رہی، چنانچہ جب کبھی آپ تھانہ مجوں تشریف لے گئے حضرت  
تھانویؒ نے آپ کو اپنا مہمان خصوصی بنایا اور بعد نظر مجلس ارشاد میں حضرت نے آپ کے لیے  
اپنے قریب منصوص جگہ مقرر فرمادی تھی، اسی خاص جگہ پر نشست فرماتے تھے مجلس ارشاد میں

کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی صرف مولانا چاند پوری اس سے مستثنیٰ رہے اور آپ اکثر علمی سوالات  
کیا کرتے۔ ایک مرتبہ زمانہ قیام تھانہ مجوں میں آپ کے دو صاحبزادوں اور قریبی عزیزوں کو مولانا تھانویؒ  
نے مدعو کیا۔ مولانا چاند پوری نے حضرت تھانویؒ سے درخواست کی کہ آپ ان چاروں کو بیعت فرما  
لیں۔ حضرت تھانویؒ نے درخواست منظور فرماتے ہوئے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ مصوصیت  
ہے اور اسی مصوصیت کی بنا پر آپ کے صرف ایک مرتبہ کہنے پر ان چاروں کو بیعت کرتا ہوں۔  
مولانا اکثر ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات و مواظع کا مطالعہ کرتے  
رہو کہ یہ علم و تقویٰ میں ترقی کا باعث ہوں گے۔

۱۹۵۱ء دسمبر میں آپ کو عشاء کے وقت کے بعد غیر معمولی سردی معلوم ہوئی۔ کچھ دیر بعد حشرات  
ہو گئی۔ آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد پھر وہی سردی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حالت غشی  
پیدا ہو گئی۔ اس حالت میں بھی زبان متحرک اور مصروف ذکر رہی۔ کچھ ہوش آنے پر بزرگوں میں اکواڑ طبع ہو  
جاتی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی حالت رہی۔ ذکر کے سوا زبان سے کچھ نہیں نکلتا تھا۔ اس عرصہ  
میں تو جبرائیل اللہ کے ساتھ ذکر کرتے رہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء بروز منگل کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے  
انتقال فرمایا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر  
مونا داں پر کلام نرم و نازک بے اثر!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 قُلْ تَعَالَوْا يَكُونُوا عِبَادًا لِّأَحَدٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ  
 یا ان سے من گھڑت خیالات ہیں کہ یہ بھیجی اپنی دلیل لاؤ اگر تم  
 سچے ہو۔

# تزکیۃ الخواطر

عما

القی فی امنیۃ الاکابر،

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ الحسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
 و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد المبین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله لقد  
جاؤنا رسول ربنا بالحق من اتبع سبيلهم نجى ونودوا أن تلکم الجنة  
التي اؤرثتموها بما كنتم تعملون - وصلى الله تعالى على خير خلقه  
ونور عرشه سيد السادات وفضل الموجودات سيدنا ومولانا محمد و  
آله وصحبه ما دام أهل السنة فائزين وأهل البدع هالکین -

اما بعد - اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں بحال ادب عرض ہے کہ ان سطور  
کو جس قدر بغور ملاحظہ فرمائیں - نہ اس میں کسی مسلمان کی توہین ہے نہ کسی کے مقتدا  
یا پیشوا کو سب و تتم سے یاد کیا ہے نہ محض نفسانیت سے دل کے پیچھے لے چھوٹنا  
منظور ہے نہ کسی شخص پر بے جا الزام لگا کر فتویٰ تکفیر حاصل کیا ہے -

### مقصد رسالہ

اس رسالہ کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ بعض علماء ربانین پر جو بعض عبارات  
کی وجہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے کفر کا فتویٰ دیا اور دلایا ہے  
اُن عبارات کا صحیح و صاف مطلب اہل اسلام کی خدمت میں بیان کیا جائے تاکہ  
یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اُن عبارات سے وہ مطالب کفر یہ جن کی بنا پر مولوی احمد رضا خان

صاحب نے تکفیر کی اور کرائی ہے صراحتاً تو درکنار جو بنائے تکفیر ہے اشارۃً و  
کنایۃً بھی نہیں نکل سکتی - اہل اسلام میں جو خان صاحب کی وجہ سے عام بے چینی  
پھیلی ہوئی ہے وہ رفع ہو جائے - علماء ربانین کی طرف سے جو بعض حضرات کو  
بوجہ ناواقفیت کے اور بعض کو بوجہ فتویٰ اہل حرمین زاد ہما اللہ شرفاً و محرمات کے  
اشتباہ واقع ہوا ہے دفع ہو جائے - اور جن پاک قلوب میں عناد کی آتش روشن  
ہے اُن کی اصلاح تو مقلب القلوب ہی کے قبضہ قدرت میں ہے بظاہر کوئی تذہیب  
ہم سے اُن کی نہیں ہو سکتی -

### ایک شبہ کا جواب

ہماری اس عرض کے بعد لامحالہ یہ شبہ ضرور واقع ہو گا کہ جب وہ عبارات ایسی  
صاف و صریح ہیں کہ معانی کفریہ صراحتاً تو درکنار اشارۃً و کنایۃً بھی اُن سے سمجھ میں نہیں  
آ سکتے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل نے اُن  
عبارات کا وہ مطلب سمجھا اور تکفیر کی اور کرائی - حالانکہ خان صاحب موصوف تکفیر  
میں بڑے ہی محتاط معلوم ہوتے ہیں جو اُن کی عبارات ذیل سے صاف ظاہر ہے -

(۱) بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر  
ہو جس میں تنوہ پہلو نکل سکیں اُن میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام  
کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اُس نے خاص پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم  
اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اُس نے یہ ہی  
پہلو مراد رکھا ہو - اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقعہ میں اُس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے

تو ہماری تاویل سے نائد نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ (تہذیب ایمان صفحہ ۳۳)

(۲) یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہا اُس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اُس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس گنہیں۔ مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحین ظن کے سبب اُس کا کلام اسی پہلو پر عمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اُس نے کوئی پہلو کفر ہی مراد لیا۔ (تہذیب صفحہ ۳۵)

(۳) شرح فقہ اکبر میں ہے۔ عمد ذکر ذلك المسألة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأدنى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال المنافي (فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیری و غیر ہا میں ہے۔) اذا كانت في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي والقاضي أن يميل إلى ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحيينا للظن بالمسلم ثم إن كانت نسبة القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وإن لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على وجه لا يوجب التكفير۔ اسی طرح فتاویٰ بزازیر و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیر و غیرہ میں ہے۔ (تہذیب صفحہ ۳۵ و ۳۶)

(۴) تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تہذیب الولاہ و غیر ہا میں ہے۔ لا یکفر بالمتحد لان الکفر نهائية في العقوبته فيستدعي نهائيته في الجنائته ومع الاحتمال لانهاية تهديدته۔

(۵) بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیر و تہذیب الولاہ و سل الحسام و غیر ہا میں ہے۔ والذي تحررناه لا يفتي بكفر مسلم ما كان حمل كلامه على محمل

حسن الخ (تہذیب صفحہ ۳۳)

(۶) ضروری تہذیب احتمال وہ مجرب ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے تہذیب صفحہ ۳۳ شفا شریف میں ہے اوعاد التاویل فی لفظ صرح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں مناجاتا۔ شرح شفا تہذیب صفحہ ۳۵ میں ہے۔ هو مردود عند القواعد الشریعة۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ (تہذیب صفحہ ۳۵)

(۷) اولاً یحتمل السبوح عن عیب کذب مقبول۔ دیکھئے کہ بار اول شفا میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اُس کے اتباع پر پختہ و جبر سے لزوم کفر ثابت کر کے صنف نوٹے پر حکم اخیر یہ ہی لکھا کہ علماء متاظرین انہیں کافر نہ کہیں یہ ہی صواب ہے و هو الجواب وبہ یفتی و علیہ الفتوی و هو المذهب و علیہ الاعتماد و فیہ السلامة و فیہ السداد یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔ (تہذیب صفحہ ۳۴)

(۸) ثانیاً لکھنؤ کتبہ الشہابیہ فی کفریات ابی الیاسیہ۔ دیکھئے جو خاص (مولانا مولوی محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کے قبیحین ہی کے رو میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ء میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اُس پر شروہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ۶۲ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں الکفار یعنی کافر کہنے سے کف لسان یعنی زبان روکنا ماخوذ و مختار و



مناسب واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (تہید ص ۴۲)

(۹) ثالثا سلسلہ سیوف الہندیہ علی کفریات بالانجریہ۔ دیکھئے کہ صفحہ ۲۱۶ میں عظیم آباد میں چھپا اُس میں بھی (حضرت مولانا مولوی اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کے قبیحین پر بوجہ قادیانہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۲۱ پر رکھایہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بعد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ بایں ہمہ شدت غضب دامن احتیاط اُن کے ہاتھ سے چھوڑا ہی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والنزاع میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کفر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے انتہی مختصر (تہید ص ۴۳)

(۱۰) رابعاً ازالۃ العاذر بکلام عن کلاب النار۔ دیکھئے کہ بار اول ص ۲۱۷ میں عظیم آباد چھپا اُس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ (تہید ص ۴۴)

(۱۱) سجن السجود میں بالاخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ عاذا اللہ عاذا اللہ ہزار ہزار بار عاذا اللہ میں ہرگز اُن کی تحفیر پسند نہیں کرتا اِن مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (مولانا مولوی اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہیں

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب کے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ (تہید ص ۴۵)

(۱۲) اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی سنہ ہجری سے ہوتی ہے۔ (تہید ص ۴۶)

(۱۳) بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ایسے عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب کے زیادہ روشن نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصل ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے۔ (تہید ص ۴۷)

(۱۴) جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام وہی رب العالمین و تبارک و تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین کا کلمہ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔ (تہید ص ۴۸)

(۱۵) ثالثاً سب جانتے ہیں کہ دوسرے سے یہ ناپاک ادعا ہی کہ بندگان خدا مہربان خدا کو قادر متقل جان کر استعانت کرتے ہیں ایک سخت بات ہے جس کی شناخت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں تمہیں توبہ کرنی پڑے۔ اہل لا الہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور اُن کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی سخا ہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من انظن ان بعض الظن اشور۔ یعنی اے ایمان والو بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ بیشک کچھ

گمان گناہ میں اور فرماتا ہے دلائق مالیں لك به علمان السمع والبصر  
والفتوا كل اولئك كان عنه مسئولا۔ یعنی پیچھے نہ پڑا اُس بات کے جو تجھے  
تحقیق نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے كَوْلَا  
اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا۔ کیوں نہ ہوا کہ جب  
تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں  
پر نیک گمان کیا ہوتا۔ اور فرماتا ہے۔ يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذَ بِاللَّهِ أَبَدًا۔ ان  
کنتم مؤمنين۔ ”اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان  
رکھتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”ایاکم والظن فان  
الظن اکذب الحديث۔“ گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر بھوٹی بات ہے۔  
رواہ مالک والبخاری والمسلم والبوداؤد والترمذی اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم انک شققت من قلبہ۔ تو نے اُس کا دل حیر کر کیوں نہ دیکھا رواہ مسلم  
وغیرہ۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک  
تاویل اسلام کی پیدا ہو واجب ہے کہ اُسی تاویل کو اختیار کریں۔ اور اُسے مسلمان  
ہی ٹھہرا دیں کہ حدیث میں آیا الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام غالب رہتا ہے  
اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔ رواہ الرازیانی والدارقطنی والبیہقی والفیاد النیل عن  
عائذ بن عمر والتمدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلمہ نہ کہ بلا وجہ محض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار  
کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود و معنوع مطرود احتمال گھڑے اور اپنے  
یے علم غیب و اطلاع مال قلبی دعویٰ کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے

سربانہ سے۔ (برکات الاموال ص ۲۸۴)

یہ پندرہ عبارتیں ایسی صاف اور صریح ہیں کہ جن میں کوئی منصف بھی تامل اور  
تردد نہیں کر سکتا کہ مولوی احمد رضا ناٹا صاحب بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی تکفیر اہل اسلام  
کے بارہ میں امتیاط نہیں کر سکتا۔ اور فقط احتیاط ہی نہیں بلکہ عبارات مذکورہ سے  
اور بھی چند امور ثابت ہوتے ہیں جو اب زر سے کھنکے کے قابل ہیں۔

(۱) امر اول۔ یہ کہ فقہائے کرام کے نزدیک جب تک کسی مسلمان کے  
کلام میں کوئی احتمال بھی اسلام کا ہوگا اُس کو اُسی معنی پر عمل کریں گے جو اسلام کے  
موافق ہوگا اگرچہ اُس کے مخالف ۹۹ احتمال کیوں نہ ہوں اور ۹۹ کی قید بھی اتفاقی ہے  
اصل مطلب تو یہ ہے کہ جب تک ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو اُسی کو ترجیح ہو  
گی اگرچہ اُس کے مخالف ہزار کیوں نہ ہوں۔ الاسلام یعلو ولا یعلی۔

(۲) امر دوم۔ اُس کلام کو معنی اسلامی پر عمل کرنا واجب ہے اور اُسی تاویل کو اختیار  
کرنا ضروری جس میں وہ مسلمان رہے۔

(۳) امر سوم۔ مسلمان کے کلام کو ایسے معنی پر عمل کرنا کہ جو مستلزم کفر ہو باوجودیکہ اُس  
کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں یہ قطعاً گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

(۴) امر چہارم۔ یہ کہ معنی اسلامی جن سے قائل مسلمان رہے اگرچہ وہ ضعیف ہی  
کیوں نہ ہوں اور معنی کفر یہ اگرچہ قوی ہی کیوں نہ ہوں اگرچہ معنی اسلامی میں تکلف ہی  
کرنا پڑے اور معنی کفر یہ نہایت قوی بلا تکلف مفہوم عبارت ہوں مگر جب تک یہ  
ثابت نہ ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفر یہ ہیں۔ اُس کلام کو معنی اسلامی ہی پر عمل کریں  
گے اور قائل کو مسلمان ہی کہیں گے کیونکہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام

کا ہوگا تو اسے مسلمان ہی کہیں گے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جب یہ احتمال ضعیف سے ضعیف ہے تو اس کا مقابل قوی سے قوی ہوگا۔

(۵) امر پنجم۔ مفتی اور قاضی کو مسلمان پر حسن ظن واجب ہے۔ عند اللہ کسی کا مسلم کا فر ہونا اس کی تحقیق قاضی و مفتی کے متعلق نہیں کلام سے جب تک ضعیف احتمال بھی اسلام کا مؤید ہوگا مفتی کا فتویٰ اور قاضی کا حکم اس کے اسلام ہی کا ہوگا اگرچہ فیما بینہ و بین اللہ اس کے ارادہ کے موافق معاملہ ہوگا قاضی اور مفتی کا فتویٰ واقعہ کو نہیں بتاتا بلکہ مفاد کلام ظاہر کرنا اس کا کام ہے۔

(۶) امر ششم۔ کسی کلام کے معنی اگر احتمال کفریہ رکھتے ہوں اور معنی کفری محتمل ہو۔ صریح نہ ہوں تو اس سے قائل کا کفر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ کفر عقوبت میں نہایت ہے۔ تو اس کی جنایت بھی اتنا ہی درجہ کی ہونی چاہیے اور جب معنی کفری محتمل ہیں تو یہ انتہا درجہ کی جنایت نہیں یعنی اتنا درجہ کی جنایت جب ہوگی کہ جب معنی کفری ایسے صریح ہوں کہ اس کے سوا دوسرے معنی کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال باقی نہ رہے۔

(۷) امر ہفتم۔ کسی کو کفر کثافات عقوبت فی القول ہے۔ کسی کو عند الشرع کوئی اس سے زیادہ سزا کی تکلیف نہیں دے سکتا اور اس قول سے زیادہ بڑا نہیں کہہ سکتا کہ اسے کفر کہے تو چونکہ یہ نہایت عقوبت سزا ہے تو اس بنا پر اس کا قول بھی نہایت جنایت فی القول ہوا اور وہ یہ ہے کہ صراحت کلمہ کفر کہے اگر کفر اس کے کلام سے بطریق احتمال مفہوم ہوگا تو یہ جنایت کلامیہ نہایت بڑی نہیں پہنچی اس وجہ سے اس کو کفر بھی نہیں کہا جائے گا۔

(۸) امر ہشتم۔ احتمال نافع اور دافع کفر وہ ہوگا جو عبارت سے نکلنا ممکن ہو اور جو عبارت سے نکلنا ممکن ہی نہ ہو اور بالذات کلام کا مدلول ہی نہ سکے وہ احتمال مفید

ہو سکتا۔ غرض عبارت ثبوت کفر وہ ہوگی جس میں بالذات دلالت و طرق ادا سے کوئی طریقہ بھی مخالفت معنی کفری نہ ہو سکے۔ ورنہ کسی طرح بھی قاعدہ میں اگر اس کا محل حسن بن سکے گا تو وہ شخص کافر نہ ہوگا اور اگر کلام بجز معنی کفری کے کسی معنی کو بھی محتمل نہ ہوگا تو ایسے معنی جن کو الفاظ کسی طرح بھی محتمل نہ ہوں اور ان معنی کی کسی طرح بھی کلام میں گنجائش نہ ہو قابل قبول اور دافع کفر نہ سمجھے جاویں گے۔

(۹) امر نہم۔ امور مذکورہ بالا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے بھی مسلمات سے ہیں اور انہیں پر جناب ناصحاب کا عمل درآمد ہے۔

(۱۰) امر دہم۔ خان صاحب جن حضرات کی تکفیر مسلمان بھری میں فرمائی ہے اس سے پہلے ان کو مسلمان جانتے تھے ان کے کفر کہنے سے ہزار ہزار بار تماشائی فرماتے تھے اور اسی کو اپنا مذہب اور فتوے اور راہ استقامت و مختار و مرضی قرار دیتے تھے۔ مگر جب ان کا کفر صریح یقینی قطعی واضح روشن علی طور اور آقا سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کسی دوسرے معنی پر اس کا عمل کرنا محال ہو گیا تب آخر مجبور ہو کر ان کے کفر کا فتویٰ دیا جب صاف صریح و شام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین آنکھ سے دیکھی تب بدون تکفیر چارہ ہی کیا تھا۔ گو عبارات مذکورہ کے افادات تو بہت زیادہ ہیں مگر تلافی حشرہ کاملہ ہی پختہ کر کے اصل مبحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ جن عبارات میں معانی کفریہ کو سوں بھی نہیں ان کی بنا پر مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل اور محتاط کیسے تکفیر فرما سکتے ہیں دفع تکفیر کے واسطے تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور ضعیف سے ضعیف تر احتمال بھی کافی ہے پھر جب صریح معانی موافق اسلام ہوں

اور معانی کفریہ بطریق من طرق الدلائل بھی مفہوم کلام نہ ہوں تو جناب خاں صاحب تکفیر اور تکفیر بھی ایسی تکفیر کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر سمجھ میں نہیں آتا اس معنی کو کھونا چاہیے تاکہ رفع اشتباہ اور حق واضح ہو جائے۔

اس شبہ کا جواب ہمارے نزدیک تو ایسا دشوار ہے کہ حل ہی نہیں ہو سکتا سانپ بھی مر جائے اور لامٹھی بھی نہ ٹوٹے ان عبارات سے صراحت کفر بھی مفہوم نہ ہوا دھر جناب خاں صاحب محتاط بھی بنے رہیں قائلین کی تکفیر بھی ہو جائے عقل سے باہر بات ہے۔ ہاں دفع تعارض کی صورت ہماری رائے ناقص میں یا تو وہی ہے۔ جو مدرس العرب والعجم العالم الجلیل والفاضل البلیل فخر الاماثل مجدد الافاضل فارسی میدان التحریر والتقریر المحدث المفسر الفقیہ البحر الخیر جناب مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب ہاجر مدنی عمت فیوضہم نے اپنے رسالۃ الشہاب الثاقب علی المسترق لکاذب میں بتفصیل تمام بیان فرمائی ہے جس کا جی چاہے رسالہ موصوفہ کو ملاحظہ فرما کر تشفی کرے اُس میں خاں صاحب کے حالات قدرے تفصیل سے مذکور ہیں۔

ع بدو زوطح دیدہ ہوشمند جناب عالی کسی کا قول ہے عج چون غرض بہر نیشہ جب آدمی پر خواہشات نفسانہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کو کچھ خبر نہیں رہتی کہ میں نے پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا لکھتا ہوں خاں صاحب نے دنیا کی تکفیر کرتے وقت جب اپنی بھی تکفیر فرمادی اور خبر نہ ہوئی تو اُس کی کیا پروا ہے کہ پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا عمل ہو رہا ہے بلکہ اسی بناء پر تو اپنی مع جملہ اتباع کی بھی تکفیر فرمائی اگر یہ دیدہ و وزی نہ ہوتی تو کم از کم اپنی تو تکفیر نہ فرماتے جس کو رد التکفیر علی الفاش التکفیر میں مفصل بیان کیا گیا

لہ اس کے بعد احدی التسعة والتسعين على الواحد من الثلاثين اور انکو اکب الیغابی علی اولاد انزواتی میں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

بہ اور اسے فتویٰ حسام الحرمین اور جناب خاں صاحب ہی کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب خاں صاحب جیسے اپنے مخالفین کی تکفیر فرماتے ہیں اپنے اور اپنے تابعین پر بھی یہ ہی حکم نافذ فرماتے ہیں۔ یعنی جو شخص مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے اُن کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرے وہ کافر قطعی ہے واقعی انصاف اسی کا نام ہے اور حق پرستی اسی کو کہتے ہیں۔

**حدیث** - لا یؤمن احدکم حتی یحب لادخیه ما یحب لنفسه او کما قالہ پر خاں صاحب نے پورا عمل فرمایا ہے۔ پہلے خاں صاحب تکفیر میں امتیاط فرماتے تھے تو سب کے واسطے ہی حکم تھا اور جب بابت تکفیر اس قدر وسیع ہوا کہ خود ذات شریف بھی مرکز دائرہ کفر قرار پائے تو اور کسی کی کیا پروا ہے یا حافظہ کا نقصان یا نباشد کا مصداق ہے آخر آپ صوفی بھی تو ہیں اور ابن الوقت کے ایک یہ بھی معنی ہیں کہ جو مصلحت دقت ہو اُس پر عمل کیا جاوے جس کو آج کل مہذب الفاظ میں پالیسی سے تعبیر کیا جاتا ہے اُس وقت یہ ہی مصلحت دقت تھی کہ ستر و جہ سے کفر لازم کر کے دکھایا جائے علماء کرام کے فتوے نقل فرمائے جانیں تاکہ تمام لوگ اُن کو کافر سمجھیں کافر کہیں آخر میں چپکے سے دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے نزدیک تکفیر مختار اور مرضی و پسندیدہ نہیں ہے اگر کسی نے اعتراض کیا کہ تکفیر کیسے کی تو آخری فقرہ سپر ہو جی جائے گا ورنہ تمام رسالہ میں تو حکم کھلا کفر کفر کی صدائیں بلند ہی ہیں خلقت اُن تصریحات کے بناء پر مخالفین خاں صاحب کو کافر ضرور سمجھے گی حقیقۃ الامر کوئی کیا جانے ۱۵

اب تو آرام سے گذرتی ہے آخرت کی خبر خدا جانے

کسی پنڈت سے سوال کیا تھا کہ اس سال بارش کیسی ہوگی جواب دیا کہ ٹھیکر بار ہو



میں یسے پھر دگے اگر بارش ہوگی تو یہ مطلب کہ اتنی بارش ہوگی کہ گھر میں سے پانی پہنچنے کو ٹھیکرا ہاتھ میں لگے اور نہ ہوئی تو یہ مطلب کہ قط سالی کی وجہ سے بھیک مانگتے پھر دگے۔ یہ وقت جرنیلی کا تھا کہ جو خان صاحب کے تکفیر کردہ اہل اسلام کو کافر نہ کہے وہ بھی قطعی کافر۔ یہ کیا خبر تھی کہ ایک سید زادہ مظلوم کو رسائل کہیں سے دستیاب ہو جائیں گے اور وہ ردائے تکفیر وغیرہ بھی طبع کرا ہی دے گا۔ اس کا تو پہلے ہی کامل بندوبست کر دیا تھا کہ رسائل مخالفین کو نہ دیں مگر نہ معلوم یہ بلائے آسمانی کیسے نازل ہو گئی انہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ خان صاحب نے یہ صریح تعارض کیوں کیا ہے اور اس میں ان کی اصلی غرض اور مصلحت کیا ہے کہ پہلے رسائل میں تو تکفیر کے بارہ میں وہ حکم و رسم فرمائے جو علمائے مخالفین کا مذہب ہے اور <sup>۱۲۲</sup>نہجری سے آج تک وہ جرنیلی حکم صادر فرمایا کہ جو سامنے آئے پنج کہی نہ جانے وہ خود اور ان کے قبیع ہی کیوں نہ ہوں مگر چونکہ رسالہ انتصاف البری من الکذاب المفتری (جس میں ہم نے خان صاحب کے جملہ قبیعین کو عام اعلان دیا ہے کہ بلا تخصیص احد سے جس کا جی چاہے مرد میدان بنے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے علماء ربانین اور اس ناچیز کی تکفیر کی ہے ان مضامین کو تمیز ان اس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان و اسکات المتعدی ہیں دکھا دے مگر یہ تمام جماعت سے ہرگز نہ ہو سکے گا اور اگر وہ عبارات جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے نہ دکھا سکیں تو اس مضمون ہی کو دوسری عبارات صریح میں دکھا دیں یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دیں گو لزوم ثابت تکفیر نہیں جو خان صاحب کا دعویٰ ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس رسالہ کا اور رسالہ ردائے تکفیر کا جواب ہونا بھی بہت ہی جلد ثابت ہو گیا جس کو ہم نے اپنے رسالہ الطین اللذنب علی الاسود الکذاب میں مفصل بیان کیا ہے)

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ جن عبارات کو خان صاحب خواص و عوام میں پیش کر کے غلط مطلب بیان فرماتے ہیں ان کا صحیح مطلب خدا چاہے مستقل رسالہ میں لکھیں گے۔ اور یہ وہی رسالہ موعودہ ہے لہذا ہم اس بحث کو نہایت متعلقانہ طور سے عرض کرتے ہیں تاکہ مطلب کے سمجھنے میں کچھ غمباقی نہ رہے اور حق انشاء اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح واضح ہوئے اس مقدمہ میں ہم مظلوم ہو کر مدعی ہوتے ہیں اور خان صاحب مدعا علیہ وارد اور سی انصاف اہل اسلام و اہل حق سے کرتے ہیں اور انقطاع فیصلہ کی درخواست اس حکم الحاکمین سے کرتے ہیں جو عالم السر و العلانیہ ہے وہ ہمارے بیان میں صدق کی روح پھونک دے اور اس میں راستی کا اثر پیدا فرمائے جس سے ہمارے بھائی تشدد اور نا انصافی کے طریقہ کو چھوڑ کر دوستی اور محبت کی راہ اختیار فرمائیں جن کے قلوب طلب حق کے لیے بے چین ہیں یہ مختصر بیان پر آگندہ تقریر باعث اطمینان و موجب جمعیت خاطر ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

ہماری عرض یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلا وجہ بلا سبب محض ہوائے نفس و نفسانیت و حب جاہ کی وجہ سے جعلی دستاویز مصنوعی کا غیر مفید مدعی ناکافی ثبوت کی بناء پر ہماری تکفیر کی اور کرائی اور اس درجہ شدید حکم جاری کیا ہے کہ جو ان کے مخالفین کو کسی حال کسی طرح کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ امر خان صاحب کی حق پرستی و عبارات خان صاحب منقولہ سابقہ و تحقیق قدیم و دیانت و اخوت اسلامی سبب بعید ہے۔

چونکہ ہم کو تحقیق منظور ہے لہذا جناب خان صاحب کی جانب سے جو واقعی عزرات کوئی ان کا بڑا خیر خواہ پیش کر سکتا ہے وہ اپنی عقل کے موافق پیش کر کے

اُن کا بھی جواب عرض کریں گے تاکہ اس مضمون پر پھر کسی صاحب کو قلم نہ اٹھائے کی تکلیف ہی نہ کرنی پڑے نہ اپیش قاضی رومی راضی آئی کا مضمون نہ ہوگا جس کو اہل انصاف خدا چاہے خود ملاحظہ فرمائیں گے لہذا بندہ اپنے دعوے کو مفصل اور مشرح عرض کرتا ہے اُس سے جواب شبہ مذکورہ بھی واضح ہو جائے گا۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب یہ دعویٰ کر کے کہ تحذیر الناس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے سے انکار کیا ہے۔ حضرت خاتم المتحققین فخر ارباب تحقیق قدوة اصحاب تدقیق یا دیگر سلف حجت الخلف آیت من آیات اللہ قاسم العلوم والخیرات مصدر العلوم والبرکات محی السنۃ والاسلام والمسلین حجتہ اللہ فی العالمین امام الشریعۃ والطریقۃ حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرار ہم چونکہ مشایخ علمائے ربانین اور علوم عقیدہ و فقیہ کے ماہر ظاہر اور باطن میں مقتدا امراض روحانی کے طبیب ہندوستان کے ہر گوشہ میں اُن کے تقدس و علم و فضل کی دھوم ایسا اُونچا بلند پرواز شاہین وقت خان صاحب کو کونسا شکار ملتا اس وجہ سے حضرت مولانا موصوف کی تلخیص کی اور کرائی اور یہ انکار ختم زمانی مولانا موصوف کے ذمہ کذب خالص و بہتان محض ہے۔

اسی طرح خاتم المحدثین والمفسرین مؤید مذہب النعمان ابو حنیفہ دوران تطلب الارشاد ورشید الحق والملة والدين مرجع الكل في الكل شيخ الوقت ومصدر الهداية والتليق حامي السنۃ السنيۃ ماحی البدعۃ البقيۃ لا ینجاف فی اللہ روتہ لائم حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی رشید احمد صاحب قدس اللہ سرار ہم پر یہ افتراء فرمایا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کو جائز رکھتے ہیں اور جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے معاذ اللہ کہ لکھنا

نے جھوٹ بولا اور بہ بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔ ایسے عالم ربانی تو درکنار عالم دنیا بلکہ طالب علم بلکہ عام مسلمان بھی یہ گندے الفاظ نہیں نکال سکتے اس کذب و افترا کی وجہ بھی وہی امر اقل ہے اس کے ثبوت میں جناب خان صاحب ایک جلی مضمونی فتویٰ پیش فرماتے ہیں جو شرعاً عقلاً قانوناً قابل حجت نہیں۔

مؤلف براہین قاطعہ عمدۃ المتکلمین زینۃ المحرمین عالم باعمل صوفی صافی متقی حنفی چشتی صاحب العلم والعلم مبطل انوار الرب البلیل جناب مولانا الحافظ الحاج خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم و عمت انوارہم کے ذمہ ایک یہ بہتان عظیم شان تصنیف فرمایا کہ براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے کیسے کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذا براہین کی عبارت منقولہ تو درکنار براہین قاطعہ کیا مولانا موصوف کی جملہ تصنیفات بلکہ ہمارے جملہ اکابر کی جملہ تصانیف میں بھی اس نجس گندے نصیث کفری مضمون کی تصریح تو درکنار اشارہ و اشارہ بھی نہیں نکل سکتا۔ اور انہیں حضرات کی کیا تخصیص کوئی مسلمان بھی ایسا مضمون اپنے قلب میں نہیں لاسکتا۔ دوسرے یہ کہ ابلیس یمن کو خدا کا شریک ماننا ضرور ماننا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا بھلا متبعین سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہو سکتا ہے ایسا عقیدہ اگر کسی بدعتی کا ہو تو احتمال بھی ہو سکتا ہے ان حضرات پر اگر نزاع ہو نہیں سکتا تو اور کیا ہے چونکہ حضرت حافظ الحق والملة والدين محبوب السلیقین و البتدین حضرت مولانا الحافظ الحاج رشید احمد صاحب برد اللہ تعالیٰ مضبوط اسکنہ فی اعلیٰ علیین نے

ہوائے نفس جب جاہِ صداقت اسلام وغیرہ وغیرہ نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب خان صاحب کی جانب سے کسی ان کے سچے معتمد اور خیر خواہ کے دل میں یہ خیال آئے تو بعید نہیں کہ جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب وہ شخص ہیں کہ ان کو مجدد زمانہ حاضرہ کہا جاتا ہے ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ کا غل سے لے کر عرب تک ہے جن امور کی صراحتہ کا دعویٰ کر کے خان صاحب تکفیر کی اور کرائی ہے وہ امور تحذیر الناس غیر میں ضرور صراحتہ ہی مذکور ہوں گے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ خان صاحب جھوٹی تہمت رکھ کر بلا وجہ ایک بے شمار جماعتِ مسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج فرمادیں۔ وہ تو تکفیر اہل اسلام کے بارے میں اس قدر محتاط ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ متصور ہی نہیں جیسا کہ عبارات سابقہ مع فوائد عشرہ سے ظاہر ہے۔ لہذا غایت تو ضیع کی بناء پر وہ امور جن پر اس مسئلہ کی تشریح اور تخیص موقوف ہے ان کو عرض کیا جاتا ہے تاکہ سند صاف اور متعین ہو کر ہر ذی رائے کو رائے اور فیصلہ دینے کا موقع ملے۔

## امور متیقح طلب یہ ہیں

- (۱) مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جن مضامین کفریہ کی وجہ سے تکفیر کی اور کرائی ہے آیا وہ مضامین عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہیں یا نہیں۔
- (۲) اگر مضامین کفریہ عبارات مذکورہ میں ہیں تو صراحتہ ہیں اور صراحتہ بھی ایسے جس میں کسی دوسرے مفہوم صحیح کا احتمال نہ ہو اور عبارت میں سوائے مضامین کفریہ کے کسی صحیح معنی کی گنجائش ہی نہ ہو۔ یا دوسرے کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہے اول صورت میں حق بجانب خان صاحب ہے یا نہیں۔

برایں قاطعہ پر تفریق لکھی ہے اس وجہ سے ان کو بھی اس جرم میں شریک فرما کر ذلالت و نورین وقت کا مصداق فرمایا اور دہری تکفیر کا حکم نافذ کیا گیا عہدہ ان صمیمین زبدۃ الارواح عظیمین جن کی صورت دیکھنے سے خدا یاد آئے تاج المفسرین زینۃ المحدثین عظیم سلیم فاضل علوم عقیدہ و فقیہہ جناب مولانا الحافظ الحاج اشرف علی صاحب تھانوی لازالت شمس فیوضہم باز فہم و نجوم برکاتہم لعلہم یرین پر الزام فاضل یہ برپا کیا کہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاک بلکہ ہر جانور اور ہر چار پاہ کو حاصل ہے اور حفظ الایمان کی عبارت نقل فرما کر تمہید صلا پر فرماتے ہیں کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی ملطیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپاہ کو حاصل ہے۔ یہ بھی مثل دیگر اتہامات کے بالکل بے اصل و دروغ ہے۔ جس کی گنجائش آسمان و زمین میں تو ہو نہیں سکتی اگر ہو سکتی ہے اور ہے تو جناب خان صاحب کے قلم کی زبان میں اور ان کی سچی تحریرات میں صلائے مناظرہ میں جو الاسکات المتعدی بندہ پر بھی یہی الزام اور بہتان لگایا گیا ہے کہ خدا کو صاف صاف جھوٹا کہہ دیا لغو باشد من ذالک۔

یہ وہ ہے جو الزام لگانے گئے ہیں کہ فرضی نامور اور مدعیوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے تکفیر قرآن امور کی تصریح اور صراحتہ پر موقوف ہے اور صراحتہ بھی کیسی جس میں جانب مخالف کا ضعیف سا ضعیف احتمال بھی نہ ہو حالانکہ جن عبارات کو کتب مذکورہ سے خان صاحب نے نقل فرمایا ہے ان عبارات میں ان معانی کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال نہیں اور اگر مصنفین کے حالات اور سیاق و سباق کلام کے مقدم اور مؤخر کو دیکھا جائے تو ان معانی کفریہ کی بوجہ نہیں بلکہ ملامت کی تصریح پھر تکفیر بجا اور گنہ گہیز جہل و نادانیت

(۲) مضامین کفریہ عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ بالکل ہی ہوں یا صراحت نہ ہوں بلکہ بطریق احتمال یا لزوم مفہوم ہوتے ہوں تو جب تک قائل کی مراد وہ مضامین کفریہ متعین نہ ہو جائیں آیا قائل کی تکفیر ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) جب مضامین کفریہ عبارات منقولہ مذکورہ میں بالکل ہی نہ ہوں یا صراحت نہ ہوں تو پھر خان صاحب کی تکفیر فرمائی نیک سنی اور خان صاحب کی عدم واقفیت اور عدم سلیقہ فہم عبارات اُردو پر محمول ہوگی یا بدینی اور بالقصد تفصیل اُمت و عداوت اسلام و اہل اسلام پر اگر گہرائی صورت ثابت ہو جائے تو خان صاحب کی اعلیٰ درجہ کی بددیانتی خیانت تحریب اسلام اور بدترین مخالفین دین ہونا اہل عربین زاد ہما اللہ شرفاً و کبریٰ کو دہوکہ دے کر اتہام رکھ کر تکفیر کرنا ناقصہ عظیم برپا کرنا۔ خان صاحب کا بالقصد مرتکب گناہ کبیرہ ہونا۔ خان صاحب کی جملہ منقولات کا غیر معتبر ہونا۔ اور اول صورت میں جاہل ہونا فتویٰ دینے کے لائق نہ ہونا ثابت ہوگا یا نہیں۔ ان امور کی تفتیح کے بعد سند روشن بحث ظاہر مقدمہ صاف حکم لگانا رائے قائم کرنا بالکل آسان اور سہل ہو جائے گا زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں۔

## ہماری ذمہ ان امور کا ثابت کرنا ہوگا۔

(۱) عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل نہیں۔

(۲) یا اگر مضامین کفریہ صراحت تو نہ ہوں مگر احتمال اور لزوم کے طور پر ہوں تب۔

(الف) ایسی صورت میں قاضی مفتی کو تکفیر حرام دنا جائز ہے جب تک کہ قائل کی مراد معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے معنی کفریہ ہی مراد لیے ہیں اور اس وقت تک مفتی وقاضی پر واجب ہے

کراس کو مسلمان ہی کہے جب تک کہ وہ روشن کی طرح آفتاب کی زیادہ روشن نہ ہو جائے کہ اس نے معنی کفریہ کو اختیار کیا ہے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔

(ب) مضامین تحذیر الناس وغیرہ نے معانی کفریہ مراد نہیں لیے یا کم سے کم معانی کفریہ کا مراد لینا ثابت نہیں۔

(ج) در صورت عدم ثبوت مراد معانی کفریہ در صورت مراد معانی صحیحہ اول صورت میں بوجہ حسن ظن کے اور ثانی صورت میں بوجہ مراد ہونے معانی صحیحہ کے تکفیر حرام ہے۔

(۳) اگر عبارات تحذیر الناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل کسی طرح نہ پائے جائیں یا صراحت نہ ہوں اور ان کا مراد لینا بھی ثابت نہ ہو یا معنی صحیح کا مراد لینا ثابت ہو تو مولوی احمد رضا خان صاحب کی تکفیر کرنی اور کرنی کس عمل پر محمول کی جائے گی۔

(الف) آیا مولوی احمد رضا خان صاحب کو اردو عبارت کے سمجھنے کا سلیقہ نہیں اور وہ اس تکفیر میں معذور ہیں کیونکہ ان سے غلطی ہوئی اور ان کا فعل نیک سنی پر مبنی ہے مگر ہاں وہ عالم نہیں اور ان کو فتویٰ دینا اور اہل اسلام کو ان سے فتویٰ لینا جائز نہیں ورنہ مطابق حدیث فاتحہ و ابغیر علمہ فضلو و اضلو و کما قال کے مصداق ہوں گے۔

(ب) یا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے دیدہ و دانستہ عبارات صاف و صریحہ کا غلط مطلب بتایا یا بوجہ احتمال صحت اور متکلم کی مراد بھی معنی صحیح ہونے کے اور اس وجہ سے کہ متکلم کے صحیح معنی مراد لینے کا علم ہے یا اگر متکلم کی مراد معلوم نہیں تو بوجہ متکلم کی مراد کے علم نہ ہونے کے ہر دو صورت میں اس کلام کو صحیح معنی ہی پر عمل کرنا ضرور تھا۔

مگر خان صاحب بدینی بغض و حسد و جب جاہ ثبوت ناموری تفصیل اہل اسلام عداوت



مسلمین کی وجہ سے بالقصد ترکیب گناہ کیئر کے ہوئے اور ان عبارات کو ہر پھر کے معانی کفر پر حمل کیا اور اس پر اصرار بھی کیا اس وجہ سے بھی ناسق ہو کر اس قابل نہ رہے کہ اہل اسلام ان سے فتویٰ لیں اور ان کی جملہ منقولات بھی غیر معتبر ہوئیں اور جب انھوں نے علمائے عربین شریفین زاد ہما اللہ ثمرنا و حکیمانہ سے اہل اسلام کی بے شمار جماعت کیا معنے جملہ ہندوستان جس میں وہ خود بھی مع اتباع کے بلکہ تمام مسلمان روئے زمین کے داخل ہو گئے سب کی کفریہ کراہی اور وہ بھی دھوکے کراہی اور جھوٹ اور افترا کر کے اور وہ بھی علمائے ربانین کے اوپر اور وہ بھی کس دلیری سے کہ رسائل اردو کے مضامین عام فہم پھر رسائل مطبوعہ اور جھوٹ اور الحاد بھی کہاں کیا غم میں پھر عرب میں اور عرب میں بھی عربین شریفین اور وہاں بھی خاص سبب حرام آیام مع میں۔

تو ایسا شخص عام اہل اسلام کو اور امور میں دھوکہ دینے سے کیا خوف کر سکتا ہے اس وجہ سے اہل اسلام نہ ان سے فتویٰ لیں نہ ان کے فتاویٰ قابل عمل ہیں۔

## وہ امور جن کا ثبات کرنا خان صاحب کے ذمہ ہے ہیں

(۱) جن امور کفریہ کی صراحت دعویٰ خان صاحب نے کیا ہے وہ امور صراحت عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں دکھائے جائیں۔

(۲) اگر وہ امور صراحت تحذیر الناس وغیرہ میں ان عبارات میں نہ پائے جائیں جن کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے نقل فرمایا ہے تو وہ امور عبارات منقولہ کتب مذکورہ میں نہ ملنا اور بطریق احتمال ہی کے موجود ہوں۔

(۳) اگر وہ امور کفریہ بطور احتمال عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہوں تو انہیں معانی کفریہ

کے مراد شکم ہونے پر دلیل مفید یقین کیا ہے در صورت نہ ہونے دلیل کے نقطہ معنی کفری کے متعلیٰ ہونے سے قبل اس کے کہ مراد شکم بھی وہی ثابت ہو کفر ہو سکتی ہے۔

(۴) اگر وہ امور کفریہ صراحت میں نہ دلائل تو پھر کفر کی کیا وجہ اور ہم نے جرائز امات مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ لگائے ہیں لازم اور ثابت کیوں نہ ہوں گے۔

(۵) اگر معانی کفریہ عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ سے صراحت ثابت نہ ہوں اور در صورت

احتمال معانی کفریہ کے شکم کی مراد ہونا ثابت نہ ہو اور اس صورت میں کفریہ ناجائز اور حرام ہو تو ایک تو دعویٰ صراحت دوسرے حکم کفریہ دو جھوٹ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ثابت ہو کر

ہمارے تمام الزامات خان صاحب پر کیوں ثابت ہوں گے۔ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب

کی جانب کوئی ان کے غیر نہ میری رائے ناقص میں نہایت درجہ کی تائیدیوں کر سکتے ہیں کہ جناب

خان صاحب ایسے متدین اور متقی اور قہر اور بے وث عالم ہیں کہ اس دعوے کا خود ہی ثبوت

چکے ہیں۔ اور تمام امور کو خود بنفس نفیس ہی طے فرما دیا ہے مجھ کو تو نقطہ حوالہ ہی دینے کی ضرورت

ہے یہ مقدمہ اعلیٰ حضرت پر آج دائر نہیں ہوا ہے یہ شور و غل تو ایک مدت سے مچایا جاتا ہے۔

مدعیوں سے یہ تو نہیں سکتا کہ امور کفریہ سے قویہ کریں یا مناظرہ کریں لوگوں کو ترغیب کرنے کی

غرض سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ جناب خان صاحب کی مشین میں کفر اور کفریہ ہی ڈھلتی ہے فلاں

لو کا فر کہ دیا فلاں کی کفریہ کردی ہاں کہ یہ الزام اعلیٰ حضرت خان صاحب بالکل بے اصل اور

نقوبے ملاحظہ ہو تہدایہ ایمان کے پانچویں کمر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۶) ہمارے عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چاہتے ہیں

کہ علماء اہل سنت کے فتوے کفر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کا فر کہہ دیتے ہیں ان کی مشین

میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں (مولانا مولوی اسماعیل دہلوی کا ذکر نہ دیا۔ مولوی اسماعیل

صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاف شدہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امجد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ الخ یہ الزامات بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

(۷) کہ ان کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے۔ ان اللہ لایہدی یکدا النحائین۔ قل ہاتوبہ انکم ان کنتم صادقین۔ اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تعالیٰ ہم اُن کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں گے کہ ہر مسلمان پر اُن کا منقوی ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے اس کے بعد اعلیٰ حضرت جناب خان صاحب وہی عبارات دوبارہ احتیاطاً مکفر نقل فرمائی ہیں جو اوپر تہید الیمان سے نقل ہو چکی ہیں ملاحظہ فرمایا جائے اُن عبارات منقولہ کے بعد متکسب میں فرماتے ہیں۔

(۸) کہ جس بندہ خدا کی دوبارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ عیسیٰ نصرکات اُن کے مکفر کا اقرار کتنی بے حیائی اور کیسا ظلم کتنی گھوٹی ناپاک بات پھر متکسب میں فرماتے ہیں۔

(۹) ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب پچھ سال یعنی ۱۳۸۵ ہجری سے ہوئی ہے جبکہ المعتمد المستند بھی ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ۔ اور اللہ اور رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عباراتیں قطعاً منقروں کا اقرار ہی رد نہیں کرتیں بلکہ مزاحمت صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا مزعج کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکال سکے کہ افریغہ بندہ خدا وہی تو ہے جو اُن کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لازم کفر کا ثبوت دے کر یہ ہی کہتا ہے کہ میں جہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع

فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے یہ بندہ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت جب تک اُن کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی حکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے سکتی تھی کچھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار عاف شدہ ہیں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا کوئی ان سے ملا پتھاب رنجش ہو گئی جب اُن سے جہاد کی شرکت نہ تھی اب پیدا ہو گئی۔ عاف شدہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے جب تک اُن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئے یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی اُس وقت تک کچھ گولی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر امتیالی اُن کا ساتھ نہ دیا حکم عظیم کا مسک اختیار کیا جب صاف صریح انکار مندریات دین دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر جاریہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے ہیں کہ من شک فی عذابہ دکھ و فقد کفر۔ تہید متکسب۔

وہ امر جس سے معنی میں تحذیر اناس وغیرہ کا مزعج کفر یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے آفتاب زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکال سکے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف حمل بھی باقی نہ رہا وہ ہے کہ جس کو اعلیٰ حضرت خان صاحب تہید متکسب ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ پر بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۲۰) وہ کتابیں جن میں یہ کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار بھی چھپیں مدتہا مدت سے علمائے اہل سنت نے اُن کے رو چھاپے نہ افزائے کیے متکسب۔

وہ فتوے جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اُس کا اٹھارہ برس ہوئے متعدد دفعات رد شائع ہوا۔ آخر پندرہ برس بعد مفتی صاحب کا انتقال ہوا مگر مرتے وقت تک اس کے لیے انتہی مخلصانہ مژدہ و مژدہ ۳۲ تہید۔

(۲۱) نہ یہ کہہ کر وہ فتوے میر انہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار سہل تھا۔ تیسری بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ کفر مرتع کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات نہ کیے نہ اس کا ایک مہری فتویٰ اُس کی زندگی تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً مرتع کفر ہو اور سالہا سال اُس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اُس کا رد چھاپا کریں زید کو اُس کی بناء پر کفر بتایا کریں زید اُس کے بعد پندرہ برس جیسے اور یہ سب کچھ دیکھتے تھے اور اُس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی قائل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اُس کا مطلب کچھ اور تھا۔ تہید مژدہ ۳۲۔

(۲۲) اور اُن میں سے جو زندہ ہیں آج کے دم تک اسکت ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں۔ نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں تہید مژدہ ۳۲۔

ان عبارات سے دوام ثابت ہوئے اول تو یہ کہ اُن کتابوں میں یعنی برآین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوے مشروب میں وہ کفریات صراحتاً ہیں۔ دوسرے اُن کے مصنفین کی مراد بھی وہ معانی کفریہ ہی ہیں ورنہ بعد اطلاع تکفیر اُن عبارات کا مطلب صحیح ضرور شائع کرتے ورنہ ہر عاقل یہی یقین کرے گا کہ مصنفین کی مراد وہی مضامین کفریہ ہیں اور ان ہی دو امر کا ثابت کرنا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ تھا جو بنائے تکفیر تھے پانچ امور مندرجہ متفق سے دو ہی پر خالص صاحب کے مدعی کا مدار تھا۔ سو وہ ثابت ہو گئے دیگر امور کے

بیان کرنے کی جب حاجت ہو کر ان دو امور میں سے ایک بھی ثابت نہ ہو۔

اقول بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ الذی جعل الاسلام عادۃ لا یعلوہ شیء۔ آپ نے ابھی اسی طرف کی تقریر کی ہے میری گزارش معروف ہو گی تو خدا چاہے بحث کا رنگ ہی بدل جائے گا جیسے اب عالم کفر و کفر کی اندھیری گھاٹ سے مار یک ہو رہا ہے خدا چاہے کوئی دم میں نور اسلام سے عالم منور ہو جائے گا۔ اور رفعتی اور زبردستی نادر شاہی حکم تکفیر کے سند یافتہ گناہ مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ابھی تک یہ جملہ تحریرات جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف کی تو پیش ہوئی ہیں جن سے تکفیر میں احتیاط وغیرہ وغیرہ سب باغ نظر آ رہا ہے۔ صاحبو ہاتھی کئے کئے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ ایک شکاری جس کو دم کا عارضہ تھا یعنی اُس کی آنکھوں سے پانی بہت جایا کرتا تھا کہ ناواقف آدمی دیکھے تو خیال کرے کہ یہ شخص رو رہا ہے ایک دفعہ اس شکاری نے بال پھیلا یا اور بہت سے غریبے گناہ پرندے پھنس گئے شکاری اُن کو بال میں سے نکال کر کسی دوسرے طرف میں رکھتا تھا۔ اور آنکھوں سے پانی جو جاری تھا اُس کو پونچھتا جاتا تھا ایک پرندے نے اُس کی آنکھوں کے پانی کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے پرندے نے کہا کہ یہ شکاری بہت ہی بڑا رحمدل ہے کہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ اُس کی آنکھوں کو مت دیکھو بلکہ آنکھوں کی طرف خیال کر۔

جناب خان صاحب کی ان دو اذدہ سال عبارات کو خیال نہ فرمانا چاہیے ان پر تمام علی رض ہو گئی اُن کو خان صاحب نے جدید قانون سے عملاً نسخہ فرما دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے خان صاحب اور ان کے جلاتباع جو اُن کو کسی حال کسی طرح بھی کافر کہنے میں تامل و شک و احتیاط کرے مگر کوتاہی

جناب خان صاحب قطعاً کانفرنس میں جس کی تفصیل ردائے کفر علی الفیض الشیخ فیروز میں موجود ہے اب جناب معین صاحب وہ خان صاحب نہیں ہیں جو ۱۳۲۷ھ سے قبل تھے یہ تمام عبارات ۱۳۲۷ھ سے قبل کی ہیں۔

ہم تمام امور جن کا ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے ان پر انشاء اللہ تعالیٰ مفصل بحث کریں گے اور خان صاحب کی ان عبارات پیش کردہ ہی سے اپنا مدعی ثابت کر کے فتح و نصرت کا فیصلہ نہ چاہے حاصل کریں گے اسی وجہ سے ہر امر میں خان صاحب ہی کی عبارت پیش کی ہے کہ جناب خان صاحب اور ان کے اتباع کو آئندہ کسی گفتگو کی مجال ہی نہ رہے اور فیصلہ قطعی اور مسلم فریقین ہو۔ مگر تفصیل سے قبل اس قدر عرض ہے کہ جیسے جناب خان صاحب کی اس عبارت سے ثابت کیا گیا ہے لطف کی بات یہ ہے کہ ہم بھی اپنا مدعی اسی آخری عبارت سے ثابت کر دیں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جناب خان صاحب کی عبارت انہیں کے مخالف ہے بخور ملاحظہ ہو۔

جناب خان صاحب عبارت نمبر ۱۹ تمہید ص ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ ہرگز کانفرنز نہ کہا جیتا کہ یقینی قطعی واضح روشن علی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب زیادہ ظاہر نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تائید نہ مکمل سکے اور اسی عبارت کے ذیل میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف حمل بھی باقی نہ رہے اجمال میں ان ہی دو عبارتوں پر کفایت کر کے عرض کرتا ہوں کہ ملاحظہ ہوں عبارات مذکورہ تمہید ص ۱۹ ص ۲۱ وجہ تکفیر یہ بیان فرمائی جاتی ہے۔ مقدمہ اولیٰ کو تخذیران س و فرائی وغیرہ میں کفریات صراحتاً ہیں۔ مقدمہ ثانیہ ان کتابوں اور فتوے کی نسبت ضعیف اور غلطی کی طرف اور ان عبارات کی مراد معانی کفر ہونی یہ ضعیف اور غلطی کو مسلم تہجد و ضعیف اور غلطی کے کفر صریح اور تکفیر کی وجہ۔ مقدمہ اولیٰ کی دلیل اعلیٰ حضرت دینی فرماتے ہیں وہ خلاف کیسے ہو سکتا ہے کیا قطعاً غلط ہی فرمایا ہو گا کیا اگر وہ عبارات

کا مطلب اسے بڑے علامہ کی سمجھ میں آیا ہو گا یا قصداً جھوٹ بولا ہو گا۔ (مقدمہ ثانیہ کا) فتوے کی نسبت کیا ثبوت بیچئے۔ (۱) زید کا ہماری فتوے جو قطعاً صریح کفر ہو۔ (۲) ساہیال تک اس کا رد ہو کر اشاعت ہو (۳) اس کی بنا پر لوگ اس کو کافر بنایا کریں (۴) زید مدت دراز تک زندہ رہے۔ (۵) یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع ذکر سے اور یہ نہ کہے کہ یہ فتوے میرا نہیں ہے حالانکہ فتوے سے انکار سہل ہے (۶) زید بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو کفرین بتا ہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ (۷) مذکور صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات دیکھا۔ (تہجد) ان تمام واقعات کے بعد کیا کوئی قائل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اب مقتدا پر جرح ملاحظہ ہوں (مقدمہ اولیٰ) فتوے کی نسبت بے شک مسلم کہ اس کا اگر وہی مضمون ہو جو مذکور ہو تو صریح کفر ہے جس کے وہ معنی مراد ہوں وہ کافر گرداؤں گفتگو اس میں ہے کہ جو مضمون خان صاحب نے نقل فرمایا ہے آیا وہ مضمون واقع میں اس فتوے کا ہے بھی یا نہیں (ثانیاً) وہ مضمون ایک جگہ پر مسلسل ہے یا خان صاحب کا انتخاب ہے اس واسطے کہ جب مطبوعہ اور مسلمہ کتب کی طرف خان صاحب نے وہ مضامین منسوب فرما دیئے کہ جن کی ضعیفیت کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ تو ایک ایسا فتویٰ جس کی کج محکم ہم زیارت سے بھی شرف نہیں اس کی نسبت کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ مضامین اس میں ہیں یا نہیں۔ مقدمہ ثانیہ کا مقدمہ اولیٰ بعینہ یہی ہے (مقدمہ) یہ بھی مسلم نہیں کہ ساہیال تک طبع ہو کر اشاعت ہوئی ہو اپنے طبع کر کے اپنے گھر کھڑا ہو اپنے دو چار معتقدین کو سنے دیا ہو یا پہلے طبع ہی نہ ہوا ہو۔ ابھی طبع ہوا اور سنا پہلے ڈلوا دیئے ہوں پھر اگر نفس اشاعت مقصود ہے تو ہندو مسلم مفید نہیں اور اگر مراد اشاعت عام ہے جس میں موافق مخالف سب کو شائع کیا گیا ہو تو گو یہ من وجہ مفید ہے مگر غیر ثابت مجدد آج تک اس فتوے اور رد کے دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا حالانکہ بہت کوشش کی یہ ہے ساہیال کی اشاعت دنگلوہ



وہ فتویٰ گیارہ روز بعد کج حکم آیا ہے۔ ساہا سال تک کی اشاعت یہ ہوگی کہ مکان کے اندر کی جانب چہار دیواری پر اشتہار چسپال کر دیا اور لکھ دیا کہ ساہا سال سے شائع ہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ جناب خاں صاحب کی طرف سے سیف النقی کا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جن عبارات کتب کا حوالہ دیا ہے درحقیقت وہ کتابیں ہی نہیں بلکہ اپنی جانب سے گھڑل ہیں کیوں جناب جب آپ کے پیر بھائی ایسے ہیں تو دوسرا شخص آپ کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ بھی گھڑنت ہی گھڑنت ہے نہ فتوے ہے نہ اس کا رد۔ یہ سب کچھ حضور کے مطبع کے کارکنوں کی جانفشانی اور آپ کے زور قلم کا اثر ہے جو چاہا لکھ دیا۔

(مقدمہ) یہ بھی تسلیم نہیں اگر مراد عام مسلمان ہیں اور اگر جناب خاں صاحب اور ان کے گھر کی دایا مانائیں مراد ہیں تو مسلم مگر مفید نہیں۔ کل حزب بہا لدیہم خروحات آپ اور آپ کے متعقدین گھر میں بیٹھ کر کسی کو کافر بنایا کریں تو اس سے کیا ہوتا ہے جیسے کسی نے مرغ پھرا کر کوٹھے پر چڑھ کر زور سے کہا کسی کا اور بہت آہستہ سے کہہ دیا کہ مرغ کھویا گیا ہو تو لے جانا اسی طرح تین آوازیں دے کر کھایا۔ لفظ کی جو تشریح تھی وہ کردی خاں صاحب نے بھی اپنے کمرے میں یا ان کے ہم مشربوں نے کافر کہہ دیا ہو گا ایسے لوگ اگر کسی کو کافر بنایا کریں تو نہ ان کے کافر بنانے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا پھر اگر کوئی اپنا نام اعمال سیاہ کرے تو کر دہی کا کیا حرج۔

(مقدمہ) زید مدت دراز تک زندہ رہے۔ جی ہاں زندہ رہے مگر آپ کو کیا مفید آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ زید فتوے کی اشاعت کے بعد مدت دراز تک زندہ رہا۔ (ثانیاً) وہ درحقیقت فتویٰ دینے والا بھی تھا (ثالثاً) اگر فتوے دینے والا تھا تو اس کو اس بات کی بھی خبر تھی کہ کوئی کفری فتویٰ میری طرف سے شائع کیا گیا ہے (رابعاً) بعد خبر اس پر رد۔ اور انکار بھی ضروری تھا (خامساً) وہ درآپ کے رویہ رہا اس کی آپ کو خبر ہوئی ضروری ہے اگر اس نے بعد علم رد و انکار کیا۔

اور آپ کو خبر نہ ہوئی تو وہ سب بیکار (ساوسا) اگر رد و انکار ضروری بھی تھا اور نہ کیا تو اس سے مزید کا اقرار قطعی کرنا کہ یہ میرا فتوے ہے یہ بھی لازم نہیں آتا چہ جائیکہ اس پر ضرر کفر بھی ثابت ہو اور وہ بھی بطریق التزام نہ لزوم جناب خاں صاحب ہنوز دلی دور ہے ان مقدمات ناکافیہ سے کیا شدنی ہے ابھی تو منزل مقصود کو سوں دور ہے (مقدمہ) واقعی یہ مقدمہ تمام مقدمات سے عجیب تر ہے جس کا کوئی جز بھی صحیح نہیں یہ سب کچھ دیکھنے سے امور مذکورہ میں سے (اقول) بعض ہی کا دیکھنا سننا ثابت کر دینے چاہیے کہ سب آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ زید نے سب کچھ دیکھا (ثانیاً) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سب کچھ سنا مگر اس کو اس بات کا یقین ہی نہیں ہوا کہ مسلمان ایسی بے اصل بات کیسے ناکرہ گئی کہ طرف نسبت کرے گا (ثالثاً) دیکھنا یقین بھی ہوا اگر انکار نہیں کیا اس کی کیا دلیل انکار کیا ہو مگر آپ کو علم نہ ہو۔ (رابعاً) آپ کو علم ہوا مگر بالقصد آپ اسباب یقین کو حاصل نہ کیا ہوا اگر کسی وقت جنت ہو کر کفر غلط نہ ہو جائے۔

خائبہ ہماری پابند رجسٹریوں کے واپس کرنے کی یہ بھی وجہ ہو کہ وقت پر قسم کھانے کی گنجائش نکل آئے کہ ہمارے پاس رسائل ہی نہیں گئے ہم نے دیکھے ہی نہیں جواب کیسے دیتے (خامساً) انکار کہ آپ کو بھی علم ہو مگر آپ قصداً چھپاتے ہوں۔ بلکہ یہی احتمال غالب ہے جس کی تائید بھی آجائے گی (سادساً) آپ کو انکار کا علم نہ ہو مگر آپ کو علم ہو یا علم نہ کرنا ضروری کیا ہے۔ آپ کو شریعت کے حاکم نے تمام اہل اسلام نے یا اہل علم نے مفتی بنایا ہے۔ یا قاضی مقرر کیا ہے۔

آپ اگر کسی پر کفر کا فتوے نافذ فرمادیں یا کوئی اتہام لگا دیں اور وہ اس سے انکار نہ کرے آپ کو قابل خطاب کبھی یا اس وجہ سے کہ آپ کھنے سے کیا کوئی کافر ہوا جاتا ہے۔ انکار نہ کرے

تو کسی نص قرآنی یا حدیث محبوب ربانی جس کا کوئی نظیر نہ ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخر  
النبیاء واولیائہ یا دلیل عقلی یا قاعدہ نقل یا قانون سلطانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ خان صاحب  
کی تکفیر کے بعد انکار نہ کرنے سے واقع میں عنداشر یا عنداناس کا فرمایا جانے گا آپ کون ہیں  
فرمادیں تو یہی۔ آپ ہزار دفعہ کافر کہیں اور اس کہنے کا علم بھی ہو مگر اس وجہ سے کہ آپ غلط  
فرماتے ہیں ثانیاً فتوے کے لائق نہیں ہیں۔ ثانیاً آپ غلطی ہوئی ہے اور زید کا جو فتویٰ ہے  
اس کا مضمون نہ بخفنا۔ بلکہ زید نے وہ فتوے ہی نہ دیا تھا۔ خاشا کہ وہ شخص اس اتہام اور عقیدہ  
کفر سے بری ہے۔ سادسا عالم اس کی اس بریت کو جانتا ہے آپ کا کہنا اس کے تقدس  
تدین علم و عمل کے مقابلہ میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتا جو آپ کی تحریر کو دیکھ کر غلط کہے گا آپ  
کو تعصب یا غلطی میں مبتلا تصور کرے گا۔ سابعاً۔ اس وجہ سے کہ آج ان کے اشتہار کا رد  
کر رکھ کر کوئی یا ان کا کوئی بھائی ایک اور دنیا اتہام تراش کر کفر کا فتویٰ جڑوے گا تو ہم تو  
اس شغل بریت کے ہی ہو رہے۔ ثانیاً۔ اگر بریت بھی کی اور شائع بھی کی مگر کیا معلوم  
ہے کہ آپ کہاں کہاں کس کس سے کہا ہے۔

اگر ان لوگوں کے پاس بریت نہ پہنچی تو نالہ کیا وہ تو خان صاحب کے کہنے کی وجہ سے کفر  
ہی سمجھے جائیں گے اور یہ انکار اور اشتہار ان کے حق میں بیکار رہا اور جن کے پاس انکار  
پہنچا وہ پہلے بھی مسلمان جانتے تھے اور اب بھی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

خان صاحب عدم تکفیر کے لیے ایک ہی احتمال کو کافی فرماتے تھے یہاں تو ۹۹ اسلام  
کی علت اور ایک احتمال خان صاحب کا فرضی تراشیدہ کفر کی طرف داعی ہے پھر خان صاحب  
کفر کی کیوں اجابت فرماتے ہیں۔

علاوہ ان میں تاسعاً خان صاحب نے ان تمام امور کی زید کو خود اطلاع دی تھی۔ ثانیاً اگر

اطلاع دی تھی تو وہ طریقہ قطعی تھا۔ یا ظنی اگر طریقہ قطعی تھا تو اطلاع کی اطلاع بھی خان صاحب کو  
ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو بطریق قطع یا ظن ظن کی نسبت تو خود ہی عبارات مذکورہ میں کس زور سے  
مانعت فرما چکے ہیں اگر قطعی ہے تو اسباب بیان فرما کر پھر وجہ سکوت پر بحث فرمائیں۔ اس قدر احتمال  
سے آنحضرت فرما کر تکفیر قطعی جزئی ہی واضح روشن وغیرہ وغیرہ تحریر فرمائیں۔

کیا حافظہ نے اس قدر جواب سنے دیا ہے۔ اگر نسیان غالب ہے تو تحریر فساد کی تکلیف کیوں  
گرا فرماتے ہیں۔ اگر خان صاحب کی نسبت بعض احتمالات جاری نہ ہوں تو نہ ہوں مگر دوسرا  
شخص تو خان صاحب کے قول پر جب تک عمل نہیں کر سکتا کہ کل احتمالات مخالف مرفوع نہ ہو  
جائیں اور خان صاحب کے لیے بھی جرم قطع یقین اس وقت تک حاصل ہر حال ہے جب  
تک ہمارے کل احتمالات مذکورہ کو نہ اٹھاویں پھر خان صاحب تکفیر کس قاعدہ سے فرمائی۔

پھر فرماتے ہیں اور یہ نہ کہہ کر یہ فتوے میرا نہیں ہے۔ اجماع کیوں ہے اس کی جوتی  
کو غرض ہے وہ عالم الغیب تو ہے ہی نہیں کہ اس کو دنیا اور اہل دنیا کے حالات کی خبر ہو اسے کیا

خبر ہے کہ دشمن کیا کہتے اور بے پرک اڑاتے ہیں۔ خان صاحب ممبر فرمائیے اس فیصلہ تآب تقدس جناب فرمایا

ہے کہ یہ فتویٰ میرا نہیں ہے مگر یہ دریافت فرمائیے کہ کس سے منظور والا اس سے جس دریافت کیا کہ آپ بھی دریافت

فرماتے تو یہی جواب دیتے کہ اس کو کچھ دریافت فرماتے۔ عزیز دنیا اسلام سے کچھ اور کفر و اسلام کا دار و مدار خود تسلط

غراب ہے جس کے متعلق قاعدہ الہم فلا ہم پر عمل فرما کر جسطری بھی تھی کسی مقتدائے اہل اسلام

پر تکفیر کرنا یہ کوئی اہم مسئلہ عقولاً ہی تھا جو آپ دریافت فرما کر تحریر فرماتے۔ یہ تو ایک معمولی بات

روزمرہ کا کام تھا اٹھا یا کچھ دیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لالہ لا اللہ کی تکفیر سے تو

اسی دن کے واسطے روکا تھا۔ جس پر آپ نے عمل کیا۔

اعلیٰ حضرت آپ نے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ نہیں دیکھا جس کے منہ ۱۰۸ پر ایسے شخص کی تکفیر کی

ہے جو خدا کو جھوٹا لکھا اگر آپ فرمائیں کہ فتوے پہلے چھپا ہوا نہیں تھا تو بہت اچھا چھپنے کے بعد اپنے کیا کیا اپنی غلطی پر مطلع ہو کر اپنی پہلی تحریر کا رد و شائع کیا تکفیر سے توبہ کی اپنی عدم اقتیاض کا اعلان دیا آپ کو وہی دم غم ہیں اگر یہ فرمایا جاوے کہ ہمارے پاس کسی نے وہ فتوہ بھیجا تھوڑا ہی تھا، عاصی پاس نہیں پہنچا اور پہنچنا ضروری ہی کیا تھا یا پہنچا مگر ہم نے نہیں دیکھا۔ اور دیکھا ضروری اور لازمی ہی کیوں تھا۔ یا دیکھا مگر ہم کو اپنی تحریر کا رد و شائع کرنا لازمی ہی کیوں تھا۔ اہل اسلام خود دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ وہ آفتاب فتوے کا غلط تھا۔ زید پکا اور سچا مسلمان ہے تو حضرت خان صاحب ہی احتمالات دوسرے کے واسطے بھی پیدا کرتے تکفیر سے باز رہے ہوتے یہ تو انصاف سے بعید ہے۔ آنحضرت خود زید پندری برادران پسند۔

پھر فرماتے ہیں حالانکہ فتوے سے انکار سہل تھا۔ بڑوں کا قول الکذب قدر صدق۔ آدمی کیسا ہی جھوٹا کیوں نہ ہو۔ کبھی نہ کبھی سچ بول ہی دیتا ہے بے شک فتوے سے انکار سہل تھا کیونکہ اولاً زید کے اعتقاد کے خلاف ثابتاً اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ایک جعلی مصنوعی فتویٰ پھر اس سے بھی انکار سہل نہ ہو تو کس سے مگر قبیلہ تکفیر کا انکار تو جب کرے کہ خبر بھی تو ہو غریب زید کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔

بندہ کو سنسنہ بھری میں عبدالرحمن پوکھری دی کے ایک رسالہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہ افتر اور بہتان ہوا ہے اسی وقت گنگوہر علیہ رحمۃ اللہ کو دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب یہی آیا کہ اس واقعہ کو خبر نہیں یہ آفتاب میری طرف کریں نے ایسا فتویٰ دیا ہے کہ جھوٹا خدا جھوٹا ہے الخ۔ غلط ہے معاذ اللہ میں ایسا کہہ سکتا ہوں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تو سنسنہ تک فتوے کی بھی خبر نہیں تھی خان صاحب نے ترتیب مقدمات سے کرتے نتیجہ بھی نکال ڈالا قربان ہونا چاہیے اس قیاس صحیح مگر یقینی اور قطعی پر۔

و مقدمہ ششم) نہ ہی بتایا کہ مطلب نہیں جو تکفیرین بتا ہے میں یکدم میرا مطلب ہے واقعی بڑا قصور کیا مگر اس کی وجہ ابھی مقدمہ پنجم میں مذکور ہو چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں مطلب جب بتائے جب اس کو خبر ہو اس نے کہا ہو۔

لیکن اس مقدمہ نے بنے بنائے گھڑی کو ڈھکوا دیا کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر زید اس مطلب تکفیر سے انکار کر کے دوسرا مطلب بتا دیتا تو تکفیر نہ ہوتی اور عبارت کسی دوسرے معنی کو بھی مختل ہے کیونکہ اگر کسی دوسرے معنی کو مختل ہی نہ ہوتی تو پھر مترج عبارات غیر مختل اتاویل میں انکار اور تاویل کیا مفید تھی جس کے نہ کرنے کو دلیل تکفیر بنائی جاتی ہے اور معانی تکفیر کے مراد ہونے پر وہ قرینہ بیان کیا جاتا ہے۔

اب فتویٰ مذکورہ سے جناب خان صاحب کے انداز پر تو تکفیر ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل فتوے کی عبارت مترج تکفیر نہیں تھی کفر مترج جناب خان صاحب کا ایجاد ہے۔ (مقدمہ ہفتم) کہ کفر مترج کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر اتفاقات نہ کیا۔ کوہا تو کی طرح منشاء و مقدمہ کفر مترج ہی کہاں ہے جس کی نسبت کوئی سہل امر ہو۔ دوسرے کفر کی نسبت بھی تو نسبت کرنے والا کوئی مستند بھی تو ہو۔ تیسرے نسبت کفر مترج کی اگر ہوتی تو نسبت کا علم بھی تو ہو یعنی یہ بات کہ زید کی طرف ایسا کفری فتوے نسبت کیا گیا ہے کہ زید نے یہ فتویٰ دیا ہے زید کو علم کیسے ہوا۔ چوتھے ہوا بھی ہو تو پھر اس پر کیا لازم تھا کہ وہ اتفاقات ہی کرتا۔ پانچویں۔ اتفاقات لازم بھی تھا مگر نہ کیا تو اس پر کفر مترج ثابت ہو جائے یہ کیسے ثابت ہو اس سے تو سکوت ثابت ہوتا ہے نہ اقرار کفر۔

رد الشک فیہ میں خان صاحب اور ان کی جماعت مریضین متعین سب کفر ثابت کر دیا اور اس کی اطلاع بھی پہنچی مگر آج تک نہ جواب ہے نہ آفتاب انکار ہے تو کیا سب کے سب کافر ہی ہو گئے

پہچتے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے تو یہ کیسے معلوم ہو کر زید نے اتفاقات دیکھا بعد علم اتفاقات کیا گراپ کو علم نہ ہوا ہو یا ہو اگر قصداً تکفیر کی غرض سے اخفا کیا گیا ہو۔

ان تمام امور کے بعد یہ عرض ہے کہ بغرض محال سب کچھ تسلیم کر لیا مگر قابل گزارش یہ امر ہے کہ جناب خان صاحب نے ان تمام امور کو اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کبریاً کے دہرہ دہرہ میں بیان فرمایا تھا کہ مجھ کو علم جزئی قطعی یقینی اتنا ہے کہ زیادہ روشن حاصل ہونے کا یہ طریقہ تھا یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کبریاً کو تو کوئی بھی طریقہ وصول علم جزئی قطعی کا جس میں اصلاً اصلاً جانب مخالفت کا ضعیف سے ضعیف احتمال بھی باقی رہے نہیں ہے کیوں کہ اول صورت میں نقطہ خان صاحب کی خبر ہے جو کسی صورت میں بھی مفید علم نہیں ثانی صورت یعنی جب خان صاحب نے اپنے علم کے اسباب بیان نہیں فرمائے تو کوئی وجہ بھی حصول علم جزئی قطعی کی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو اشیاء تکفیر اہل اسلام میں خان صاحب نے بیان فرمائی ہیں علمائے عربین تو اس کے مخالف صاحب کی نسبت زیادہ ہی قیاساً فرمانے کے مستحق ہیں پھر وہ حضرات یاد رکھ کر کوئی عالم کس وجہ سے تکفیر کر سکتا ہے بجز اس کے کہ خان صاحب نے علمائے عربین کو دہوکہ دیا اور یہ فتوے تکفیر حاصل کیا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

مقدمات کی قطعیت اور وضاحت تو معلوم ہو چکی اب نتیجہ کی حقیقت اور برہنہ کی ملاحظہ ہو۔

نتیجہ ان تمام واقعات کے بعد یہ ہے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب اور تقاضا ترتیب مقدمات اور مقدمات کی صحت جیسی تھی وہ تو ابھی معلوم ہو چکی اب نتیجہ کا حسب مراد ہونا اور ملاحظہ ہو یعنی ان تمام واقعات کے بعد کوئی عاقل یہ گمان نہیں کر سکتا بلکہ ہر عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ قائل کو نسبت سے یعنی اس امر کے تسلیم کے لئے فتویٰ میرا ہے انکار نہ تھا اور مطلب بھی یہی تھا۔ ماشاء اللہ کیا تقریب ہے۔

بحان ان تمام عرق ریزی کا نتیجہ گمان نکلا جس کا حاصل ان انظن لا یعنی من الحق شیعہ۔ اور ان بعض انظن انہ ہے اب تکفیر کہاں گئی اور کس طرح ہوئی اور اگر مراد حصول یقین ہے تو ظاہر ہے کہ اس قدر احتمالات کی صورت میں حصول یقین محال ہے پھر بھی تکفیر قطعی محال قطعی ہوئی۔ ہاں خان صاحب اس قدر فرما سکتے ہیں کہ جناب خان صاحب نے تکفیر جب فرمائی کہ جب اُس فتویٰ کی اصل مہری دستخطی دیکھ لی جس کے نوٹو بھی موجود ہیں۔ تمہید مشہورہ و عاشیہ منہ۔

مگر یاد رہے کہ یہ بات اور مقدمات ضعیف سے بھی ضعیف تر ہے کیونکہ الخطیئہ الخوط شریعت میں کسی کے خطا اور گمراہی کا اعتبار ہے اس کو خان صاحب ہی فرمائیں۔ جناب دستخطی فتویٰ اور مہری کا فہم سے تو قیامت تک بھی یقین نہیں حاصل ہو سکتا۔ بالخصوص اطراف بریلی میں لٹا گیا ہے وہاں تو اس فن کے ایسے اُستاد کامل ہوتے ہیں کہ اصل مصنف اور کاتب بھی اگر اقرار کر لے

لے یعنی اگر خان صاحب کی مراد یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے بعد ہر عاقل یہ گمان کرے گا کہ قائل کو فتویٰ کا انکار تو یقینی نہیں گرا تو قرین ثابت نہیں ہوتا بلکہ سکوت قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے تو خان صاحب کی توجہ بھی غلط اور باطل ہے کیونکہ اس قدر احتمالات نہ کر کے بعد یہ بھی نہیں کر سکتے کہ قائل نے سکوت مزوری کیا تھا کیونکہ قائل کو علم بھی نہ ہوا اور علم ہوا ہوا انکار بھی کیا ہو مگر وہ سروں کو معلوم نہ ہوا یا علم ہوا تو خان صاحب کے معلوم ہوا والا احتمالات المذكورہ۔ چنانچہ بیان سابق کے ظاہر ہو گیا کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے بعد علم کے انکار فرمایا اور سکوت نہیں فرمایا تو خان صاحب کے مقدمات ضعیف سے حضرت مولانا مرحوم کا سکوت فرمانا بھی ثابت نہیں ہو سکتا چنانچہ اقرار فرمایا جو خان صاحب کا اصل مدعی اور مدافع تکفیر ہے کیونکہ سکوت اگر قطعیاً یقیناً ثابت ہو جائے تب بھی تکفیر قطعی نہیں ہو سکتی ورنہ ردۃ القفیر واحدی التسعة والتسعين اور انکو کتب ایمانی کے بعد خان صاحب کی اور اُن کے اتباع کا قطعی سکوت اور انکار نہ کرنا ان کے قطعی کفر کا موجب ہے جس کو خان صاحب شاید قیامت تک بھی تسلیم نہ کریں گے کیا حجب شاہ کہ خان صاحب کا مدعی یہ تھا کہ قائل نے اپنے منہ سے انکار قطعی یقینی جزئی کیا۔ اور یہاں قائل کا سکوت بھی قطعی طور پر یا قطعی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا نہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں یہ ہے خان صاحب کی منطق ۱۲ منہ ۱۰۹



کرے میرا لکھا ہوا ہے تو بھی قابل قبول نہ ہوتا ہے جب تک دو عادل شاید گواہی نہ دیں کہ یہ کذب و فتنہ  
فحش نے ہمارے سامنے لکھا ہے اور نو تو اصل کی نقل ہے جب اصل کا یہ حال ہے تو نقل تو نقل  
ہی ہے۔

یہی ہیں وہ دلائل قطعیہ و فقہیہ جن سے کفر روشن ہو گیا اور حکم ظاہر ہو گئی معانی میں کمال  
ہی نہیں رہا۔ جس فتوے معنوی جعلی پر حضرت قطب عالم رشید الحق والملاو الدین کی تکفیر فرمائی گئی ہے  
اُس کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف ثابت ہوا پس اُنہو مقصود کو جو تخریر انکار  
وغیرہ کے متعلق ہے اسی پر قیاس کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی واضح  
ہوا جاتا ہے مسلمانو انصاف سے ملاحظہ فرمادو یہی خان صاحب بندہ خدا ہیں کہ ان سے زیادہ تکفیر  
اہل اسلام میں کوئی بھی محتاط نہ تھا یہی تہید مسئلہ پر تخریر فرماتے ہیں۔

یعنی کتب قادی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت کے قابل  
نہان سے پہلے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں یہ وہی بندہ خدا جہنم تروائے شکاری میں جو تہید  
مسئلہ پر فرماتے ہیں۔

ایسے عظیم اقتیاد والے یعنی ذات شریعت جناب مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہرگز  
ان دشناموں کو کفر نہ کہا جب تک یعنی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا مزج کفر آفتاب سے  
زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے وہ یعنی واضح  
روشن جلی آفتاب سے زیادہ ظاہر جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے کیا امر  
ہے۔ ایک کا فخر منطقی جہری کا دیکھنا جس کا شریعت میں بدون شاہدین عادلین اعتبار نہیں وہ بھی  
اطراف بریلی اور بدایوں میں پھر نہ معلوم وہ اصل اور نو تو واقع میں موجود تھے یا نہیں۔ دوسرے  
فتویٰ معنوی جعلی کا بار بار مع روکے سالہا سال تک شائع ہونا اُس سے انکار کرنا وغیرہ مقدّمات

مذکورہ جن میں ہر ایک مجروح جس میں احتمالات کثیرہ واقعیہ موجود ہیں تجربہ مختلف متعدد بندہ خدا  
نے یہ اقتیاد کی جس کو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ نے فرماتے کے مطابق ایک بات بھی  
تو نہ کر کے دکھلائی بلکہ مراد کے خلاف کیا۔

مسلمانو مسلمانو یہ خان صاحب وہی بندہ خدا ہے کہ مخالفین کے اکابر پر بیشتر مشرور ہے  
نزدک کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی  
تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے  
اصلاً ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ تہید مسئلہ۔

دیکھا یا مقلی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وجہ  
اسلام آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی اور حکم کفر کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف عمل بھی باقی  
نہ رہا۔ مگر خان صاحب پھر بھی کافر ہی کافر فرماتے جاتے ہیں یہی تو فرماتے تھے کہ اگر تکفیر کی ۹۹ وجہ  
ہوں اور اسلام کی ایک تو وہی غالب رہے گی لیکن کہاں اسلام کی ۹۹ وجہ بلکہ تنہا اور کفر کی ایک بھی  
نہیں مگر خان صاحب وجہ کفر ہی کو غالب بنا کر تکفیر فرماتے ہیں۔ اب میں یاد دلاتا ہوں کہ عبارات  
نمبر ایک سے نمبر ۲ تک دوبارہ اقتیاد تکفیر ملاحظہ ہوں۔ اور فرمائے عشرہ میں مد نظر رکھے جائیں۔  
پھر انصاف سے فیصلہ دیا جائے کہ خان صاحب نے اہل علم کا کام کیا یا بے علموں کی راہ افتیاء و فرائی  
مسلمانوں کی خیر خواہی ہمدردی نصیحت یا خیر خواہی یہ افعال نیک نیتی پر عمل ہوں گے یا بد نیتی پر  
وغیرہ وغیرہ یہ تو حالت فتوے کے متعلق تھی اب حمزہ برائے اس وغیرہ کی نسبت بیان ساتھی سنیں کہ  
اور بھی زیادہ ملاحظہ ہوں گے کہ دعویٰ اور دلیل میں خافض ہے یا تغنا و دلیل کو دعوے سے فحشی  
دعویٰ دلیل کا مخالف پھر اس پر اقتیاد کا دعوے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم اجمال ہی میں دکھادیں گے کہ خان صاحب اور ان کے اتباع نے بہت

مذکورہ شس اور ضعیف اور دھوکہ دہی کا راستہ اختیار فرمایا ہے جو ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وہ ضرور غل عبارت کی شرفی جب ہی تک متقی جس وقت تک کسی نے قدم نہ اٹھایا تھا اس کے بعد بفضل تعالیٰ سوائے خاک سیاہ کے اور کچھ بھی نہ ملے گا۔ واللہ الحمد علی ایضاح الحق وازہاق الباطل وعلی رسولہ الصلوٰۃ والتسلیم وآلہ وصحبہ فی العاجل والاجل۔ کتابوں کی نسبت حضرت خان صاحب قہید مشہور فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں یعنی تحذیر الناس وغیرہ میں کلمات کفریہ ہیں اور جو ان کے مصنفین میں سے کج مک زنیوں ہیں نہ تو وہ ان کتابوں سے انکار کر سکتے نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھر سکتے ہیں۔ حالانکہ مدت سے ان کے مخالفین ان کا رد کرتے ہیں اگر ان کی وہ کتابیں نہ ہوتیں تو ان سے انکار کرتے (مقدمہ اولیٰ) یا ان کلمات کفریہ کا جو ان میں ہیں کچھ اور مطلب بیان کرتے۔

مقدمہ ثانیہ مگر ان دشناموں کا اور مطلب بھی نہیں بیان کر سکتے معلوم ہوا کہ ان کا مطلب یہی وہی دشنام ہے جن سے کفر ہوئی (مقدمہ ثالثہ) (مقدمہ اولیٰ) ان کتابوں سے انکار نہیں کر سکتے بالکل حق اور سلم (مقدمہ ثانیہ) ان کتابوں میں کلمات کفریہ صریح ہیں بالکل غیر مسلم ہے۔ قیامت بھی آجائے گی تو بھی خان صاحب اور ان کے اتباع ثابت نہیں کر سکتے اگر ثابت کرتے تو انصاف البری پر برائی میں مناظرہ کیوں نہ کرتے جو عبارات ان میں ہیں وہ کفر صراحۃً تو ردکار اشارہ وکنایہ بھی نہیں اور جو کلمات کفریہ ہیں وہ ان میں پائے نہیں جاتے جس کی تفصیل تفصیل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ اجمالاً اس قدر کافی ہے کہ یہ تو خان صاحب کے نزدیک بھی عبارات منقولہ قہید وغیرہ سے مسلم ہے کہ کفر ہے تصریح کے نہیں ہو سکتی جب تک ایک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا باقی رہے گا تو کفر نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ہم نے انصاف البری اور نو ہزاری اشتہار میں عام اعلان دے کر خان صاحب کے اتباع سے یہی طلب کیا ہے کہ جن مطالب

کی تصریح کی بنا پر دعوتے کفر کیا ہے وہ عبارات صریحہ یا ان کا مضمون مترجمی صراحۃً بعبارت دیگر جو پہلے الفاظ کے ہم معنی ہوں ان کتابوں میں ہم کو بتا دو۔ مگر بفضل تعالیٰ اس ادنیٰ اور ضعیف سی بات کے کرنے سے بھی عاجز ہیں تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ان کتابوں میں مضامین کفریہ صراحۃً نہیں ہیں جس سے کفر ہو سکتی ہے اور نہ در صورت عدم صراحۃً محتمل ہیں یا اگر محتمل ہیں تو ان کا مراد ہونا ثابت نہیں اور یہ نہیں فرما سکتے کہ رسالہ انصاف البری کی ان کو خبر نہیں یہی میں ہزار ہا آدمی شاہد ہیں کہ ان تک رسالہ پہنچ گیا۔ جس کا مفصل حال الطین اللارب میں مذکور ہے چونکہ یہ اجمال ہی یہاں اسی قدر کافی ہے۔

علاوہ ان میں یہ دعویٰ خان صاحب کا ہے اس مقدمہ کو ثابت کرنا ان کے ذمہ ہے رہا (مقدمہ ثالثہ) کہ ان عبارات کا اور کوئی دوسرا مطلب سوائے دشناموں کے نہیں ہو سکتا۔ یہ خان صاحب کا دعویٰ ہے اس کو وہ ثابت فرما دیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ان عبارات کا مطلب دشنام ہو ہی نہیں سکتا اہل انصاف تو ہمیں سے سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم کو زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ فتویٰ اور تحذیر الناس وغیرہ کے بارہ میں ہماری بفضلہ تعالیٰ کامل فتح ہو چکی اور خان صاحب کی بیان خلاف واقع ثابت ہو چکا ہے مگر چونکہ ہم وعدہ کر چکے ہیں اور اہل اسلام کو پورے طور سے صاف صاف مطلب بھی ان عبارات کا بتانا ہے اور فیصلہ قطعی منظور ہے اس وجہ سے خدا چاہے دوسرے حصہ میں مفصل بحث کریں گے واللہ تعالیٰ ہو الموفق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم نے تزکیۃ الخواطر کے دو حصہ کیے ہیں ایک محمل دوسرا مفصل۔ یہ پہلا حصہ محمل ہے۔ یعنی خان صاحب کے جواہر بے جا لگا کر کفر نفاق فرمائی ہے اور عبارات کا بر کی نسبت یہ ظاہر کیا ہے کہ ان میں مضامین کفریہ صراحۃً موجود ہیں جن میں اصلاً اصل ہرگز ہرگز کوئی

ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا نہ نکل سکا اور کفر و زندقہ کی طرح آفتاب کے زیادہ مظاہر  
وہی ہو گیا اور بدوین تکفیر کے کوئی چارہ ہی نہیں رہا تب مجبور ہو کر تکفیر فرمائی۔ درنہ خان صاحب کو  
تکفیر کے بارہ میں اس قدر قاطع ہیں کہ باوجود مقلد ہونے کے حکم فقہاء کو چھوڑ دیا اور مذہب متکلیفین  
افتیاء فرمایا اگرچہ ترک تقلید کی وجہ سے خان صاحب وہابی غیر مقلد ہو گئے کیونکہ جب ہم اپنے فقہاء  
کا مذہب اور فتوے موجود ہے تو ایک مقلد کو کب جائز ہے کہ خود اپنی رائے سے خلاف حکم مجاہد  
فقہاء فتوے دے اگر کوئی شخص رفع یدین یا آمین یا بھیر کرے تو وہابی غیر مقلد ناری دوزخی گمراہ  
نہ جانے کیا کیا ہو جائے مگر خان صاحب چونکہ مقلد ہونے کے ساتھ ستر علوم کے مجدد بھی ہیں۔  
تو کیا اب تک مجتہد بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ اُن کو ترک تقلید اور وہابیت جائز ہوگی بہر حال  
جو کچھ بھی ہو مگر خان صاحب نے مذہب فقہاء کو چھوڑ کر مذہب متکلیفین دربارہ اعتیاد تکفیر اختیار  
فرمایا مگر کیا کیا جائے کہ تخذیر اقسام و براہین قاطعہ وغیرہ کی عبارتیں مضامین کفریہ میں ایسی مرتج  
نصوص قطعیہ یقین کے جانب مخالف یعنی اسلام کا اُن میں کوئی ضعیف سے ضعیف بھی احتمال  
باقی نہ رہا تب خان صاحب اگر کفر کا فتوہ نہ دیتے تو حسب تصریح اکابر دین خود کا فر ہو جاتے  
علیٰ ہذا القیاس خان صاحب نے جن کو کافر کہہ دیا اب اگر کوئی شخص اُن کے کفر و عذاب میں شک  
تردد و تامل کرے وہ کیسے قطعی کافر نہ ہوگا۔

خان صاحب کو اختیار تھا کہ جس کو چاہے کافر کہتے جس کو چاہے مسلمان ہر شخص کو اختیار ہے  
کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے مگر یہاں تو مسلمانوں کو یہ دقت پیش آئی کہ اگر وہ ہائی کورٹ  
کفر کے سند یافتہ لوگوں کو کافر نہ کہیں خود کافر نہ مودعہ الارث وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے  
زیادہ دشواریہ امر ہے کہ اگر خان صاحب ہی تنہا ہوتے تب بھی گنجائش تھی کہ نہ خان صاحب  
تشدد و تعصب اور باطل حق خادمان سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مخالف ہونا

ایک حد تک مسلم ہو چکا ہے، یہاں تو خان صاحب کے ساتھ علمائے عرب شریفین کی بھی بڑی بڑی  
مہریں لگی ہوئی ہیں اور ہر کرشمہ آرد کا فرگرد کی صدا عجم سے عرب تک گونج رہی ہے۔  
یہ امر عوام کو جس قدر پریشان کرتا سمجھتا کیونکہ خواص پر تو بغضِ تعالیٰ ایسی ایسی لکھ تداویجی  
اثر نہیں کر سکتیں۔ لیکن چونکہ علمائے اسلام پر خواص سے زیادہ عوام کی گرائی ضروری ہے۔ اس وجہ  
سے ضرور ہو اگر خان صاحب کے اس طلسم ہوشربا کو دو طرح سے کھولا جائے۔ پہلے تو اس طرح سے  
کہ دلائل قاطعہ جن سے ہر منصف کی تسلی ہو جائے پیش کر دی جائیں کہ خان صاحب کا دعویٰ سراپا  
غلط ہے۔ نہ خان صاحب تکفیر کے بارہ میں اصلاً احتیاط کرتے ہیں نہ اُن عبارت کا مطلب اور  
مضمون کفری ہے۔ اور مفصل اس طرح سے کہ اُن عبارت کو دکھادیا جائے کہ وہ عبارت بلاغیہ  
یہ ہیں۔ یہ عبارت میں اسلام ہیں اُن کو کفر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہ رہے۔  
اور ہر صحیح سے صحیح مضمون کو کچھ نہ مان کر کفر بنا دیا جائے۔

توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں مکان میں سلطان وقت  
جلوہ افروز ہے جو اس میں شک تردید و تامل کرے باغی اور قابلِ قتل ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ مکان  
بالکل شکستہ ہے نہ اُس کے آس پاس فوج و لشکر نہ کوئی ساز و سامان شاہی نظر آتا ہے نہ کسی آدمی  
کی آواز آتی ہے نہ دن میں صفائی نہ رات میں چراغ حتیٰ عقل سلیم کے نزدیک سلطان وقت کا اس  
مکان میں رونق افروز ہونا محال ہے۔ یہاں دلیل سے بھلا یہ ثابت کیا گیا کہ دعویٰ اپنے دعوے  
میں باطل ہے اور دعویٰ کا دعویٰ عقلاً غلط اور نامعقول ہے۔ مگر طریقہ منصف کے لیے مفید ہو  
سکتا ہے اور جس شخص کو قطع ضرر ہی چاہنا ہے حق ناحق سے بحث نہیں اُس کو یہ طریقہ مفید نہیں  
اُس کے واسطے طریقہ تفصیل یعنی مشاہدہ کا ہے کہ ہاتھ پکڑ کر مکان کی ایک ایک کونٹھڑی دکھلا  
دے کہ کچھ تمام مکان خالی پڑا ہے بتا بادشاہ کس اینٹ پتھر کا نام رکھا ہے بادشاہ وقت درکنہ یہاں

تو برائے نام آدمی بھی نہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی اس حصہ میں دلائل سے عقلاً یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس احتیاط کا دعویٰ خان صاحب نے فرمایا تھا وہ دکانداری کے الفاظ تھے جو فردوسی اور گندم خانی کے سوا کچھ بھی نہ تھا خان صاحب نے تو امت مرحومہ پر نہایت بیدردی سے سیف قلم کے ہاتھ صاف فرمائے ہیں۔ جس احتیاط احتیاط کا شور تھا اُس کا نام بھی نہیں۔

کہاں تو وہ لانسے چوڑے دعوے جو عبارات منقولہ خان صاحب علی ہر جہاں سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص خان صاحب کے سامنے آکر بھی کفر کا اقرار کرے گا تو دنیا جو چاہے کہے مگر خان صاحب شاید اُس کو بھی کافر نہ کہیں گے۔ اور کہیں بھی تو مثل مشوہے کر دو وہ کا جلا چھا چھ کو پھونک مارا کر پیتا ہے۔ انہایت تدقین اور تحقیق کے بعد لعلت لبکت لبکت لبکت لبکت لبکت وغیرہ تمام ہی مراحل طے کر لیں گے اور یہاں مسلمانوں کی بدستوری کیا ہے ہی آئینہ میں خان صاحب کا وہ ٹھہرا رنگ بالکل پھیکا پڑ گیا۔ اور تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ فقط گفتار گفتار ہی تھی کردار سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر مسلمان کے لیے داریا ہے۔

بیان سابق سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ جن مقدمات پر خان صاحب کے دعوے کی قطعہ کا مدار ہے وہ ہر مقدمہ نہایت مجروح اور ضعیف قطعی کیا فنی بلکہ وہی بھی نہیں محض فرضی امور ہیں جن کو خان صاحب کی قوت تہرہ نے ترکیب سے دیا ہے۔ ان مقدمات واپس سے تو وہی مدعی بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ قطعی جزئی یقینی وہ بھی اہل اسلام بکفر الاسلام و المسلمین حضرات کی تکفیر کے متعلق کیا انھیں مقدمات پر خان صاحب فرماتے ہیں کہ ہر گز ان دشمنیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن۔ جلی طور سے اُن کا صریح کفر کتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہر گز ہر گز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ رکھ سکی۔ تہید مدلل

مسلمانو۔ مسلمانو۔ انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف

پُر زور الفاظ تو ملاحظہ فرماؤ بھلا کوئی غریب سچا مسلمان کہاں تک بدگمانی کر سکتا ہے۔ ہمارے آپ کے سامنے تو بے معنی الفاظ کھجے جاتے ہیں خیال تو فرماؤ کہ اہل عربین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و کراماً کے سامنے کس قدر روئے پیٹے ہوں گے۔ اُن سے کس قدر زور و شور کی عرض معروض کی ہوگی۔

یہاں تو یہ بھی خیال نشیدا گیا ہو کہ کہیں کوئی سر نہ ہو جاوے۔ وہاں تو اس کا بھی وہم نہ ہوگا۔ پھر ان حضرات سے کیا کیا کہا ہوگا یہ تو وہ الفاظ ہیں کہ آدمی مسلمان کا بھی دل جل جائے چہ جائیکہ علمائے عربین شریفین۔ اس کے بعد خان صاحب جسے کافر کہیں اُسے کون مسلمان کہہ سکتا ہے۔

کسی شاعر نے کوئی شعر کہا تھا اُس سے اُس کے منہ دریافت کیے تو جواب یہ دیا کہ ابھی خط الفاظ ہی ہیں ان میں منہ نہیں ڈالے جب معنی ڈالوں گا تب بیان کروں گا اگر گستاخی نہ ہو یا تو معاف فرماؤں ہم بھی خان صاحب سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ان الفاظ کے کچھ معنی بھی ہیں یا ابھی تک منہ ڈالے ہی نہیں۔

مبالغہ تو نہ تھا مگر یہاں تو الفاظ مبالغہ کرنے کو تیار ہیں کہ خان صاحب نے ہمارے اندر کوئی صیغہ معنی دیا ہے ہی نہیں۔ خان صاحب نے الفاظ مذکورہ تحریر فرمادیئے جو کمال احتیاط پر دال ہیں مگر معاملہ سے معلوم ہو گیا کہ احتیاط کیا معنی واجب رعایت بھی نہیں فرمائی بلکہ دیدہ و دانستہ حق کا خون کیا گیا ہے بلکہ جس کام میں اصلاً اصلاً ہر گز ہر گز منہ کفری کا وہم بھی نہ تھا نہ قائل کے فرشتوں کو خبر نہ رہتی آفتاب روشن پر خاک ڈالی گئی اور یہی کہا گیا کہ قائل ضرور کہ فرجواسے کافر نہ کہے وہ کافر۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ جس مدعی کو ثابت کرنا چاہا تھا وہ ثابت نہ ہو سکا۔ دلیل کے مقدمات ایسے کمزور اور بے ربط ہیں کہ اعادہ کی حاجت نہیں پہلے مفصل عرض ہو چکا ہے احتیاط نہ کی تھی نہ کرتے وعدہ خلتی ہوتی مگر یہ الزام تو نہ آتا۔

جس طرح سے خان صاحب کی دلیل کے مقدمات واپس ہیں کہ مدعی اُن منزلوں دور ہے۔



اسی طرح یہ بات بھی اہل فہم پر روشن ہے کہ جن عبارات کو خان صاحب نے تحذیرانہ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے اگر ان میں مضامین کفریہ صراحتاً ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ خان صاحب یا ان کے ہوا خواہوں میں سے کوئی بھی اس کے ثابت کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ اس کے کیا معنی کہ بغرض تکفیر سفر عرب کریں ہزار بار دہرے صرف کریں اور جن مضامین پر تکفیر کی اور کرائی ہے ان کو کتابوں میں دکھانے کیسے جس پر مخالفت اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ مضامین کفریہ دکھا دو گے تو ہم زبیر کریں گے جس سے تمام جگہ افسہ ہی طے ہوتا ہے۔ انتصاف البیری من الکذاب المفتری کو شائع ہونے زمانہ ہو گیا اس میں یہی استدعا ہے اور خاص خان صاحب ہی سے نہیں بلکہ جو کوئی صاحب بھی خان صاحب کے ہوا خواہ ہوں اس ادنیٰ سے کام کے لیے مستعد ہو جائیں مگر برس گئے کوئی صاحب اس کے لیے مستعد نہ ہوئے۔ یہ بات ایک دانشمند کے لیے بالکل کافی دلیل ہے کہ ان عبارات میں مضامین کفریہ نہ صراحتاً ہیں نہ اشارتاً، اور اگر بغرض محال کسی طرح ان میں سے مضامین کفریہ پیدا ہو بھی سکتے ہیں تو قائل کی مراد ہونا ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا ورنہ اس کا کیا مطلب کہ خان صاحب خود اور اپنے متقدموں کے نام سے رسائل اشتہار شائع کریں اور اس ادنیٰ بات کے لیے کسی کو مستعد نہ فرمائیں۔

یہ اجمال دلیل مافیٰ جس کو یہاں بیان کرنا منظور تھا مگر چونکہ خان صاحب اور ان کے ہوا خواہوں سے امید نہیں ہے کہ وہ اعلان فرمادیں کہ ہاں حق واضح ہو گیا۔ اس وجہ سے دوسرے حصے میں انشاء اللہ مفصل بحث کر کے گویا یہ دکھادیں گے کہ وہ عبارات یہ ہیں اور ان کا مطلب ہے اور خان صاحب جس مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ان سے قیامت تک بھی نہیں نکل سکتا۔ پھر تکفیر کیسے ہو سکتی ہے۔ جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

الحاصل خان صاحب کے ذریعہ ثابت کرنا تھا کہ یا تو ان عبارات میں وہ مضامین کفریہ صراحتاً

موجود ہوں ورنہ اگر صراحتاً موجود نہ ہوں بلکہ اشارتاً لکھتے ہیں تو قائل کی مراد وہی معنی ہے۔ مگر الحمد للہ یہ قائل لے کر خان صاحب کی جانب ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس اب فیصلہ اہل انصاف کے ہاتھ ہے کہ جب خان صاحب مضامین کفریہ کو صراحتاً ثابت کر کے اشارتاً ہونے کی صورت میں حکم کی مراد ہونا بیان کر کے تو اب خان صاحب کی تکفیر یا نہت پر مبنی ہے یا بردیاتی وغیرہ امور مذکورہ تنقیح میں اہل انصاف خود ہی انصاف فرمائیں۔ ہاں کوئی صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ یہ تقریر تو اپنے کی ہے۔ لیکن قلم در کف دشمن مست کا منہ ہوتا ہے یہ بات تو صریح ثابت ہو کر خان صاحب یا ان کا کوئی ہوا خواہ رسالہ لکھے اور ثابت نہ کر سکے اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک صحیح ہے مگر ہم نے انصافاً بغض نہ تھا خان صاحب کی جانب وہ تقریر کا ہے کہ خان صاحب بھی اس سے زیادہ نہیں کر سکتے اور اگر محبت اور وصلہ ہے تو خان صاحب یا ان کے کوئی ہوا خواہ لکھیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم عرض کر کے بتا دیں گے یہاں تو خان صاحب کی جانب اجمالی دلیل بیان کی گئی ہے کہ کھان لعل وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی مراد ضرور معنی کفری ہیں اس کا جواب دیا گیا کہ جس قدر امور مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی مثبت مدعی نہیں اب اگر خان صاحب یا کوئی صاحب تمذیب یا بدتمذیب ہی سے اصل بات کا جواب عنایت فرمادیں گے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ عرض کرنے کو حاضر ہیں۔

حضرات اہل اسلام آپ بالکل مطمئن رہیں کہ ہماری جانب سے انشاء اللہ تعالیٰ بدتمذیب نہ ہوگی چونکہ خان صاحب نے لا وجہ ہمارے اکابر اہل اسلام کو نہایت بدردی اور بدتمذیبی سے وہ گالیاں دیں کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو ان سے زیادہ برا نہیں کہہ سکتا اور یہ اس وقت کا معاملہ ہے کہ ہماری جانب سے خان صاحب کے ساتھ اصلاً کسی قسم کا مخاطبہ ہی نہ تھا چنانچہ خان صاحب کا خود اقرار اور خان صاحب کے رسالے مطبوعہ گالیوں سے بہرے ہوئے موجود ہیں اس پر البتہ ہم نے اب کچھ بعض رسائل میں تیز کلامی کی۔

جس پر خان صاحب کے تمام ہوا خواہوں میں غل و غبار کیا۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اب ہم اس قدر بھی تیز  
 کھائی نہ کریں گے بشرطیکہ وہ بھی باز آجائیں ورنہ پھر اس طوفان سے بھی چپ رہنا مشکل ہے۔  
 ہاں یہ وعدہ ہے کہ رسائل علیہ اس سے بالکل خالی ہوں گے جیسے سبیل الہادی مسئلہ الاستعداد  
 استعانت بالغیر کے بارہ میں نہایت مفصل قابل دیدار و متذہب رسالہ مولوی احمد رضا خان صاحب  
 اور مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی  
 کا جواب ہے علی ہذا القیاس۔ السحاب المذار رانی تو فیض اقوال الانیاء جس میں تہذیران سہ برابرین  
 قاطعہ حفظ الایمان کی عبارات کے مطالب کی توضیح کی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے مطالب  
 بالکل پاک و صاف ہیں جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی منصف کو انکار کی گنجائش نہیں۔ مسلمان اس رسالہ  
 کو ضرور ہی ملاحظہ فرماویں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ تزکیۃ الخواطر کے حصہ دوم کا یہ رسالہ قلم مقام ہے  
 تو بالکل بجا ہے حصہ دوم تزکیۃ الخواطر میں بھی یہی معنائیں ہوں گے۔ مگر اس سے زیادہ مفصل لیکن  
 اختصر المختصر بھی انشاء اللہ تعالیٰ بجائے خود مفصل ہے۔ اب اس حصہ کو ہم ہمیں نعم کر کے دعا کرتے ہیں  
 اس کے دوسرے حصہ کو بھی پورا فرماوے اور ہم کو اعلیٰ اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے اور یہ فضول  
 اور بے جا جھگڑے اہل اسلام سے جاتے رہیں۔ آمین۔ اے امین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر رسلہ  
 سیدنا وولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔  
 کتبہ زندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاند پوری خادمہ الطیبہ دارالعلوم نمبر دیوبند

(کتابت: محمد نواز عابد کیلانی، شیش محل روڈ لاہور)



# توضیح البیان حفظ الایمان

تصنیف لطیف

رسل المنظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیم  
 و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶۔ بی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هَذَا اَيْتًا اَنَا الصَّوْطُ الْمُسْتَقِيمُ صَوَاطِ الَّذِينَ  
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَفْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِهْدَايْنَا وَ  
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ ذِكْرًا تَارِكًا اَنْتَ الْوَهَّابُ كُلُّ الْحَدِّ مِنْكَ اِلَيْكَ فَهَبْ اَنْتَ كَاثِبَتٌ  
عَلَى نَفْسِكَ الْحَدُّ لِلّٰهِ الَّذِي تَخْتَارُ مِنَ الْغَوَايَةِ وَالْقَبَاوَةِ وَالشَّقَاوَةِ وَالْفَقَاوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعِثْلَةِ  
وَالِدَلَّةِ فِي سُؤْلِهِ طُرُقَ حَقَائِدِ الْاِيْمَانِ وَتُكِنُّنَا عَلَى طَرِيقِ الْحَقِّ فِي تَوْضِيهِ الْبَيِّنَاتِ لِحِفْظِ  
الْاِيْمَانِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ الْاِتِّتَابِ لِمَا كَمَلْنَا عَلَى سَيِّدِنَا وَوَلَدِنَا مُحَمَّدٍ  
مُفَرِّقِ بَرِّ الْكُفْرِ وَالطُّغْيَانِ وَعَلَى اَهْلِ وَصْفِهِمْ وَاَهْلِ بَيْتِهِمْ اَتْبَاعِهِمْ مَا تَقَابَلَتْ  
الْمَلَوَانِ فَعَلَبَتِ السُّنَّةُ النَّبَوِيَّةُ عَلَى صَاحِبَيْهَا الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ وَ  
التَّحِيَّاتُ عَلَى الْبِدْعَةِ الْقَبِيحَةِ وَتَضَاءُ  
اَلْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ ط

ابعد الحساب المدداری تو فیض اقوال الایمان میں بفضلہ تعالیٰ تحذیر الناس براہین  
مطالعہ اور فتوے جعل کی نسبت نہایت پوری اور کافی طور سے بحث کی گئی ہے جس کے  
بعد انشاء اللہ تعالیٰ کسی صاحب حق کو کوئی خفا باقی ہی نہیں رہ سکتا۔ لیکن حفظ الایمان  
کی عبارت کے متعلق فقط بسط البنان ہی پر اکتفا کیا گیا تھا اور یہ خیال تھا کہ بسط البنان  
کے بعد نہ مزید توضیح کی ضرورت نہ حاجت۔ مگر چونکہ بعض حضرات کو رسالہ موقوفہ سے  
تسلی نہ ہوئی اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق بھی  
کچھ عرض کر دیا جائے۔ جو صاحب بھی ان دونوں رسالوں کو بغور ملاحظہ فرمادیں گے  
ان کو بخوبی روشن ہو جائے گا کہ خال صاحب نے جو کچھ بھی ان عبارتوں کے متعلق

خامہ فرمائی ہے علم دیانت و ایمان داری سے بالکل دور ہے۔ اور تحذیر الناس  
براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان کی عبارت بالکل پاک و صاف و بے غبار ہیں۔

واللہ تعالیٰ ہوا المستعان و باسمہ تعالیٰ حامداً و معصلياً اقول و بحولہ اجول  
خان صاحب اور ان کے جملہ از ناب بغور مطالعہ فرمائیں اور اگر ہمت ہو تو جواب لکھیں  
ورنہ حق کے قبول کرنے میں عار نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ ہوا الموفق۔

قابل لحاظ یہ امر ہے کہ رسالہ حفظ الایمان کے متعلق دو امر ہیں۔ ایک تو یہ ہے  
کہ جس امر کو حفظ الایمان میں ثابت کیا ہے وہ دعویٰ اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے  
یانیس اور جو سوال کا جواب دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق عالم الغیب کا درست ہے یا نہیں جس طرح آپ کو نبی  
رسول۔ شفیع المذنبین اول شافع اول مشفع سید الاولین والاخرین خاتم النبیین قائم  
الغز الخلیف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ اسماء و القاب سے موسوم اور صفات حسنہ سے موصوف  
پاکر ان صفات کا اطلاق کرتے ہیں اسی طرح آپ کو عالم الغیب کے اسم سے بھی موسوم  
اور اس لقب سے ملقب کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ وہ مقصد ہے کہ اس وقت ہم کو اس سے بالکل بحث نہیں یہ مسئلہ ہمارے  
موضوع سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس پر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت  
ہے اور کس قدر ہے اور کب اور کن امور کا ہوا، اس کے لیے دلیل ہے یا نہیں اور  
ہے تو قطعی ہے یا نفی نیز اس کا معتقد مسلمان ہے یا نہیں۔ سنی ہے یا اہل سنت  
والجماعت سے خارج ذاتِ آدمی پر اطلاق لفظ عالم الغیب کا صحیح ہے یا نہیں  
حفظ الایمان کی دلیل سے یہ مدعی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ جملہ امور ہمارے بحث

اس وقت بالکل خارج ہیں۔ اس قسم کے سوال و جواب سے ہم تھوڑی دیر کے لیے بالکل غلط فہم رہنا چاہتے ہیں اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔

دوسرے یہ امر کہ جو عبارت حفظ الایمان کی زیر بحث ہے اس میں تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراحۃ ہے جو تاویل کو قبول ہی نہ کر سکے یا تاویل اس میں مسموع نہ ہو یا گو تنقیص مراحۃ تو نہ ہو اشارۃ یا کنایتہ و مجازاً ہی ہو مگر چونکہ قائل کی مراد وہی ہے اس وجہ سے قائل کی تکفیر ضروری ہے حتیٰ کہ جو قائل کی تکفیر میں تردد شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہو جائے دھکھو جڑا۔ یا اس کلام کا مطلب صاف و صریح و صحیح و درست ہے اس میں تنقیص شان والا کا نام بھی نہیں نہ مصتفٰ کی یقیناً مراحۃ جس کی بنا پر مصتفٰ بالکل حنفی مئی مسلمان ہیں ان کی جانب تکفیر کی نسبت محض غلط اور لغو اور بے جا ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ اور سخت بے حیائی اور بے ایمانی بھی ہے۔ چہ جائیکہ تکفیر قطعی۔

یہی امر آخر ہمارا مقصود ہے اور اسی کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں جس کو حضرات منصفین انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے کہ حفظ الایمان کی عبارت بیشک آئینہ کی طرح صاف و بے غبار ہے۔ مخالفین کو اپنے دلوں کا عیار اور عدالت اور بدگمانی نظر آتی ہے ورنہ وہاں لب کشائی کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی عرض کریں گے بسط البنان ہی کی توضیح ہوگی کوئی جدید بات نہ ہوگی ہاں عنوان کے بدلنے سے ان شکوک کا رفع ہو جانا ممکن ہے جو غلطی کی بنا پر ہیں اور جو اعتراض لغت اور حدیث کی وجہ سے جان بوجھ کر کئے گئے ہیں ان کا دفع کرنا کسی تقریر اور بیان سے ناممکن ہے وہ محض متقلب قلوب کے حوالے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لیے جو معلوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے لہذا ہر بے یقینی تسلیم کے بعد پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنے کے لیے منع کیا گیا ہے جو عبارت ذیل سے ظاہر ہے اور جو علم بواسطہ ہوا پھر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ منطوق پر غیب کا اطلاق۔

مذہب شریک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور

ناجائز ہوگا اور اگر کسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق مل و علما شائے سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الشان بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو جان کر کے کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں لغویاً اللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی مائل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ انتہی غلطی۔

عبارات مذکورہ بالا سے روشن ہے کہ باوجودیکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ مسلم ہے کہ آپ کو جو معلوم لازم و ضروری نبوت کے لیے تھے وہ سب حاصل تھے

لہذا عبارت پہلی عبارت سے دوسرے بعد ہے ۱۲۲



مگر پھر بھی آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم بالاترینہ عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

اس دعویٰ پر ایک دلیل تو عبارت بالائیں مذکور ہو چکی، دوسری دلیل عبارت ذیل میں بیان کی گئی ہے جو متنازعہ نہیں ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے گفتگو تو اس میں ہے کہ بعد ثبوت علوم بعض مغیبات کے آپ کو جو عالم الغیب کہا جاتا ہے یہ حکم اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے یعنی وہ غیب ہو لفظ

عالم الغیب میں داخل ہے جس کا اطلاق ذات مقدسہ پر کیا جاتا ہے اس کے اندر جو غیب کا لفظ ہے اس میں گفتگو ہے اور جس غیب کا علم ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بقرض محال جن امور کا علم غیب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھیمان سے بحث نہیں گفتگو فقط اس میں کہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں واقع ہے اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کل کے مقابلہ میں جب لفظ بعض آیا تو اس سے مراد مطلق ہے جو ایک کم کل کو بھی شامل ہے اور فقط ایک کو بھی اور یہاں تو اگلی ہی سطر میں موجود ہے دیکھو کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

عربی طریقہ پر حاصل یہ نکتہ کہ عالم الغیب یا علم الغیب میں جو لفظ غیب کا معنی

۱۲۵

بالام ہے اس سے مراد الف لام استغراقی ہے جو مفید احاطہ افراد کو ہے جس سے ایک فرد بھی نہ نکلے یعنی ہر غیب کے عالم یا ہر غیب کا علم جو خاصہ خداوندی اور باخلاق امت اس کا اطلاق سوائے خدا کے و سواہ لا شریک کے کسی پر جائز نہیں۔

یامرود الف لام سے جنسی ہے۔ جو ایک کو بھی شامل ہے کیونکہ عہد خارجی بوجہ عدم تعین کے مراد نہیں ہو سکتا علاوہ انیس گفتگو اس صورت میں ہو رہی ہے جہاں اطلاق لفظ کا بلاقرینہ صارف ہو اور اگر کوئی فرد خاص درمیان متکلم اور مخاطب کے متعین ہو جاوے اور عالم الغیب کے کسی خاص شے کا علم مراد لیا جائے جو دونوں میں متعین ہے تو پھر اطلاق جائز ہو جائے گا اور چونکہ آج تک مسلمانوں میں یہ اطلاق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ شائع ہوا نہ ثابت ہوا ہے اس لیے بعض افراد معین مراد ہو ہی نہیں سکتے۔

فَقَدْ بَوَّاهُ فَإِنْ شَاءَ لَطِيفَةٌ إِلَى بَطْلَانِ الشَّقِيقِ الثَّالِثِ۔ کیونکہ یہ امر تو مسلم ہے کہ اب تک یہ اطلاق ثابت نہیں ہوا نہ سلف نے اس لفظ کو بلاقرینہ آپ پر اطلاق کیا مگر غیب امور متعدد بہا یا سب مخلوقات سے زیادہ غیب کی طرف اشارہ کیا جائے تو پس متعین ہو گیا کہ الف لام سے مراد یا استغراقی ہے جو کل افراد کو شامل ہے یا جنسی جو ایک کو بھی شامل ہے۔ اور اگر عہد ذہنی لیا جائے تو وہ بھی حکم میں جنسی ہی کے ہو گا جس کا حاصل مطلق افراد ہوتا ہے لای تعین جو کم سے کم ایک فرد کو بھی شامل ہے۔

اور یہ تحقیق الف لام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ امت کا بھی یہی حال ہے ملاحظہ ہو مختصر المعانی مطول ران کے حواشی و روضی تو چاہے عالم الغیب معرف ہو یا عالم غیب علم غیب باضافہ ہو حاصل ایک ہے۔

توزید جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے اس لفظ غیب سے جو اس

میں واقع ہے اس کی مراد اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں پہلے ہی اس کا لفظ آیا ہے اور یہاں پھر وہی لفظ آس آیا ہے ان دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے یعنی جو غیب کا لفظ علم غیب اور عالم الغیب اسم کے اندر ہے وہی مراد ہے وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذات مقدسہ کے لیے ثابت ہے کیونکہ گفتگو اطلاق لفظ عالم الغیب میں جو رہی ہے اور جو واقع میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ثابت ہے اس سے یہاں گفتگو ہی نہیں وہ تو مسلم امر ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ علم غیب جو علم غیب یا عالم الغیب میں آ اور اس لفظ کے اطلاق کی علت ہے اگر اس سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں جو کم سے کم ایک کو بھی شامل ہے تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص اگرچہ سینہ نبی غیبیہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر متناہی غیب کے علوم بالفعل و لسان محالاً فرض کر دے کہ وہ علم غیب جو علت اطلاق لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے وہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک مطلق بعض ہے جو ایک فرد علم غیب کو بھی شامل ہے اگرچہ اس کا تحقق واقع اور نفس الامر میں لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ضمن میں ہوا ہے مگر اس تقدیر پر کہ جب علت اطلاق لفظ علم غیب کی ایک فرد ہوا ہے تو جیسے یہ ایک جو لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ساتھ متحقق ہو کر علت جواز لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اسی طرح فرض کر دے کہ معاذ اللہ تعالیٰ اگر واقع میں یہ تنہا ہوتا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی غیب کا علم ہوتا جب بھی آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوتا کیونکہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہوتے جو کم سے کم ایک غیب کو بھی جانے تو یہ بعض غیب جو ایک کو بھی شامل ہے اور لاکھ کو بھی اور پھر وہ چاہے لاکھوں کے ساتھ متحقق ہو یا تنہا ہر صورت میں اپنے علم کو عالم الغیب کہلاوے گا۔

تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے معنی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ جس قدر علم غیب کو عالم الغیب کہلانے کی علت زید نے اس تقدیر پر فرض کیا ہے وہ سب میں موجود ہے پھر وہ سب علم غیب کیوں نہ کہلائیں گے زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی تھے کہ کم سے کم ایک غیب کی چیز کو بھی جانے تو جب زید و عمرو و غیرہ سب ہی کم سے کم ایک غیب کی چیز کو جانتے ہیں تو زید کے نزدیک عالم الغیب کہلانے کے کیوں نہ مستحق ہوں گے ورنہ ان تراق معلول کا علت سے لازم آتا ہے۔

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ نہ معلوم اس قدر صاف اور سید مطلب کو کس غرض سے لٹا کیا جاتا ہے۔ یعنی زید اگر عالم الغیب کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے گو وہ ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا اور اس قدر علم جو ابھی مذکور ہوا اور جو ایک کو بھی شامل ہے چاہے وہ لاکھوں اور کروڑوں کے ضمن میں متحقق ہو یا غیر متناہی کی خوشی میں تربیت پائے یا فقط تنہا ذات خود موجود ہو یہ بعض سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جملہ افراد انسانی میں متحقق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے تو چاہیے کہ زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب کہے اور یہ باطل ہے کیونکہ اس صورت میں عالم الغیب ہونا صفت کمال نہ رہا۔ اور یہ بالکل خلاف مدعی ہے۔

غرض گفتگو اس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ عالم الغیب

کی علت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کام تہ سب جگہ موجود ہے یہ کہ معون نے کہا ہے کہ جس قدر غیب حضور اقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع میں ثابت ہیں اسی قدر غیب زید و عمرو بجزوہ سب کے لیے حاصل ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں بحث تو اس بعض سے ہے جو عالم الغیب کملانے کی علت اور وجہ واقع ہوا ہے۔ جو بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں اس سے تو یہاں نہ گفتگو ہے نہ اس کو کوئی مائل مراد لے سکتا ہے نہ کوئی مائل یہ کہہ سکتا ہے نہ اس کا وہم ہو سکتا ہے۔

خان صاحب کی ذہانت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جو خان صاحب کو ہے اس کا اثر ہے کہ سید محمد معنی کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیے جاتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو یقین نکلے۔ گو مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو چہ جائیکہ مراد ہوں۔ لفظوں سے نکلیں یا نہ نکلیں، سیاق سابق موید ہو یا نہ ہو۔ مگر کریں کیا خان صاحب دل سے مجبور ہیں موائے ایک مضمون کے کسی عبارات کا اور مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کفر کی عینک سے تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ فعوذ باللہ العظیم۔

توضیح کی عرض سے شال عرض ہے۔ ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے ملک میں مختلف قسم کے سکے رائج کئے ہیں جو عام رعایا کو بوجہ رفع حوائج و یومیہ خزانہ شاہی سے تقسیم ہوتے ہیں لیکن جواہرات عام لوگوں کو تقسیم نہیں ہوتے ہاں نہایت کم قیمت جواہر عوام کو بھی ملتے ہیں۔ اور جو خاص مقربین ہیں ان کو حسب حیثیت جواہر عایہ دیئے جاتے ہیں اس کے ملک میں مالک الدہام والدنا میر تو سب رعایا کملانے والے ہیں مگر مالک الجواہرات بجز بادشاہ کے کوئی نہیں کملایا جاتا سلطان وقت نے اپنے وزیر اعظم کو اس قدر جواہرات عالیہ عایہ

میش بہا دیئے کہ اس قدر کسی کو نہ دئے نہ آئندہ دے گا اگر تمام ملک کی رعایا کیا خواص مقربین کے بھی تمام جواہرات کو ملایا جاوے تو اس کے ایک جوہر آبدار کے برابر بھی نہ ہوں چونکہ سرکار شاہی سے اس کو سب سے زیادہ جواہرات عطا ہوئے ہیں تو کوئی شخص مالک الجواہرات اس کو بھی کہنے لگے۔ اب دوسرا شخص اس سے یہ کہے کہ بھائی چونکہ یہ لقب بجز بادشاہ کے اور کسی کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ تو چونکہ اس میں شرکت شاہی کا وہم ہے اس وجہ سے گویا براعظم واقع میں جواہرات کا مالک اور جس قدر جواہرات عمدہ وزارت کے لیے لازم اور ضروری تھے وہ بادشاہ نے اس کو دے دیئے مگر یہ لقب نہیں دیا اس میں وہم شرکت عظمت شاہی ہے لہذا یہ لقب ممنوع ہے پھر یہ کہ امیر مالک الجواہرات کا حکم جو کیا جاتا ہے اس سے کل جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے یا بعض کا اگر بعض جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے تو اس میں وزیر کی کیا تخصیص ہے ایسا مالک ہونا تو زید و عمرو بجزوہ سب رعایا پر صادق آتا ہے اور اگر کل جواہرات شاہی کا مالک ہونا مراد ہے تو یہ تمہارے نزدیک بھی ثابت نہیں۔ حضرات معنیفین کیا اس کلام میں وزیر اعظم کی توہین ہوئی یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے پاس ہیں اسی قدر رعایا کے ہر فرد کے پاس ہیں۔ جب تامل تسلیم کرتا ہے کہ وزیر اعظم فقط ایک ہی ہے اس کو بادشاہ نے جواہرات اس قدر دیئے ہیں جو اس کے مرتبہ تقرب کے لازم و مناسب تھے اور کسی کے پاس اس قدر جواہرات کیا ان کا عشر عشر بھی نہیں۔ مگر ہاں ان لاکھوں میں ایک بھی ضرور ہے اور ایک ادنیٰ چر اس کے پاس بھی ضرور ہے گویہ مسلم کہ چر اس کے پاس فقط ایک شخص وزیر اعظم کے پاس ایسے ایسے لاکھ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک اس کے ایسے ایسے لاکھ سے بھی زیادہ بیش بہا مگر جب زید مالک الجواہرات کا لقب ایک ہی جوہر کے مالک ہونے سے جائز نہ تھا ہے گو وہ ایک کتنا



ہماری تدریج تدریج پر لازم ہے کہ اس کا التزام کرے اور تمام جو کرب کو انکالجواہرات  
کے اس میں عمر نے وزیر اعظم کی کیا توہین کی۔

خان صاحب کے اجلاس میں عمر کو تو ضرور چھانی کا حکم ہو گا کیونکہ عمر کچھ کہے مگر نہان نہا  
کے یہاں اس کلام کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر جوہرات وزیر اعظم کے یہاں ہیں اسی قدر ہر ادنیٰ  
سے ادنیٰ رعایا کے پاس بھی ہیں۔ عمر نے وزیر اعظم کی نسبت توہین کی سخت سے سخت گالی دیا  
لہذا ضرور واجب القتل ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ابن زبان اہل انصاف سے انصاف کی امید ہے ادنیٰ عقل مند بھی شل کو مثل نہ پر منتظر کر  
نے کا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب  
اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کی برابر نہ ہوں  
مگر چونکہ اطلاق عالم الغیب کا موہم شرک ہے لہذا یہ اطلاق صحیح نہیں اس میں نہ معلوم کیا گالی ہے  
اور کیا توہین ہے۔

کہاں تو خان صاحب کی تکفیر کے بارے میں وہ احتیاط تھی جو ہم نے تزکیۃ الخواطر کے حصہ  
اول میں خان صاحب کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اور کہاں یہ غضب کہ صاف اور سیدھی عبارت کے  
مطلب کو غلط بنایا جاتا ہے۔ پھر افسوس یہ ہے کہ ایک تو وہ مطلب جس کی عبارت فی الجملہ  
مقتل ہو اور ایک وہ کہ چاہے الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو مگر وہ ان معانی باطلہ کا تھل  
ہی نہ کر سکیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ انہی معنی کو متکلم کے سر رکھ کر تکفیر قطعی فرماتے ہیں قیامت  
ہے کہ خان صاحب کے اذناں فرماتے ہیں کہ تاویل کر کے حفظ الایمان کی عبارت بنائی  
بھی تو اصل عبارت موہم کفر ہی رہی۔ اب ہم ناظرین کی خدمت میں وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں  
جن میں خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ کا مطلب بیان کیا ہے اس میں

دینی حفظ الایمان میں تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاک اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ حسام  
الحرین ص ۲۔

دوسری جگہ عبارت مذکورہ نقل کئے فرماتے ہیں: کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح  
گالی نہ دی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاک اور ہر چارپائے کو حاصل  
ہے۔ تمہید الایمان ص ۱۱۔

خان صاحب کے اذناں کچھ تو شرمائیں کہ ہم نے جو معنی نقل کیے ہیں وہ تاویل ہے یا  
خان صاحب نے مسخ کر کے نواہج معنی جو بیان کیے ہیں وہ تاویل بلکہ مسخ ہے۔ ذرا خان  
صاحب کے معنی کی تشریح تولاحظہ فرمائیے۔ ایک شخص کا دعویٰ یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو باوجود علم غیب حاصل ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ اگر بقول زید صحیح  
ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے یعنی جو علم غیب ہے صلی اللہ علیہ وسلم کو واقع  
میں حاصل ہے اس سے آپ کی بعض غیب مرادیں یا کل مطلب تو مطلب ہے الفاظ  
ہی پر بے ساختہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے جب آپ کا ہی علم غیب مراد ہے تو آپ کا  
علم غیب اس کا کیا مطلب پھر اگر آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو اس میں ان کی کیا  
تفصیل اس سے زیادہ عجیب ہے جب آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو وہ آپ کے ساتھ  
خاص نہ ہو گا پھر جیسا علم آپ کو حاصل ہے زید و عمرو کو حاصل ہونے کے کیا معنی۔

صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب  
عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور وجہ یہ ہے کہ ایک صورت میں زید و عمرو  
بجز صبی و مجاہدین بلکہ حیوانات پر بھی اطلاق عالم الغیب کا لازم آتا ہے۔ اور دوسری



صورت میں عالم الغیب کا مفہوم ہی متحقق نہیں۔ جس پر عقل و نقل دونوں کو شاید قرار دیا گیا ہے اب اگر مراد علم غیب کا مفہوم نہ ہو بلکہ وہ علم مراد ہو جو واقع اور نفس الامری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متحقق اور ثابت ہے۔ تو حاصل کلام یہ ہو گا کہ اطلاق علم غیب کا ذات مقدسہ پر صحیح ہے۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس غیب سے یا تو وہ بعض غیب مراد ہے کہ جو آپ کے لیے ثابت ہیں۔ وہ زید و عمرو و بکر وغیرہ ہیں کیا آپ کے سوا کہیں بھی متحقق نہیں ہو سکتا۔ تو اس صورت میں علت اطلاق علم غیب کی آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہو گی۔ اور اگر آپ کے کل علوم غیبیہ ملا ہوں جن سے آپ کے علم کا ایک فرد بھی نہ چھوٹے تو وہ بھی آپ ہی میں متحقق اور ثابت ہیں پھر ان کا بطلان کس دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بطلان کیا اس صورت میں تو متحقق اور واقع ہو گیا۔ عرض جو معنی همان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کے بیان فرمائے ہیں وہ معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ محال ہیں ورنہ کلام بالکل بے عمل اور لغو و بیہودہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مقصود قائل یہ ہے کہ ایک صورت میں علت اطلاق علم غیب کی متعدد بلکہ متحقق ہے اور دوسری صورت میں علت بالکل معدوم ہے۔ اور نہ خان صاحب کی تجویز کے مطابق اول صورت میں جو علت ہے وہ آپ ہی کے ذات مقدسہ کے ساتھ خاص ہے تعدد اور اشتراک کیساتھ مختلف حکم علت سے لازم آوے اور ثانی صورت میں علت تبماہما متحقق ہے پھر بطلان کی سبب علم سے مراد علوم لیجئے مگر تکفیر پھر محال ہے۔ تنگدانا نہ دقیق اور اگر وہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی علم زید و عمرو و بکر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ ایسے دلائل همان صاحب ہی کے کلام میں ہوتے ہوں گے۔ دنیا کا اور عالم تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا بے معنی کلام کچھ نہیں

سکتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ مراد مفہوم علم غیب ہے جو ایک ہی ہے۔ اس کا ایک فرد ذات مقدسہ کے لیے ہی متحقق ہو سکتا ہے اور غیر کے لیے بھی اور اسی کا دوسرا فرد ہے جو نہ آپ کے لیے ثابت ہو سکے نہ آپ کے غیر کے لیے وہ مخصوص بذات باری عز اسمہ ہے۔

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے نہ کوئی مائل مراد لے سکتا ہے نہ اس کے مراد لینے سے قائل کا مدعی ثابت ہو سکتا ہے یہاں گفتگو علم غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے۔ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی اور وہ ایک نہایت ادنیٰ درجہ ہے جو اعلیٰ درجہ میں ضرور متحقق ہو گا اس کا متحقق اعلیٰ درجہ کے تحقق کو مانع نہیں بلکہ اگر وہ درجہ متحقق نہ ہو تو اعلیٰ درجہ متحقق ہی نہیں ہو سکتا۔ جب ایک ہی نہ ہو گا تو دوا دلا کہ کیسے متحقق ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرا فرد اس مفہوم کا وہ ہے جو کسی مخلوق میں بھی متحقق نہیں ہو سکتا جس کے امتناع پر دلیل عقلی و شرعی قائم ہے وہ مختص بذات پاک خالق المخلوقات ہے۔

خان صاحب کا تراشیدہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا مصرع بھی مطلب تو کیا ہزار دساتط بھی بغض اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا جس کی عقل سلیم میں اب بھی مطلب نہ آئے اور پھر بھی یہی کہے کہ نہیں اس عبارت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی ہے یا کم سے کم یہ عبارت تنقیص شان والا کو موہم ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی خوش قسمتی پر روئے کلام کا قصور نہیں اس کی عقل کی خوبی ہے فلفلہ الحمد علی وضوح الحق۔

گستاخی معاف خان صاحب کا مطلب یہی ہے کہ بالذات ہر گال کی کدے تو کدے اور تو کوئی ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک علامہ زمان۔ ایسی صاف عبارتوں

کے مطلب کھنے میں ہمارا وقت عزیز برباد ہو کاش اگر یہ وقت آریوں کے مقابلہ میں صرف ہوتا تو کیسا اچھا ہوتا مگر خان صاحب کو خدا داریں میں اس کا بدلہ عنایت فرمائے کہ دنیا و دانستہ اپنا وقت تو کھوتے ہی ہیں اور دوسروں کا وقت بھی تباہ کرتے ہیں کاش وہ اس کا جواب میری زندگی میں دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ناک سے پانی نہ پلوادوں تو ابن شیر خدا نہیں۔ اگر خان صاحب نے قلم اٹھایا تو خدا چاہے تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں مزار آوے گا۔ انشاء اللہ العزیز ثم انشاء اللہ العزیز رسائی علییت کی وہ قلمی کئے گی جو ان کی قابلیت دنیا اور اربعی طرح دیکھ لے گی مباحث علیہ کو اس حصہ کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ انہوں تو یہ ہے کہ خان صاحب علییت کی بات کہنے ہی نہیں دیتے پھر بازی ہی سے کام لیتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر زید لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی علت قطعاً بعض علم غیب کو قرار دیتا ہے چاہے وہ بعض ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس قدر علم غیب جس کو اطلاق لفظ عالم الغیب کی زید نے علت قرار دیا ہے زید و عمرو و بکر و غیرہ و غیرہ کو بھی حاصل ہے اگر سب کو عالم الغیب کے تو چل سکیں کیا تعریف ہوئی اور کیا کمال ہوا اور یہ علم منجملہ کمالات نبوت نہ ہوا اور اگر سب کو عالم الغیب نہ کہے تو وجہ فرق بیان کرنا ضروری کہ جب اس کے نزدیک عالم الغیب کہنے کی علت دونوں جگہ متحقق ہے تو پھر ایک جگہ اطلاق عالم الغیب جائز رکھے اور دوسری جگہ ناجائز وجہ فرق کیا ہے حفظ الایمان کی عبارت یہ ہے۔

”پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں سب کو عالم الغیب کیوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبوت شمار کیوں کیا جاتا ہے جس میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے انتہی۔“

اس صاف صریح سیدھے مطلب کے لانے کے لیے خان صاحب اس عبارت کے بعد گویا ہر انشائی فرماتے ہیں۔

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں یا گلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا تمہید صلا دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھتے بیٹھا کہ نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغا باز کے دل پر جام الحرام“

حضور والا جو ملعون مرد و ایسا ہو وہ کافر متدبے ایمان۔ یہ تو فرمایا جاسے کہ وہ دشمن بے ایمان نام کا مسلمان ہے کہاں؟ آپ غور سے تلاش فرمائیں سوائے بریلی کے پاگل نہا کے اور کہیں تو شاید کیا یقینی کوئی کافر بھی نہیں مل سکتا۔ یہ شہرت علم و دیانت اس پر یہ بت کہاں ہیں خان صاحب کے اذناں؟ ان کو عالم متدین خیال کرنے والے۔ فرماؤ تو سہی یہی رہبر دین ہیں اگر سید بالاکٹ کے حوالے نہ کریں تو ہم سے کتنا کیا حفظ الایمان کی عبارت کا لاکھ برس تک بھی یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہد بزرگ قائل بلکہ نار جنم جانوروں اور یا گلوں میں فرق نہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب علت اطلاق لفظ عالم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے تو نبی کو عالم الغیب کہا جائے اور غیر نبی کو عالم الغیب ہے۔ کیونکہ علت اطلاق بعض علوم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے اس صورت میں نبی کی نبوت اطلاق لفظ عالم الغیب کی علت تصور آ رہی ہے کہ نبی کو بوجہ نبوت عالم الغیب کہا جائے۔ اور غیر کو نہ کہا جائے۔۔۔۔۔ کوئی شخص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے عربی کہے کہ آپ عرب کے باشندے ہیں۔ اور دوسرے عرب کے باشندے کو عربی نہ کہے۔ اس پر کوئی شخص وجہ فرق دریافت کرنے لگے کہ نبی اور غیر نبی میں وجہ

فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ تو یہ فرمادیجئے کہ جو آپ میں صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے عربوں میں وجہ فرق دریافت کرے کیا اس نے نبی کو گالی نہیں دی۔ کوئی نبی کی پرستش کو دین الہامان کے اور بتوں کی عبادت کو شرک اس پر کوئی مسلمان کہے نبی اور بت میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو کافر کہہ دیجئے کہ نبی اور بت میں فرق پوچھنے بیٹھا۔ یہی علم ودیانت ہے اور عوام کو دھوکہ دہی خدا سمجھے۔ اس پر اذنا ب کا اعلیٰ حضرت علیہ حضرت کہتے ہوئے منہ خشک ہوتا ہے۔ اگر کسی میں دیانت ہے تو اعلیٰ حضرت کی دیانت کی اب تجربے دیانت کے نام سے کام نہیں چلتا۔ عوام بیچارے کیا کریں روناتوان کا ہے جو عالم بھی کہلاتے ہیں اور پھر بھی ان خیانتوں پر مطلع نہیں ہوتے یا باوجود اطلاع دیدہ و دانستہ ایمان کو خست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مطلب وہی ہے جو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اگر ان میں کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کو مستعد فرماویں اور اپنے دین و دیانت ایمان کی خبر لیں۔

اس صاف اور سیدھے مطلب پر خان صاحب نے یہ شور و غل مچایا ہے کہ خدا کی پناہ اب ناظرین تہذیب الخواطر حصہ اول کو ضرور ملاحظہ فرمائیں تب معلوم ہوگا کہ خان صاحب کے کھانے کے دانت کون سے ہیں اور دکھانے کے کون سے۔ بصیرت پر کفر کی سینک لگا رکھی ہے۔

کہ بچشمان دل مبین جز دوست الخ

کے منظر ہو گئے ہیں۔

لفظ ایسا کی تحقیق عبارت ذیل سے معلوم ہو جائے گی بعض بعض خان صاحب کے معتقدین فرماتے ہیں کہ لفظ ایسا تو تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو حفظ الایمان میں علم زید و عمرو بکرمی و جماعین و بہائم سے تشبیہ دی اور یہ بڑی

گت نمی ہے۔ ان حضرات کو امیر مینائی کی یہ عبارت سمجھا دیجئے اور اگر جناب لغت میں بھی مجدد ہوں اور کسی کی نہ مانیں تو پھر آپ کا کلام بھی موجود ہے گو قابل حجت نہ ہو امیر اللغات میں لفظ ایسا کی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

۱۔ اس قسم کا اس شکل کا فقرہ ایسا قلند ان ہر ایک سے بننا دشوار ہے۔ آتش سے

محبوب نہیں باغ جہاں کوئی تجھ سا بور کھتا ہے گل ایسی نذلت خمر ای

۲۔ اس قدر اتنا فقرہ ایسا مارا کہ ادھوا کر دیا۔ برق سے

اس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف صاف

زنار پر لگان ہے موج شراب کا

۳۔ ماشاں اور انند فقرے تم ایسے ہتیرے مل جائیں گے۔ ہم ایسوں سے تو وہ بات

بھی نہیں کرتے۔

۴۔ اس طرح یوں فقرے میں نے ایسا سنا ہے کہ آج دونوں جہائیوں میں چل گئی تم

ان سے صاف صاف کہہ دینا کہ میر صاحب ایسا کہتے ہیں۔ آؤ کبھی اچھائی برائی

کی جگہ بطور بالغہ بھی استعمال کرتے ہیں فقرے ایسا وقت قسموں سے لٹا ہے کوئی

ایسی بات منہ سے نکالتا ہے۔ امیر اللغات ص ۳۲۰ جلد دوم۔ پانچ معنی لفظ ایسا کے

لکھے ہیں۔ پھر بھی یہ فرمنا کہ لفظ ایسا تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے کس قدر انصاف ہے۔

عبارت متنازعہ نہی میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر و اتنا ہے۔ پھر تشبیہ کیسی۔ تو سائل یہ جواب

کہ جس قدر اور جتنے علم کو ملے اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بکرمی بھی متحقق

ہے نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اگر خان صاحب کی طرف سے یہ اعتراف کیا جائے کہ کیا گیا ہے کہ حفظ الایمان میں

فقط دو ہی احتمال کیوں بیان کیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف دو ہی احتمال تھے یا علم کل مغیبات کا یا بعض کا ولو کان واحداً ایک یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کو علم مغیبات معتد بہایا جملہ مخلوقات کے مغیبات سے زائد کا ہو اور اسی کو اطلاق عالم الغیب کی علت قرار دی جائے اور یہی احتمال قوی بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو یوں فرماتے ہیں۔

”پھر خیال کر اس نے کیونکر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دوسرے جاعنے اور ان علموں میں جن کے لیے حد ہے نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک افضلیت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا اساطیر ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہو اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے۔ حرام ۲۳۰“

خان صاحب بغور ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ: ”حضور کی فہم و دانش کی غوبی ہے۔ اس اعتراف کا جواب بسط البنیان میں غوبی مذکور ہے۔“

حضرت مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ:

”علم بط اسطر اور علم محیط جمیع اشیا، کا کہ جس سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہے یہ باری تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص اور جو معلوم لازم اور ضروری مقام نبوت کے لیے ہیں وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں کیونکہ جس درجہ کی آپ کی نبوت ہے اسی درجہ کا آپ کا علم تو جو معلوم آپ کو مرحمت ہوئے ہیں ان میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا لہذا سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فیصلہ

درجہ علم الغیب کا وہ ہے جو زید و عمرو و بکر و صبی مجاہدین جملہ حیوانات کو حاصل ہے اس میں کوئی کمال نہیں ان مراتب مثلاً کا ذکر حفظ الایمان میں بھی موجود ہے۔ پھر اعتراف کہ مطلق علم اور علم مطلق ہی میں حصر کر دیا جناب ہی کے شایان شان ہے۔“

خان صاحب عقل کی ہر جگہ ضرورت ہے نفس الامری میں ان مراتب مثلاً کا ہونا اور بات ہے اور ہر قسم میں ذکر نہ کرنا اور بات ہے۔ بلکہ ذکر بھی ایک طرح کا نہیں کسی کا ذکر صراحتہ ہوتا ہے اور کسی کا ضمناً و کنایتہ اور دوسرا جواب اس شبہ کا وہ ہے جو بندہ نے اشارۃً ذکر کیا ہے۔ یعنی چونکہ ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلف سے حلف تک بلا قرینہ صاف کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ

ہو۔ اس وجہ سے یہ معلوم مغیبات معتد بہ یا جملہ مخلوقات سے زائدہ درمیان مخاطب اور متکلم کے متعین ہی نہیں لہذا لفظ الغیب سے یہ مراد ہی نہیں ہو سکتا۔ اس جواب میں اور حضرت مولانا موصوف کے جواب مذکور میں فرق کو بغور ملاحظہ فرمائیے دونوں جواب ایک نہیں ہیں اور اگر عالم الغیب معرف باللام نہ ہو بلکہ عالم الغیب باضافہ ہو تو امتناقر کا بھی وہی حال ہے جو معرف باللام کا چنانچہ پہلے عرض کیا گیا یہ مضامین تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیے بشرطیکہ آپ جواب دیں ورنہ ناظرین کی تسکین کے لیے یہ کافی ہے ان اکرملیت کا دعویٰ ہے تو تم ہاتھ میں پکڑ لیے پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی عرض کر دیں گے۔

تیسرے جواب یہ ہے کہ خان صاحب تو یہی فرماتے ہیں کہ علم مغیبات معتد بہایا زائد من علوم المخلوقات کو ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ احتمال صحیح موجود ہے میں عرض کرتا ہوں ایک نہیں ہوا احتمال ایک کو بھی ذکر نہیں کیا مگر یہ تو فرمایا جائے کہ احتمالات و اربعہ کے ذکر نہ کرنے سے جو



عبارت مذکور ہوئی وہ صریح گالی کیوں ہو جائے گی جو آپ کا دھوٹے ہے ذرا غور سے کام لیجئے فرق لطیف ہے۔

پوچھنا جواب یہ ہے کہ ذکر نہ کرنے سے یہ کیسے لازم آیا ہے کہ وہ شخص واقع اور نفی الامریں بھی اس احتمال کا قائل نہیں۔ عدم ذکر اور ذکر عدم میں فرق تو ایسا نہیں جس کو آپ خیال نہ فرما سکیں اور یہاں تو عدم ذکر بھی نہیں بلکہ صراحتہ ذکر ہے لیکن دیکھنے کو چشم جینا چاہیئے۔ اس پر خان صاحب شاید یوں فرمائیں کہ اگر یہ ہمارا اعتراض صحیح نہیں اور عبارت مذکورہ میں تو یوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کو اپنے اکابر کی شان میں کہدو چنانچہ فرماتے ہیں۔ مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر آپ اور آپ کے اساتذہ میں چلتی ہے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو کیا جواب ائمہ پھر جناب خان صاحب نے اس تقریر کو اقل سے آخر تک جاری فرمایا ہے۔ اور یہ بھی منجملہ ان اعتراضات کے ہے جو بڑے قوی شمار کیے جاتے ہیں جن پر خان صاحب کو ناز ہے۔

پہلے خان صاحب اور ان کے اذنا ب یہ فرماتے تھے کہ اگر واقعی حضرات دیوبند کے یہ عقائد نہیں جو ہم ان کی طرف منسوب کرتے ہیں تو صاف کیوں نہیں کھدیتے کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں جھگڑاٹے قصہ ختم ہو۔ مگر جاننے والے جانتے تھے کہ یہ فقط زبانی جمع خراج ہے اس کے بعد بھی وہی حالت رہے گی۔ جواب ہے کیونکہ یہ تکفیر جو جہہ تعالیٰ نہیں ہے بلکہ محض بغض و عناد اور عداوت اسلام پر مبنی ہے جب تک ان کے مخالف مسلمان رہیں گے اور سنت کے فریفتہ خان صاحب کا بعض ان سے جا ہی نہیں سکتا۔ ہاں آپڑن مجھ سے ہو۔ اگر وہ بھی خان صاحب ہی جیسے ہو جائیں تو پھر خان صاحب کا کوئی جھگڑا نہیں۔

لیکن جن حضرات کو خان صاحب کی اصل عرض معلوم نہیں تھی ان کو البتہ غلبان ہوتا تھا کہ واقعی حضرات دیوبند ایسا کیوں نہیں کرتے ادنیٰ بات میں جھگڑاٹے ہوتا ہے قطع التین کو چھپے ہوئے مدت ہوئی جس میں صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ جن امور کی نسبت خان صاحب تکفیر فرماتے ہیں۔ ان عقائد کو ہم بھی تکفیر کہتے ہیں اور ان کے تائید کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور یہ مجھ قول ہی قول نہ تھا بلکہ بعض حضرات جو اس عالم سے تشریف لے گئے یعنی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ناٹو قوی حجتہ اللہ تعالیٰ فی الارض حضرت مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہا ان کے رسائل مطبوعہ کی عبارات لکھیں اور جو حضرات اس عالم میں رونق افروز ہیں ان کے دستخط بقلم خاص ہیں مگر خان صاحب ہیں کہ ان کے وہی دم خم ہیں اور وہی لہن ترانیاں جھگڑاتے ہیں۔ اسی طرح اب بھی کہا جاتا ہے کہ اگر یہ عبارت تو یوں اور گالی کی نہیں تو آپ اپنے اساتذہ کی شان میں جاری فرمائیں بہت اچھا سنئے اگر کوئی ہمارے اکابر کو عالم فاضل اس بنا پر کہتا ہے کہ وہ عالم جمیع اشیاء کی ہیں تو قطعاً عقلی تعللاً باطل ہے۔ اور اگر اس بنا پر عالم کہتا ہے کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص بعض اشیاء کا علم تو زید عمرو بکرو مسمیٰ و مجامین بلکہ جملہ حیوانات کو ہے اس بنا پر عالم فاضل کہنا کوئی کمال کی بات نہیں۔ تو اگر قائل التزام نہ کرے تو وہ جہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ گریہ اور ہے کہ ہمارے اکابر و اساتذہ اور دنیا کے علماء کو عالم فاضل اس وجہ سے کہنے والا دنیا میں کوئی بھی نہیں نکلتا تھا۔ ہاں اگر کوئی ہو تو بریل کے پاگل خانہ میں نکلتے۔ کیونکہ یہ تقریر یہاں جاری نہیں ہو سکتی۔ وجہ ملاحظہ ہو یہاں عالم فاضل مولوی صوفی ان حضرات کو کہا جاتا ہے اور یہ عرف عام ہے۔ اور جب سے یہ اطلاق جاری ہے اس وقت سے یہ مراد ہے

کہ وہ کل علوم کے عالم ہیں نہ یہ کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے ولو کان واحدا جس میں بھی  
جہانین و جملہ حیوانات شریک ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ موم متذہبہا کے عالم ہیں بخلاف  
عالم الغیب کے کہ اس کا اطلاق ثابت ہی نہیں تاکہ یوں کہا جاوے کہ یہاں بھی امور  
مستعدہ کا علم غیب مراد ہے ناقرتا۔

یعنی اب تو ہم نے یہ تقریر کر دی اب تو اشتہار یہ تجدید سمجھئے کہ ہاں ہماری ہی غلطی  
تھی واقعی اس عبارت میں تو یقین نہیں ہے مگر یہ تمام باتیں علم و دیانت انصاف پر مبنی  
ہیں اللہ تعالیٰ تو فین عنایت فرمائے ہم کو تو امید نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ بیشک  
قادر ہے۔

اس کے بعد جناب نمان صاحب نے بہت زور و شور سے اسی تقریر کو انبیا  
علیہم السلام میں جاری فرمایا، یعنی جیسے اس تقریر سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب  
نہیں کہہ سکتے چاہیئے کہ عالم بھی نہ کہہ سکیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

”اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر نہایت کاہلی  
ہونا زیادہ ظاہر ہے ص ۲۳ ح ۱۱۱ اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام لینے

اور علم غیب کی جگہ مطلق علم الخ تمہید ایمان ص ۱۲

اس کا جواب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ جب آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم ادنی امتیوں پر عالم کا  
اطلاق باعتبار علوم مستعدہ بہا کے متعارف اور شائع ہے تو پھر ذات مقدسہ پر عالم کے  
اطلاق میں کیا تامل ہے۔ اور یہ تقریر وہاں چل رہی نہیں سکتی۔ ناقرتا۔ جن شبہات پر نمان  
صاحب کو ناز ہے ان کا یہ حال ہے۔

اور اس سے زیادہ عجیب تر یہ ہے جو اس کے بعد جناب نمان صاحب

تجیر فرماتے ہیں اس لیے کہ یہ:

”یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الہی میں بعینہ  
بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ کی قدرت  
عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے یہ کہہ کر  
یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول مسلمان  
صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیاء  
پر قدرت ہے یا کل اشیاء پر اگر بعض پر قدرت ہو نامراد ہے تو اس میں  
اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و بدر بلکہ ہر صبی و مجنون  
بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر کل اشیاء پر  
قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان  
دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور

اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں الخ ص ۲۳ ح ۱۱۱ ح ۱۱۱

نمان صاحب تو یہی فرماتے تھے کہ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے  
وہ کافر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اولیاء اکرام اور علمائے عظام اور صلحا نے امت کے ساتھ  
بھی گستاخ ہو اس کے بھی سلب ایمان کا خوف ہے اور عقل کے مسخ ہونے کا  
اندیشہ ہے۔

نمان صاحب کے ہواخوان کہاں ہیں ان کو عالم فاضل مجدداتہ حاضرہ مشر علوم کا  
مہدولتے والے کس طرف ہیں۔ اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کہتے کہتے نہ خشک ہوتا ہے  
ان کے تئیں اور تصوف کی وجہ سے مرید اور معتقد ہوئے ہیں۔

اے مسکینو! اپنی حالتوں پر رحم فرماؤ کچھ تو آنکھ کھول کر دیکھو کہ پیر صاحب کون ہیں  
کس زور کی تقریر فرمائی ہے اور حضرت مولینا تھانوی مدت فیوضہم العالیہ کو کس قدر سخت  
سُست کہا اور گالیاں دی ہیں گراہیے منہ کے بل گرے کہ جان ہی نکل گئی اگر کوئی اس  
خبر کا جواب دے دے بلکہ سب ملکر بھی جواب دے لیں تو باوجود ہم بھی خان صاحب کی  
ذہانت کے متفقہ ہو جائیں گے ورنہ آپ سب صاحب تو برقرار ہیں کہیں تو آخرت  
کا خوف چاہیے۔

جس تقریر کو عثمان صاحب نے اس قدر خود د فکر سے لکھا ہے اس پر مخالف کو اس قدر سخت کہا ہے جو مناسب نہ تھا پھر خود اس قدر لغو بات کہی جو بن ہی نہیں سکتی اور تماشا یہ ہے کہ اسی غلطی پر غر فزا کر صحیح کہنے والے کو گالیاں دیتے ہیں۔ بس کیا عرض کروں اسی جماعت کا کام ہے

ایں کار از تو آید و مردای خنیں کنند

جو بے دین قدرت عامہ باری تعالیٰ کا منکر ہو اور حفظ الایمان کی تقریر جاری کرے  
 تو اُسے آپ یہ جواب دیں کہ بریلی کے پاگل خانہ سے کب نکلے ہو۔ ہم خداوند تعالیٰ کو  
 قادر بقدرت عامہ شاطرا باعتبار جمیع ممکنات کے کہتے ہیں۔ ایک کو بھی استثناء  
 نہیں کرتے اور یہ باعتبار مطلق قدرت کے ہے اور ہم اس کو قادر بالذات کہتے ہیں۔  
 اس کی قدرت ذاتیہ ہے اور زید و عمرو صبی و عجائز و جملہ حیوانات کو قدرت عرضیہ ہے۔  
 اس بنا پر اگر بغرض مال زید و عمر کی قدرت جملہ ممکنات پر مبنی تسلیم کر لیں تب بھی باعتبار  
 قدرت ذاتیہ کے ان کو قادر نہیں کہہ سکتے۔ تَتَفَكَّرْ فَنِعْمَ فَاعِلًا جَوَابًا أَحَدًا بِمَا قَدَّارُ  
 مُطْلَقِ الْقَدَرَةِ لَا نَذْكُرُكَ إِلَّا الْآنَ علاوہ ازیں یہاں قدرت کا اطلاق ثابت ہے۔ بخلاف

علم غیب کے کہ یہاں اطلاق ثابت نہیں۔ فافترقا۔

اگر ہم خنان صاحب کا طرزا اختیار کریں اور ان کے کلام کا لازم مطلب بیان کریں تو یوں کہیں گے کہ خنان صاحب آپ تو اپنے قول کے موافق بڑے چھپے ہوئے کافر نکلتے۔ آپ اور آپ کی اذنا بل کر اس جدید کفر کو اعطائیں آپ اس تقریر پر مذکور قدرت باری میں بلا تکلف جاری بتلاتے ہیں۔ حالانکہ اس تقریر کا جریان بہر صورت آپ کے کفر کو مستلزم ہے اگر آپ قدرت سے ذاتیہ مراد لیتے ہیں تو زید و عمرو صبی و مجاہد بلکہ جلیہ حیوانات کے لیے آپ نے قدرت ذاتیہ ثابت فرمائی حالانکہ یہ قطعی کفر ہے جس کو آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ اور اگر قدرت سے مراد قدرت عرضیہ ہے جو مثل لہ کے مطابق ہے تو پھر کیا کوئی پاگل بے دین مرتد خدا کے لیے بھی قدرت عرضیہ ثابت ہے جس کو آپ خدا کے لیے ثابت کر کے مسلمانوں کے ذمہ دھرتے ہیں۔ جناب عالی بجز آپ کے کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو خداوند عالم کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کرے وہ بھی ایک جگہ نہیں قدرت عامہ شاملہ۔

نہ خداوند عالم کے لیے اگر کوئی ایک امر کی بھی قدرت عرضیہ ثابت کرے تو وہ قطعی کافر ہے چر جائیکہ غیر متناہی امور کی قدرت عرضیہ غیر متناہی طریقہ سے ۔  
فرمایئے غیر متناہی و جبر سے کافر ہوئے یا نہیں اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدرت باری میں تقریر مذکور بلا تکلف جاری ہو سکتی ہے ۔ تمنا شاید کہ ہم نہیں کہتے آپ ہی کے کلام سے آپ پر کفر لازم آتا ہے جو طعن لازم ہے ۔

آپ اپنے کفر کا اقرار فرمائیں تب تو تقریر بالا کو آپ قدرت باری میں بلا تکلف

جاری فرما سکتے ہیں اور اگر آپ ایسا کریں تو پھر جواب مذکور کو ملاحظہ فرمایا لیجئے حفظ الایمان  
پر کوئی شبہ نہیں۔

خان صاحب تعلق نہیں کرتے خدا کا فضل بیان کرتے ہیں مناظرہ اسے کہتے ہیں آپ  
کو رسائل لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ تبیین سنت سے عداوت ذاتی ہے اسی کو صاف صاف  
کہہ دیا کیجئے دلیل وغیرہ لکھنے کی ضرورت نہیں ایک اشتہار دے دیجئے کہ جو ہم کو ایسا  
ایسا لکھے اس کو ہم کافر کہیں گے قرآن و حدیث پر فضول مشق کی جاتی ہے فقط یہ کہہ دیجئے  
کہ جو پتھے پتھے حنفی ہیں وہ سب کافر ہیں۔

اگر خان صاحب اپنے اذتاب میں ہاتھ پیر ہلا کر یہ جواب دیں کہ یہ تقریر میری نہیں  
یہ تو ایک بے دین کی طرف سے تقریر کی ہے تو جواب یہ ہے کہ آپ اس تقریر کے جاری  
کرنے کو بلا تکلف تسلیم کرتے ہیں۔ کفر تقریر کی وجہ سے آپ پر لازم نہیں کیا گیا چونکہ اس  
تقریر کے جاری کرنے کو آپ بلا تکلف تسلیم فرماتے ہیں اور تقریر کا جاری کرنا اس پر موقوف  
ہے کیا تو خدا کے لیے قدرت عرشیہ ثابت کی جائے یا ممکنات کے لیے قدرت  
ذاتیہ اور دونوں کفر صریح کی صورتیں ہیں لہذا یہ کفر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔

لو پھر کیا یاد رکھو گے چلتے ہاتھ ایک کفر اور بھی نادر ہے۔ وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں  
کوئی بے دین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت عامہ کا منکر ہو۔ اور اس کی مثال میں یہ فرماتے  
ہو کہ ذات باری تعالیٰ سے خارج ہے تو چونکہ ذات باری تعالیٰ قدرت باری تعالیٰ کے تحت  
میں داخل نہ ہوئی تو قدرت عامہ نہ رہی تو گویا ذات خدا کو مقدوریت سے خارج مانتا قدرت  
عامہ کا انکار ہے اور یہی وجہ ہے دینی کی ہے تو معلوم ہوا کہ آپ خداوند عالم کو قادر مطلق  
اس معنی کہ جانتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کو بھی قدرت کے تحت میں داخل مانتے ہیں۔

اور یہ کفر صریح ہے ورنہ پھر اس غریب کی بے دینی کی وجہ کیا ہے۔ یہ دوسرا کفر ہے بخود  
جواب دیجئے کیا بلا تکلف تقریر جاری فرمائی کہ آپ کا لڑکا کافر ہونا دو وجہ سے ثابت  
ہو گیا۔

حفظ الایمان کے متعلق جو کچھ بھی خان صاحب نے حسام الحرمین میں تمہید ایمان میں  
بیان فرمایا تھا ان تمام باتوں کا بغض نہ کافی اور روانی جواب ہو گیا وہ کیوں اور حکم قبول فرما کر  
اہل اسلام کو اس سے نفع پہنچائے آمین ثم آمین۔

اب خان صاحب کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس کا آپ نے ذکر کیا ہو اور اس کا  
جواب ذکر نہ ہوا ہو۔ لیکن ابھی ایک اور بہت بڑا شبہ باقی ہے اس کا ذکر اور جواب  
بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ناظرین کو شاید تعجب ہو گا کہ اب کون سی باقی رہ گئی ہے یہاں تو مطلع صاف ہے  
خان صاحب اب کیا اعتراض فرمادیں گے ان کو حفظ الایمان پر بے جا جرح و قدح کرنے  
کا ہاتھوں ہاتھ بدل مل گیا۔ دو وجہ سے کفر لازم آگیا ایک یہ کہ اتنے بڑے علامہ سے یہ  
تو بہت ہی مستبعد ہے کہ وہ یہ نہ سمجھے ہوں کہ علم غیب کی تقریر قدرت باری میں نہیں  
چل سکتی۔ اب دو ہی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ خان صاحب نے سمجھ بوجھ کر جھوٹ بولا تو  
وہ بڑے خائن بددیانت ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسے جاہل ہوں کہ برسوں تک غور و فکر  
کیا مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تقریر قدرت میں چل سکتی ہے یا نہیں لیکن ان دونوں احتمالوں کو خان  
صاحب کے اذتاب تسلیم نہ کریں گے کیونکہ خلاف شان خان ہے ہاں ایک یہ احتمال  
ہے کہ خان صاحب کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ یا تو معاذ اللہ خداوند عالم کو قدرت  
عرشیہ ہے یا مخلوقات میں قدرت ذاتیہ بغیر اعطائے الہی ہے اور دونوں صورتوں میں



خان صاحب جہاں گئے ظاہر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کو بھی داخل قدرت مانتے ہیں اور یہ بھی مسلم کفر ہے۔

ناظرین کا خیال صحیح ہے مگر خان صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ میرے نزدیک تو حفظ الایمان کی عبارت بہر صورت کفر صریح اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ہی ہے اور گو حفظ الایمان میں یہ مذکور ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علوم لازم نبوت اور ضروری تھے وہ سب عطا ہو گئے تھے مگر وہ تسمیہ کے اندر اس کو ذکر نہیں کیا یہ بھی آپ کے علم غیب کا انکار ہے اور آپ کی توہین ہی ہے۔ اور اگر کوئی دریافت کرے کہ آخر اس شبہ کا منشا کیا ہے یہ کہاں سے پیدا ہوا تو یہی فرمائیں گے کہ اس کا منشا ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں اس شبہ کا جواب مذتب تو مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور گو اس تقریر کو اپنے اساتذہ میں بھی جاری کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی تو یوں اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ کو گالی ضرور ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ ہم اس شبہ کا جواب دیں گے مگر آپ سے پھر بھی یہ امید نہیں کہ آپ تسلیم فرمائیں کیونکہ ہٹ دھرمی کا جواب ہی کیا ہے۔ اور اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اسی قسم کی عبارت ہم ان اکابر کی پیش کردیں جن کو آپ کے بزرگوار کیا صدیوں سے جملہ علمائے امت مستند اور علم متدین تسلیم فرما چکے ہیں اور ان کے علم و نبی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اگر آپ ان کی نسبت کچھ بھی فرمائیں تو پھر دیکھئے کہ اذنا ب بھی پیچھے سے آگے آجائیں۔

ناظرین نہایت عجیب بات اور سننے کے قابل ہے کہ ۱۳۲۶ھ ہجری میں جلسہ

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی میں بندہ گیا اور جب یقین ہو گیا کہ خان صاحب مناظرہ نہیں کریں گے تب بندہ نے شرح مواقف کی عبارت اپنے بیان میں پیش کی کہ دیکھو میر سید شریف اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ فرماتے ہیں۔ گویا حفظ الایمان اسی عبارت کا ترجمہ ہے تو کیا خان صاحب ان حضرات کو بھی کافر کہہ دیں گے اور گو یہ تو آپ سے مشکل نہیں ہے مگر آٹھ سو برس کے جس قدر مسلمان السید السند اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کے پیشوا جانتے چلے آتے ہیں اور ان سب کو کافر کہیں گے۔ مگر اللہ سے دل گردے کہ جب خان صاحب کو شرح مواقف کی یہ عبارت پہنچی تو ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور سنا ہے کہ پہلا کلمہ ہی تھا کہ وہ بھی سناخرین میں سے ہیں کافر ہیں کیوں نہ ہو آخر وہ دوزخ جہنم کو اس کا پیٹ بھی تو بھرنا ضرور ہے۔

اب ناظرین شرح مواقف کا مطلب تو جہ سے نہیں تب معلوم ہو جائے گا کہ ہٹ دھرمی سے بھی حفظ الایمان کو نہ ماننا مولیٰ یا نہیں ہے اس میں ان کے اذنا ب سے بھی امید ہے کہ ساتھ نہ دیں گے اور سوائے فتنوں مہری لوگوں کے سب کے دلوں کی صفائی ہو جائے گی۔ کیونکہ میر سید شریف اور قاضی عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وہابی تھے نہ غیر مقلد نہ مدرسہ دیوبند کے فدرخ التعمیل پھر صد ہا سال سے کیسے کیسے علماء اولیاء کرام نے ان عبارتوں کو دیکھا مگر کسی نے اعتراف تک بھی نہ کیا اور خان صاحب کے نزدیک اسی کی مثل عبارت صریح کفر اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گالی۔ تو خان صاحب کے مذاق کے موافق معاذ اللہ تعالیٰ شارح ماقن اور اس وقت سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمان قطعی کافر ہو گئے۔ امید ہے کہ خان صاحب

کے اذنب بھی اس قدر ان کے پیچھے نہ پھریں گے اور خان صاحب کی آبرو میں  
تمام سلف و مصلح کو کافر نہ کہیں گے۔

وَأَمَّا الْفَلَاسِفَةُ فَقَالُوا هُوَ أَوَّلُ النَّبِيِّ مِنْكُمْ فِيهِ خَوَاصُّ ثَلَاثٍ يَتَنَازَرُ فِيهَا مِنْ غَيْرِهِ  
أَحَدُهَا أَوَّلُ الْأُمُورِ الْمُخْتَصَّةِ بِهِ أَفِي كُنُونِ لَدُنْ إِخْلَاعٍ عَلَى الْمُغَيَّبَاتِ لَكَايْنَةُ وَالْمَا ضِيَّةِ  
وَالْأُتَيْتِيَةِ الْخُتْمِ بِرِجْلِ الْمَرْفُوعِ وَهِيَ كَتَبَتْ فِي كُنُونِ وَهِيَ جَسَدٌ فِي تَيْنِ بَاتِيں پائی جائیں  
جن کی وجہ سے نبی غیر نبی سے ممتاز اور متمیز ہو جائے ایک ان امور میں سے یہ ہے کہ نبی کو  
اطلاع مغیبات پر چاہیئے جو امور ہوتے ہیں یا ہو چکے یا آئندہ ہونے کو ہیں وہ نبی پر  
مشکف ہوں پھر اس کی دلیل بیان کی ہے کہ یہ بات مستبعد نہیں ہے فلاں وجہ سے  
پھر فرماتے ہیں کہ دَكَيْفَ يُسْتَنْكَرُ ذَلِكَ إِلَّا ظَلَامٌ فِي مَنْ ثَلَاثُ شَوَائِدٍ لِيُضَاهِيَ أَنْبِيَاءَ  
الْمُجَاهِدَاتِ أَوْ مَرَضٌ صَادَتْ لِلنَّفْسِ عَنِ الْإِسْتِغَالِ بِالْبَدَنِ وَاسْتِعْمَالِ الْأَكْلَةِ  
أَوْ نَوْمٌ يَنْقَطِعُ بِهِ إِحْسَاسَاتُ الظَّاهِرَةِ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ قَدْ يَطْلِعُونَ عَلَى مَغَيَّبَاتٍ  
وَيُخْبِرُونَ عَنْهَا كَمَا يُخْبِرُ بِهِ السَّامِعُ وَالْمُجَارِبُ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى فِيهِ شِبْهُ الْمُنْصَرِفِينَ  
ترجمہ یعنی نبی کا امور غائبہ پر مطلع ہونا کس طرح مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ اطلاع  
علی المغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل کم ہوں یا تو بوجہ مجاہدات اور  
اور ریاضتوں کے یا کسی مرض کی وجہ سے جو نفس کو اشتغال بالبدن اور استعمال آلات  
سے روک دے یا قلت شواغل بوجہ عیند اور سونے کے جس سے احساسات ظاہرہ  
منقطع ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ جن کے شواغل نفسانی بوجہ مجاہدات اور ریاضتوں کے کم  
ہو جائیں یا بوجہ مرض کے تو بوجہ جسم اور آلات جسمانیہ کی طرف کم ہو جائے یا بوجہ سونے  
کے حواس ظاہرہ منقطع ہو جائیں تو ایسے لوگ بھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ

تجارب اور اخبار اس کے شاہد ہیں کہ منصفین کو اس میں شبہ باقی نہیں رہتا۔  
اور یہ بھی واضح رہے کہ ریاضت کرنے والوں میں مسلمانوں ہی کی تحفیس نہیں چاہیے  
کافر ہی کیوں نہ ہو علی بذالافتیاس خواب میں بھی کسی نیک و بد فاسق ناجر کافر و مسلم کی تحفیس  
نہیں اور جس مریض کو کھانسی کے بوجہ قلت اشتغال بالبدن کے اس کو بھی اطلاع علی المغیبات  
ہو جاتی ہے وہ مرض بالیغولیا ہے جس کی ایک قسم جنون بھی ہے چنانچہ شرح اسباب  
کی عبارت سے واضح ہے اور جنون میں قلت اشتغال بالبدن بہت زیادہ ہے تو مسائل  
یہ ہوا کہ جب اطلاع علی المغیبات ان ادنیٰ لوگوں کو یعنی مجاہدہ کرنے والوں کو چاہیے  
کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو اور بالیغولیا اور جنون والوں کو چاہیے کوئی ہو اور خواب کی حالت  
میں ہر فاسق ناجر نیک و بد کو اطلاع علی المغیبات ہوتی ہے تو نبی کو جو انسان کافر و کامل ہے  
ان کو اطلاع علی المغیبات ہو جانی کیا مستبعد ہے تو ہر نبی کے لیے لازم ہے کہ اطلاع  
علی المغیبات ہو۔

یہاں تک تو فلاسفہ کے کلام کا حاصل تھا اب اہل سنت والجماعت ان کو جواب  
دیتے ہیں کہ یہ بات ضرور نہیں کہ نبی کو اطلاع علی المغیبات ہو جس کی وجہ سے نبی غیر نبی میں  
امتیاز ہو۔ قُلْنَا مَا ذَكَرْتُمْ مَرْدُودٌ بِوُجُوهِ إِذَا الْإِخْلَاعُ عَلَى جَمِيعِ الْمَغَيَّبَاتِ لَا يَجُوبُ  
لِلنَّبِيِّ اتِّفَاقًا مِمَّا ذَكَرْتُمْ وَلِهَذَا قَالَ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَنْكَرُ  
مِنَ الْغَيْبِ وَمَا مَسْنَى السُّوءِ وَالْبَعْضُ أَيْ الْإِخْلَاعُ عَلَى الْبَعْضِ لَا يَخْتَصُّ بِمَنْ بِي النَّبِيِّ  
كَمَا أَتَتْ رُوَيْتُ بِحَيْثُ جَوَزَ تَمَوُّهُ لِلْمُرْتَضِينَ وَالْمَرْضَى وَالنَّائِمِينَ فَلَا يَمَيِّزُ الشَّيْءُ  
مِنَ غَيْرِ النَّبِيِّ الْمَوْقِفَ السَّادِسَ فِي النَّبَوَةِ هَلْ جَعَلَ تَأْخِيرَ الْمُصَوِّمِ مَطَالِعَ الْإِنْفَارِ شَوْحَ مَعْنَى

لہ وقد بلغ الفلاس والی حدیثی انہ یعلم الغیب وکثیر ما یخبر عما یسکون قبل کونہ الخ۔ شرح اسباب ص ۶۹

ترجمہ: ہم کہتے ہیں جو برقم نے بیان کی ہے چند وجوہ سے مردود ہے کیونکہ تم جو نبی کیلئے اطلاع  
مغیبا کو لازم کہتے ہو اس کی مراد ہے کل مغیبا پر اطلاع ضروری کہتے ہو یا بعض پر اگر کل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ  
۱۔ اطلاع تو تمہارے ہمارے نزدیک باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء  
علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ  
پہنچتی۔ اور اگر اطلاع بعض مغیبات پر مراد ہے تو اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ  
مخصوص نہیں جیسا کہ تم خود اقرار کرتے ہو اس واسطے کہ متناہین اور مرعیوں اور ناہین  
کے لیے بھی اطلاع بعض مغیبات پر جائز رکھتے ہو پس نبی غیر نبی سے متمیز نہ ہو گا انتہی  
ما ظہر فی انصاف فرمائیں کہ اس عبارت اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے  
اب اگر کوئی خان صاحب کا بڑا بھائی تامنی عضو اور میر السید الشہد سے وہی کہنے لگے جو  
آپ نے حفظ الایمان کی نسبت حرام کے صفحہ ۲۱ پر کہا ہے کہ تامنی صاحب اور میر صاحب  
نے موافق اور اس کی شرح میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم انبیاء علیہم السلام کو  
مردود ہے ایسا تو ہر متناہن اور ناہن اور مالغویا والے راقی کو ہو سکتا ہے دچا ہے وہ فاسق  
کیا کافر ہی کیوں نہ ہو اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے اس واسطے کہ اطلاع کل مغیبات پر  
نبی کے لیے باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب داں  
ہوتا تو خیر کثیر حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ  
مخصوص نہیں جیسا کہ تم نے اقرار کیا کہ متناہین اور مرعیوں اور ناہین کے لیے بھی جائز ہے۔  
میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو کہ تامنی صاحب اور سید صاحب کیسے برابر کہتے  
ہیں انبیاء علیہم السلام اور جن میں اور جن میں اور کیونکہ اتنی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ مرنا منلو  
مالغویا والا مرعیوں اور مرعیوں اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا انہوں نے

نام لیا انہیں غیب کی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی امور غیب پر ظلم یقینی  
تو اصلہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور پر یقین ہوتا ہے وہ  
انبیاء کے بتانے سے ملتا ہے علیہم السلام نہ اور کسی کے الخ ص ۱۱۱ حام المرحمین۔

تو خان صاحب سید صاحب اور تامنی عضو صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ اور عبد اہل  
اسلام کی طرف سے جو جواب دیں گے وہی ہم حضرت مولانا تھانوی کی طرف سے جواب  
دیں گے۔

ابہ اکمل وہ جاہل کہتے تھے کہ نہیں نہیں حفظ الایمان کی عبارت میں مردود عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ضرورت تو ہیں اور گالی ہے نہ خاک بدنہش اگر یہ متولد ان کا صحیح ہے تو پھر موافق  
اور شرح موافق کی نسبت بھی کیا یہی حکم صادر ہو گا یا اس کا کوئی مطلب صحیح ہے اور تصور  
فہم شریف کا ہے۔

خان صاحب یہ جواب نہیں دے سکتے کہ یہاں تو جواب فلاسفہ کو بطریق الزام دیا  
ہے کہ تم نے بعض مغیبات پر اطلاع غیر نبی کو جائز رکھی ہے مسلمانوں کا اعتقاد تھوڑا ہی  
بیان فرمایا ہے چنانچہ کہ اقر تم کے لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ یہ بیان واقعی ہے ورنہ یہ مطلب  
نہیں کہ فلاسفہ تو بعض مغیبات کا علم غیر نبی کے لیے جائز رکھتے ہیں اور اہل اسلام جائز نہیں  
رکھتے اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو فلاسفہ کا مدعی ثابت ہو جائے گا کہ اطلاع بعض مغیبات  
پر خاصہ نبی کا نفس الامر اور واقع میں ہو سکتا ہے اور غیر نبی کا نبی سے ہو سکتا ہے اور یہ  
شارح اور باتن دونوں کے خلاف مقصود ہے۔

علامہ انیسویہ لفظ شرح موافق کی عبارت میں ہے آگے جو مطالع الانظار کی عبارت  
آئی ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے وہاں یہ جواب غلط بھی ذکر نہیں ہو سکتا اس سے

قطع نظر فلاسفہ کی اصل دلیل جو اتصال بالمبادی العالمیہ ہے وہاں بھی اس کی گنجائش نہیں۔  
علاوہ ازیں یہ امر تو مشاہد ہے اس کا منکر کون ہو سکتا ہے کہ اطلاع علی البعض مختص  
بالبنی نہیں کسی نہ کسی غیب کا علم تو غیر بنی کو بھی ضرور ہوتا ہے لہذا حفظ الایمان اور شرح  
مواقف کی عبارت میں کوئی فرق نہیں۔

پھر وہی خان صاحب کا چھوٹا بھائی فلاسفہ کی طرف سے خان صاحب سے یکو کر  
میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے اپنے استاذ کی عبارت  
حسام الخرمین تبغیرنا سب پیش کرے تو کیا جواب ہوگا۔

دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کیا قرآن شریف کو چھوڑا اور  
ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھے کہ نبی اور متاثرین اور سونیوالوں اور مایغولیا والوں  
میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور ڈرے دغا باز کے دل پر پھر  
خیال کرو کہ اس نے کیوں کہ مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور  
ان علموں میں جن کے لیے حد شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کی فضیلت اس میں منحصر ہو گئی  
کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ  
جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم  
السلام سے واجب اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں ان کی تقریر جمیعت کا  
جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور و متاثر و مایغولیا والے اور نائم کے لیے  
بعض استیاء کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب ہونے سے زیادہ روشن ہے پھر  
میں کہتا ہوں تو زود دیکھو گا کہ کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹائے اور وہ ان کے  
سب جل و ملا کی تعظیم کرتا ہو ماسا خدا کی قسم ان کی شان وہی گھٹائے گا جو ان کے رب

جبارک وہ الکی شان گھٹاتا ہو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی  
کی قدرت نہ پہچانی اس لیے کہ یہ گئی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الہی  
میں بعینہ تغیر کر کے جباری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت عامہ کا  
منکر ہو اس منکر سے کہ علم غیب انبیاء کے لیے ضروری نہ جانے سکے کہ یوں کہے کہ اللہ  
عزوجل کی ذات مقدر سر پر قدرت کا حکم کیا جانا یا اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت عامہ کا ضروری  
ہونا یا قدرت عامہ کا خواص باری تعالیٰ سے ہونا اگر بقول مسلمانان یہ صحیح ہو تو قدرت یافتہ طلب  
یہ امر ہے انہما قال تو بدکاری کو دیکھو کیسے ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے انتہی  
حسام الخرمین ص ۲۵۱ تبغیر لہ یہ خان صاحب بے شک بدکاری ایسی ہی نہیں ہے کہ ایک دوسری  
کی طرف کھینچ لے جاتی ہے آپ نے ایک مقبول منہ کی مدارت بوجہ اتباع سنت کے  
کی اور صحیح اور بلا غبار عبارت کا مطلب غلط قرار دیا دیکھو اس کی توبت کہاں تک پہنچی  
کہ وہ تقریر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ کے کلام میں بعینہ چل گئی جس کا نتیجہ  
ایسا بدواریت ہے کہ آپ کے قول کے موافق موجود مسلمان ہی نہیں بلکہ صد ہا برس کے  
مردے ملاد و صلح اولیاء سب کی تکفیر لازم آتی ہے معاذ اللہ تعالیٰ من الحسد انقصاۃ  
والفباۃ وملا لک الخباثت کا رہا البدعة واتباعها واللیل الیہا اعاذنا اللہ تعالیٰ  
منہ وسائر المسلمین آمین۔

آپ نے حفظ الایمان کی تقریر قدرت عامہ الیہ میں چلائی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دو وجہ  
سے کفر لازم ہوا خان صاحب؟ سہ کاربوز نہ نیست بخاری۔ ہم نے آپ کی تمام تقریر کو  
شرح مواقف میں جاری کر دیا ہے آپ میں اگر ملکیت ہے تو اس میں اعتراض کر کے وجہ  
فرق بیان فرمادیں۔ اور آپ تو کیا آپ کے تمام اذتاب تمام جماعت تو دل کر اس کام کو انجام



دے۔

یہ تو سام الخیرین کی غلطی کا بیان تھا اب تمہید ایمان کی ایلاوس کو بھی جاری کر کے ملاحظہ فرمایا لیجئے۔ پھر وہی آپ کا چیلہ غلا سفر کی جانب سے آپ کی تمہید ایمان میں دیکھ کر قاضی معتمد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ آپ کی عبارت تبغیر لیسر کے تو کیا جواب ہے۔

۱۔ مسلمانوں کا کیا خدا و انبیاء کی توہین کرنے والا کافر نہیں۔ ضرور ہے کیا جس قاضی معتمد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ لادین تو اس میں انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص، ایسا علم تو ہرگز نہیں و کافر فاسق مجنون یا غویا والے اور سونے والے کو بلکہ ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے کیا اس نے انبیاء علیہم السلام کو مریح کمال نہ دی کیا انبیاء علیہم السلام کو ۲۔ ہے جتنا ہر پائل اور ہر شخص کو حاصل ہے یا حاصل ہو سکتا ہے مسلمان مسلمان لے انبیاء کے امتی تھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ کیا اس ناپاک ملعون کے مریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے معاذ اللہ کہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت تیرے دل میں سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے تمہید ایمان ص ۱۱۱

خان صاحب آپ نے اپنا احتمال حلاس ملاحظہ فرمایا اس صاف و پاک کلام جس کو ہزار ہا علماء اور اولیاء امت نے دیکھا ہی نہیں پڑھا پڑھا یا ہے حواشی اور شروح کھٹے ہیں ان کو آپ کس قدر مریح اور شدید گالی سے تعبیر فرماتے ہیں کیا یہ صدیوں سے مسلمان آپ کے نزدیک کافر تھے یا ایسے بد قتل تھے کہ ایسی صاف و مریح اور شدید گالی کو گالی نہ سمجھا۔ معاذ اللہ من ہذہ المخزافات ۵

سخن شناس فی مدعی خطایہ نجاست

حق یہ ہے کہ بدعت پر خدا کی لعنت اکوئی کے دین ہی کو نہیں قتل کو بھی مسخ کر دیتی ہے خان صاحب کے از ناب ہوا خواہ اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کھٹے والے کہاں ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھا کیسا اسم بامسمیٰ ہے ہاں جس کے پاس پہلے ہی سے ایمان نہ ہو تو اس کو ایمان کی کیا قدر اور کیا حفاظت اب سب بھی مل کر جواب دے دو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

خان صاحب آپ کا وہی بھائی شرح مواقف کی یہ عبارت غلامیز بہ النبی من غیرہ پر اگر آپ کی یہ عبارت تبغیر لیسر پیش کرے تو کیا جواب ہو گا کیا انبیاء اور مرتاموں اور سونے والوں اور پاگلوں اور ہر شخص میں فرق نہ جاننے والا انبیاء علیہم السلام کو گالی نہیں دیتا کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو مرا حتر و دوا بطلان ذکر دیا۔ تمہید صلا

خان صاحب اگر آپ کی یہی الٹی عقل ہے تو دنیا میں چاہے کوئی رہے یا نہ رہے مگر مسلمانوں کو تو آپ ضرور ہی نہ رہنے دیں گے۔ مولینا تھانوی کے حسد نے آپ کو اندھا کر رکھا ہے دین و دنیا میر سید شریف قاضی معتمد وغیرہ و غیرہ جملہ علماء و صلحا کچھ بھی نظر نہیں آتے۔

یہ تو عبارت شرح مواقف کی تھی اب ایک اور عبارت بھی پیش ہوتی ہے جو مطلع الایمان شرح طوالح الانوار میضاوی کی ہے اور ممکن ہے کہ حفظ الایمان پر اعتراض کا ماتخذ ہی ہو کیونکہ اس میں شق ثالث بطریق اعتراض مذکور ہے لیکن اگر اس کو ظاہر فرمادیتے اور کچھ جدت نہ ہوتی تو پھر آپ کا کمال اور مجتہدیت کی شان کیا ہوتی اگر شرح مواقف اور مطلع الایمان پر آپ کفر کا فتویٰ لگاتے تو خود از ناب ہی منہ کی کہناں اڑا دیتے اس وجہ سے حضرت مولینا تھانوی مدظلہ کی عبارت جو گویا ان عبارات کا ترجمہ یا مفاد تھا اس پر کفر کی مشق

کی جب لوگ اس مضمون کو سمجھ جائیں گے تو جہاں کہیں یہ مضمون ہوگا سب کو کافر کہیں گے گو آپ کو اس قدر عقل و دنیایت میں نہیں مگر تکفیر میں اگر معلم نے سمجھا دیا ہو تو بعید نہیں کیونکہ وہ جس کو بھی بتاتا ہے اُدھی ہی بات بتاتا ہے پوری نہیں بتاتا۔ خیر جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

فذهب الحكماء الى ان النبي من كان مختصا بخواص ثلاثة الاولى ان يكون مطلقا على الغيب بصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادئ العالية من غير سابقة كسب تعلم وتعليم پھر فرماتے ہیں وقد اورد على هذا بانهم ان ارادوا بالاطلاع الاطلاع على جميع الغائبات فهو ليس بشروط في كون الشخص نبيا بالاتفاق وان ارادوا بالاطلاع على بعضها فلا يكون ذلك خاصة للنبي اذا ما من احد الا يجوز ان يطلع على بعض الغائبات من دون سابقة تعلم وتعليم وايضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فلا يختلف حقيقتها بالصفاء والكلد فما جاز لبعض جار ان يكون لبعض اخر فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي ۛ مطالع الانظار برعاشية شوم موافق. جلد اول ص ۵۳، ص ۵۴ ۛ

ترجمہ: حکماء اس کی طرف گئے ہیں کہ نبی وہ ہے جو تین خواص کے ساتھ مختص ہو پہلا یہ کہ غیب پر مطلع ہو اور صفائی جوہر نفس اور مبادی عالیہ سے زیادہ اتصال کے اور اطلاع غیب پر بے تعلیم اور تعلیم کے ہو اور اس پر یہ شبہ پیش کیا گیا ہے کہ اگر ان کی مراد اطلاع علی الغیب سے جمیع غیوب پر اطلاع ہے تو یہ نبی کے نبی ہونے میں بالاتفاق شرط نہیں۔ اور اگر مراد بعض ہے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں اس واسطے کہ کوئی بھی ایسا نہیں جس کو بعض مغیبات پر اطلاع بدون تعلیم و تعلیم کے نہ ہو سکے اور نیز چونکہ تمام نفوس

لہ معلم سے مراد اس مقام پر ابلیس یعنی ہے ۱۲۷۸

بشر یہ حقیقت میں باعتبار صفائی اور کدورت کے ایک سے ہیں تو جو ایک کے لیے جائز ہے دوسرے کے لیے بھی جائز۔ تو اب اطلاع مغیبات پر خاصہ نبی کا نہیں ہوتا۔ یہ عبادت بعینہ ویسی ہی ہے جیسی پہلے شرح موافق کی مذکور ہو چکی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ اس میں تو اطلاع بعض مغیبات متناہی اور بعض اور تاہم ہی کو کھاتھا اور یہاں تو کسی کی بھی تخصیص نہیں بلکہ تمام افراد انسانی کو شریک کر دیا کہ جس میں پاگل مجنون۔ یہی زید و عمرو و مسلمان کافر سب ہی شریک ہو گئے۔

اب خان صاحب فرمیں کہ شارح الصبہانی کو اور تمام امت جو اس کتاب کے معتقد کو مسلمان سمجھتی ہے ان کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ اب جو سام الحرمین اور تہمید کی عبارت تبغیر لیسرندہ نے پہلے نقل کی ہے ناظرین اس کو بخیر یہاں بھی خیال فرمائیں اور خان صاحب کی عطیت و ریانت کی داد دیں۔

ناظرین کے لیے جواب تک کھا گیا ہے ان سے ہی بہت زیادہ ہے اور زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں مگر ہاں اس عبارت کے بعد جو عبارت ہے اس کے ذکر کرنے سے محال متا کی ہٹ دھرمی بھی محاک میں مل جاتی ہے اس کو ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے فلا سفر کے کے مقابلہ میں جو اہل سنت نے جواب دیا تھا کہ اگر کذب و غیب مروی ہیں تو بالاتفاق حرووی نہیں اور اگر بعض مروی ہیں تو اس میں انبیاء کی کیا تخصیص بلکہ ہر انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں اس تقریر پر شارح اقرضہ میں کرتا ہے دینی ہذہ الامیرا ذات نظر الاول نذر نھما ارادوا بارظاہر انھما علی بعض ما لا یجوز العادة یہ من غیر سابقینہ تعلیم و تعلم و من غیر عارض ولا شاک ان مثل هذا البعض لا ینکون بغیر اللہ الخ۔ یعنی فلا سفر نے جو نبی کا خاصہ قرار دیا ہے وہ مطلق بعض اشیاء کا غیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو غیب مادی نہ ہو اور وہ بھی بدون

تعلیم و تعلم کے اور بدون کسی عارض کے ہو اور بیشک ایسا بعض غیر نبی کے لیے حاصل نہیں ہوتا عارض یہ ہے کہ نہ مطلق بعض میں نہ کل اشیاء ہوں بلکہ وہ بعض مراد ہوں کہ جن کا علم لوگوں کو عادتاً بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل نہ ہوتا ہو اور نبی کو وہ غیر مادی علم بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل ہوتا خاصہ نبی کا بن سکتا ہے۔

اس عبارت نے خان صاحب کے تمام خیالات پر پانی پھیر دیا کیونکہ میان سابق میں نقطہ یہ نقصان بتایا کہ ایک احتمال باقی رہ گیا ہے جس کو خلا سفر کہہ سکتے ہیں کہ اہل سنت کے بیان میں ایک شق باقی رہ گئی مگر اس شق کے بیان نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ کافر کہنا نہ یہ کہ مسلمانوں نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اور مسیح گالی دی لہذا یہ قطعی کافر ہیں جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور نہ یہ کہہ کہ چونکہ یہی شق ثالث بیان نہیں کی تو ان کے نزدیک علم فقط علم مطلق اور علم میں غم نہ ہو گیا جو خان صاحب نے یہودہ اعتراض حسام میں کیا ہے۔

نہ یہ شبہ کیا کہ موقع بیان میں چونکہ بیان نہیں کیا تو دلیل اس امر کی ہے کہ ان کے نزدیک فقط وہی احتمال ہیں مطلق علم یا علم مطلق حالانکہ صحیح احتمال یہی ہے۔

اور بعضہ تعالیٰ حفظ الایمان کی عبارت میں تو یہ بھی نہیں کہ کوئی احتمال بالکل متروک ہو چنانچہ اس کی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اس قسم کے اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم سے بے نصیب کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ ملاردلائیں کس طرح لیا گیا کرتے ہیں اور ان پر اعتراض کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

اور اگر خان صاحب اب بھی نہ مانیں تو ہم راہنی ہیں یا تو حفظ الایمان کی عبارت میں بعد شرح مواقف اور مطالع الانظار کی عبارت میں فرق بتلاویں ورنہ جو ان حضرات کو کھتے

ہیں وہی حضرت مولانا تقاوی مدظلہ کو بھی کہیں جو ان کو کہیں وہی ان کو بھی کہیں غرض فرق کوئی نہیں ہے دونوں عبارتیں ایک ہی طرح کی ہیں گویا ایک دوسرے کا ترجمہ ہے۔

خان صاحب ہماری اس بات کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں اپنے اذتاب کو گمراہ کرنے کے لیے ایک بات کہیں گے ہم اس کو بھی کھڑے جواب لکھتے دیتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ ان عبارتوں میں اس علم کا ذکر نہیں جو انبیاء علیہم السلام کو نفس الامر اور واقع میں ہے بلکہ اس علم کا ذکر ہے جس کو نبوت کے لیے لازم اور ضروری کہا جاتا ہے اور حفظ الایمان میں اس کا ذکر ہے جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں پس فرق واضح ہو گیا۔ تو جواب یہ ہے کہ حفظ الایمان میں بھی اس علم کا ذکر نہیں جو نفس الامر اور واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ گفتگو اس علم میں ہے جس کو عالم الغیب کہنے کی زید علت قرار دے رہا ہے چنانچہ مفصل مذکور ہوا جس پر دونوں عبارتوں کا حاصل ایک ہو گیا۔ مقدمہ فیہ ولا تغتر بالغباء

اس شبہ اور جواب کو ہم نے نہایت مجمل بیان کیا ہے کہ اہل فہم کے لیے کافی ہے ورنہ اگر خان صاحب نے یا ان کے کسی اذتاب نے حرکت کی اور کچھ لکھا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کھڑے کران کی جہالت اور خیانت کو ثابت کریں گے جس کو دنیا دیکھے گی کہیں ان میں ہمت تو ہو تکفیر آسان نباشد لینے کے دینے تو اب پڑے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ممکن سے ممکن غدر جو خان صاحب کی جانب سے ہو سکتا ہے اس کو بھی ہم نے ذکر کر کے جواب دے دیا ہے تاکہ خان صاحب یا ان کے اذتاب کو جواب لکھنے کی ہمت ہی نہ رہے اور جواب نہ لکھنا محض عجز ہی کی دلیل ہو اور ہر مائن





کوئی صاحب محل فرمائیں۔ خان صاحب کو اسلام اور اہل اسلام سے ایسی کیوں عداوت ہے  
بار بار اپنی تصنیفات میں یہودیوں کا ذکر فرماتے ہیں بیشک یہود کو اسلام سے ایسی ہی عداوت  
ہے۔ اس دعویٰ محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عجیب تماشا یہ ہے کہ موجودہ جنگ  
ترک و بلقان کے وقت جو اہل اسلام کی بیتیابی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر طبقہ ہے چین ہے  
ہم نے عمان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت جو اسلام پر وقت ہے کیا  
آپ سے ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان  
ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔  
اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا  
واپسی کارڈ بھی ہم جواب نہاد۔ ہمارے ساتھ بل کر چندہ نہ کرتے خود ہی کچھ کرتے وہ بھی  
معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جیسے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا بلکہ اذنا ب نے  
جب چندہ ترک خبروں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ فیکر کو اس سے کیا تعلق۔

واقعی فقیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ٹوٹنا سب پر کفر کا فتوے جاری کرنا ہے  
یہ وقت تو بڑی مدت میں دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ عدالت ہزار ہا مستورات بیوہ اور یتیم  
ہوں مسلمانوں کی اس بلا میں تو وہی شریک ہو جس کے قلب میں اسلام کی محبت ہو اور جو  
اسلام کی عداوت کا تخم طلب میں لیے ہو اور ہر وقت اور نہ ہو سکے تو قلم ہی سے مسلمانوں کے  
فنا کرتے ہیں مصروف ہو کر وہ مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ دیکھ کر کیسے خوش نہ ہو گا۔ مگر  
جب اس پر اذنا ب بگڑنے لگے تو بعد اقسام جلسہ ایک روز چندہ ترک خبروں کے لیے  
بھی مقرر کیا جس میں پکاس روپے خود بھی دیئے اور کے سو کا چندہ ہوا نہ معلوم وہ بھی روٹا  
ہوا یا نہیں۔

ناظرین؟ کہاں تو مستوعی فعل مبارک کی وہ تعلیم کہ کئی ہزاروں کا چندہ یا رکے گھر کے  
شعبانہ کے لیے ہو اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں یہ لگتی۔ قابل تو جہر یہ امر  
ہے کہ کہاں تو تکفیر اہل اسلام کے لیے سفر عرب ہو اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ  
کی بھی کوشش اور سعی بلیغ نہ ہو ورنہ دوسرے کے خلاف میں جھوٹے رسالے سوسے زیادہ  
لکھ کر ہزاروں کی تعداد شائع کی بقول اپنے منہ میاں مٹھو حضرات دیوبند کی مخالفت میں  
۳۷ برس تک رسائل شائع کیے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی اندازیں کے ستر لکھ مطبع شریف سے رسائل  
اور اشتہارات شائع ہوئے خان صاحب دعویٰ محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہاں  
معاذہ یہ اگر میرا خیال غلط ہے تو خدا معاف فرما دے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ سب جال ہے۔  
اگر محبت نبوی کا دعویٰ نہ ہوتا تو عام مسلمان کیسے پھنستے آپ کی عداوت بہت زیادہ مضر  
ہے۔

تمام اہل انصاف اور اہل اسلام کی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ خدا کے لیے  
خان بریلوی کے معاملہ میں غور سے کام لیں ہمارا کوئی ذاتی نقصان نہیں۔ نہ ان کے کہنے سے  
ہم کافر ہو سکتے ہیں نہ ان کے دار و نمہ جہنم ہونے سے ہم جہنم میں جا سکتے ہیں۔ اگر وہ جنت  
کے دار و نمہ ہوتے تو اندیشہ بھی تھا اب اگر کچھ فکر ہو گا تو ان کے معتقدین ہی کو ہونا چاہیے  
ہم فقط نصیحتتہ المسلمین عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کی چال اور جال سے خبردار ہو جائیں  
جہاں تک ہمارا علم ہے وہ دیدہ و دانستہ اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ  
حافظ و ناصر ہے اسلام کے مخالف ظاہر و خفیہ ہمیشہ سب کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل  
فرمایا اور الحمد للہ جو اللہ تعالیٰ کے نمان صاحب کے شر سے بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو

نجات دی، اور ایک نہایت ضعیف تیسرے زادہ سے ان کا قافیہ تنگ کرادیا۔ اب حق واضح ہو گیا ہے و لا ھد الا ھد۔

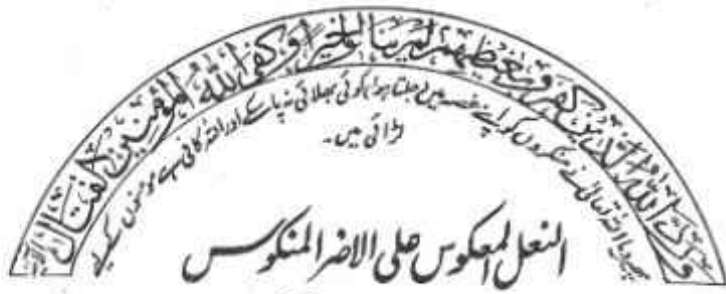
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نورہ شہ سیدنا و مولانا محمد  
والہب و صحبہ اجمعین

اربع الاول ۱۳۳۱ھ

دعائے خیر کا طالب

بندہ

محمد تقی حسن عفی عنہ پچاند پوری خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند



الغزل المعکوس علی الاضراس المعکوس

# احدی التسعة والتشعین على الواحد من الثلاثین

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

ناشر

انجمن ارشاد المبین

۶۔ بی شاداب کالونی جمید نظامی روڈ

# مولوی احمد رضا صاحب کفر و علمائے دیوبند کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِإِذْنِ عَالِي حَقِّكَ وَصَلَّى

خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی  
اور علمائے حرمین شریفین نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی  
مصنف جام الحرمین پر حکم حسم الحرمین کفر کا فتوے دے دیا، جو  
بریلوی کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرنے کا کفر!

اجی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب! حق یہ ہے کہ آپ بھی عجیب چیز  
ہیں۔ اہلبیس کو جس قدر بھی آپ کے وجود پر ناز ہو بجا ہے۔ دُوم دھاری شیخ مسید وغیرہ  
وغیرہ۔ سب کی آپ میں کھپت ہے۔ یہ تو فرماتے کہ آپ لا بشر طے ہیں یا لا بشر  
شے آخر آپ کا عنوان کیا ہے۔ بعد مدت المشتر محمد عبد الغنی صاحب کے خاص لباس  
میں آپ جلوہ افروز مجھے ہیں! اجی جناب! اشتہار کا جواب تے میاں عرفان علی کے سر  
مٹھا۔ آپ نئے رنگ میں کیوں ظاہر مجھے کیا اب نو ہزار کی خواہش نہیں رہی؟  
خواہش تو کیوں نہیں مگر یہ محقق ہو گیا کہ اس کے لیے بہت عقل کی ضرورت ہے  
جو آپ کے بڑوں کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ غنیمت ہے اعلیٰ حضرت سے تو آپ

ہی اچھے ہے۔ بشرطیکہ آپ کوئی اور ہیں ورنہ فقط عنوان ہی کا فرق ہے تو کیا حاصل۔

خیر مہر کہ باشد۔ اب ذرا گوش ہوش سے سنئے۔ جب رد تکفیر کا کفر جو خاں صاحب اور ان کے اتباع پر اسی حرام الحرمین کے حکم سے عائد ہوا جس کو مخالفین کے لیے عربی صیقل کر کے لائے تھے تب سامع جمع کو یہ فکر ہوئی کہ یہ کفر تو اپنا مسلم اور اپنی مسلمات سے ہے۔ یہ تو اٹھنا محال ہے۔ اب کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے جس سے جان بچے۔ اس کی تدبیر یہ نکالی کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے تاکہ کچھ تو نجات ملے مگر آپ کو معلوم نہیں کہ یہ تدبیر کچھ مفید نہیں دنیا اگر کافر ہو یا علی رغم الانف مسلمان مولوی احمد رضا خاں صاحب آپ کو اور آپ کے اتباع کو کیا مفید۔ جب تک آپ اپنا اور اپنے اتباع کا کفر نہ اٹھا دیں اور اسلام نہ ثابت کریں مگر بات یہ ہے کہ آپ کو اپنے اسلام کی کیا پردہ ایمان تھا۔ کب جس کے جانے کا افسوس یا ملال ہو ورنہ کیا معنی اپنا ایمان جا رہا ہے اس کی تو کوئی فکر نہ ہو۔ فکر ہو تو دوسروں کے اسلام کی دنیا میں کوئی مسلمان کیوں ہے۔ آپ کی آنکھ میں تو کفر کی عینک لگی ہوتی ہے۔ آپ کو کسی کا ایمان کیونکر نظر آ سکتا ہے۔ آپ دیوبندی مولویوں کے ایمان کفر میں کیوں سرگرداں ہیں جس کو اپنا ایمان بھی نظر نہ آتے وہ دوسرے کا ایمان کس آنکھ سے دیکھے۔ بریلوی گروہ کا ایمان آپ کو ہم بتلاتے ہیں۔

آپ نے اِضْحَاقِ الشَّقِّ کی عبارت نقل فرما کر اس پر فتوے کفر علماء دیوبند و گنگوہ و مراد آباد نقل کیا ہے۔ اول تو یہ معلوم نہیں کہ یہ فتاویٰ واقعیہ ہیں یا فرضیہ۔

دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عبارت مضمون کفر ہی پر مشتمل ہے تو آپ کا یہ نتیجہ کہ علامتے دیوبند و غیر جم نے مولوی اسماعیل صاحب پر کفر کا فتویٰ دے دیا بالکل لغو اور بے جا ہے۔ اس میں اور کسی کی عبارت کیا نقل کروں بہتر ہے کہ آپ کے مجدد ہی کا کلام پیش کروں۔ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اس عبارت پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر نہیں فرماتے۔ ان کلمات کو کلمہ کفر مانتے ہیں مگر قائل کو کافر نہیں فرماتے۔ آپ جس قدر بھی بحث کرنے کی باتیں کریں گے ہم ہر مسئلہ میں خدا چاہے خاں صاحب کے مسلمات ان کا کفر ثابت کر دیں گے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سنئے

خاں صاحب کو اہل اسلام کی تکفیر کا جو شوق ہے اس کو عالم جانتا ہے۔ سرزمین شریعین کا سفر بھی اسی غرض سے کیا، اس نوٹس تکفیر کا کام جو زمین شریعین سے حاصل کر کے لاتے ہیں حرام الحرمین شریف نام رکھا۔ بالخصوص جناب مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ تو خاں صاحب کے لیے لاجول بلکہ عداوت ذاتی میں بمنزلہ آدم علیہ السلام کے ہیں۔ ان پر تو بہت ہی دانت پیستے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ خاں صاحب کو یہ عبارت ایضاح الحق کی معلوم نہیں۔ یہ عبارت اور نیز دیگر عبارت محلانہ شیعہ کی الکوثر الشہابیہ میں جمع فرمائی ہیں۔ پھر بھی قبلہ تکفیر جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب تہذیب ایمان ص ۴۲، ۴۳ پر مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت یہ حکم فرماتے ہیں اولاً سبحان السوح عن عیب کذب مقبوح دیکھیے بار اول ۱۳۰۹ھ



میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا۔ جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور یعنی مولانا  
مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے اتباع پر پچھترہ  
وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے منہ پر حکم اخیر بھی لکھا کہ علماء مفتاحین انہیں کافر  
نہ کہیں۔ یہی صواب و ہوا جواب و بیفتی و علیہ العتوے و ہوا مذہب علیہما  
وفیہ السلام و فیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسی پر  
فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور  
اسی میں استقامت مہمید ص ۳۲۔ مولوی عبدالغنی صاحب دیکھائیہ تال کہاں  
ٹوٹی۔ گو بوجہ نوجوانی کے آپ کی آواز اچھی ہو مگر استاد جی کی سینے کے وہ کیا  
الاپ ہے ہیں۔ آپ نے ایک ہی عبارت کو نقل فرما کر کفر کا فتوے ڈانٹ  
دیا۔ وہاں پچھترہ وجہ ایسی ایسی پیش نظر ہیں اور پھر بھی حکم یہی ہے کہ مولانا اسماعیل  
صاحب کو کافر نہ کہو۔ یہی صواب ہے۔ یہی جواب اسی پر فتوے ہو۔ اسی پر  
فتویٰ ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی  
میں استقامت کیسے، اب تو آپ کے مقتدار پیشوا مجدد ماتہ حاضرہ جن کے  
مخالفت سید جنتی یہ فرما رہے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید کو کافر کہنے والا  
غیر محتاط ہے۔ اس کا فتوے خلاف صواب یعنی غلط وہ سلامتی اور استقامت  
کی راہ سے الگ ہے اور یہی اپنا مذہب قرار دیتے ہیں کہ کافر نہ کہا جائے  
اب ذرا ہوش درست فرما کر غور سے کیسے کہ جناب مولانا اسماعیل صاحب  
آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو پھر صفحہ ۴ پر آپ حضرات  
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیسے فرماتے ہیں کہ وہ مولانا اسماعیل صاحب

کے کافر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ مسلمان کے کافر کہنے والے کو جناب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کافر فرماتے ہیں۔ غالباً اس حکم میں تو آپ بھی خلقت  
نہ کریں گے۔ اب فرمائیے جو لوگ مولانا اسماعیل صاحب کو کافر نہیں کہتے  
ان پر آپ کا اعتراض ایمان داری ہے یا بے ایمانی۔ یہی یہ بات کہ علماء  
دیوبند وغیرہ اس عبارت ایضاح کو کفر بتا رہے ہیں جب کلام کفر ہے تو تکلم  
کیسے کافر نہ ہوگا، اس کا جواب بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہی کے  
کلام سے لیجئے تاکہ پھر چون و چرا کی گنجائش ہی نہ ہے۔ مولانا شہید کی نسبت  
خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں: ثالثا سئل السیوطی المہندی علی کئیات  
بابا النجدیہ۔ دیکھیے کہ صفر ۱۳۱۶ء میں عظیم آباد چھپا۔ اس میں بھی اسماعیل  
دہلوی اور اس کے تابعین پر بوجہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲  
پر لکھا۔ یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفنی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے پناہ  
برکتیں ہمارے علماء کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات  
پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدت غضب  
دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھوڑا تھی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی۔  
وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا  
کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کافر مان لینا اور بات ہم اعتبار برتیں گے،  
سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری  
کرتے ڈریں گے۔ مہمید ص ۴۴، ۴۵۔ آپ نے خاں صاحب کا کلام سنا۔ کلام کا  
کلمہ کفر ہونا اور بات ہے، متکلم کا کافر مان لینا اور بات ہے۔ یہ کلام اپنے معنی

حقیقی یا التزامی کے اعتبار سے کفر ہو۔ یہ بات اور ہے اور کلمہ نے بھی وہی معنی کفری مراد لیے ہوں۔ یہ امر آخر ہے۔ لازم اور التزام میں فرق ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کے کلام سے اکثر جگہ خاں صاحب نے اپنی تیز طبیعت مگر غیر سلیم کے زور سے لازم کفر یہ نکال لیے ہیں گو متکلم کے فرشتوں کو بھی ان کی خبر نہیں ہے نہ متکلم کا مدت العمر ان معنی کی طرف خیال کیا ہو، چونکہ لازم و التزام میں فرق ہے اور یہ امر خاں صاحب کے نزدیک بھی محقق ہے کہ معنی کفریہ کا مراد لینا ثابت نہیں۔ لہذا خاں صاحب مولانا دہلوی کو مسلمان ہی جانتے ہیں۔ یہاں ایک شبہ اور باقی رہ گیا وہ یہ کہ یہی عبارت اگر مولانا اسماعیل صاحب کی طرف نسبت کر کے سوال کیا جائے تو حکم کفر نہیں لگاتے۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ ایک شخص یوں کہتا ہے تو اس کو کافر کہہ دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہاں تک پاسداری ہے کہ باوجود کفر کے ان کی تکفیر نہیں کی جاتی۔ ان کے کفر کو بھی اسلام سمجھا جاتا ہے۔ اس شبہ کا جواب بھی اسی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات باوجودیکہ کلام مضمون کفری پر مشتمل ہے مگر قائل کی وجہ سے حکم بدل جاتا ہے۔ اس کلام کا متکلم اگر کوئی بے دین ہے یا یہ بات معلوم ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں تو اس کو کافر کہا جائے گا اور اگر قائل مسلمان ہے، عالم ہے، متدین ہے تعین مراد معنی کفری پر کوئی قرینہ نہیں یا معنی صحیح مراد لینے پر قرینہ قائم ہے تو اس وقت قائل کو مسلمان کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انا الحق یا مافی جہتی غیر اللہ یا سبحانی یا عظم شانی یعنی میں خدا ہوں یا میرے جہ میں سوا خدا کے نہیں

ہے یا میں پاک ہوں۔ میری شان بڑی ہے، وغیرہ وغیرہ کلمات کفریہ اگر کوئی ایسا ویسا کہتا ہے کہتا ہے تو اس پر فتوے کفر دیا جاتا ہے اور اگر ان کلمات کے کہنے والے اولیاء صلحاء ہوتے ہیں تو ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ یعنی صحیح معنی بنائے جاتے ہیں ورنہ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو اولیاء اللہ کی بڑی تعداد پر کفر کے فتوے لگ جاتے۔ حال متکلم یقین مراد پر بڑا قرینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیت الربیع البقل اگر مسلمان کہے تو مجاز عقلی اور قائل مومن اور اگر کہنے والا کافر ہے تو وہی کلمہ مذکورہ کلمہ کفر اور قائل کافر اگر ناواقف زید اللہ کہے تو غلط اور اگر متکلم فصیح و بلیغ ہو تو وہی کلام فصیح زید شجاع سے بلیغ عامی شخص خلاف مقتضی ظاہر حال کلام کہے تو ساقط اور متکلم فصیح و بلیغ ہو تو وہی کلام مقتضی حال کے موافق ہونے کی وجہ سے فصیح و بلیغ۔ سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جاتا۔ انزلوا للناس منازلہم۔ آپ نے نہیں سنا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب ٹھیکہ دار محکمہ تکفیر باوجودیکہ مولانا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد بغض و عناد رکھتے ہیں مگر پھر بھی تکفیر نہ کر سکے اور احتیاط لازم ہوئی جو عبارات سابقہ تمہید سے ظاہر ہے۔ ایک عبارت اور بھی پیش کرتا ہوں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف یا ضعیف محل باقی نہ ہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ تمہید صفحہ ۴۳

۱۷ یعنی موسم ربیع نے ساگ کو اگایا۔ ۱۳-

آپ کو اپنی یا خاں صاحب کی یہ عبارت مد نظر نہ تھیں۔ قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ دیکھ لیجئے یہی عبارت ایضاً الحق کی خاں صاحب نے الملوکۃ الشہائیدہ وغیرہ میں نقل فرمائی ہے اور پھر بھی مولانا دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کیا تحریف فرماتے ہیں۔ اگر یہ قائل کی وجہ سے فرق نہیں ہوا تو اور کیا وجہ ہے۔ ایک شخص کے سر پر کوئی تلوار لیسے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ کلمہ کفر کو دور نہ سر قلم کر دوں گا اور اس شخص نے اس اگر اہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر جاری کیا اور دوسرے شخص نے برضا اور رغبت بعینہا وہی کلمہ کفر زبان سے جاری کیا۔ فرمائیے کلام! تو دونوں کا بعینہ ایک ہی ہے۔ ایک حرف کی بھی کمی زیادتی نہیں پھر کیا آپ کے دارالافتاء میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگر حکم جدا ہے تو بجز حال متکلم اور کیا وجہ فرق کی ہے۔ فرمائیے اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جس نے بوجہ عدم تعین قائل کے ظاہری معنی پر حکم کفر دیا وہ بھی بالکل صحیح ہے اور جس نے مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت ایمان کا حکم دیا۔ باوجودیکہ آپ نے وہی کلام مذکور فرمایا وہ بھی بالکل صحیح رہا۔ یہ بات کہ وہ کون سے معنی صحیح ہیں جن کی بناء پر حکم تکفیر عطا اور خلافت سلامتی و استقامت بلکہ مکفر اور مولانا شہید کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس کو آپ خود ہی جانتے ہیں۔ اگر آپ خاں صاحب ہیں تو آپ خاں صاحب سے دریافت فرمائیے، اس میں وہ ہم دونوں برابر ہیں جب خاں صاحب ایسے معنی بیان فرمادیں گے جو خلافت ایمان نہ ہوں ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جو خلافت عقیدہ اہل سنت والجماعت بھی نہ ہوں۔ علاوہ ازیں ابھی اس کی بحث نہیں۔ اس وقت تک بحث تکفیر و عدم تکفیر

میں ہے۔ اب اگر آپ یا کوئی مولانا دہلوی کے مومن جاننے والوں کو کافر کہے تو سب سے پہلے مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو کافر کہے۔ کیونکہ یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ جب آپ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو کافر کہیں اور اگر آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب کافر ہیں تو یاد رکھیے اس عقیدہ سے مولانا کا کوئی نقصان نہیں، وہ تو آپ کے کافر کہنے سے کافر نہیں ہو سکتے۔ مگر ہاں آپ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ اتباع و معتقدین ایسے کفر کی دلدل میں پھنسیں گے کہ قیامت تک سستگار کا حال ہے۔ علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ یہ جواب دے کر سبکدوش ہو جائیں گے کہ چونکہ ہم مولانا موصوف کو بہت بڑا عالم، متبحر جانتے ہیں کہ ان سے ان سائل کا اختلاف عادی لہذا جیسے اور اکابر کے ایسے کلمات کی تاویل کی باقی ہے، ان کے کلاموں کی بھی تاویل ضرور ہے۔ جب عدو و اذرق مولوی احمد رضا خاں صاحب مرکز تکفیر عدو مبین کو بھی تکفیر کی گنجائش نہ ہوئی اور مومن ہی کہے بنی تو پھر جن لوگوں کو مولانا کے ساتھ حسن ظن ہو اور کلام ایسا ہے جس کا محل دشمن کے نزدیک بھی صحیح ہو۔ وہ لوگ کیسے اس کلام کے صحیح معنی نہ لیں گے اور مولانا موصوف کو مومن نہ کہیں گے اور اس فرق کی وجہ کہ اگر کوئی اور کہے تو کافر اور مولانا کی طرف نسبت ہو تو مومن اس کا جواب ابھی مفصل مذکور ہو چکا۔ کہ حال متکلم تعین معنی پر بڑا قریب ہے مگر یہ فرمائیے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی نسبت آپ کیا فرمائیں گے، وہ مولانا دہلوی کو مسلمان ہی جانتے ہیں اور کافر کا مسلمان جاننے والا خود کافر۔ لہذا مولوی



احمد رضا خاں صاحب آپ کے نزدیک کافر ہوئے تو اب نہ تو علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد کو نقصان ہوا نہ ان کے ایمان میں نقصان آیا نہ مولانا دہلوی شہید آپ کے کافر کہنے سے کافر ہوئے مگر ہاں مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت سے آپ کے نزدیک ضرور کافر ہوئے۔ ملاحظہ ہو،  
 حسام صفحہ ۲۵ کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، اس صورت میں مولانا دہلوی آپ کے نزدیک کافر اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر۔ لہذا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کافر کہیے یا دیکھیے مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت آپ کے نزدیک کافر ہو گئے۔ وہی نہیں جو انہیں کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہو گیا جبکہ آپ خود بھی کافر ہو گئے۔ اب صفحہ ۷ کی عبارت اپنی شان میں لکھیے۔ افسوس قسمت کافر کہاں جائے۔ اگر خاں صاحب کی جان بچانے کے واسطے یوں کہا جائے کہ انہوں نے حسن ظن کیا اس صریح عبارت میں تاویل فرمائی تو اول تو یہ جواب ہے کہ حضرت علماء دیوبند وغیرہ نے بھی ایسا ہی عمل فرمایا ہے۔ خاں صاحب کی تاویل مقبول اور دوسروں کی مردود ہونے کی وجہ دوسرے خاں صاحب ہی کے کلام سے یہ وجہ بھی رد ہوتی ہے ملاحظہ ہو، حسام صفحہ ۲۵ اور سحر الائق وغیرہ میں فرمایا جو بدیہوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کوئی صحیح معنی ہیں، اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر ہے تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے۔ یہ بھی کافر ہو جائے گا کچھ تو فرمائیے کہ خاں صاحب اور ان کے معتقدین کفر میں کیسے پھنسے اور وہ بھی اپنے کلام سے کافر ہو گئے یا نہیں یا گئے تھے رونے بخٹوانے، نماز لگے

پڑی یا نہیں۔

باجملہ اس وقت آپ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو بھی ضرور کافر کہیں گے۔ واقعی گھر بھونک تماشا اسی کا نام ہے، کہ پہلے خاں صاحب ہی کی تکفیر فرمائیے پھر جو ان کے معتقد ہوں جو ان کو کافر نہ کہیں ان کے کفر میں شک کریں جس میں خود صاحب سیف بھی آگئے۔ کیسے یہ تلوار بدعت کس پر چلے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ حزب الشیطان ہی کی سیف تھی جو آلہ مصافحہ ہی پر واقع ہوئی۔ آپ جس قدر بھی تلواریں نہیں گئے یا دیکھیے ہم ان کا رخ آپ ہی کی طرف پھیر دیں گے۔

اس مقام پر ایک عجیب لطیف قابل غور ہے جس سے خاں صاحب کی تمام عمر کی کمائی کفر و تکفیر میں آگ لگ جاتی ہے۔ خاں صاحب کا تمام اندر ختم دم کے دم میں بفضلہ تعالیٰ سوختہ نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبارت منقولہ حسام سے ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہے، اُس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے جو اس کے کلام کی تحسین کرتے تاویل کرے، یہ کہے کہ کچھ معنی رکھتے ہیں وہ کافر ہے یا کہے اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں وہ بھی کافر۔ پھر حسام صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں، شفا شریف میں فرمایا، ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام سے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقع کرے یا شک لے اور قسیدہ ایمان صفحہ ۳ میں یہ فرماتے ہیں یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جسزم کیا ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل غلٹان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو



ورنہ ہرگز کفر نہیں۔ یعنی جس جگہ بھی حکم کفر دیا گیا ہے، وہاں یہ مطلب ہے کہ قائل کی مراد معنی کفری متحقق ہو جائیں۔ اگر معنی کفری مراد لینے کا علم نہ ہو، یا صحیح معنی لینے کا علم ہو تب تکفیر صحیح نہیں۔ نیز اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس عبارت کا مفہوم معنی کفری ہو اور کوئی مفتی قائل پر تکفیر کا فتوے نہ دے تو اس کے نزدیک یا تو قائل کی مراد معنی صحیح ہیں یا معنی کفری مراد لینے کا علم نہیں۔ ورنہ تکفیر لازم اور ضروری ہے۔ اگر باوجود اس علم کے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں تکفیر نہ کرے گا تو یہ شخص جو قائل کے کفر میں تا مل یا شک یا تردد کرتا ہے خود کافر ہے۔ خاں صاحب تہید صفحہ ۳ میں یہ بھی فرماتے ہیں: احتمال دہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ ہو۔ ان تمام امور مسلمہ خاں صاحب سے پہلے یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ خاں صاحب نے جس قدر عبارات مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراط مستقیم وغیرہ رسائل مولانا موصوف سے اپنے رسائل میں لکھ کر ان میں مضامین کفریہ بیان فرماتے ہیں اور پھر بھی آخر میں یہی حکم لکھا کہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ یہ مسلمان مومن ہیں، ان کی تکفیر کو پسند نہیں کرتے۔ یہ مذہب مفتی بہ ہے اس میں سلامتی اور استقامت ہے اور یہی صواب ہے اور ان کی خلاف ضد صواب یعنی غلط ہے۔ وہ تمام عبارات معانی کفریہ کے سوا معانی صحیحہ کو بھی محتمل ہیں ورنہ سوائے تکفیر چارہ نہ تھا اور مولانا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ معنی کفری یقیناً مراد نہیں ورنہ تکفیر لازم ہوتی یا مولوی احمد رضا خاں صاحب کو علم ہو گیا ہے

کہ مولانا موصوف کی مراد معنی صحیح ہیں، ورنہ اگر خاں صاحب کے نزدیک معنی صحیح محتمل عبارت بھی نہ ہوتے۔ یہ معنی کفری کا مراد ہونا خاں صاحب کے نزدیک متحقق ہوتا۔ تب تو خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی۔ دوسرے یہ بھی متحقق ہو گیا کہ وہ تمام عبارات معانی کفریہ میں صریح نہیں ہیں، ورنہ حسب عبارت مذکورہ معنی صریح کے مقابلہ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ اسی تہید صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ شفا شریف میں ہے: او عاودۃ التأویل فی لفظ صراح لا یقبل۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔ شرح شفا قاری میں ہے، هو مردود عند القواعد الشرعیۃ۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ ۱۲

یعنی صریح لفظ کفر میں تاویل کا دعویٰ مسموع نہیں ہے۔ قواعد شرعیہ کے نزدیک یہ دعویٰ مردود ہے تو اب اگر مولانا مرحوم کی عبارات معانی کفریہ میں صریح ہوئیں تو کوئی کیسا ہی تاویل کرتا مگر خاں صاحب اس تاویل کو ہرگز نہ سنتے اور ضرور حکم تکفیر جاری ہی فرمادیتے، چہ جائیکہ خود حکم ایمان جاری فرما کر اس کو صحیح و پسندیدہ و مختار فرمائیں، اس سے معلوم ہو گیا کہ ان تمام عبارات میں سے ایک عبارت بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔

جناب کے کفری فہم میں کچھ آیا۔ المکو کتبہ الشہابیہ، سلا سیو المہندہ صص ۱۸۳ سند اور جس قدر رسائل نہایت عرق ریزی سے حضرت مولانا مولوی اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ کی مخالفت میں لکھے تھے اور جن پر بڑا ناز تھا، جن میں احوال نقباء سے حضرت شہید مظلوم کا کفر ثابت فرمایا تھا وہ سب جہنم میں

جھوٹک دیے گئے۔ آج کے بعد یہ نہ کہنا کہ اس کا جواب نہیں ہوا دیکھا جواب اس کا نام ہوتا ہے کہ دو سطروں میں بفضلہ تعالیٰ عمر بھر کا اندوختہ خاک سیاہ ہو گیا۔ قدرے تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔ مولانا اسماعیل صاحب پر دو دعویٰ اہل بدعت نے فرمائے تھے، اول تو ان کی تکفیر دوسرے مرتبہ میں تفسیق اور یہ کہ وہ اہل سنت سے خارج ہیں، تکفیر کی جڑیوں کٹ گئی کہ حضرت مولانا کا کلام معنی کفر میں مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک ایک بھی صریح نہیں ہے۔ ورنہ اس میں تاویل کی گنجائش نہ ہوتی اور تکفیر لازمی ہو جاتی۔ مگر چونکہ خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک حضرت مولانا کی تکفیر ناجائز ہے، لہذا ان کا کوئی کلام بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔

**حرف ہفتم** اگر کوئی کلام معنی کفری کو محتمل بھی ہے تو معنی کفری کا مراد ہونا ثابت نہیں ورنہ پھر بھی تکفیر لازم ہوتی اور کلام محتمل معنی کفری میں تکفیر جب ہی جائز ہے جب معنی کفری کا مراد ہونا معلوم ہو جائے ورنہ ہرگز تکفیر جائز نہیں۔ پس جن عبارات کی یہ حالت ہو کہ نہ وہ معنی کفریہ میں صریح ہوں نہ ان کے معانی کفریہ محتملہ کا مراد ہونا ثابت ہو۔ اور تکفیر کی یہ دو صورتیں تھیں تو اب خدام مولانا موصوف تکفیر کے بارے میں کس چیز کا جواب دیں و کفی اللہ المومنین القتال والحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ رہی یہ بات کہ اس تقریر کا حاصل تو یہ ہے کہ مولانا شہید کافر نہیں، فاسق اور بدعتی بھی نہیں یہ کیسے لازم آیا، اس کا جواب یہ ہے کہ جب مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے معنی بیان فرمائیں گے جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جن سے تفسیق اور تفصیل

بھی نہ ہو سکے اور جیسے خاں صاحب مسائل مذکورہ کی عبارت کے ایسے معنی بیان فرمائیں گے جو صحیح ہوں گے اور جن سے تکفیر حرام اور ناجائز ہوگی۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ صاف اور بے تکلف معنی تحریر اناس، براہین قاطعہ و حفظ الایمان کے بیان کر دیں گے جن میں کفر کی بُو بھی نہ ہوگی۔ فرمائیے حامی بحرین صاف اڑ گئی یا نہیں یہ ہے رد الحسام فی کید اس اللیم۔ فرمائیے اب بھی تسلی ہوتی یا اور کچھ کسر باقی ہے۔ دیکھا مولانا اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر کا مرزا بڑوں کی شان میں گستاخی کا یہ نتیجہ ہے اپنا اور اپنے گرد اور چلیوں سب کا این ایمان اپنے ہی ہاتھوں سے کھو بیٹھے، اب پڑھیے یہ شعرے

دو گونہ رنج و عذاب ست بختوں را بلائے صحبت سیل و فرقت لیلیٰ

اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے موافق ہو تو کافر مگر خود ہی نہیں گھر بھر جوان ہی نہیں انڈے بچے نطفہ تک کافر ہوا جاتا ہے اور جو ان سے علیحدہ ہوئے تو کس گھر کے ہے۔ اہل دیوبند کی کفش بزراری کرنی ہوگی جس کے مقابلہ میں جنم جانا قبول عار پر نار کو بڑے ترجیح دیتے چلے آتے ہیں۔ مولانا اسماعیل صاحب شہید کو کافر نہ کہیں تو حق کی اتباع لازم آتی ہے جو ایلو سے زیادہ تلخ ہے جس سے طبعاً نفرت ہے پھر اس سے زیادہ یہ غضب کہ علمائے گنگوہہ و مراد آباد کا مومن ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس قدر مسلمان کس آنکھ سے دیکھنے جائیں اور جو کافر کو تو ان سے پہلے اپنا کافر ہونا پڑتا ہے جس کا فقط ظاہر میں قبول کرنا باعث شرم ہے۔ آپ کو ان علمی مسائل میں قدم رکھنے کو کس نے کہا تھا، آپ کے لیے تو یہی مناسب تھا کہ مردار کھال پر گدھے کی دم بجاتی گدھے

کی دم کی مشق کرتے تھاپکے ہاتھ قلم سے کب آشنا ہو سکتے ہیں۔ دیکھا علماء دیوبند کا ایمان یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة اولیک کتب فی قلوبہا لایمان۔ کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مصداق ہیں یہاں تک تو جواب تھا، اب جو آپ نے علماء دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ سے سوالات فرمائے ہیں ان کو تو واپس لے کر ہمارا شکریہ ادا فرمائیے اور یہی یہ تازہ تازہ سوالات جناب خاں صاحب کی خدمت میں پیش کیجئے، ہاں تو یہ پیش کون کرے۔ جناب خاں صاحب ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا مردوں کا کام نہیں۔ اب آپ سوال بغوش ہوش سینے اور جواب دیجئے یہ آپ کو اختیار ہے کہ نام کسی کا ظاہر فرمائیے۔ ہمیں تو کام سے کام ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ کی بد قسمتی سے آپ کے ہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو آپ کا ہاتھ بٹائے اگر ایسا ہوتا تو اب تک کیا انتصاف البری اور العکفر کا کوئی بھی جواب نہ دیتے۔ خاں صاحب یہاں تو نام بھی آپ لکھ لیتے ہیں لیکن اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وادرا العذاب و لقطعہ ہم السباب۔ کا دن خیال فرمائیے۔ وہاں کوئی اتنا بھی نہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی ضعیف جان پر رحم فرماؤ، دیکھو عذاب خداوندی کا کوئی متحمل نہیں ہو سکتا، چاہے کتنا ہی ہٹے خاں کیوں نہ ہو۔ دیکھو حق کے قبول کرنے میں عزت نہیں گھٹتی۔ واللہ تعالیٰ ہوا الموفق۔

جب یہ امر محقق ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تنقیص یا کسی ضروری دین کا انکار کرے تو وہ قطعاً کافر

اور جس شخص کے نزدیک یہ محقق ہو جائے کہ زید نے ضروری دین کا انکار کیا، خداؤ عالم جل و علا شانہ یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص شان کی گالی دے تو اگرچہ واقع میں زید ایسا نہ ہو مگر اس شخص پر زید کی تکفیر اور اس کا کافر کہنا ضروری لازمی امر ہے۔ گو زید کو جب وہ واقع میں ایسا نہیں عمر کی تکفیر سے کچھ مضرت نہ ہو مگر عمر و کافر نہ کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا بلکہ زید کی تکفیر اور کافر کہنے میں کچھ بھی شک و تردد شامل کرے گا تب بھی کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ امر متبید ایمان اور حسام میں مذکور ہے۔ اور جملہ اہل اسلام کا یہی مذہب ہے۔ اب اس کے بعد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ معتقدین سے سوالات ذیل جواب طلب ہیں۔

سوال اول۔ ملاحظہ ہو عبارت الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر نمبر ۳، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بید ہڑک یہ صریح سب دشنام کے لفظ لکھ دیے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا ۱۲۔ کیوں جناب خاں صاحب جب آپ کے نزدیک قاتل نے بید ہڑک سب دشنام اور گالی کے الفاظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھ دیے اور وہ بھی صریح کہ جن میں حسب عبارات شفاء شریف شرح شفاء شریف کوئی تاویل بھی مقبول نہیں تو پھر ایسے شخص کو کس دل سے آپ مومن و مسلم فرماتے ہیں اور یہی نہیں کہ مومن و مسلم کسی کے نزدیک ہو، یہ مذہب ضعیف ہو نہیں بلکہ اس کو آپ مفتی بہ ہونے کے لائق فرماتے ہیں اور مفتی بہ ہے بھی اور اسی میں سلامتی اور استقامت بتلاتے ہیں اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے

ہیں۔ کیوں صاحب جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وعظ کر سب و شتم گایاں دے اس کو مسلمان کہنا آپ کا مذہب ہے۔ اسی کو آپ سلامتی کی راہ بتاتے ہیں۔ یہی صراطِ مستقیم ہے یہی صواب ہے اس کا مخالفت غلط ہے۔ یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بید ہرک صریح گالی دینے والے کو مسلمان نہ کہے، کافر کہے وہ سلامتی اور راہِ مستقیم سے ہٹ گیا، گمراہ ہو گیا، اس نے غلطی کی راہ اختیار فرمائی۔ اب فرمائیے آپ اور آپ کے جملہ معتقدین اور جو آپ کے اور ان کے کفر میں شک و شبہ و تردد و تامل کرے کافر ہو یا نہیں، فرمائیے حسامِ الحرمین کا یہی حکم ہے یا نہیں ضمن شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔ یہ عبارت اپنے حسام میں نفل فرمائی ہے یا نہیں۔ فرمائیے حسامِ الحرمین بعت کا حکم اپنے حق میں بھی مقبول ہے یا دوسروں ہی پر تلوار چلانے کو ہو، فرمائیے یہ کفار سے دوستی ہوئی یا نہیں تمہید ایمان کے صفحہ ۸ کو ملاحظہ فرما کر ان وعیدوں سے دُرو جو کفار سے عداوت نہ رکھنے کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس شخص کو ایذا دہندہ خیال کرو، اُس سے یہ برتاؤ ایمان ہے اگر دل میں ایمان اور محبت رسول انس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الرحمن رکھتے ہو تو کو کافر ہوئے یا مسلم۔

اگر کوئی یوں کہے کہ خاں صاحب نے یہ لکھ تو دیا ہے مگر ان کو اس کا یقین نہیں ہوا ہے کہ واقعی اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گایاں دی ہیں تو صاحب جو جواب یہ ہے کہ اگر اس قدر بات ہوئی تو پھر کیا بات تھی۔

خاں صاحب کو تو ایسا یقین ہو گیا ہے کہ اس پر دوسری قہیں کھا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو اسی عبارت کے بعد کی عبارت الکتابۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر ۶۔ مسلمانوں کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دُنیا اور آخرت میں اللہ جبار قہار کی لعنت اس کے لیے سختی کا عذاب شدت عقوبت ۱۲۔

فرمائیے جناب خاں صاحب تو اپنا ہی علم نہیں بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطلاع پر بھی قہیں کھا رہے ہیں۔

جناب خاں صاحب آپ کے اس حلف شدید کی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی اطلاع ہوئی یا نہ ہوئی۔ ایسے شخص کو پھر بھی آپ نے مسلمان کہا مومن فرمایا کُل مومن اخوة کی حد میں داخل فرما کر گویا آپ نے اپنا بھائی بنالیا۔ آپ ہی فرمائیے اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچی یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو ایذا دے وہ ملعون ہے یا نہیں، اس کے لیے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت ہے یا نہیں اگر مسلمان ہو تب اور کافر ہو جب کہو کہ ہاں ہاں واللہ واللہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا پہنچائے وہ خدائی لعنت ملعون اور اس کے لیے سختی کا عذاب اور شدت کی عقوبت ہے۔ جناب خاں صاحب تمہید ایمان صفحہ ۹ سطر ۸ پر کیا۔ آپ نے یہ نہیں



لکھا، ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگروں سے محبت کا رتا ذکر سے سات کوڑے ثابت ہوئے (۱) وہ ظالم ہے (۲) گمراہ ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (۵) وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دوزخ جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲۔ فرمائیے خاں صاحب ظالم گمراہ کافر دردناک عذاب کے مستحق آخرت میں ذلیل و خوار اللہ تعالیٰ کے مودی دوزخ جہان میں خدا کی لعنت سے ملعون ہوئے یا نہیں۔ مگر تو دیکھو کوڑوں کا اثر ہے یا نہیں۔ مگر نہیں شیشے میں منہ دیکھو خدا کی لعنت نازل ہوئی یا نہیں مسلمانوں! مسلمان خدا کے لیے کچھ تو کہو کیا اس کا جواب خاں صاحب یا ان کے اتباع دے سکتے ہیں اگر دے سکتے ہیں تو کس امر کا انتظار ہے اب تو ایمان پر بات آن پڑی۔

ہم تو عرب بھی نہیں گئے۔ ان کے ہی حسام شریف یہ زخم لگا رہے ہیں مسلمانو! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس صورت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کے اتباع میں کوئی بھی ایمان کا حصہ باقی ہے۔ خدا کے لیے اس معما کو کوئی صاحب حل فرمادیں۔ کیا اب بھی خاں صاحب کو مجدداتہ حاضرہ کہو گے، اب بھی عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہو گے، یہ حرکت تو ادنیٰ مسلمان سے بھی نہیں ہو سکتی، چہ جائیکہ عاشق اور عاشق بھی کیسے ستر علم کے مجدد اور اس کلام میں تو کوئی تاویل کی بھی گنجائش نہیں وہ تو صراحتہ کا دعویٰ فرما کر تمہیں کھا رہے ہیں پھر اس میں تاویل کی گنجائش ہی کب ہے۔ خدا کے لیے اگر ایمان تھا یا ہے

یا کچھ پیارا ہے تو بولو منہ کھولو تم تو بڑے گویا تھے، بڑے بلبل بستاں تھے اب تو غزاں بھی نہیں ۵

فصل گل موسم بہار بھی ہے پھر کہو کیوں نہیں چمکتے ہو صریح بات میں تو تاویل کی بھی گنجائش نہیں اس میں کیا کہو گے خاں صاحب دیکھو یہ ہے سیدوں کا وار۔ ہم تو مظلوم ہیں، آپ کو معلوم ہو، مظلوم کا خدا خدا حامی، جس کا خدا حامی اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے، ہاں خدا سے لڑو تو مستعد ہو جاؤ اگر سچے ہو تو تمہید ایمان صفحہ ۹۰ کی سطر ۴ سے آخر تک کی عبارت پڑھو اور شرم ہو تو شرم آؤ۔ دیکھو زبانی دعوے کام نہیں آتا۔ یہ امتحان کا ذلت ہے۔ دیکھا ایمان کا امتحان یوں ہوتا ہے۔ افسوس آپ نہایت ناکام ہے۔ سوال دوم۔ ملاحظہ ہو المکذوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۱۔ یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے۔ یہ صریح کفر ہے ۱۲۔ اس صریح کفر کے ادعا کے بعد بھی قائل کو کافر نہیں کہتے، خاں صاحب اور اتباع خاں صاحب پر دوسری وجہ سے کفر عائد ہوا اور خاں صاحب اور ان کے اتباع خود قطعی کافر ہوئے۔ اور جب یہ صریح کلمہ کفر ہے تو اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔ ملاحظہ ہو المکذوبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۵ اگلے ہوئے لفظوں میں تاویل مسموع نہیں ۱۲۔ ہاں کوئی خاں صاحب کا فدائی یہ غدر کر سکتا ہے کہ خاں صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ یہ صریح کلمہ کفر ہے، یہ تو نہیں فرمایا کہ اس کے قائل نے التزام بھی کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عبارت ملاحظہ ہو، یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم

ضروری نہ جانا، پھر اور التزام کس چیز کا نام ہے۔ اور اس سے زیادہ اور کیا کفر ہوگا، قائل کی مراد یہ ہو یا نہ ہو مگر خاں صاحب کے نزدیک تو یہی مطلب ہے کہ قائل نے خدا کے لیے علم ضروری نہ جانا جہل ممکن جانا اس بنا پر خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی مگر پھر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ چنانچہ پہلے عبارت تمہید کی مذکور ہو چکیں اب خاں صاحب کے اتباع کی تکفیر میں کیا شبہ ہے۔ اس سے زیادہ تصریح مقصود ہو تو ملاحظہ ہو مصمّم سنت صفحہ ۹۶۔ سطر آخر بالجملہ کفر یہ اولیٰ میں علم قدیم الہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز لزومًا ثابت نہیں بلکہ بالیقین العزائم ہے۔ فرمایا اب تو التزام بھی بالیقین فرما رہے ہیں۔ اب تو خاں صاحب اور ان کے اتباع کے کفر میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہا۔ خاں صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کے لیے علم لازم و ضروری نہ کہے اس کا جہل ممکن جانے وہ مومن مسلمان ہے حالانکہ خود ہی عالمگیری کی عبارت نقل کر کے ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو **الکوکبۃ الشہابیہ** صفحہ ۱۱ سطر ۵ عالمگیری ترجمہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا معجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بحر الرائق مطبع مصری جلد ۱ صفحہ ۳۲۳

مطبوع مصری جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ بزازہ مطبع مصری جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ جامع الفصولین مطبع مصری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ لو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر۔

ترجمہ جس کے اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہے جو اس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔ اب ان عبارت منقولہ کے حکم سے خاں صاحب خود بھی کافر ہوتے اور جو ان کو کافر نہ کہے کافر کہنے میں شک و تردد و تامل کرے وہ بھی کافر ہوا۔

اور تماشایہ ہے کہ ان ہی کے حکم سے۔ کیوں جناب خاں صاحب آپ کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ خدا کے لیے علم کا ثابت کرنا لازم و ضروری نہیں جو اس کا جہل ممکن مانے وہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہے حالانکہ عالمگیری بزازہ جامع الفصولین سے کفر نقل کیا گیا۔ فرمایا یہ کچھ دین کی پُرمانی باتیں باقی رہنے دو گے یا سب کو نیا ہی بنا کر رہو گے اہودا وہ اب مطلب سمجھ میں آیا غرض شریف یہ ہے کہ تمام فقہاء علمائے کرام محدثین مفسرین جس عقیدہ کو کفر کہیں اور کفر بھی کیسا جزئاً و قطعاً یقیناً وہ بھی آپ کے یہاں ایمان تو گویا آپ کے یہاں ایمان و اسلام کو نئی چیز بنائی گئی ہے جس کو دنیا کے فقہاء و محدثین علماء فضلاء اہل سنت کافر کہیں جس نے آپ کے نزدیک التزام کفر بھی کیا ہوا وہ تو آپ کے نزدیک مومن ہے تو بتائیے تو سہی کافر اب کون ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اب جو تمام دنیا کے نزدیک مومن ہو گا وہ آپ کے یہاں کافر ہوگا۔ قربان جانے جو ہدھویں صدی کے مجدد کے مجدد ہو تو ایسا ہو کفر کو اسلام اسلام کو کفر کر کے دکھا دے خاں صاحب یہ سوالات ہیں کہ خدا چاہے قبر میں بھی سوچو گے تو جواب نہ ہو سکے گا۔ اب تو آپ اپنے قول سے فقہاء کے قول سے ہر طرح کافر ہو گئے اس تکفیر کو بھی نہ اٹھاؤ گے تو کون سی تکفیر اٹھانے کے قابل ہوگی۔ خاں صاحب اب بھی توبہ کر لو کہ در توبہ باز ہے۔

**سوال سوم:** ملاحظہ ہو، **الکوکبۃ الشہابیہ** صفحہ ۱۱ سطر ۱۶۔ یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیک کافر کے بُت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کافر ہے۔ ۱۲۔

پھر نواز ل فقیہ ابواللیث اور خلاصہ اور مکملہ لسان الحکام کی عبارت نقل فرما کر صفحہ ۱۲  
 سطر ایک پر ترجمہ فرماتے ہیں، جو اپنے الحاد کا اقرار کرے کافر ہے۔ پھر اشتباہ  
 فن ثانی اور فتویٰ عالمگیری کی عبارت بھی اسی مضمون کی نقل فرمائی ہے۔ پھر  
 آپ اپنا حکم بھی فرماتے ہیں کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے کفر نہیں فرمائیے جو اپنے کفر کا اقرار کرے کفر نہیں فرمائیے  
 آپ کے نزدیک کافر کون ہو گا۔ وہی ہو گا جو غریب یوں کہے کہ میں پکا مسلمان  
 ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو باسماۃ و صفاتہ تسلیم کرتا ہوں، جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی جانتا ہوں، کیوں نہ ہو۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو پھر  
 مجدد کھ بات کے کہلاتے۔ فرمائیے اپنی تحریر کے موافق اور کتب مذکورہ کی  
 عبارات کی رو سے آپ خود اور جو آپ کے کفر میں شک کرے، تو دو تامل  
 کرے کافر ہوئے یا نہیں فمن شک فی کفرہ وعدا بہ فقد کفر۔  
 عبارت شفا شریف کی یاد ہے یا نہیں، خاں صاحب ملاحظہ فرمایا، آسمان  
 سے آپ کا بھیجا ہوا کھیلے بیج در بیج ہو کر سر مبارک پر رکھا گیا۔ دستا فضیلت تو  
 ہوتی تھی۔ یہ دستار کفر آپ کے لیے تجویز ہوئی۔ مجدد کے سر پر گدی بھی تو نئی  
 ہونی چاہیے تھی۔

تمت کیا ہر ایک کو قسم ازل نے ہر شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

یاد رہے بغیر اللہ یہ مطلب منین کہ حضرت مولانا شہید مرحوم  
 نفس الامر میں اپنے کفر کا اقرار فرماتے تھے۔ لہذا ان کی تکفیر ضروری تھی۔ مطلب  
 یہ ہے کہ جیسے حسام میں بے گناہ حضرات کے ذمہ ایک کفر ہی مضمون کی حراقت  
 کا دعویٰ کر کے کفر کا فتوے دے دیا۔ اگر واقع میں یہ الزام صحیح ہے تو یہاں بھی

کفر کا فتویٰ لازم تھا ورنہ خود کافر ہوئے اور اگر جھوٹا الزام لگا کر تکفیر سے ڈرے  
 تھے تو حسام میں بھی دنیا و آخرت کا خوف کیا ہوتا۔

سوال چہارم: المکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۴۔ اسی قول میں تمام  
 امت کو کافر مانا یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱

قطعی کافر کو مسلمان کہے کیا معنی اس کے کفر میں شک و تردید بھی کرے وہ کافر  
لہذا آپ اور آپ کے جملہ معتقدین آپ کے ہی حکم سے بلا تامل کافر قطعی  
ہوئے۔ آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب نے تمام امت کو کافر مانا  
گو مولانا پر یہ محض اتہام ہے۔

مگر یہاں اس سے بحث نہیں۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ جب آپ کے  
زادیک انہوں نے ایسا کہا تو آپ پر ان کی تکفیر فرض تھی مگر آپ تکفیر نہیں  
فرماتے بلکہ اس پر بھی ان کو مومن ہی جانتے ہیں۔ لہذا آپ اور آپ کے کل  
ہم مشرب سب آپ ہی کے قول سے قطعی کافر ہوئے۔ مسلمانو! اب تو خاں صاحب  
کا بیچا چھوڑو ان کو تو کفار سے ایسی محبت ہے کہ دنیا و آخرت میں ان کا ساتھ  
چھوڑنا نہیں چاہتے۔ تم کو ان سے کیا مطلب۔ ہوش میں آ جاؤ۔

سوال پنجم: دیکھو الکویتہ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر آخر جب چاہے دریافت  
کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں۔ ہاں اختیار ہے  
کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کلمہ کفر ہے عالمگیری  
جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ لوقال علم خدا قدیم نیست یکفر کذا فی التارخانیہ  
ملخصاً (ترجمہ) جو علم خدا کو قدیم نہ مانے کافر ہے۔ ایسا ہی ہے تارخانیہ  
میں۔ ۱۲۱۔

خاں صاحب کیا پتھر پڑ گئے ایسا کافر تو ہم بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔  
بندہ ہوائے جو شخص تمہارے نزدیک خدا کا علم قدیم نہ مانے تم اسے بھی کافر  
نہیں کہتے تو بتاؤ پھر کسے کافر کہو گے۔ ہاں ہاں بھولے آپ تو مجدد صاحب

ہیں۔ آپ کا کافر تو وہی ہے جو خدا کے علم کو ازلی ابدی مانے۔ گو معنی دوسرے  
ہیں مگر ہم بھی اب آپ کو مجدد ہی کہتے ہیں۔ مسلمانو! خاں صاحب کے کافر اور  
مومن کو دیکھا۔ فرمائیے جب خاں صاحب کے نزدیک جو خدا کو  
نعوذ باللہ جاہل کہے، اس کے علم کو قدیم نہ کہے وہ مومن ہے تو پھر خاں صاحب

بے شک اور ان کے اتباع اور جو ان کے کفر میں شک و تردید کرے ضرور کافر ہونا چاہیے  
ہاں کوئی خاں صاحب کے کفر کا عاشق یہ کہہ دے کہ یہاں اس قول کا لازم ہے۔

التزام نہیں تو جواب یہ ہے کہ خاں صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ صاف مطلب  
یہ ہے۔ یہ نہیں فرماتے کہ اس کلام سے یہ لازم آتا ہے۔ اجماع جناب قلیہ تکفیر  
مرکز کفر سے کفر کیسے علیحدہ ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶ سطر ۱۱۔ المکویتہ الشہابیہ  
جس طرح کفر یہ ۳ میں صفت علم غیب کو صراحتہ اختیار سی کہا تھا ۱۲۔ فرمائیے  
اب التزام میں کیا کسر رہ گئی۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہو مصباح سنت صفحہ ۹۶ کی سطر  
آخر۔ بالجملہ کفر یہ اولیٰ میں علم قدیم الہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز زور و ثبات  
نہیں بلکہ بالیقین التزاما ہے۔ ۱۲۔

فرمائیے اب تو خاں صاحب مع اتباع قطعی کافر ہوئے یا اب بھی  
شک ہے۔

سوال ششم: المکویتہ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۸۔ یہاں صاف  
اقرار کر دیا کہ اللہ عز وجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں توجہ نہیں  
پھر صفحہ ۱۱ کی آخر سطر میں فرماتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کذب  
جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا۔ اللہ عز وجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر



بالاجمل کافر و مرتد نہ ہو گا۔ ۱۲۔ جناب خاں صاحب جو خدا کے کذب کو جائز الوقع جانے وہ بے شک بالاجمل کافر ہے مگر آپ ہی اس اجماع سے نکلے ہوئے ہیں آپ کے نزدیک ایسا شخص بھی مومن مسلمان ہے کافر نہیں۔ لہذا اپنے لکھے ہوئے کے موافق آپ خود کافر اور جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ آپ نے خود شفا شریعت سے نقل فرمایا ہے۔ علامہ دیوبند پر تو اتہام ہی تھا۔ مگر یہاں تو معلوم ہو گیا کہ آپ خدا کے کذب کو معاذ اللہ جائز کہتے ہیں۔ کیوں جناب آپ تو کذب باری کو ممتنع بالذات فرماتے تھے مگر عقیدہ یہ نکلا۔

**سوال ہفتم:** صفحہ ۵ اسطر ۱ الحو کبۃ الشہابیہ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدا سے پاک کی ذات پر بھی روا ہے۔ جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا، مرنا۔ سب کچھ داخل ہے۔ لہذا اس قول غیث کے کفریات حدیث سے خارج ۱۲۔

خاں صاحب اول تو تصریح ہے آپ کے نزدیک وہ صورت ہے جہاں تاویل تک کی گنجائش نہیں۔ پھر تصریح کے ساتھ صاف لفظ بھی آپ نے بڑھا دیا۔ حق تو یہ ہے کہ خاں صاحب شیطان بھی اگر ایسی حرکات سے شرماتا ہو تو تعجب نہیں کہ حضرت انسان کی ایجاد اور مجدد مجھ سے بھی بڑھ گئے۔ کیوں خاں صاحب دُنیا بھر تو آپ کے نزدیک کافر۔ مگر جو شخص آپ کے نزدیک صاف تصریح کرے کہ خود باللہ خدا کا کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا مناسب جائز ہے۔ وہ مومن۔ تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ آپ کا مذہب کیا ہے ہمارے نزدیک تو اس عقیدہ والے سے زیادہ کوئی بھی دُنیا میں کافر نہیں جب

یہ عقیدہ والا بھی آپ کے نزدیک کافر نہیں تو بے شک پھر آپ اپنی تحریر کے موافق ایسے ہی ڈبل کافر ہیں کہ جو آپ کے اور آپ کے کفر میں شک کرے وہ ضرور کافر ہونا چاہیے۔ جناب خاں صاحب یہ سوالات ہیں جن کا جواب آپ پر اور آپ کے جملہ کاسہ لیسوں پر فرض ہے مگر امید نہیں ہے کہ کچھ بھی جواب بجز تسلیم کفر کے آپ دے سکیں گے۔ مسلمانو! اب بھی خاں صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی یا نہیں۔ حضرت جی دُنیا بھر کو کافر بتاتے ہیں اور خود پر کفر کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ بتیدایان کے صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷ کی عبارت کو پڑھ کر انصاف فرمائیے کہ آپ کے اندر ایمان کی جو بھی ہے یا خالص کفر کا دریا موجزن ہے۔ ہم کچھ بھی عرض نہیں کرتے آپ کا ہی لکھا ہوا یاد دلاتے ہیں۔

**سوال ہشتم:** اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغر بلکہ محال عادی بھی نہیں ۱۲۔ پھر اسی صفحہ ۵ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں تو ضرور ہوا کہ کذب الہی محال عادی بھی نہ ہو۔ یہ صریح کفر ہے۔ صفحہ ۱۶/۱۵ الحو کبۃ الشہابیہ۔

کیوں خاں صاحب جو شخص آپ کے نزدیک صاف اقرار کرے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا محال عادی بھی نہیں، وہ تو آپ کے نزدیک مومن مسلمان اور حسام الحرمین میں کذب بالفعل کا جو قاتل ہو، وہ ایسا کافر ہوا کہ جو اُس کے کفر میں کسی حال میں کسی طرح شک و تردید کرے وہ کافر اور یہ عقیدہ باوجودیکہ صریح کفر اور پھر مقرر بھی آپ کے نزدیک اقرار صاف کرے مگر آپ کے نزدیک مومن۔ فرمائیے اب بھی آپ اور آپ کے معتقدین آپ ہی کے

قول سے کافر ہوئے یا نہیں۔ آپ بھی عقیقہ رکھتے ہیں کہ ایسے لوگ بد عقیقہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہیں اور سچے مومنین کو کھینچ تان کر کافر بنایا جاتا ہے۔ شہر تو یہ تھا کہ دیوبندی حضرات امکان کذب کے قائل ہیں مگر معلوم یہ ہوا کہ آپ ہی کے نزدیک محال عادی بھی نہیں ورنہ اس کے قائل کی کم از کم تکفیر تو ہوتی۔

یہ الزام مولانا شمیمؒ پر نہیں وہ اس عقیقہ کے معاذ اللہ کیوں معتقد ہوتے غرض یہ ہے کہ جب وہ آپ کے نزدیک ایسے ہیں تو آپ پر تکفیر لازم تھی دیکھا دھوکہ دہی اور اتہام بے جا کا نتیجہ یہ ہے کہ خود کافر ہوئے۔

**سوال دھوکہ**، المکولبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۲۔ اسی قول میں صراحت مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحتاً ترفع کے لیے اس سے بچنا ہے۔ یہ صراحت اللہ عزوجل کو قابل ہر گونہ نقص و عیب آلودگی ماننا ہے کہ یہ بھی مثل کفر یہ مفتحم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ ۱۲۔ پھر اعلام بقواطع الاسلام کی عبارت نقل کر کے ترجمہ یہ تحریر فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہ جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۶۔ فرمایا یہ بندہ خدا کوں یا دشمن خدا لکھوں، کس لقب سے یاد کروں یا بھی تو نہیں کہ زودم ہی ہو، بلکہ جب یہ فرماتے ہو کہ صراحتاً مان لیا تو التزام اور کس چیز کا نام ہے جو شخص اللہ تعالیٰ میں عیب آلائش کا آنا جائز سمجھے، ہر گونہ نقص و عیب آلودگی کو جائز مانے پھر اگر وہ بھی کافر نہیں تو اور کون کافر ہوگا، آپ کا یہ عقیقہ ہوا کہ خدا کی نسبت یہ اعتقاد بھی جائز ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ہذہ

الکفریات خاں صاحب حم احمرین میں آپ نے دوسروں کا کفر کیا ثابت کیا۔ دیکھو خدائی کفریوں لوٹ کر آتا ہے اگر مسلمان ہو تو اس کو اٹھا دو ورنہ یاد رکھو کہ یہ کفر قبر میں ساتھ جائے گا۔ گایاں دینا اہل علم کا کام نہیں علم کی بات یہ ہے کہ آپ اپنا اور اپنی تمام جماعت کا کفر اٹھاؤ ورنہ آپ کا جہل اور کفر مسلم ہو جائے گا، جس طرح آپ کے نزدیک یہ قول کفریات کا خمیر ہے اسی طرح آپ کا اس عقیقہ والے کی تکفیر نہ کرنا یہ آپ کے تکفیر کا بھی خمیر ہے متعدد وجوہ سے آپ پر تکفیر لوٹی ہے۔ اگر اس کو آپ نے نہ اٹھایا تو بوجہ غیر متناہی آپ اپنے اقرار سے کافر ہوں گے۔ جس کا عقیقہ کفریات کا خمیر اس کی محبت یعنی اس کو مومن مسلمان کہنا بحکم حدیث شریف اس کو درست رکھنا آپ کے خمیر میں داخل پھر ایسے کفری خمیر کی تکفیر نہ ہو تو کس کی ہو۔ تہمید صفحہ ۸ پر عبارت آپ ہی نے لکھی ہے۔ پچھلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و دگرہ ہی فرمایا تھا۔ اس آیت کریمہ میں بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو اس سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو۔ اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ جناب خاں صاحب خدا آپ کے کھلے میل کو بھی جانتا ہے یا نہیں۔ فرمائیے بحکم آیہ مذکورہ کافر ہوئے یا نہیں۔

**سوال دھوکہ**، ملاحظہ ہو المکولبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۰۔ اسی قول میں صدق الہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیار سی مانا۔ پھر اس صفحہ کی

سطر ۱۶ پر شرح فقہ اکر کا یہ ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔ **تَرْجُومَةُ** اللہ تعالیٰ کی سب صفیات ازل ہیں نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے جناب اب تو آپ کے کفر میں کوئی تردد یا شک نہیں کہ آپ تمام صفات خداوندی کے حادث و مخلوق ماننے والے کو بھی کافر نہیں فرماتے۔ کہاں ہیں اعلیٰ حضرت کے فدائی کچھ تو فرمائیں۔

**سوال یا زد ہوا:** اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں، در نہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، ادھنا، ہکنا، جود، بیٹا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا۔ کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے ۱۲ صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲ اس کے بعد صفحہ ۲۱ سطر ۹ میں آیات قرآنیہ بیان کر کے فرماتے ہیں یہ سب صریح کفر ہیں ۱۲۔ خاں صاحب کفر اور بے شک کفر مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کے یہاں بھی کچھ کفر ہے یا نہیں۔ آپ کے یہاں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا بھی کافر نہیں فرماتے پھر اب بھی اگر آپ اور آپ کے اتباع کافر نہ ہوں گے تو کب ہوں گے۔ فرمائیے خداوند عالم کو آپ گالیاں دینا جائز رکھتے یا کوئی اور جناب کی ہی عبارت پیش کرتا ہوں غرض کوئی ذمی انصاف شک نہیں کر سکتا۔ کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں اب

اب بھی وقت امتحان الہی ہے۔ مہتید صفحہ ۱۶ خاک بد منش جو ایسا ہو یا کسی کو ایسا کہہ کر پھر بھی اُسے مسلمان کہے۔ خاں صاحب سلجھل کے جواب دینا۔ یہاں بھی یہ فرق بیان نہیں کر سکتے کہ لزوم و التزام کا فرق ہے زیادہ وقت ضائع نہیں کرتا۔ فقط اسی قدر عرض کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو مصمصام سنت غضب تو یہی ہے کہ جس امر کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ صراحۃً کفر ہے۔ پھر قائل کو کہا جاتا ہے۔ صاف اقرار کرتا ہے، صاف مانتا ہے، صاف کہتا ہے۔ جو العف و التزام کے ہیں پھر دعویٰ صراحۃً جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں جو خاں صاحب کی عبارت مذکورہ سے ثابت۔ پھر بھی خاں صاحب اس قائل کی نسبت کفر کا فتویٰ نہ دیں جس کے ساتھ ان کو حسن ظن بھی نہیں بلکہ گمراہ، بے دین، بد مذہب خارج از اہل سنت و اجماع کہلاتے ہیں۔ مسلمانوں اب بھی مجدد اصطلاحی کا مطلب سمجھا۔ حاصل یہ ہے کہ قواعد اسلام و رسم برہم ہو جائیں۔ جو امور مسلمات طور سے علماء کرام کے نزدیک موجب کفر ہیں وہاں تکفیر نہ ہو اور جہاں تکفیر کا احتمال بھی نہ ہو وہاں سب کو کافر بنا دیا جائے۔ غرض یہ ہے کہ جو اسلام ہے اس کو کفر کہا جائے تاکہ لوگ اس کو چھوڑ دیں اور جو کفر ہے اس کو اسلام کہا جائے تاکہ اس کو قبول کریں۔ غرض مسلمان مسلمان نہ رہیں۔ **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ**

**سوال دوازد ہوا:** ایک نظر الحوکیۃ الشاہیہ صفحہ ۱۹ کی سطر آخر پر خاں صاحب فرماتے ہیں۔ یہاں انبیاء ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا۔ پھر صفحہ ۲۱ سطر ۲۱ پر فرماتے ہیں۔ تو اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء ملائکہ کسی پر ایمان

نہ لاتے۔ سب کے ساتھ کفر کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟ ۱۲۔ خاں صاحب  
 آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جو کسی ضروری دین کا انکار کرے وہ قطعی کافر ہے۔ جو  
 اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ کیا حسم العزمین کا  
 یہی فتوے نہیں۔ آپ تو تمام ضروریات دین و ایمانیات کے منکر کو بھی کافر  
 نہیں فرماتے بلکہ مومن ہی فرماتے ہیں کیسے ہزار ہا درجہ سے آپ پر کفر عاید ہو گیا یا  
 نہیں۔ آپ اور آپ کے جملہ معتقدین کافر ہو گئے یا نہیں۔ کو کوئی تاویل ہے  
 اگر ہے تو بیان فرماؤ ورنہ اپنے معتقدین کا اور اپنا کفر یا سچے مسلمان ہو کر توبہ  
 شائع کر دو **السبح بالسر والعلانیۃ** ورنہ یہ کفر آپ سے اور آپ کی تمام جماعت سے  
 خاں صاحب! ہم بھی مانتے ہیں۔ کافر ہو تو ایسا ہو جیسے آپ۔ اپنی  
 خوشی و رغبت سے تمام انویاع کفر کو جمع کر لیا۔ اور سب کافروں کو مسلمان ہی  
 بنا دیا۔ اب بھی اگر کوئی آپ کو مجدد نہ کہے تو واقعی بڑا بے انصاف ہے۔ ۱۳  
 سچ دلاور است دزدے کہ کبعت چراغ دارد۔

صفحہ ۲۰ کی سطر ۲ میں یہ بھی تو لکھ دیا یہ کفر یہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے  
 مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عزوجل کا ماننا ضرور ہے، یوں ہی  
 ان سب کا ماننا جزو ایمان ہے۔ ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ۱۲۔

مگر افسوس ہے کہ آپ کے نزدیک جو سب کے ماننے سے بھی انکار کرے  
 اور وہ بھی صریح انکار وہ بھی کافر نہیں غضب ہے قیامت ہے کہ حاشیہ ۲۵  
 پر یہ بھی بیان فرما دیا کہ اس میں کچھ تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھو کہ آپ بھی  
 اپنے مسلمات سے ایسے کافر ہو گئے کہ خدا چاہے اس میں بھی قیامت تک

تاویل نہیں ہو سکتی۔ اے دشمن ایمان و اہل ایمان! یہ تو فرماؤ کہ جب کلام  
 محتمل تاویل بھی نہیں اور صریح طور سے تمام ضروریات دین کا انکار کر لیا تو پھر  
 کس دل سے اس کے کفر میں کف لسانی مانو؟ مختار ہے۔ وہ زبان کٹ نہ جائے  
 جو ایسے منکر کو بھی کافر نہ کہے مگر عرض تو اور ہی ہے کہ اگر کوئی تمام ضروریات  
 بھی انکار کرے کسی کو بھی نہ مانے تو کافر نہیں، فقط مجدد کو قبلہ بنا لو۔ پھر نماز روزہ تمام ضروریات  
 دین کا انکار کچھ مضر نہیں۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! جناب خاں صاحب ہم نے  
 نہ تو کسی کو دھوکہ دیا نہ نذر نیا ز پیش کی فقط آپ ہی کی عبارت پیش کرتے ہیں  
 اپنی عبارت سے کافر ہو جاؤ۔ زندیق، ملحد بے دین جو چاہو بنو۔ ہم تو اپنی زبان  
 سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ کر دہ نیافت کر دہی خوش آمدنی  
 پیش من حفریدہ الاخیرہ فقد وقع فیہ۔ اس کو ہمیں سے نہیں  
 نکل سکتے۔ بہت اہل اللہ کا دل دکھایا ہے۔ یہ کہیں خالی عقوڑا ہی جاتے گا  
 جناب خاں صاحب حسام صفہ، پر آپ کا ہی تو کلام پاک ہے۔ یعنی ہر وہ  
 شخص کہ دعویٰ اسلام کے ساتھ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو اس  
 کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی  
 بیاہ کرنے اور اس کے ہاتھ کا فوجیہ کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے  
 بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو متردس  
 کا حکم ہے جیسا کہ کتب مذہب مثل ہدایہ و مقرر ملتقى الابحدر مختار و مجمع الانہد  
 شرح نقایہ بر جندی و فتاویٰ ظہیر و طریقہ محمدیہ و صدیقیہ ندیہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ  
 متون و شروح و فتاویٰ میں تصریح ہے۔ خاں صاحب یہ حکم تو اس کا ہوا جو کسی



مزدری دین کا باوجود دعوے اسلام کے انکار کرے۔ اب وہ شخص جو ایسے کو  
کافر نہ کہے اس کا حکم بھی اسی صفحہ میں آپ نے ہی بیان فرمادیا ہے تو آیا مسلمان  
پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے جیسا کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔  
جن کے بارے میں علما مجتہدین نے فرمایا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے  
خود کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے آپ کے نزدیک تو جو تمام ضروریات دین کا انکار  
کرے وہ بھی کافر نہیں تو اب جس قدر احکام آپ نے بیان فرمائے ہیں ان  
میں آپ کا حکم مرتد کا سا ہوا یا نہیں۔ خاں صاحب کچھ تو فرمائیے۔ تمہید صفحہ ۲  
کی سطر آخر تا لثا اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام  
ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو قطعاً  
یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ ۱۲۔  
خاں صاحب ایک مزدری دین کے منکر کو جو کافر نہ کہے وہ کافر اور آپ  
کو تمام ضروریات دین کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے۔ فرمائیے تو آپ سے  
بڑھ کر کون کافر ہوگا۔ لا لعنة الله على الکافرين۔ آپ تو ستر علم کے مجدد  
ہیں۔ اگر سچے ہو تو اپنا کفر اٹھا دو ورنہ تسلیم کفر کا اشتہار دے دو۔ علیٰ ہذا  
انقیاس عبارات تمہید صفحہ ۲۸، ۲۹ وغیرہ تحقیق اہل قبلہ میں جو آپ نے  
نقل فرمائی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائے اور ہر وجہ سے اپنا کفر تسلیم فرمائیے۔  
خاں صاحب اسی تمہید اور حسام پر ناز تھا جو آپ کے کفر کی تمہید اور ایمان کی  
حسام ثابت ہوئی۔ اسی وجہ سے اپنی تصانیف مخالفین سے چھپاتے ہو۔  
سوال سیزدھو: التحکیم الشہابید صفحہ ۲۲ سطر ۴ کا منظر بھی

قابل دید ہے۔ خاں صاحب فرماتے ہیں، اس قول ناپاک میں اس قابل  
بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ (۱) بعض لوگوں  
کو احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطت انبیاء اپنے نور قلب سے بھی پہنچتے  
ہیں (۲) خاص احکام شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔ (۳) ایک طرح وہ انبیاء  
کے متعلق ہیں اور ایک طرح تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق۔  
(۴) وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں (۵) تحقیقی علم وہی ہے جو  
انہیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعہ  
سے جو مذاہب وہ تقلیدی بات ہے (۶) وہ علم میں انبیاء کے برابر دھمسر  
ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ  
انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے۔ یہ حکم کھلا  
غیر نبی کو نبی بنانا ہے۔ ۱۲ واقعی اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے اور ایسی باتیں صاف  
صاف صریحی بغیر تاویل کہے تو اس نے غیر نبی کو نبی بنایا مگر یہ تو فرماؤ آپ  
کے یہاں تو یہ سب جائز ہے۔ ایسے اقوال کا معتقد مومن مسلمان ہے۔ کہو  
اب بھی اپنے قول سے خود اور تمہارے جملہ معتقدین کافر ہوئے یا نہیں۔  
خاں صاحب اگر اب بھی کافر نہ ہو گے تو ہمیں یہی بتا دو وہ جسٹری شدہ  
اسلام کہاں سے مل گیا ہے جس کو کوئی چیز مضری نہیں ہوتی۔ آسمان کا عقو کا  
گریبان میں آتا ہے۔ نقل مشہور ہے۔ آپ ہر جگہ یہ بدست لکھتے ہیں۔ صاف  
صاف صراحت یہ کہا وہ کہا۔ خاں صاحب خدا کو منظور ہے اور کچھ تمہاری ہمارے  
زندگی باقی ہے تو دودھ کا جلا چھو کچھ کو پھونک مار مار پیتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ان لفظوں کو ایسے بھولو گے کہ کہنے سے بھی نہ کہو گے۔ دیکھایا ہے جو ٹکڑا  
اب اس صاف صاف صریح کو اٹھا کر کہیں تو رکھو آسمان زمین میں کہیں گنجائش  
ہے۔ اللعنة اللہ علی الکاذبین۔ سچے ہو تو اپنے اور اپنے معتقدین کا کافر ہونا  
کیوں نہیں تسلیم فرماتے۔ اعلان دے دو۔

جناب خاں صاحب آپ ہی تو منکر خاتم زمانی کو کافر فرماتے تھے اور کافر  
بھی ایسا جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر اب کیا ہو گیا۔ جو  
شخص غیر نبی کو صاف صاف صراحتہ نبی کہے اور وہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وہ مومن ہو۔ کہو اب منکر خلافت زمانی ہوئے یا نہیں۔  
خفیہ نفاق یوں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہمت ہے سچے ہو، اہل قلم ہر توان کا جواب  
لکھو۔

سوال چہار دھو۔ حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۳۔ یہ قول یقیناً  
باجماع اہل سنت بہت درجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے  
بے وساطت نبی احکام شرعیہ ملنے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔  
امام ابوبکر کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲  
خاں صاحب اول تو فرمائیے کہ اجماع کا منکر بھی کافر ہوتا ہے یا نہیں فرمائیے  
ضرور۔ اب میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کے اور آپ کے جملہ معتقدین کے اجماع کفری  
کا خاص جزئیہ ہے یا نہیں۔ کیوں سرکار جو اجماعاً کافر ہو اس کو بھی آپ کافر  
نہ کہیں وہ آپ کے نزدیک مومن ہو تو فرمائیے اب آپ کے کفر میں بقول آپ  
کے مشبہ باقی رہا۔ خاں صاحب اب تو یہی کہنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ

تکفیر مجسم ہوتی تو آپ کے ہی شاید صورت میں ظاہر ہوتی اور آپ اگر مفہوم ہوتے  
تو کفر اور تکفیر ہی آپ کا عنوان ہوتا۔ اشارۃ اللہ کیا مبارک عنوان اور کیسے  
خوبصورت معنوں جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔

سوال پانزدھو۔ خاں صاحب کا ارشاد الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۴  
آخر سطر ملاحظہ ہو۔ وہابی صاحبو! تمہارے پیشواری نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کی جناب میں کیسی گستاخی کی۔ ۱۲۔

پھر جناب آپ نے گستاخی کرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا باوجود  
صریح گستاخی کرنے کے بھی اُسے مومن ہی کہا۔ ثقف ہے اس ایمان پر کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی گستاخی کرے اور پھر بھی  
مومن کے نزدیک وہ گستاخ مومن رہے۔ کہو ایمان کیا یا پہلے ہی نہ تھا پھر  
صفحہ ۳۳ پر دوسری جگہ فرماتے ہیں اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں  
کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ ۱۲۔ افسوس ہے آپ کے دعوے ایمان پر کہ  
گستاخی اور سب و شتم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں بھی یقینی  
دی جاتیں جس پر مکرر قسمیں کھائیں۔ کلام میں بھی تاویل کی گنجائش نہ ہو، قائل  
اقرار بھی کرے۔ تمام علماء۔ ایسے شخص کی جزا قطعاً، اجماعاً تکفیر بھی فرمائیے مگر  
دنیا کے خلاف آپ ہیں کہ اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے یہ اس کی  
دلیل ہے یا نہیں۔ کہ آپ کو دشمنان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے  
دوستی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت قلبی۔ پھر فرمائیے  
آپ اپنے ہی قلم اور زبان سے دلیل تکفیر کے مستحق ہوئے یا نہیں۔

متبذ ۲۸ صفحہ ۲۸ شفا بزازیر وغیرہ کی عبارت نقل فرما کر آپ ترجمہ فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مذہب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ ۱۲ پھر مجمع الانہر ودر مختار کی عبارت نقل فرما کر ترجمہ فرمایا ہے جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، اُس کی تو بہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر۔ الحمد للہ یہ نفیس مسئلہ کا وہ گراں بہا خزینہ ہے جس میں ان بدگوئیوں کے کفر پر اجماع امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر۔

اب بندہ عرض کرتا ہے الحمد للہ یہ نفیس جزئیہ آپ کے کفر اجماعی کا نکل آیا جس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع باجماع تمام امت کافر قطعی ہیں کیونکہ جس نے ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں صاف صریح گستاخی کی اور گالی دی دینا بھی ایسا یقینی کہ جس پر خاں صاحب فتیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب نے اس کی تکفیر نہ کی تو خاں صاحب قطعی کافر جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ خاں صاحب تکفیر لویں ہوا کرتی ہے، جھوٹ بول کر الزام رکھ کر فتوے تکفیر حاصل کیا تو کسی کا کیا بگڑا۔ اپنا ہی ایمان کھویا۔ اس عبارت کو سوال اول کے ساتھ بھی لگانا چاہیے چونکہ آپ کی جانب سے بھی ۱۵ ہی سوالات ہوئے تھے لہذا اس طرف سے بھی اسی پر اکتفا کی گئی۔ "وان عدم عذاب" اس دقت چند ضروری تنبیہات ہیں جن پر مطلع کرنا ضروری ہے تاکہ جناب خاں صاحب اور ان کے اتباع کو تکلیس کا کوئی موقع نہ ملے۔

تنبیہ اول: شاید کسی صاحب کو یہ شبہ ہو کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کی تکفیر تو صرف اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر نہ کی اس میں احتیاط کی اگر کسی مسلمان کی تکفیر میں خاں صاحب نے احتیاط کی تو کیا بجایا خاں صاحب اگر تکفیر کرتے ہیں تب تو ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان کی مشین میں تکفیر ہی تکفیر چھپتی ہے، دُنیا بھر کو کافر کر دیا، سب پر کفر کا فتوے لگا دیا۔ صاحب وہ تو صحیح کلام کو کھینچ مان کر معافی کفری پر حمل کرتے ہیں اور اگر وہ احتیاط برتتے ہیں، احتیاط کرتے ہیں، کلام میں تاویل فرماتے ہیں تب ان پر الزام کفر لٹایا جاتا ہے کہ صاحب انہوں نے کلام کفری پر تکفیر نہیں کی لہذا وہ بھی کافر اور جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

پھر خاں صاحب کیا مسلک اختیار فرمایا ہیں جو اس طعن و تشنیع اور اس کفر سے نجات پائیں۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ خاں صاحب کو اتباع حق فرمانا چاہیے جو واقعی کافر ہے اسے کافر کہیں جو مسلمان ہے اسے مسلمان۔ خاں صاحب نے ایسا انداز اختیار فرمایا ہے، جس میں نجات محال ہے۔ جو واقعی کلام صاف تھے ان کو کھینچ تان کر معنی کفری پر حمل کیا اور جو واقعی عقیدہ کفریہ ہے اس میں تکفیر نہیں کی۔ تو اب بجز اس بات کے کہ خاں صاحب کے دونوں انداز مذموم اور قبیح ہوں۔ اہل انصاف اور کیا کہہ سکتے ہیں چنانچہ ہماری اس عرض کو ناظرین خدا چاہے بھی قبول فرمالیں گے یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعتقادات یا کلام واقع میں ایسے ہیں کہ ان کی تکفیر ضروری تھی مگر خاں صاحب

نے نہیں کی۔ لہذا وہ کافر اور خاں صاحب کے جملہ اتباع و معتقدین بھی کافر۔ اگر حضرت شہید مظلوم کا کوئی عقیدہ یا کوئی کلام بھی ایسا ہوتا کہ جس میں کسی طرح بھی تکفیر اور کافر کہنے کی گنجائش ہوتی تو خاں صاحب ایسے شکاری کہاں ہیں جن کا کفری نشانہ خطا کرے۔ سب سے بڑھ کر پہلے وہی کفر کا فتوے دیتے مگر یہ تو الحمد للہ تعالیٰ کہ خاں صاحب یعنی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی تسلیم فرمایا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید کی تکفیر ناجائز ہے۔ وہ ضرور مسلمان ہیں۔ ان کا کوئی بھی عقیدہ یا کلام ایسا نہیں جس میں خاں صاحب کے بعد کسی کو تکفیر جائز ہو۔ مولانا موصوف کی اب جو تکفیر کرے، وہ خود کافر ہے۔ مولانا موصوف کا کوئی کلام بھی صریح کفر نہیں، ورنہ اس میں کوئی تاویل مسموع نہ ہوتی۔ خاں صاحب شفا شریف کی عبارت نقل فرما چکے ہیں کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کلام ہو تو ایسا جو جس میں معنی کفری بطریق احتمال کے مفہوم ہوتے ہوں۔ مگر وہ احتمال حضرت مولانا شہید کا قطعاً مراد نہیں۔ ورنہ پھر بھی خاں صاحب پر تکفیر فرض ہو جاتی۔ تو یہ مسئلہ تو بالکل صاف ہو گیا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید اور ان کے اتباع یقینی مسلمان اور مومن ہیں اور جو ان کو کافر کہتے ہیں وہ خود گمراہ، بے دین، بد مذہب، راہ استقامت و سلامت و سداد سے علیحدہ اور غلطی میں مبتلا ہیں، کیونکہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ اب حضرات علماء دیوبند و گنگوہ و مراد آباد پر جو اعتراض کرتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہے اور بے تکی ہاں لکھتا ہے۔ ہاں یہ بات قابل بیان ہے کہ خاں صاحب کی تکفیر نہ کرنے پر پھر کیوں اعتراض ہے

اور اس عدم تکفیر سے ان کی اور ان کے تمام گروہ کی تکفیر کیوں کی جاتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع ناراض نہ ہوں۔ واقعی بات یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بہت خلاف گو، غلط نویس اور مقترمی ہیں، ان کے دماغ میں تعلیٰ اور تشخص اس قدر ہے کہ اپنے بار کسی کو نہیں سمجھتے۔ کتاب بہت دیکھتے ہیں مگر بدعت کی ظلمت سے صحیح بات سمجھ میں نہیں آتی۔ سیدھی بات کو الٹا سمجھتے ہیں۔ طبیعت کچھ تیز ہے مگر نہایت کج۔ جب ذہن جاتا ہے الٹی طرف۔ ان تمام باتوں کے ساتھ فتوے لکھنے اور تصنیف کرنے کا شوق پر مٹی اس درجہ کے کہ جو بات ایک دفعہ زبان سے نکل گئی اس سے تمام دنیا تو مل کر ہٹا دے۔ دین جانے ایمان برباد ہو مگر وہ اپنے کہے سے کبھی نہ مٹیں گے۔ شائد یہ میرے الفاظ ناظرین کو تیز اور ناگوار معلوم ہوں گے۔ مگر خدا جانے تھوڑی دیر میں اس کا اقرار ہو گا کہ یہ بالکل حق اور یہی جواب ہے اور یہی باتیں خاں صاحب کے ان غلجانات میں پھنسنے کے باعث ہوئے ہیں کہ اگر خاں صاحب کو توبہ نصیب نہ ہوئی تو دنیا ہی نہیں آخرت میں بھی رستگاری دشوار ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ قبیح سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و روحی فدا کے ہیں۔ خاں صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو ان لوگوں سے طبعی اور روحی منافرت ہے۔ ان سے کوئی یہ بات کہہ دے کہ جب یہ امر جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت نہیں۔ اگر اٹھی اور سی طریقہ پر اختصار کیا جائے جو آپ سے ثابت ہے یا جس کو اللہ دین نے بتایا۔ اس ایجاد کی کیا ضرورت تو خاں صاحب



کو یہ قول اس قدر ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی عزت اُبردین و ایمان سب کے گاہک ہو جاتے ہیں اور تو کسی چیز پر یس نہیں ہوتا۔ لوٹ پھیر کر اُس کے کلام کے معنی ایسے بناتے ہیں جس سے کفر ثابت ہو جائے اور وہ بغض و عناد بڑے نکالتے ہیں کہ دیکھو اُس کے کلام سے یہ کفر لازم آیا۔ فلاں نے اس کی تکفیر لی فلاں نے تکفیر فرمائی۔ چونکہ لزوم اور التزام میں فرق ظاہر ہے۔ اور تکفیر لزوم پر نہیں ہوتی بلکہ التزام پر اس وجہ سے غایت بغض و حسد کی وجہ سے اس پر مجبور ہوتے ہیں کہ یہ دعوے فرمائیں کہ فلاں کھڑی مضمون کی اس نے تصریح کی صاف صاف کہہ دیا۔ اس کا اقرار کیا، اس کو مان لیا، جو الفاظ التزام کے ہیں پھر دل کھول کر عبارات نقل کر کے ائمہ اعلام کی تکفیر نقل کرتے ہیں چنانچہ سوالات مذکورہ میں جو عبارات الکوکبۃ الشہابیہ کی بحوالہ صفحات و سطور منقول ہوئی ہیں، اُن کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ اُن عبارات کفریہ میں حضرت ولانا شہید کی کوئی عبارت بھی نہیں۔ جس قدر عبارات مضامین کفریہ پر صراحت دلاتی ہیں جن کی بنا پر تکفیر ہوتی ہے وہ سب قبلہ تکفیر جناب خاں صاحب کی ہیں اور عبارات ایسی تصنیف فرمائی جاتی ہیں جن پر تکفیر لازمی ہو۔ بلکہ یوں کہیے کہ وہ نتائج طبع زاد خاں صاحب کے وہ ہوتے ہیں کہ گویا عبارات فتاویٰ کے تقریباً ترجمہ ہوتے ہیں جن پر تکفیر لازمی اور ضروری امر ہو۔ مگر چونکہ خاں صاحب کا مدعی اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ مضامین کفریہ صراحت ہوں۔ قائل اس کا معتقد ہو۔ لہذا خاں صاحب کو نہایت زور سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی تصریح کی صاف صاف کہہ دیا مان لیا، اقرار

پھر اس پر نہایت زور سے تکفیر چسپال ہوتی ہے جیسا کہ اسی الکوکبۃ الشہابیہ کے آخر میں یہ تمام اتہام مولانا شہید پر لگا کر صفحہ ۶۱ سطر آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

باجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی ولابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جو با قطعاً یقیناً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جاہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوایں اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سر نو کلمۃ اسلام پڑھنا فرض واجب۔ ۱۲

ملاحظہ ہو یہ عبارت کس قدر پر زور الفاظ سے تکفیر کا حکم مطلق فرما رہی ہے اس کا کیا مفاد ہے وہ ظاہر ہے کہ جو مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہے وہ بھی جزاً با قطعاً یقیناً اجماعاً جاہیر فقہاء کرام و اصحاب فتوایں اکابر اعلام کی تصریحات کی مرتد کافر باجماع ائمہ اس پر اس کفر ملعون سے صریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۃ پڑھنا فرض واجب۔ پھر اسی عبارت کے بعد خاں صاحب صفحہ ۶۲ سطر ۴ پر فرماتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں الکفار سے کف لسان ماخوذ مختار و مرضی و مناسب۔ ۱۲

آگ لگا جاوے اور کھڑی فرمائیے جو شخص کہ خاں صاحب کے نزدیک جزاً با قطعاً یقیناً اجماعاً بلاشبہ جاہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوایں اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر مرتد کافر ہو۔ باجماع ائمہ بالتصریح تمام کفریات سے توبہ کرنا اور از سر نو کلمہ پڑھنا مسلمان ہو تا فرض و واجب ہو مگر پھر بھی خاں صاحب یہ فرمادیں کہ شخص

مذکور میسرے نزدیک مسلمان ہے اور یہی مذہب پسندیدہ و  
مختار ہے، اور یہی مناسب ہے تو اب فرمائیے کہ پہلے وہ  
زور شور کی عبارت اب کیا ہوتی۔ اگر وہ حکم خاں صاحب نے واقعی نقل فرمایا تھا  
اور وہ شخص واقعی ایسا تھا۔ تب تو خاں صاحب اس کی تکفیر نہ کرنے سے خود ہی کافر  
ہو گئے اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہو گیا اور اگر واقع میں علما و فقہاء و ائمہ  
دین کا حکم نہ تھا۔ تو خاں صاحب بھوٹے مغتری کذاب ہوئے۔ یا نہیں وہ یا  
ان کا کوئی معتقد بیان فرمائے کہ یہ معما کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمادیں کہ  
خاں صاحب نے مذہب فقہاء نقل فرمایا ہے، وہ لزوم و التزام میں فرق نہیں  
کرتے اور خاں صاحب نے مذہب محققین اختیار فرمایا ہے جو لزوم و التزام میں  
فرق کرتے ہیں تو نقل مذہب فقہاء بھی صحیح ہوا۔ اور خاں صاحب کی عدم تکفیر  
بھی صحیح ہوتی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب خاں صاحب کے نزدیک یہ مذہب  
فقہاء۔ مرضی و مختار نہ تھا۔ تو اس غلط مذہب کی بنا پر اتنا بڑا رسالہ مسلمانوں  
کو گمراہ کرنے کے واسطے کیوں لکھا جب یہ مذہب ان کے نزدیک پسند اور صحیح  
نہیں تھا تو اس کو کیوں لکھا۔ اگر کہا جائے کہ مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے  
کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور اس قدر لوگ مولانا شہیدؒ کی تکفیر فرماتے ہیں تو پھر  
عرض یہ ہے کہ جیسے مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر مختلف فیہ ہوتی۔ جناب خاں صاحب  
اور ان کے اتباع بھی اس حکم میں داخل ہو گئے۔ یعنی جن حضرات نے لزوم و التزام  
میں فرق نہیں فرمایا اور لزوم کی وجہ سے بھی کفر کا حکم صادر فرمایا تو اب جو شخص  
ان کافر لزومی کو کافر نہ کہے گا وہ بھی ان حضرات کے نزدیک کافر قطعی ہو گا۔ ملاحظہ

ہو عبارت منقولہ جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر تو نتیجہ یہ نکلا کہ  
مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع جزاً و قطعاً، یقیناً بلاشبہ جاہل  
فقہائے کرام اور اصحابِ فتوے۔ اکابر و اعلام کے نزدیک مرتد و کافر باجماع  
ائمہ ان پر بالمتصریح توبہ اور رجوع فرض واجب از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا  
فرض فرمائیے۔ یہ کفر کیا تصور ہے جس قدر کفر اور جیسا بھی تھا محقق غیر محقق  
خاں صاحب نے جناب مولوی اسماعیل صاحب شہیدؒ کی طرف بھیجا تھا۔  
بعینہ دہی واپس آیا۔ اور مولانا بالکل پاک و صاف رہے۔ خاں صاحب بھی  
کفر سے نہ بچ سکے نہ ان کے معتقدین کو نجات ملی **حوس** یہ فرمایا جائے  
کہ جناب خاں صاحب کو اس فتوے اور جاہل فقہاء عظام اور ائمہ اعلام کے  
خلافت کرنے کا مجاز بھی ہے یا نہیں۔ اگر خاں صاحب غیر مقلد ہیں تو غیر مقلدین  
کے کفر پر بھی خاں صاحب حسام اور دیگر رسائل میں کفر کا فتوے سے پکے ہیں  
پھر بھی بوجہ غیر مقلد ہونے کے خود اور اتباع کافر ہوئے۔ اور اگر مقلد ہیں پھر  
فتوے کے خلافت کرنا اس کی کیا مجال۔ جناب خاں صاحب الفضل الموحی  
صفحہ ۲۴ کی سطر ۳ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت کے فوائد نقل  
فرما رہے ہیں۔ انہم: اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ میں  
بھی اگر خلافت امام کہا، اگرچہ اسی بنا پر کہ اس میں حقانیت ظاہر نہیں ہوتی تاہم  
مذہب سے خارج ہو جائے گا۔ کہ اسے نقل از مذہب فرماتے ہیں۔ وہم ہیئت  
اشد و قاهر حکم دیکھیے کہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ ۱۲ فرمائیے ایک مسئلہ میں  
خلافت امام کرنے سے مذہب امام سے خروج کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اب اگر

فقہاء اور جاہل علماء کا فتوے مذہبِ امام کے موافق ہے، تب تو آپ اس کا خلاف کر کے مذہب سے خارج ہوئے، ملحد ہوئے، اور اگر مخالفت ہے تو پھر یہ مسئلہ مذہبِ امام بہام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخالفت کیوں بیان کیا اور اس قدر طول و طویل رسالہ کیوں لکھا۔ اور کیوں نہیں ظاہر کیا کہ مذہبِ فقہاء غلط ہے۔ مذہبِ امام کے مخالفت ہے جو مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کو فقہاء کے فتوے کے موافق کافر کہے گا وہ مذہب سے خارج ہو جائے گا اور خارج ہی نہیں ساتھ ہی ملحد بھی ہو جائے گا۔

غرض ہر صورت آپ اور آپ کے اتباع ملحد بے دین قرار پاتے ہیں۔ یا نفوذ باللہ جماہیر فقہاء مولانا اسماعیل صاحبؒ کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ آؤ کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ پاک اور اگر یہ کہا جاوے کہ خاں صاحب کو بوجہ مجدد دین اور شہر علم کے مجدد اور ماہر ہونے کے یہ حق حاصل ہے کہ فقہاء عظام کے فتووں کا خلاف کر لیں تو بہت اچھا۔ اول تو یہ ثابت فرمایا جاوے کہ ان کو یہ مرتبہ حاصل ہے یا نہیں اور دوسرے اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو تمام ہندوستان میں حنفی لوگ ہیں۔ خاں صاحب اپنی تحقیق سے کچھ ہوں، مگر جن فقہاء حنیفہ نے کفر کا فتوے دیا تھا وہ تو خاں صاف اور ان کے اتباع کو ضرور کافر ہی کہیں گے تو حاصل یہ ہوا کہ خاں صاحب اپنے دعوے کے موافق کافر نہ ہوئے اپنے منہ میاں مٹھو مگر جمہور فقہائے واصحابِ فتوے کے نزدیک باجماع مرتد کافران کو اپنے کفر و ارتداد سے تو بہ فرض واجب۔ پھر یہ جواب فقط اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جہاں لزوم اور التزام کافری ہو جن کفریات کی نسبت خاں صاحب

نے یہ کہا ہے کہ قائل نے صاف صاف صریح اقرار کیا، مان لیا، اس کا قائل ہوا جہاں واشدوا شد کہ کے قہیں کھائی ہیں وہاں لزوم و التزام کا فرق کیسے اور کون نکال سکتا ہے۔ جب التزام کفر میں بھی خاں صاحب تکفیر نہ کریں گے تو پھر تکفیر کب ہوگی اور اب بے شک خاں صاحب پر ان کے مسلمات سے یہی حکم ہوگا کہ جو ان کو اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے وہ بے شک کافر ہے۔ جناب خاں صاحب کفریوں ثابت کیا کرتے ہیں، آپ اور آپ کی تمام جماعت مرجأتے گی تو بھی یہ کفر خدا چاہے اٹھ ہی نہیں سکتا۔ ہاں تو بہ کر لو، خداوند عالم تو بہ قبول فرمانے والا ہے۔ مگر یہ آپ سے حال ایمان سرودفعہ جائے تو جائے مگر بچائی ٹر اور ان ضرور باقی رہنی چاہیے۔ پھر جب خاں صاحب التزام کفر میں بھی تکفیر واجب نہ فرمائیں گے تو حسام الحرمین کی تکفیر کس بنا پر ہوگی۔ اور یہ حسام کس کے سر کے دو ٹکڑے کرے گی۔ تحذیر ان انفس نہیں تو معنائیں کفریہ کی تو بھی نہیں اور خاں صاحب التزام کفر پر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ تو ضرور ہے کہ وہ تکفیر بھی خاں صاحب کی طرف رجوع کرے گی۔ پس حاصل کلام یہ ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام نہ واقع میں کفر ہے اور نہ احتمال کی صورت میں وہ معنی کفری مراد ہیں اور یہ خاں صاحب کے نزدیک بھی مسلم اور یہی وجہ ہے کہ تکفیر نہ کر سکے مگر چونکہ غیض و غضب، حسد و عناد میں اگر حضرت مولانا پر اہتمام لگاتے ہیں کہ یہ تصریح کی اقرار کیا صاف صاف مان لیا۔ اس بنا پر خاں صاحب کافر نہ تھا کہ ان کی تکفیر کرتے رہے وہ خود کافر اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ اب نہ وہ مولانا مرحوم کی تکفیر کر سکتے نہ اپنی تکفیر اٹھا سکتے ہیں، کیونکہ

اُن کی تکفیر تو اس بنا پر ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا کی طرف ایسے مضامین کفریہ کی صراحت اور التزام کا دعویٰ کیا جن میں تکفیر لازم تھی اور پھر اس پر قسمیں بھی بار بار کھائیں، لہذا خاں صاحب کی تکفیر کا اٹھنا محال ہے۔ اب جناب خاں صاحب اور اُن کے علم و تدین تقویٰ طہارت کے شہدائی اور تو کیا اپنا اور اُن کا ایمان ہی ثابت کر دیں تو ہم جانیں اور ویسے باتیں بنانی تو بہت آسان ہیں۔ مقابلہ میں بات ہو تب معلوم ہو۔ مخبر و مخبر کا بہت غل تھا۔ اب قلم کہاں ٹوٹ گئے۔ چھاپہ خانہ کہاں چلا گیا۔ پہلے جلدی مضامین چھاپنے پر فخر ہوتا تھا۔ اب وہ فخر کہاں سب خاک میں مل گئے۔ مناظرہ تقریر کیا کر دگے۔ اپنی طرف سے نہیں کسی کے نام ہی سے ردالتکفیر اور ان سوالات کا جواب دو تو ہم بھی جانیں۔ اب خدا چاہے معتقدین بھی سمجھ گئے۔ کہ اعلیٰ حضرت کی علمیت اس درجہ کی ہے۔

تنبیہ ثانی، معروض سابق سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ جناب خاں صاحب کی یہ عادت ہے کہ مخالفین کی عبارت سے ایک نتیجہ کفری نکال کر اس کی صراحت اور صاف صاف ہونے کا دعوے کر کے مخالف کے ذمہ تحویپ دیا۔ چھری نتیجہ کی بنا پر تکفیر فرمادی اور جس عبارت کی طرف وہ اتمام لگایا اس کا ماسبق و ماسبق نہ ارد کر دیا چونکہ پہلے نتیجہ نکال ہی چکے ہیں۔ مجدد ایسے ویسے مشہور ہیں۔ دیکھنے والے کو جھوٹ افتراء کا کیا گمان ہو گا اس نے بھی یہی معنی سمجھ کر اور جناب خاں صاحب پر اعتماد کر کے خاں صاحب کے فرضی نتیجہ پر کفر کا فتوے دے دیا مگر حقیقت نہ وہ فتوے مخالف پر ہوتا ہے نہ اس کی عبارت پر بلکہ خاں صاحب کے نتائج پر چنانچہ یہ امر خاں صاحب کے ہی بیان سے ثابت ہو گیا کہ الحکوبۃ الشہابیہ

معلوم، دیکھا کہ خاں صاحب کے نزدیک بھی اصل عبارت میں اس کفری مضمون کی صراحت نہیں ہے۔ یہ حرکت شلیعہ خاں صاحب نے ایک جگہ نہیں کی، بلکہ اس ایک ہی رسالہ الحکوبۃ الشہابیہ کو اس شخص طریقہ سے متعدد جگہ ملوث کیا ہے۔ بیان کرنا اس امر کا منظور ہے کہ جب الحکوبۃ الشہابیہ میں خاں صاحب نے اس امر کو بکثرت اختیار فرما کر اپنا صدق اور دیانت ظاہر فرماتی ہے۔ اسی طرح براہین قاطعہ اور حفظ الایمان و تحذیر الناس وغیرہ کی نسبت سمجھنا چاہیے، کہ خاں صاحب نے جو الزامات لگاتے ہیں کہ فلاں میں تصریح کی کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم ابلیس کا زیادہ ہے۔ فلاں میں تصریح کی کہ آپ کے علم کے مساوی صبی و مجاہدین و بہائم کا علم ہے۔ او کما قال وغیرہ۔ یہ سب الزامات حضرت مجدد بریلوسی کے تراشیدہ و خراشیدہ ہیں۔ اصل عبارت کتب میں ان غبیث مضامین کی بُجھی نہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خاں صاحب کی ایسی عادت قدیمہ ہے ورنہ محال تھا کہ خاں صاحب یا ان کے اتباع انتصاف البری من الکذاب المفتری پر گفتگو کر کے یہ امر نہ دکھا دیتے۔ ہم پھر بفضلہ تعالیٰ پیشین گوئی کرتے ہیں نہ خاں صاحب اور اُن کے اتباع سے اپنی تکفیر اٹھے گی نہ ان مضامین کفریہ کی صراحت کتب مذکورہ میں دکھاسکیں گے نہ ان مضامین کو بطریق لزوم ثابت کر کے مستحکم کی مراد ہونا ثابت کریں گے۔

تنبیہ ثالث، کوئی صاحب یوں کہیں کہ اس تمام تقریر سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر نہیں تفسیق اور تفصیل اور بدعت میں تو خاں صاحب شک ہی نہیں فرماتے۔ تو جواب یہ ہے



کہ خاں صاحب کے دعویٰ باطلہ کی حقیقت کھل گئی ہے۔ اور زیادہ بھی ان شاء اللہ ظاہر ہو جاوے گا۔ الحمد للہ کہ خاں صاحب اتنے میں تو ہمارے شریک ہیں کہ ان عبارات سے تکفیر نہیں ہو سکتی۔ وہ ان عبارات کے ایسے معنی بیان فرمائیں جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جس سے تفسیق وغیرہ بھی نہ ہو سکے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر جواب خاں صاحب کے مقابلہ میں انہیں کے مسلمات سے ہو۔ لہذا اس کی ضرورت ہے کہ پہلے وہ معنی بیان فرمادیں۔ اسی انداز پر ہم بھی معنی بیان کر دیں گے۔

تنبیہ بلع جس طرح خاں صاحب تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم کے معنی صحیحہ بیان فرمادیں گے اس سے زیادہ صاف اور روشن معنی ہم تحذیر الناس وغیرہ کے بتاویں گے اور اس وقت یہ دریافت کریں گے کہ وہ کون سی اقیانوس تھی جو مولانا شہید صاحب کے ساتھ ضروری اور لازمی اور مختار اور پسندیدہ تھی جس کی بناء پر تکفیر ناجائز ہوئی۔ اور صاحب تحذیر الناس وبراہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کے ساتھ ناجائز مولانا شہید کی تکفیر ناجائز اور ان صاحبوں کی ایسی ڈبل تکفیر کہ جو ان کو کافر نہ کہے، تکفیر میں تامل، تردد، شک و شبہ کے وہ بھی کافر خاں صاحب دیکھا، اہل اللہ سے حسد و بغض کا نتیجہ۔ آپ نے حضرت حجۃ اللہ فی العالمین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب انور ترمذی و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رشید الحق والملة والدین لنگوی، قدس سرہما و حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہما کی محض نفسانیت اور حسد اور بغض سے

مخالفت اور تکفیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ذلیل کیا کہ خدا مسلمان کو وہ ذلت نہ دے۔ تم اپنے ہی کلام سے مع اتباع کافر ہو گئے۔ اور کفر بھی کیسا، جس کو مر جاد تو اٹھانہ سکو۔ اگر خدا حیا و ایمان دے تو سمجھنے کے واسطے کافی ہے باقی ان شاء اللہ تعالیٰ اور رسائل میں ظاہر کیا جائے گا۔ الحمد للہ والاخر و صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ و صحبہ و نور علیہ و آلائہ و سلوا و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تنبیہ خامس اجنب خاں صاحب آپ سے اور آپ کے اتباع سے اس کفر کا اٹھنا محال ہے۔ ہاں ہم جو صورت بتاتے ہیں وہ اختیار کر لو تو اس سے رشکاری ممکن ہے یا تو یہ کہو کہ واقعی حضرت مولانا شہید سچے اور یکے مومن اور مسلمان ہیں اور ہم بھی انہیں ایسا ہی جانتے ہیں۔ مگر فقط غیض و غضب تعنت و حسد کی وجہ سے مولانا موصوف پر الزام بالقصد لگا دیے کہ انہوں نے نکال بات کا اقرار کیا، مان لیا، تصریح کی، صاف صاف لکھ دیا۔ یہ سب جھوٹ محض اور کذب خالص ہے۔ اس صورت میں گو آپ کا کذاب مفتری ہونا تو ضرور ثابت ہو گا مگر کفر خالص سے نجات ملے گی مگر یہ صدق و صفائی آپ سے تقریباً محال ہے اگر یہ نہ ہو سکے اور ضرور نہ ہو سکے گا تو پھر یہ صورت ہے کہ اس کا اقرار صاف کر لو کہ ہم نے جو الزامات مولانا موصوف پر لگائے ہیں، گو مولانا اس سے واقع میں بری ہوں اور ہیں۔ ہمارے نزدیک یقینی ان امور کفریہ کے وہ معقد ہیں اور اس بناء پر ان کی تکفیر ہم پر ضروری تھی۔ اس وقت تک جو تکفیر نہ کی، یہ ہم سے غلطی ہوئی اور واقع میں اس وقت تک ہم انہما کی

تمام جماعت قطعی کافر اور مرتد تھی مگر ہم سب اب توبہ کرتے ہیں اور اپنے عقیدہ کے موافق مولانا کی تکفیر کرتے ہیں، اتنے دنوں تک کافر رہے۔ اب مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس وقت تو ہم نے آپ کا کفر الزامی ثابت کیا ہے۔ پھر اس وقت خدا چاہے جناب خاں صاحب ہم آپ کا کفر تحقیقی ثابت کریں گے۔ اگر مرد ہو تو ایک بات پر پختہ ہو کر جی کڑا کر لو۔ ورنہ جائز جہنم میں آپ سے اور آپ کے اتباع و تمام جماعت سے کفر اٹھ چکا ہم نے آپ کو برا بھلا بتا دیا۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ ان دونوں صورتوں کے سوا کفر اٹھ نہیں سکتا۔ خاں صاحب آدمی بن کے تہذیب سے علمی بات کو ناظرین کو بھی لطف آئے۔ خود گالیاں دواور دلاؤ۔ یہ انسانیت نہیں اب بھی نہ سمجھو تو کیا مر کے سمجھو گے۔ صورت آخر میں یہ فرمایا جائے کہ حالت کفر کی نماز روزہ اور اگر اولاد ہوئی ہو تو ان کا کیا حال ہو گا۔ اس کے بعد آپ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور ان کا کفر ثابت کرنا چاہا تھا تو اپنے گھر بھر اندھے بچے کیا نطفہ تک کا کفر ثابت کرالیا۔ اور جواب نذر دیا۔ اب دوسرے حجۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ یاد رکھو کہ اس میں اس سے زیادہ ذلیل ہو گئے۔ تفصیل تو تحفۃ الخواطر میں یا الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں ملاحظہ فرمائیے اجمالاً اس قدر گزارش ہے کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ کافر قطعی ہے حضرت مولانا موصوف کا خود یہی مذہب ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل اس کی شاہد ہیں

پھر مولانا موصوف پر یہ الزام کہ وہ ختم زبانی کے منکر ہیں، سخت بے حیائی اور بے ایمانی ہے۔ رہی تحذیر اناس کی عبارت وہ ختم ذاتی کے متعلق ہے۔ نہ کہ ختم زبانی کا انکار بلکہ اس کی تصریح فرمادی ہے کہ ختم ذاتی کو ختم زبانی لازم ہے یا بطریق عموم مجاز یا اطلاق وہ بھی مراد ہے تو اب عبارت تحذیر اناس میں جو فرض واقع ہوا ہے وہ فرض بمعنی جائز نہیں ہے بلکہ بمعنی تفسیر ہے جو محال کو بھی شال ہے۔ مثلاً کوئی اس کو تسلیم کرنا ہے اور ماننا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مولوی نقی علی خاں صاحب کے فرزند اور جہند ہیں۔ اب وہ یہ کہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی مسلمات سے خود کافر ہو گئے اور یہ کفر ان کو بہر صورت لازم ہے چاہے کسی کی اولاد کیوں نہ ہوں تو قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کا کفر ان کی مسلمات کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس میں ان کے باپ کو دخل نہیں۔ زید عمر بکر کوئی ہو گو واقع میں جانتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ مولوی نقی علی خاں صاحب کے فرزند ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ اس نے تو مولوی نقی علی خاں صاحب کی فرزندیت سے انکار کر دیا تو جواب یہی دیا جائے گا کہ بھائی وہ امر تو بجائے خود مسلم ہے، اس کی تو ہم پہلے تصریح کر چکے ہیں۔ یہاں بفرض محال کہا جاتا ہے کہ اگر وہ کسی اور کے جی فرزند ہوں تو ان پر کفر وجہ ان کے مسلمات کے لازم ہے۔ لازم کفر میں باپ کو دخل نہیں۔ یہ نفیم عموم کفر بیان کرنے کی غرض سے ہے، نہ اس سے واقع کا انکار منظور ہے جس کی ہم خود تصریح کر چکے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ آپ کی ختم زبانی کا ثبوت ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا انکار کرے وہ اجماعاً کافر ہے۔ مگر آپ کے لیے جو ختم ذاتی ثابت ہے بہر صورت

ثابت ہے چاہے آپ کسی وقت میں بھی رونق افروز ہوتے، بلکہ بغرض محال اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو جائے تو خاقیت ذاتی میں فرق نہ آئے گا۔ گویہ تقدیر محال اور اس کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ آپ کا خاتم زمانی ہونا اجماعی قطعی مسئلہ ہے فرمائیے جب پہلے تصریح کر دی کہ آپ کی ختم زمانی کا منکر کافر ہے تو اس عبارت سے ختم زمانی کا انکار کیسے لازم آتا ہے۔ پھر ان عبارات صحیحہ کے مقابلہ میں ملاحظہ ہو۔ تحذیر اناس صفحہ ۲ سطر ۸ بلکہ بنا۔ خاقیت اور بات پہلے جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دہ بالا ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ صفحہ ۸ سطر ۱۸۔ ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاقیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہو گا ۱۲۔ صفحہ ۲ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاقیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاقیت زمانی بدلت التزائم ضرور ثابت ہے۔ اُدھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہرون من موسیٰ الا انت لا نبی بعدی اذ کہا قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشرعت اور رکعات متواتر نہیں، جیسا اُس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ ۱۲۔

جناب خاں صاحب آپ نے تحذیر اناس کی ان تینوں عبارتوں کو

ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا حضرت مولانا مرحوم خاقیت زمانی کو کس شد و مد سے ثابت فرما رہے ہیں اور اس کے منکر کو کافر فرماتے ہیں۔ کیوں خاں صاحب جو شخص خاقیت زمانی کو مطابقت التزمانا اجماع سے تواتر سے ثابت کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی کے منکر کو کافر کہے۔ کیا آپ کی سرکار میں اسے منکر خاتم زمانی کہا جاتا ہے، اس پر فتوے کفر دیا جاتا ہے، خاں صاحب آپ کا ایمان دھرم بھی ہے۔ خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا ہے۔ آپ ہی کو عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ کہو یہ ہی عشق ہے۔ یہی محبت ہے۔ یہ تو فقط مشتے نمونہ از خردار ہے۔ تزکیۃ الخواطر طبع ہو گیا ہے۔ اہل اسلام کو اس کے مطالعہ سے آپ کی دھوکہ دہی معلوم ہوگی مسلمانو! اگر زندہ رہوں تو خدا چاہے بتا دوں گا کہ اسلام اور اہل اسلام اور خاصانِ خدا بالخصوص اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جو دشمنی اور عداوت خاں صاحب بریلوسی نے کی ہے یزید پلید سے بھی نہ ہو سکی۔ یہ جو فردش گندم نما ظاہر بدست قابلِ احترام ہیں۔ آپ نے ابھی تحذیر اناس کے معاملہ میں دیکھ لیا ہو گا۔ کہ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں اور خاں صاحب کیا اقرار پر دازی کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنا اقرار خلافت واقع بیان کرنا یہ جناب خاں صاحب اور اُن کے اتباع کا خاص کام ہے۔ کل کی بات ہے، مراد آپ کے قصے کو کس کس طرح غلط بیان فرمایا ہے۔ اصل واقعہ ظاہر ہونے کے۔ جھوٹ خود معلوم ہو جائے گا۔ مسلمانو! آپ نے معلوم کر لیا ہے کہ جس وجہ سے خاں صاحب مناظرہ نہیں کرتے اور نہیں کہتے، خاں صاحب نے حسام الحرمین

ہیں جھوٹے جھوٹے دعوے کر کے تکفیر کرائی ہے جس کو قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا تحذیر الناس سے ختم زمانی کا انکار کوئی ثابت کر سکتا ہے ایسے صاف اور کھلے ہوئے چاند پر کوئی خاک ڈالے گا تو اسی کا منہ سیاہ نہ ہو گا اور یہ تو قطرہ از بحر ہے۔ پورا بیان تو تزکیۃ الخواطر میں ہے۔ اب وہ چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ فرمادیں۔ ہم خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام جو فقط خاں صاحب کے دھوکے میں آگئے ہیں وہ خاں صاحب سے یہی کہیں گے لعنة الله على الكاذبين مسلمانو! ہم ممکن سے ممکن صورت مناظرہ کی پیش کی مگر خاں صاحب نے اس کو رلانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، جو خدا چاہے رسالہ نار الغضا میں معلوم ہو جائے گا۔ اب ہم پھر خاں صاحب سے درخواست کرتے ہیں۔ ان کے معتقدین کی خدمات میں کمال ادب عرض پرداز ہیں کہ ہماری مخالفت میں جس قدر رسائل جناب خاں صاحب کی تصنیف سے ہوں ان کو براہ مہربانی دو گونی قیمت پر بیرون فرمادیں ہم نہایت تہذیب و متانت سے جواب کے لیے مستعد ہیں۔ ہم نے خاں صاحب کی خدمت میں کچھ الفاظ تیز کہیں کہیں لکھے ہیں جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریریں ملاحظہ فرمائی ہیں وہ تو خوب جانتے ہیں کہ ہم نے کوئی بھی لفظ تیز نہیں کہا، ہاں جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریرات نہیں دیکھیں ان کو شاید کچھ خیال ہو۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ اول تو ہم کو معذرت سمجھیں۔ دوسرے مقصود خاں صاحب کو جتنا اٹھا کہ خدا نے دوسروں کو بھی قلم اور زبان دیا ہے ہم نے تو ابھی کچھ بھی نہیں لکھا مگر خاں صاحب کے کتبہ میں چیخ و پکار پڑ گئی۔

عہدہ بنیہ خط کے نام سے مطلع فرمادیں تاکہ اگر موجودہ دور تو اطلاع کر دے گی۔

آئندہ کو خاں صاحب فحش اور لغو بات سے توبہ کریں۔ ہم نرم انداز میں جواب دیں گے جیسا کہ تزکیۃ الخواطر میں کوئی لفظ بھی بغضہ تعالیٰ سخت نہیں۔ ناظرین منتظر رہیں کہ خدا چاہے وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے سب دھوکے طشت از باہم ہو جائیں گے اور وہ اور ان کے اتباع کچھ بھی نہ کر سکیں گے یہ کس قدر بار آور کمزوری کی بات ہے کہ ہم برسوں سے رسائل مانگ رہے ہیں اور خاں صاحب اور ان کے اتباع صم بکم بنے ہوئے ہیں جواب تک نہیں دیتے۔ ہماری مخالفت میں رسائل شائع ہوں مگر خاص خاص معتقدین میں پھر ان کو بھی تاکید و کیہو کہیں مخالفین نہ دیکھ لیں۔ ہم کو خبر بھی نہ ملے، خط لکھیں طلب کریں جو بے نذر در تفت بے اس علم اور سمیت پر کتاب لکھنے اور چھاپنے کو کس نے کہا تھا۔ یہ ہے وہ بات جو ہم نے لکھی تھی کہ رسائل چھاپتے ہیں، دعوے کرتے ہیں مگر سینوں کے اندول رزتے ہیں، دلائل بیان کرتے ہیں مگر ان کی غلطی کا ان کو خود یقین حاصل ہے اب تو ہم یہاں تک کہتے ہیں کہ سامنے نہ آؤ امت آؤ۔ ہم بھی آپ کی زیارۃ کے مشتاق نہیں، کسی ہی کے نام سے سہی مگر انصاف البری رد التکفیر اور اس رسالہ احدی التسعة والتسعين علی الواحد من الاشیاء، الشهاب الناقب، تنزیہ الاله السبح عن عیب کذب مقبرج۔ اثبات القدرہ الالہیہ، حمد العقل کا جواب معقول لکھ کر شائع کر دیں مگر یاد رکھو مسلمانو! باطل جا چکا حق ظاہر ہو گیا اور خدا چاہے اور ظاہر ہو گا۔ قُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یُطْلَقُ کَانَ مُنْہَکَ۔ اگر زندگی باقی ہے تو ابھی خاں صاحب اور ان کے معتقدین کی خدمت میں بہت کچھ عرض کرنا ہے،



ہاں خاں صاحب اگر حق کی طرف رجوع کریں یا کم از کم یہی شائع کر دیں کہ حاکم البحرین کا جواب ہو گیا وہ واقع میں دھوکہ دہی یا جہالت تھی۔ تب ہم خاں صاحب پر فاتحہ پڑھیں اور کھلے ہوئے مخالفین اسلام آریہ وغیرہ کی طرف متوجہ ہوں۔

افسوس خاں صاحب خانہ جنگی کو نہیں چھوڑتے۔ نہ خود مخالفین اسلام سے مقابلہ کرتے ہیں۔ نہ ہم کو اجازت دیتے ہیں بلکہ ان کی کوشش یہ ہے کہ جو ان کو مجدد و نامنے سے پہلے اسی کو مخالف اسلام بناؤ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ابن شیرخدا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ دہینے

بند سبب محبت در مضمون عینی

ناظم تعلیمات و شجاعت بلیغ و العلوم دیوبند

وَمَنْ يَصْحَبْكَ فَلْيَنْصَحْكَ ۚ عَلَيْهِمْ مِّن سَبِيلٍ ۚ

انتصاف البری  
الکذاب المفتري

تصنيف لطيف

رَسُولِ الْمَنَظَرِ فِي حَضْرَتِ مُلَانَا سَيِّدِ مُرْتَضَى حَسَنٍ چاند پوری نامتو تعلیم  
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

ناشر

انجمن ارشاد اہلین

۶۔ بی شاداد کالونی جمید نظامی روڈ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره  
على الدين كله وكفى بالله شهيدا اللهم صل وسلم وبارك  
على سيدنا ومولانا محمد رسول الله وعلى الذين معه استدعاء على الكفا  
رحماء بينهم تراهم ما حين للبدعات مروجين لسنن سيد  
اله ووجودات ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا۔

اما بعد : حضرات اہل اسلام کی خدماتِ عالیہ میں کمال ادب عرض ہے  
کہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک ہدایت و ضلالت سب من اللہ تعالیٰ  
ہے جہاں ہدایت کے لیے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اتباع  
علماء و اسخین علیہم رحمۃ الرب الحکیمہ کو پیدا فرمایا۔ ضلالت  
اور گمراہی کے لیے بھی ابلیس لعین اور اس کے اتباع شیاطین اور لقناس لذی  
یوسوس فی صدور الناس۔ کو جنم کے لیے مخلوق فرمایا۔

جیسے اتباع ابلیس لعین نے دین اور دینداروں کے خلاف اور دشمنی اور  
تبلیس دین میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ حامیان دین نے بھی وہیں "لا حول"  
پڑھ کر کافر اور ان کے بیت عنک بروت کا تار تار نیست و نابود کر دیا۔ اس  
آخری زمانہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے دین اور دینداروں  
کی عداوت میں وہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ پہلے مخالفین دین کو وہ انداز نصیب  
نہیں ہوا۔ اس طریقہ کا ان کو مجدد کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا۔

غدر کے بعد جب دہلی برباد ہوئی اور اہل کمال منتشر ہوئے تو علماء بائین

عالم بالا پر طلب فرمائے گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا خاندان جو ہندوستان کی ہدایت کے لیے آفتاب ہند تھا وہ بھی غروب ہو گیا تو مشیت ایزدی نے حضرت مخدوم عالم سید الاولیاء سند الاصفیاء شہ العرب والعجم رحمۃ من رحمت اللہ حضرت شاہ امداد اللہ ہاجر کی قدس سرہ العزیز کے مظہر فیض اتم مصد علوم حمانی معدن فیوض لاثانی معجرات سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوٰۃ افضلہا والتسلیمات اکملہا حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب برداشتہ تعالیٰ مضجعہ ونفعا بعلومہ الزکیۃ الطاہرۃ کے قلب مبارک میں سے عالیمہ دیوبند دارالعلوم نومی کے بنا کا خیال پیدا فرمایا جس کی تربیت حضرت مولانا موصوف کے بعد مظہر اکمل ثانی نعمان زمان شبلی دوران حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے فرمائی۔ اس مختصر تہذیب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ مختصراً اس قدر عرض ہے کہ جیسے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید غیظ المبتدعین سے بدعتی لا حول کی طرح سے بھاگتے تھے چونکہ ان حضرات کا سلسلہ حدیث بھی وہی خاندان ہے اور دارالعلوم دیوبند کی بنا۔ اسی پر تھی کہ سچی حقیقت کی اشاعت اور بدعات کا محو اور اتباع سنت جاری ہو۔ اس وجہ سے دارالعلوم کی بنا۔ اہل بدعت پر سخت شاک ہوئی اور چونکہ غیر مقلدین اور دہابیوں کی بے ادبی جملہ مقلدین کے دلوں میں راسخ تھی۔ اس وجہ سے بانیان مدرسہ کو دہابی غیر مقلد کہنا شروع کیا۔ یہ نہایت چلتا ہوا سفلی عمل ان کے نزدیک بہت ہی موثر تھا، مگر چراغے را کہ ایزد نہ فردوزد اور دلائل مستند نورہ دلکراہ المشرکون۔ جس قدر اہل بدعات نے مدرسہ کو بدنام کیا اس کی صفائی

اخلاص نے اسی قدر شہرت حاصل کی۔ ہند سے لے کر دوسرے ممالک تک دیوبند ہی دیوبند کا غل ہو گیا۔ چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے خاندان نے بدعت کی خاص تربیت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان میں بدعت کا ماسن وہی دارالامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے خاندان پر خاص عنایت ہے۔

دین و دنیا و عزت و آبرو تمام انسانی ذمہ داریوں سے علیحدہ ہو کر جو واقعی ایک بدعت کے پورے حامی اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والرحمۃ کے جانی دشمن کو کرنا چاہیے تھا۔ خاں صاحب کی کڑوت ایسی ہی ہے یا نہیں۔ ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں۔

خاں صاحب نے حرمین شریفین کا اس غرض سے سفر کیا اور اپنی ایک کتاب المعتمد المستند جس میں ان حضرات حامیان سنت ماجیان بدعت پر وہ الزام اور بہتان تراشا کہ شاید کبھی کھلے ہوئے مخالف دین یہودی، نصرانی، آریہ وغیرہ کو بھی ان کی انسانیت و شرافت نے ایسی حرکت کی جرأت نہ دی ہوگی۔ خاں صاحب نے بعض کتابوں کی عبارات میں قطع و برید کیا ایک فقرہ صفحہ ۱۴ کا لیا دوسرا فقرہ صفحہ ۲۸ کا، تیسرا فقرہ صفحہ ۳۰ کا اور اس ترتیب سے اس کو ایک مسلسل عبارت بنالیا اور تمام عبارات کی اگلی پچھلی عبارت موقوف کر کے ایک ایسی عبارت بنادی جس کا ظاہری مضمون کفر ہو۔ اہل انصاف خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی عبارت آدمی کس کتاب سے نہیں بنا سکتا۔ خاں صاحب ہی کے رسائل سے ہم دو چار سطریں کیا صفحہ کے صفحہ مخدوم عبارات کے بنا سکتے ہیں

کہ جو دیکھے خاں صاحب کو کالا کافر کے بغیر چوک ہی نہیں سکتا۔ پھر تماشہ یہ کہ کوئی عبارت ایسی نہیں لکھی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ عبارت چند جگہ کی ملخص ہے اور چن چن کر کفریہ مضمون بنایا گیا ہے۔ اس رسالہ کو علمائے حریم شریفین کی خدمت میں بغرض استفتاء پیش کیا۔ اہل حریم شریفین کو اس ملعونہ و جالی حرکت کا تو شاید خطرہ بھی نہ ہوا ہو گا اسی مضمون پر جس نے وہ عبارت بنائی تھی اہل حریم شریفین نے بھی تکفیر فرمادی وہ عبارت تو سوائے خاں صاحب کے اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی **تخزیر الناس** اور اس کا مقدس مصنف تو اس سے پاک ہے حیرت پر حیرت اور حسرت پر حسرت ہے کہ ایسے بدمذہب کفار گان اسلام ہوتے ہی کیوں نہ مر گئے۔ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز اس سالہ **تخزیر الناس** میں اس عبارت کے پہلے اور بعد میں تصریح فرما رہے ہیں کہ چونکہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتمِ زمانی ہونا قرآن سے بلا لہ مطابق التزامی احادیث متواترہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ لہذا اس کا منکر کافر ہے اور اس مضمون کو دلائل عقلیہ نقلیہ جو نہایت ہی پُر زور دلائل ہیں ثابت فرمایا پھر ان پر یہ الزام ہے کہ حضرت موصوف سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتمِ زمانی بننے کے منکر ہیں۔ **العجب علیہم الذین ولانہ** اسی طرح حضرت رشید الاسلام و المسلمین حضرت محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز پر یہ جیتا بہتان باندھا کہ انہوں نے معاذ اللہ اس کا فتوے دیا ہے کہ جو خداوندِ عالم کو جھوٹا کہے وہ فاسق بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت مرحوم کے قلمی اور چھپے ہوئے فتوے موجود ہیں کہ جو شخص ایسا کہے وہ کافر ملعون ہے۔

براہینِ قاطعہ کی نسبت آئینہ میں منہ دیکھ کر یہ کذب خالص گھڑا کہ اس میں

تصریح کہ معاذ اللہ تعالیٰ اہل بیت کا علم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

حفظ الایمان پر اپنے بختِ سیاہ کو پیش نظر کرنے کی غرض سے یہ افتر کیا ہے کہ اس میں تصریح کی کہ جیسا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو ہر بچہ اور پاگل اور جملہ حیوانات کو حاصل ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ دونوں کتابوں میں اس مقام پر چند سطروں کے بعد اور قبل وہ مضمون مذکور ہے جو اس مضمون کے بالکل مباین اور متضاد ہے جس کو خاں صاحب خوب جانتے ہیں۔ براہینِ قاطعہ میں فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی ہے جو اجماعی قطعی مسئلہ ہے اور اس کی تصریح اس کے قول کے آخر میں موجود ہے اور حفظ الایمان میں چند سطروں کے بعد صاف لکھا ہوا ہے کہ جو علوم لازمِ نبوت ہیں وہ سب آپ کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاصل ہو گئے تھے جس کی تفصیل الشہاب الثاقب اور بسط البدان اور قطعہ الوتین اور ترکیبہ الخواطر اور السحاب المندار اور توضیح البیان میں موجود ہے۔

الغرض خاں صاحب نے اہل حریم شریفین سے اس ملعونہ رسالہ غیر المعتمد مسترد کی عبارت پیش کر کے فتوے لکھوایا جو خاں صاحب کے نامہ اعمال میں سنڈ اس سے زیادہ ہمکتا ہے۔ خاں صاحب کے تمام اعمال میں اس عمل کی برابر شاید کوئی ہی عمل مقبول ہو۔ اسی وجہ سے خاں صاحب کو اس پر بڑا ناز ہے اور فخر بھی ہے۔ اس میں تو ہم بھی متفق ہیں کہ پرائی بد شکوئی کے لیے جو کسی نے اپنی ناک کان کٹوا دیے تھے وہ مثل خاں صاحب نے پوری کر دی۔



مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ خاں صاحب ہی کے ایمان اسلام وغیرہ کا خون ہوا  
اہل اللہ کے دین ایمان، تقدس، عزت و اکبر کا خدا حافظ ہے۔ من عادی لی  
ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ خدائی نقارہ خاں صاحب کے لڑائی کے لیے بچ گیا اور  
رسالہ انتصاف البری جواب سہ بارہ باضائف تہذیبیہ ترسیم بعض الفاظ چھپتا ہے۔  
برس گزے شائع ہو گیا۔ خاں صاحب کے او ان کے جملہ معتقدین سے فقط اسی قدر  
سوال کیا گیا تھا کہ جو الزام لگا کر فترے حاصل کیا اور اہل حرمین شریفین کو دھوکا  
دیا ہے وہی عبادت یا مضامین صراحۃ ان رسائل میں دکھا دو اگر نہ دکھا سکو اور نہ  
دکھا سکو گے تو جان لو کہ تمہاری امانت و دانت عالم پر روشن و ثابت ہو جائے گی  
سو الحمد للہ تعالیٰ کہ ویسا ہی ہوا اور برس گزے مگر کوئی نہ ثابت کر سکا۔ نہ مناظرہ  
پر آمادہ ہوا ہے نہ خدا چاہے قیامت تک آمادہ ہو سکے اور اگر کہیں کسی کو قسمت  
دھکا دے دیا اور خاں صاحب کے بے پوچھے مناظرہ پر مستعد ہو گیا تو خدا چاہے اس کی  
ذلت بھی قابل دید ہوگی یہ وجہ ہے کہ خاں صاحب او ان کے جملہ معتقدین کو ہم  
مناظرہ کرتے ہوئے بخار منین بند ہیضہ ہوتا ہے اور طاعون کی خوابیں دیکھنے لگتے ہیں۔  
مسائل علیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے بالخصوص سلع جن مسائل میں  
اختلاف بیافریقین میں بڑے بڑے علماء ہوں، وہاں کسی شخص کے پاس کوئی دلیل  
قطعی ایسی نہیں ہوتی کہ جو دوسرا بالکل ہی لاجواب ہو جائے۔ خاں صاحب ہم سے  
مناظرہ مسائل مختلف فیہا میں شاید کر لیتے مگر اب تو علمی مسائل میں بات چیت  
ہی نہیں گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مضامین جو آپ نے تحذیر الناس، براہین قاطعہ،  
حفظ الایمان کی طرف منسوب کر کے تکفیر کراتی ہے۔ وہ مضامین صراحۃ ان

رسائل میں دکھا دو اور وہاں ان مضامین کے برخلاف موجود ہے تو یا تو خاں صاحب  
کی امانت اور دانت ثابت یا اعلیٰ درجہ کی جہالت کہ اردو عبارت بھی نہ سمجھ  
سکے لیکن یہ تو احتمال غلط ہے کہ مجدد وقت ستر، علوم میں بے مثل و ماوری  
زبان کو نہ سمجھے نتیجہ یہی ہو گا کہ خاں صاحب نے دیدہ و دانستہ اہل علم و فضل اولیاء کرام  
کی تکفیر کی، پھر یہ عزت مجددیہ کہاں رہیگی۔ یہ وجہ ہے کہ انتصاف البری لاجواب  
رہی اور تمام جماعت میں سے کوئی بھی جواب کے لیے مستعد نہ ہوا۔ یہ غدر بھی نہیں  
ہو سکتا کہ خاں صاحب کے جواب کے قابل کوئی نہیں جس کو جواب دیں دگر واقعی اب  
وہ خود منہ لگانے کے قابل نہیں، مگر ان کے تمام سلسلہ میں بھی کیا کوئی نہیں ہے  
جو جواب دے سکے۔ الحمد للہ تعالیٰ حق کا جواب کسی کے پاس نہیں، اہل اسلام  
خبردار ہو جاویں کہ خاں صاحب نے جو تکفیر اہل حق کی کرائی تھی، اس سے اہل حق کو  
کچھ مضرت نہ ہوئی، ہاں خاں صاحب ہی اپنی تحریر کے موافق کافر، مرتد، بے ایمان  
لا ولد وغیرہ وغیرہ ہوئے، جس کی تفصیل رد التکفیر احدی السعۃ والتحیین  
الکوکب الیمانی علی اولاد الزدانی میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایا جاوے کہ یہ تمام  
الفاظ ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام امور خاں صاحب کی تحریر سے  
لازم آتے ہیں اگر لازم نہیں آتے تو ثابت فرمادیں ورنہ اقرار سمجھا جائے گا اور چونکہ  
برسوں تک جواب نہیں دیا گیا تو ان باتوں کا اقرار سمجھا گیا ورنہ الحمد للہ علی رسول اللہ  
اما بعد، تمام کفریہ اقوال کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب  
کافر اور سچا دشمن فلولادی معاہدہ کے بعد ایسا مفتق ہو گیا ہے کہ کسی کو بھی مجال الکافری  
محمد بنی صابہ جو جملہ ظلم و ستم و کفر و بدعت میں محو حضرت کے دہر قرار پایا تھا جٹ  
خاں صاحب ذکر بھی نہیں کرتے اس کی مفصل کیفیت بشمول احادیث میں مذکور ہے۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

نہیں ہے۔ اب اتباع اور معتقدین کی ہمت علمیت قابلیت صداقت اور  
سچائی کو دیکھنا ہے۔ سر تو کٹ گیا ہے، اذنا ب کی باری ہے۔ سب اچھی  
طرح سنبھل جائیں۔ چھوٹا بڑا مرد، عورت، ڈوم، ڈھاری، فقیہ، محدث، مفتی،  
قاضی وغیرہ وغیرہ سب جمع ہو جائیں۔

جملہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ توہین و تکذیب خدا و رسول  
جل و علیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا الزام ہم پر تکفیر جماعت نے لگایا ہے۔  
بے شک یہ ہم پر وہ الزام ہے کہ جس سے ہم اور ہمارے تمام بزرگ بالکل بری  
اور پاک ہیں، جو شخص توہین و تکذیب خدا و مذکریم و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کی کسی طرح بھی کرے اس کو ہم کافر ملعون، مرتد جہنمی سمجھتے ہیں۔ وہ بے ایمان  
اسلام سے خارج ہے، جب توہین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعی طور پر ثابت  
ہو جائے تو اس کی تکفیر میں احتیاط و کف لسان بھی کافر کا کام جانتے ہیں چہ جائیکہ  
مرضی و مناسب و مختار تعجب ہے کہ ہم پر فتوے کفر دیا جائے اور خود باوجود اس قہر  
اور کف لسانی کے اسلام کا دعویٰ فرمائیں۔ محض مسلمانوں کو ہم سے بدظن کرنے کے  
واسطے یہ الزام گھڑا گیا ہے لیکن اب ہم وہ فیصلہ کی بات کہتے ہیں کہ ہر طالب حق  
کو تشفی ہو جائے اور جو حضرات واقع سے خبر نہیں رکھتے۔ خاں صاحب کی نگاہی  
اور عیاری کی وجہ سے بدظن ہیں وہ بھی اس غلطی سے آگاہ ہو کر لنتہ اللہ علی الکاذبین ٹھہریں  
صاحبو ہمارے اکابر اور ہم خدام جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب اُن الفاظ

سے یاد فرماتے ہیں جن کے اپنے مسلمات سے وہ خود ہی مستحق ہیں۔ خاں صاحب  
کے بے اصل الزامات سے بالکل بری ہیں ہم عقیدہ و عملاً اصولاً و فرداً سلف صالح  
کی طرح کچے اور سچے حنفی ہیں جس کو قدرے تفصیل سے (مجی محرمی، مغلطی فخر الامثل  
مجدد الافاضل مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب دامت فیوضہم فی ابادی  
ثم المدنی حشیتی نقشبندی، قادری سہروردی، صابری، امدادی، قاسمی، رشیدی مخدومی  
مدرس عرم محترم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسالہ ہدایت مقالہ الشہاب الثاقب  
علی المسترق الکاذب میں جو کلمہ کی حسام اور تہید بے ایمانی خان بریلوی کی  
دھوکا دہی اتہامات بے جا الزامات کا پورا جواب ہے جو دوسری مرتبہ چھپ کر  
شائع ہو رہا ہے جس سے تمام شیطانی گروہ جل کر خاک سیاہ ہو کر جہنم منثور  
ہو گیا اور ہو جائے گا) بیان فرمایا ہے، اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ امر بظہری  
ثابت ہو جائے گا کہ ہم کیسے حنفی ہیں اور ہم پر وہابیہ وغیرہ کے جو الزامات کفریہ  
جماعت نے لگائے ہیں وہ کس طرح بالکل بے جا اور بے اصل ہیں۔ بالفعل اس قدر  
عرض ہے کہ بندہ ادنیٰ شیخ مدنی موصوف مع ایک دو احباب کے خاں صاحب کے  
تمام اذنا ب اور معتقدین کو اعلان عام دیتے ہیں کہ امور مفصلہ ذیل میں ہم سے  
گفتگو کر لیں، خاں صاحب اگر سامنے نہیں آتے تو: عَنْ أَوَّلِ الشَّجَرَةِ تَنْبِیْ  
عَنْ الشَّجَرَةِ۔ ورنہ جان لو کہ اس گروہ میں کوئی اہل علم شریعت الاخلاق بات کا  
پکا قول کا سچا نہیں ہے۔ سوائے دجل اور دجالی کے ان کا کوئی کام نہیں یہ امور

محمد احمد شکر وہ رسالہ شائع ہو کر ایسا ہی ثابت ہو رہا ہے ۱۴

مفصلہ ذیل علمی لیاقت پر بھی موقوف نہیں ہیں۔ فقط کتابوں کی عبارت دکھادینا ہے۔ دشمن اسلام عدو دین نے جو الزام لگاتے ہیں، وہ عبارات ان کتابوں میں دکھادیں جن کا سوالہ دیا ہے۔ اگر اس قدر کام بھی یہ مخدولہ جماعت متفقہ کوشش سے بھی نہ کر سکے تو اس کی ذلت و ذوارمی کذب عیاری کے واسطے اور کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔

جس روز یہ اشتہار مولوی احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں پہنچے اس کے بعد تین دن تک کی اجازت ہے کہ اپنی جماعت میں سے کسی کو اس انقطاعی فیصلہ مگر نہایت آسان کے لیے مستعد فرمادیں۔ اگر کسی طرف سے بھی مناظرہ پر مستعدی ظاہر نہ ہوئی اور خداوند عالم فرما ہی چکا ہے۔ فقط دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین۔

وہ امور جن میں گفتگو ہوگی (۱) حضرت مولانا مولوی محمد قاصم صاحب خاتم الحقیقین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زمانی سے انکار فرمایا اور یہ کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں تتمہ و اشباہ وغیرہا کی عبارت سے جو تکفیر پر استدلال کیا گیا ہے وہ اسی پر ہو سکتا ہے جو مکر ختم زمانی ہو۔ اس بہتان کو خاں صاحب جزاء اللہ عدوہ میں یوں بیان فرماتے ہیں۔ یعنی معنی خاتم النبیین صرف اسی قدر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں ص ۸۲ آخر الانبیاء۔ ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے صفحہ ۸۵ مع اندک فضل فیہ اصلاً۔ حسام صفحہ ۱۲۔

یہ اب تو بفضل تعالیٰ کئی سال ہوتے ہیں مگر مولانا نے بغاوت کا مصداق ہے ۱۲ منہ عمہ خدا کا ٹکڑہ کہ

تحمید انسان میں ان عبارات کو دکھا دیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہ العزیز قدس سرہ اللہ تعالیٰ پر یہ افترا کیا گیا کہ فعلیت کذب باری تعالیٰ کے قائل کو کافر، فاسق، بدعتی بھی نہیں کہتے، اس کو حنفی، شافعی کا سا خلاف ٹھہراتے ہیں، یہ عبارت یا مضمون حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اس کا کیا ثبوت ہے جب اس کے خلاف حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فتوے مطبوع و غیر مطبوع موجود ہے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر و ملعون تحریر فرماتے ہیں۔ پھر یہ افتراء اور جعل سازی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) براہین قاطعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان کو اوسع علم کہا گیا ح ۵۱ میں ہے براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پرالمیں کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، وہ تصریح دکھا دی جائے اور براہین صفحہ سطر ۱۸ فرمایا جاوے۔

(۴) حفظ الایمان کی نسبت یہ بہتان بندی کی گئی ہے کہ اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، یہ عبارت کس جگہ ہے اور کہاں اس کی تصریح ہے۔

(۵) صلاتے مناظرہ میں بندہ کے ذمہ یہ کذب خالص لگایا گیا ہے کہ اسکا تہمتی میں صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔ حاشیہ ص ۱۱ واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا اللہ تعالیٰ دین کا مذہب بتایا۔ خدا کو سچا یا جھوٹا مانا، حنفی، شافعی کا سہل اختلاف ٹھہرایا۔ جس ملعون اللہ اسد و من جہا نے صراحتاً اس واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا، اسے مسلمان سنی و متقی بنایا ص ۳۱، ۳۲، یہ عبارت بحرف اسکا تہمتی میں کس جگہ ہے



جس کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ اتہام بعینہ وہی اتہام ہے جو حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدوة المحدثین پر لگایا گیا ہے۔ وہاں تو جعلی فتوے بنا کر بھی پیش کر سکو گے مگر یہاں تو اسکاات المعتمدی مطبوعہ رسالہ ہے سلطان غور فرمائیں کہ جس تبلیغ شیطان نے باوجود مطبوعہ رسالہ ہونے کے بھی کذب اور بہتان سے کچھ خوف نہ کیا اس کو ایک سستی فتوے جعلی بنالینے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ بالخصوص اظہار منہریلی او بیرون میں کہ جہاں حسرتی شد و ستادیں تیار ہوتی ہیں اگر میر جی عبدالرحمن سید ہے تو اسکاات المعتمدی کا صفحہ اور سطر لکھے ورنہ بقول خاں صاحب صحیح النسب ہونا معلوم۔

بالجملہ ان تمام عبارات اور مضامین مذکورہ کے صفحات اور سطور بیان فرمائے جائیں ہاں یہ یاد رہے کہ ایسے حوالہ نہ ہوں کہ جیسے کسی آپکے بھائی نے نماز کی جماعت کا حکم قرآن سے صاف اور صریح نکال دیا تھا اور لا تقر بوا الصلوٰۃ پڑھ کر سنا دیا۔ ایسی جہاتیں تو جس کتاب سے فرماتے نکال دی جائیں گی۔ ایک لفظ کہیں سے لیا اور ایک لفظ کہیں سے، ایک فقرہ صفحہ کا پھر ۳، پھر ۴، پھر ۵، پھر ۶، پھر ۷، پھر ۸ پر جا کر دے۔

پھر کیا تھا مجموعہ عبارت، اشارہ، شد و حال کے حسب خواہ ہو رہی جائے گی عوام بیچارے اوپر کے ہندسوں کو کیا سمجھیں شروع میں غلامہ عبارت آخر میں انتہی ملتقطاً اس سے خیانت، بددیانتی کا دلغ نہیں دھل سکتا۔ یہ ہے جزائر اللہ عدوہ۔ اب ہم کو دکھانا ہے کہ اہل بدعات کہاں تک اس ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے لیے تیار اور صاف بات کے اظہار کرنے سے کس درجہ عاجز ہیں اور عبارت کتاب کی کچھ اور ہو اور مطلب اس کا کچھ اور بیان کیا جائے، پھر اس کے موافق عبارت گھر کر مصنف

اور کتاب پر الزام قائم کرنا یہ آپکے گھر کی بات نہیں ہے۔ سچا کہ ابھی دنیا میں اہل علم موجود ہیں، اردو عبارت اردو سائل جن عبارت کا حوالہ دیا ہے ان کو دکھا دیا جائے، مناظرہ میں اس سوال میں پچھ کر سنا دیا جاوے ہم اسی وقت آپکے ہاتھ پر توبہ کر لیں گے۔ اگر اس کے بھی عاجز ہو د اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور عاجز ہو گے کیونکہ جھوٹا ہمیشہ ذلیل ہی ہوا کرتا ہے، تو جن مضمون کی نسبت لکھا ہے کہ اس مضمون کی فلاں کتاب میں تصریح کی گئی ہے اس مضمون کی اس کتاب میں تصریح دکھا دو مگر یاد رکھو کہ جو خائن بددیانت، جھوٹا، جعل ساز مسلمانوں کا گمراہ کرنے والا فرقہ ہے اس کے بھی ضرور خدا ہے عاجز ہی رہے گا۔ ہم تمہاری ذلت کو انتہائی درجہ پر پہنچانا چاہتے ہیں اور خدا کے فضل سے یقین کے یہ کہتے ہیں کہ تم سے یہ بھی ہو سکے گا کہ اپنے دعویٰ کو بطریق لزوم ہی ان عبارت سے نکال دو مگر لازم بن ہو۔ یاد رکھو کہ تنہا تنہا تو درکنار تمام جماعت بھی مل کر اس کو ثابت کر سکے گی اور کیسے جو جب مقتدا ہی مجدد بدعات ماتہ حاضر ہے تو صدق دیانت کہاں سے پائے گی۔ اپنے قول کو ہی ثابت کر سکتا ہے جس میں صدق دیانت ایمان کی توبہ، شرافت حیا رکھتا ہو ایسے جھوٹے بگو اور اس گروہ میں قوت صدق سچائی کہاں جو عبارت مذکور یا ان کے مضامین کی تصریح دکھا سکے۔

مسلمانو! یہ کفر یہ گروہ اگر اب بھی مناظرہ نہ کرے اور حوالہ صفحہ و سطر کا نہ دے تو اب آپ کو اس کے کذب، افتراء پر اسی اوہامی بریتہ کا یقین ہو گا یا اوکسی دلیل کی حاجت باقی رہے گی جھوٹے کبھی ہمت نہیں ہوتی، ہماری سچائی اور ہمت کا اس میں تجربہ کر لو مسلمانو! ہم پھر مکر عرض کرتے ہیں کہ ہم ان مجاہد ازمات سے بالکل بری ہیں نہ ہم خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور نہ اس کے جھوٹ کو ممکن الوقع جانتے ہیں "من اصدق من اللہ قلیاً" اس کے کام میں کسی طرح بھی اگر کوئی شائبہ جھوٹ کا سمجھے، وہ بے ایمان کافر ملعون مرتد ہے، اس کی قدرے تفصیل شائبہ کتاب میں کی گئی ہے، اسی طرح جو کسی ضروریات دین کا

۵ اور جن عبارت کا مطلب قلم بیان کر کے ہم پر یہ الزام لگاتے گئے ہیں، ان عبارت کا صاف اور صریح مطلب ہم نے سالہ اسباب اللہ اور توضیح البیان میں عرض کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ۔ نوٹ: السلام علیکم وعلیٰ اہل بیتکم وعلیٰ سائر المسلمین ناشر



انکار کرے وہ بھی قطعی کا فر ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اصل عقیدہ میں اختلاف نہیں گفتگو اس میں ہے کہ اس کا مصداق کون ہے اگر امور مذکورہ میں سے کچھ اذہان اللہ تعالیٰ کوئی بات بھی ہمارے اندر مخالفت ثابت کرے تو ہم علی الاعلان ضرر و توبہ کریں گے۔ ایمان سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔

مگر یاد رکھو کہ خاں صاحب غروب جانتے ہیں کہ ہم ان الزامات سے بھگتتہ تعالیٰ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ اذان کی تمام جماعت بھی مل کر خاک میں مل جائے تو ان شاء اللہ ہمارے ایمان اور اسلام ایک وجہ نہیں لگا سکتی، وہ یا ان کی جماعت میں سے کوئی بھی تقریری مناظرہ پر ہرگز آمادہ نہ ہونگے منہ کے جیلے حوالے و سبب شتم گایاں لکھ کر چھاپ دینا ممکن ہے ورنہ اب تو دائرہ گفتگو کا اس قدر وسیع کر دیا گیا ہے جس سے زیادہ امکان ہی میں نہیں۔ جن امور کی نسبت یہ دعوے ہو کر فلاں فلاں کتاب میں صراحتہ موجود ہیں اور ان کا انھم فقط اسی قدر ثبوت چاہے کہ صفحہ او سطر تبادلہ کسی ادنیٰ اعلیٰ کو مقابلہ میں بھیج دو جو ان مضامین کو پڑھ کر سناوے پھر یہ ادنیٰ کام بھی نہ ہو سکے تو بھڑکتی قیمت اور جاتی رہی ہمت و ثابت ہوئی ذلت اور لازم ہوئی مذمت۔ اب تو ہم کالت نامہ بھی نہیں پڑھتے تمام جماعت میں جو بھی حقانیت اور صدق رکھتا ہو سامنے آئے اور نور حق کو دیکھے۔

ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مضامین مذکورہ کو کہتے ہوئے مذکورہ میں یا ان حضرات کی کسی تصنیف میں صراحتہ دکھایا جائے مگر جعلی فتوے نہ ہو تو ہم کوئی اعتراض بھی نہ کریں گے اور اپنے ہارنے کا اعلان کر کے توبہ شائع کر دیں گے مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کی جماعت میں اتنا بھی بل بوتہ نہیں جو اس قدر ہمت و ذہن پر بھی کوئی مرد میدان بنے۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکل والیہ انیب۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

الذی علی الخیر احقر الامین بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفو عنہ چاندپوری ۱۳۴۷ھ بمطابق ۲۲۶

بکلمتنا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
چاندپوری چاندپوری چاندپوری  
چاندپوری چاندپوری چاندپوری

# الحسن علیہ السلام لسان الخضر

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات  
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامین لاہور

۲۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دیوبند مدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند و ملائذہ و معتقدین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ فی الارض فخر الاسلام و المسلمین و حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز رشید الحق و الملتہ والدین امور مفصلہ ذیل میں۔

(۱) مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدرت اسرار ہم نے تحذیر الناس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم زبانی کا انکار فرمایا ہے۔

(۲) خاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدرت اسرار ہم اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کو جائز کہتے ہیں اور معاذ اللہ تعالیٰ جو خدا کو جھوٹا کہے او اس عیب کا صدر اس سے جائز کہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں۔

(۳) نیز خاں صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ انہوں نے براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

(۴) خاں صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے حفظ الایمان میں تصریح کی کہ حبیب علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو حاصل ہے ایسا تو ہر سچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور کو حاصل ہے اور ان تمام مضامین کو حاکم الحریین میں لکھا ہے اور علمائے حرمین شریفین سے تکفیر کا فتوے حاصل کیا ہے۔ اب امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۵) آیا امور مذکورہ واقعی حضرات موصوفین نے صراحتاً یا اشارتاً بیان فرمائے ہیں اگر بیان نہیں فرمائے تو آپ حضرات کا ان امور کی نسبت کیا اعتقاد ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور آپ کے اساتذہ کرام کے اعتقاد کے نزدیک کیسا شخص ہے صاف صاف بیان فرمائیے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

(۶) جن عبارات کو خاں صاحب نقل فرما کر ان مضامین مذکورہ کی صراحت کا دعویٰ فرماتے ہیں وہ مضامین ان عبارات سے اگر صراحتاً نہیں تو لفظاً بھی نکل سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷) اگر لفظاً بھی ان عبارات کا مفاد وہ مضامین کفریہ نہیں ہیں تو کسی جگہ ان مضامین کو صراحتاً یا ضمناً بیان کیا ہے۔ بیٹو! تو جروا۔

**نقل جواب حضرات مدرسین مدرسہ عالیہ حنفیہ دیوبند**  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس نیاید بزرگ سایہ بوم و رہا از جہاں شود معدوم  
اکابر و مشاہیر سلف پر اپنے اپنے زمانہ میں افتراءات کا دھبہ لگا کر جو  
شری النفس اشخاص نے نادانوں کو گمراہ کیا مثلاً حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کو قدیہ یعنی منکر تقدیر مشہور کر دیا۔ ان قصوں کو سن کر ایک حیرت ہوتی تھی کہ ایسا

مشہور و مقدس شخص کہ علم حدیث و فقہ و تصوف جملہ علوم شرعیہ میں اپنے زمانہ  
میں امام اور ہر طائفہ کا مقتدا ہوا اور عام و خاص اس کے کمالات و تقدس سے  
واقف ہوں پھر یہ کیا قصہ ہے کہ انہیں کے زمانہ انہیں کے وطن میں کسی حاسد  
مخالف کے فقرہ میں آکر سب امور سے آنکھیں بند کر کے تقدیر جیسے قطعی و  
مسلم مسئلہ میں ان کو مخالف و منکر کہنے کو ایک جماعت کمر بستہ ہو جائے  
مگر یہ تحریر جو آج بغرض تصدیق ہمارے رد و رد و پیش ہوتی ہے اس  
کو دیکھ کر ہر چند تعجب بھی ہوا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ہماری اس  
حیرت سابقہ میں بہت کمی ہو گئی جیسا کہ احوال سلف کی یاد کرنے سے اس  
موجودہ تحریر پر ہم کو انصاف سے جس قدر تعجب ہونا چاہیے تھا اس میں بہت  
کمی رہی۔

اب ہم نہایت اطمینان و خوش دلی و ایمان داری سے اپنے خدائے  
علیم و قدیر کو شاہد قرار دے کر اول تو یہ عرض کرتے ہیں کہ تحذیر الناس امرناظرہ  
عجیبہ مصنفہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارشاد اور  
فتویٰ مرقومہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سقاہ اللہ من سبیل الحق  
وارواہ کی یہ عبارت ذیل:

**عبارات تحذیر الناس**

صفحہ ۲۸ سطر ۱۱ تا ۱۲ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے  
اور فضیلت بڑی دو بالا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۱۰ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت نہائی بلکہ

التزامی ضرورت ثابت اور تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہرون  
من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی اور کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اس  
لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ  
تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند  
تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا  
جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ مشعر تعدد رکعات  
متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

صفحہ ۲۱ سطر ۳ تا ۴۔ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت  
کون و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے۔

صفحہ ۲۱ سطر ۹ تا ۱۳۔ اس صورت میں مسافات متعددہ ہیں اور حرکات  
متعددہ مجملہ حرکات سلسلہ نبوت تھی۔ سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ حرکت تبدیل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں  
اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی درجہ ہے۔

عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۳ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت  
زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ  
اول المخلوقات ہیں۔

صفحہ ۳ سطر ۹۔ مولانا خاتمت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے

تقلیط نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں  
کیا کروں؟

صفحہ ۳ سطر ۱۱۔ اور میں نے فقط خاتمت زمانی اگر بیان کی تھی تو  
میں نے اس کی علت خاتمت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تخذیر یہی میں مقتضاً  
خاتمت مرتبی کا بہ نسبت خاتمت زمانی ذکر کر دیا۔

صفحہ ۳ سطر ۱۲۔ اور اگر ختم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمت مرتبی اور  
خاتمت زمانی اور خاتمت مکانی اسی طرح ثابت ہو جائیں گی۔

صفحہ ۳ سطر ۱۸۔ باجملہ جیسے اخبار قیام زید و عمر مخالف و معارض  
قیام زید نہیں بلکہ مع شی زائد اس کی تصدیق ہے۔ ایسے ہی اس صورت  
میں میری تفسیر مع شی زائد مصدق تفسیر مفسران گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور  
معارض۔

صفحہ ۳ سطر ۱۳۔ مولانا معلوم نہیں یہ اعتراض ہے باعتبار سبب اعتراض  
کی تو کوئی بات اس میں نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا۔ مولانا خاتمت  
زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سوا اگر ایسی باتیں  
جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔

صفحہ ۲۱ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اول تخذیر میں عرض کر چکا تھا۔  
جس میں سے تقریر ثانی کے موافق خاتمت زمانی علی الاطلاق مجملہ مدلولات  
مطابق لفظ خاتم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لیجئے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر



صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمت زمانی اور خاتمت مکانی اور خاتمت مرتبی تینوں بدلات مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۳۔ سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلات التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگرچہ بارہ توجہ الی المطلوب دلالت مطابقی سے کمتر ہو۔ مگر بعد دلالت ثبوت اول نشانی میں مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جاوے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ خیر بآئین کی گیس جاڑی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یوں کہیے کہ منکوس کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔

صفحہ ۵۱ سطر ۱۶۔ بغض حسنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہوگا، بلکہ وہ رخنہ جو در صورت اختیار تاخر زمانی و انکار منع خاتمت مرتبی پر آتا نظر آتا تھا بند ہو گیا۔ پھر تیسرے خاتمت زمانی بھی مدلول خاتم النبیین رہی۔

صفحہ ۵۶ سطر ۱۴۔ اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہونا اور امتناع بالغیر اس لیے کہ وہاں کوئی نبی پہلے مانع نہیں جو یہ خرابی لازم آئی۔ صفحہ ۶۸ سطر ۱۲۔ مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولانا مخالفت اجماع کیونکر سمجھتے ہیں۔ اجماع حضرت مخالفت کو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریت زمانی

ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمت زمانی ہیں۔ معارض ہونا کجا۔ صفحہ ۶۹ سطر ۱۔ مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمت زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی۔

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔

صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۴۔ اور امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے، اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔

فَكَذَّبَ شَيْدَیْكَ، جلد اول صفحہ ۱۱۸۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصفات کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ أَضْدَقُّ مِنْ اللَّهِ قِيلًا۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب برتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول۔ الظالمون علواً کبیراً۔ اور مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کے فقہائے کی تعجباً ملخصہ

لِأَوَّلِ مَنْ لَوْ لَمْ يَلِدْ لَمْ يَلِدْ۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون مانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۴۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔ پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کالات

میں کسی کو شامل آپ کا نہیں جانتا انتہی۔

خال صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حصار و جزا ہو گا۔ یہ کفر یہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحت ہے نہ کنایت۔

غرض خال صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت العمر کبھی دوسرے بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں یاد ہو یہ عقیدہ جو خال صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خال صاحب سے روز جزا ہو گا۔ میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ و کفی باللہ شہیدا۔ اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمادیں مطلب صاف اور واضح ہے۔ مورو خلیل احمد و فقہ اللہ و فقہ۔

او مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی بسط البنان کی یہ ملخص عبارت مشفق مكرم سلم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) میں نے یہ غیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

(۳) جب میں اس مضمون کو غیث سمجھتا ہوں اور دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ

میں گزرا جیسا اور پر معرض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

(۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحت یا اشارۃ یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ کذب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور نقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکلمات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔ ج بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب مبطل البدان لکھنا لسان عن کاتب حفظہ الایمان سے ملتصق کرتا ہوں والسلام علی من اتبع الهدی۔ کتبہ اشرف علی۔

واقعی انہی حضرات کی عبارات ہیں جنکی طرف منسوب کی گئی ہیں جن میں سے مولانا خلیل احمد صاحب کے فتوے کے سوائے جملہ رسائل متعدد دفعہ طبع ہو کر عالم میں شائع ہو چکے ہیں۔ جس کو کچھ بھی تامل ہو وہ بلا تامل ان تحریرات کو اصل سے ملا کر دیکھ لے اور مولانا خلیل احمد صاحب کا فتوے بھی السحاب المدرار میں طبع ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں خود دونوں حضرات سے تصدیق بھی ہو سکتی ہے۔ اب ہم جملہ اہل ایمان کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ان جملہ عبارات میں سے کسی ایک کی نسبت بھی کسی قسم کا خلجان نہ فرمائیں۔ اطمینان اور تصدیق کی جو صورت ہے اس سے تصدیق فرمائیں اور یہ عبارات نفی مضامین کفریہ مذکورہ میں جیسے صاف اور ظاہر ہیں معلوم ہے۔

ان عبادات قطعۃ الثبوت و قطعۃ الدلائل کے بعد بھی کوئی ادنیٰ ذی علم صاحب ایمان ان حضرات کی طرف ان مضامین خبیثہ کی نسبت کر سکتا ہے۔ جو خاں صاحب بریلوی نے منسوب کیے ہیں۔

اس کے بعد بایمان صادقہ شہادت و آئندہ یہ عرض ہے کہ ہم نے بفضل اللہ حضرت مولانا قاسم الخیرات و السیرات اور حضرت مولانا رشید الحق والدین کو بچشم خود دیکھا، ان کے اقوال و اعمال عبادات و معاملات کو مدت العمر مشاہدہ کیا۔ ہم نے ان سے زیادہ عالم ہا عمل، عاشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بطریق سنی و پابند شریعت زاہد فی الدنیا راغب فی الآخرہ کسی کو نہیں پایا۔ ان کی نسبت کسی دشمن دین و حیا کا یہ کہنا کہ لغو ذبا اللہ وہ خداوند متعال سے صذر کذب کو جائز کہتے ہیں یا حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ و علیٰ آباءہم اجمعین کی خاقیت زمانی کے منکر ہیں۔ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قائل مفتی کے لیے شک قائل اتخذا اللہ ولدا کا سچا جانشین اور پورا وارث ہے اور اس کا سلسلہ نسب بھی اس سے جا ملے تو کیا عجب ہے ان مقدس حضرات کے نزدیک بلکہ ان کے مخلصین و خدام کے عقیدہ میں ایسا شخص خدا کا دشمن رسول کا مخالف، ایمان سے خارج لعنت کا مستحق ہے جنہوں نے ان کے اقوال کو سنا ہے اور ان سے فیض علم حاصل کیا۔ ہے۔ اُن کو تو یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام کلاب النار کی عمرو اور ان کی افترا پر دازی اتنا بھی اثر نہیں کر سکتی جتنی اُن پر سفیدی۔ مگر وہ حضرات جن کو ان کے اقوال و احوال کا سچا علم مقالات صادقہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے ان پر بھی ان شاء اللہ ایسے صریح ہتھان کا کوئی

اثر نہیں ہو سکتا۔ ان مقدسین حضرات کے احوال و اقوال سے جو خدا اور رسول کی اطاعت و عشق و محبت ٹپکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں اہل ہمرائے کی زبانی و دعادی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنکر ہ تعصی اللہ و انت تظہر جسہ یاد آتا ہے جو بالکل بے اصل اور صرف زبانی جمع خرچ اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اور کوئی بہت ہی حسن ظن سے کام لے تو سمجھنے جو اپنے مالک سے محبت کا معاملہ کیا تھا، اس سے یہ محبت زیادہ نہیں ہو سکتی۔

جیسے روافض نے محبت اہل بیت کی آڑ لے کر اور ائمہ کرام اہل بیت کو عالم ماکان و مایکون کا خطاب دے کر اور ان کے اقوال کو نسخ احکام نصرمان کر اور ان کو اپنی موت اور حیات کا مختار بنا کر اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا تھا۔ ویسے ہی اس المبتدعین مجدد بدعات لے حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کا منصب تجویز کر کے اور قیامت تک کے سادات کو مومن و جنتی ظاہر کر کے اپنے آپ کو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اور تمام اہل حق اور اولیاء اللہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف مشہور کر کے دنیا کی سرخ روئی کی طمع میں سواد الوجہ فی الآخرہ بلکہ فی الدارین کو منظور کیا۔

ہر دو حضرات مقدس کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی زبانی تحقیقات سامعین کے دل و دماغ میں محفوظ اور ان کی تحریرات مطبوعہ لوگوں کے پاس موجود ہیں جن کے سننے اور دیکھنے سے بالبداہتہ ادنیٰ فیہم یقین کر سکتا ہے کہ توحید و رسالت وغیرہ اصول اسلام کی جو تحقیقات ان پر فائض ہوئی ہیں، اہل بدع و معیان

محبت وافضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکشاف تو درکنار زبانی حق  
خرق بھی ان کے متعلق نصیب نہیں ہو سکتا اور ان کے اذہان کج رفتار کے  
اعتبار سے ان تحقیقات غامضہ حق کو محالاً عین رات و لا اذن سمعت  
ولا خطر علی قلب بشر۔ کا مصداق کہنا سراسر حق ہے اس کی مثل بعینہ  
ایسی ہی ہے کہ محققین اہل سنت نے دربارہ کمالات مرتضوی و فضائل امیر  
اہل بیت جو تحقیقات و اقصیہ قرآن و حدیث سے استنباط فرمائی۔ و انفس غلیم  
اللہ تعالیٰ کو ان کا تو خواب بھی نصیب نہیں ہوا، ہاں کیا تو یہ کیا اپنے غلو نفسانی  
اور افراط شیطانی کے جوش میں آکر محبت اہل بیت کا یہ ثبوت دیا کہ ان کو عالم  
ماکان و مایکون اور ان کی شان یحسون مایشاؤون و یحرمون مایشاؤون  
اپنی حیات و موت کے مالک اور مختار و غیرہ وغیرہ قرار دے کر اپنے آپ کو  
محبت اہل بیت اور اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا اور فضائل مختصرہ  
کو اڑ بنا کر خلق اللہ کی راہ مانے لگے۔ اسی طرح پر مجدد بدعات بلکہ تمام المبتدیان  
کو حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ اور کمالات واقعیہ کی توہم ابھی  
نہیں لگی، اپنی طرف سے اختراع کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب  
وغیرہ قرار و خطاب دے کر اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑ بنا کر  
اپنے آپ کو محب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل حق کو دشمن رسول  
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور کرنے پر کمر باندھ ہی فلعنہ اللہ علی الکاذبین۔  
ایسے اختراعات کاذبہ اور وساوس شیطانیہ کا اگر اعتبار ہو تو آج امام اعظم  
ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معتزلہ اور مرجئیہ ہیں اور حضرت امام شافعی اور حضرت

حسن بصری اور امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم قدریہ میں شمار ہوتے بلکہ حضرت صدیق اکبر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنان رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دشمنان اہل بیت میں گنے جاتے۔

اس لیے اہل ایمان خواص و عوام کو ضرور ہے کہ ایسے جھوٹے افتراء و اذول  
کی آواز پر کان نہ رکھیں اور مقدسین بزرگان دین کی شان میں کوئی خطرہ بھی دل  
میں نہ آنے دیں اور خوب سمجھ لیں کہ مبتدعین موجودہ کا دھوکہ روا فضل کے  
دھوکہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ انھوں نے محبت اہل بیت کرام کو اڑ بنایا  
تھا تو انھوں نے محبت رسول علیہ السلام کی پناہ لے رکھی ہے۔ علی ہذا القیاس  
جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ اور جناب اشرف علی صاحب سلمہ پر جو اس فرقہ  
ضالہ نے ہرزہ گوئی کی ہے سراسر افتراء اور بہتان ہے۔ یہ دونوں حضرات بجمہ اللہ  
بقیہ حیات زینت افزائے مسند رشد و ہدایت اور اپنے مقدسین اسلاف کے  
سچے جانشین ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے اور خود ان سے تحقیق کر لے۔ ہم کو ان  
کے احوال و اقوال سے پوری واقفیت اور ان کے اوصاف و کمالات سے پوری  
آگاہی ہے جو ناپاک باتیں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، ان حضرات کو  
بفضل اللہ قیامت تک ایسا خطرہ بھی نہیں آ سکتا، اللہ کے فضل سے وہ ان  
لوگوں میں ہیں کہ جن کے طفیل سے عالم میں سلسلہ ہدایت باقی ہے۔ ولو  
کرہ الاعداء والمخالفون۔

ان کی تالیفات متعددہ کثیرہ مشہور ہیں، ان کو جس کا جی چاہے دیکھ لے۔  
ان کی تالیفات کی نسبت ایسے گندے مضامین کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے



جیسا کسی بے حیا بدین نے لاتقریٰ بالصلوٰۃ کو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ نماز کی نعمت کلام مجید میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اب ہم کو امور مستفسرہ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ مگر محض بغرض توضیح و تحقیق ہر سوال کے متعلق مفرد و صدقت و ایمان داری سے کچھ کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔

۱۔ تحذیر اناس میں ختم زمانی کا انکار کہیں نہیں کیا بلکہ اس کا ثبوت مدلل تحذیر الہی اور دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود ہے اور منکر ختم زمانی کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کا کوئی فتوے ایسا نہیں جس میں کذب بالفصل باری تعالیٰ نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

۳۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علم البلیس نعوذ باللہ علم حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلمہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ مضمون صریح غلط اور کفر کسی تحریر میں نہیں لکھا کہ نعوذ باللہ آپ کا علم غیب سچ و پاگل بلکہ ہر ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علماء حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سخت بے حیائی اور سراسر افتراء ہے۔

۵۔ یہ مضامین کا ذبح کفر یہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحتہ یا اشارہ کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں ضال و مضل ملعون کا فرزند بلیق جہنمی مرتد ملحد اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابر دین اور اولیاء اللہ کی مکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افتراء اور اختراع کردہ کو بالتصریح ثابت کتے ہیں ان سے اشارہ اور لزوم بھی قیامت تک ہر مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا۔ عین باز بر عفت عین باز بر عفت میرا نام محمد یوسف شحر باچنیں بیہودہ کوئی میسٹوان گفتن اگر قوتے داری بگو در بہتے داری بیار

(اگر تفصیل منظور ہو تو اسباب المذار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان ملاحظہ فرمایا جائے، اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان کیا گیا ہے)

۷۔ ان مضامین مستفسرہ کفریہ کا اثر نہ تحریرات مسئلہ میں ہے اور نہ ان حضرات کی تحریرات باقیہ اور دیگر تالیفات میں کہیں تہ اور نشان صراحتہ یا ضمنیہ اصالتاً یا تبعاً کہیں ایسے مضامین خبیثہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد ان حضرات پر ایسے لغویات کا افتراء اس قدر بے اصل اور جھوٹ ہے کہ نادان جاہل متعقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کار سازی ہے جس کی اصل

کچھ بھی نہیں جس کا نتیجہ ان شاء اللہ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسران ہے۔ اعاذ باللہ والمسلمین من ذلك واللہ تعالیٰ هو الموفق والمہین  
بالجملہ ہمارے اکابر پر اور ہم پر اہل بدعات کے یہ وہ اتہامات ہیں جن سے ہم بفضلہ تعالیٰ بالکل بری ہیں۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی افتر کیا جاتا ہے کہ علمائے دیوبند غیر مقلد لاندہب گلابی دہابی ہیں۔ اس سے بھی مقصود صرف مسلمانوں کو بدظن کرنا ہے۔ حالانکہ ہم لوگ بجز اللہ تعالیٰ پرستہ حنفی ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نے عدم قرأت فاتحہ خلف الامام کے بارہویں رسالہ الدلیل المحکم علی عدم قرأتہ القاتعہ للموتم اور بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں حضرت مولانا موصوف نے مصباح الترایح ایسے عجیب غریب رسالے تحریر فرماتے کہ ان کی خوبی دیکھنے سے متعلق ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے قرأت فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز میں رسالہ ہدایۃ المستدی وہ لاجواب رسالہ تحریر فرمایا کہ جس کو منصفین اہل حدیث نے بھی عزت کی نظر سے دیکھا۔ پھر عدم جواز جمعہ فی القریٰ کے بارہویں اولیٰ القریٰ ایسا بے نظیر رسالہ تحریر فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح ہی کا حق تھا۔ غیر مقلدین زمانہ نے شبہ پیش کیا کہ قرآن میں جو اوقاف لکھے ہیں، سب غلط ہیں، ان کا جواب بھی حضرت مولانا ممدوح نے تحریر فرمایا۔

غیر مقلدین کے مسائل مشہورہ رفع یدین۔ آمین بالجہر قرأت خلف الامام قصاص۔ قاضی ظاہر و باطن میں نافذ ہوتی ہے۔ وقت ظہر مثلیں تک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جن مسائل پر غیر مقلدین کو ناز تھا ان کا جواب اولہ کاملہ حضرت فخر المحدثین مولانا مولوی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم مدرس اول مدر عالیہ دیوبند ارشد تلامذہ حضرت قاسم الخیرات نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا پھر اس کے جواب لاجواب مصباح الاولہ کا جواب ایضاً الاولہ ایسا لاجواب تحریر فرمایا جو آج تک لاجواب ہے۔ غیر مقلدین زمانہ کے بڑے بڑے معرکہ الاراء مسائل کے ایسے دندان شکن ہی نہیں بلکہ تحقیقی جوابات دیے ہیں جن کی خوبی دیکھنے ہی پر موقوف ہے۔ پھر دیہات اور گاؤں میں جمعہ نہ ہونے کے بارے میں غیر مقلدین کے چند رسائل کا جواب احسن القرأے تحریر فرمایا جو عالم میں مشہور ہے۔ غیر مقلدین کے بڑی مایہ النحر کتاب فطر المسببین کا جواب فتح المبین جناب مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد رشید مولانا منصور علی خاں صاحب مراد آبادی نے دیا۔ غیر مقلدین کے دس سوالوں کا جواب مولانا مولوی فخر حسن صاحب دیوبندی نے تحریر فرمایا۔ پھر قرأت فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز کے بارے میں ایک نہایت مفصل کتاب ام العتسرن تحریر فرمائی۔

ان کے علاوہ کثرت سے متعدد مقام پر ان حضرات کے خدام نے غیر مقلدین کو بابیہ نجدیہ سے تقریری مناظرے فرمائے اور کرتے ہیں جہاں مدعیان حنفیہ کی جان نکلتی ہے اور بلانے سے جواب تک بھی نہیں دیا جاتا۔

مسلمانو! آخر خدائے ذوالجلال کو جان دینی ہے کیا اسی کا نام لاندہبیت غیر مقلدیہ و بابیت نجدیہ ہے۔ کچھ تو خدا سے شرمانا چاہیے اور غور کرنا چاہیے الٹا چور کو تو ال کوڑا نٹے جن صاحبوں نے حقیقہ کے نام کو بدنام کیا اور طہ لکایا،

وہ تو مقلد ہونے کا دعوے کریں اور جو واقعی اصل سچے حنفی ہوں غیر مقلد وہابی وغیرہ سے بدنام کیے جائیں۔ اب نہ معلوم حنفیت ان کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے۔ کیا کوئی مسلمان حنفی کا مضمون اس کے سوا سمجھتا ہے کہ وہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فقہ پر عمل کرے۔ حنفی عقائد کی موافق اعتقاد رکھے۔

مسلمانو! ہم اعلان سے عرض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی ہمارا معمول اور عقائد حنفیہ ہمارے عقائد۔ ہمارے مخالف اگر سچے ہیں تو ہمارا فتوے مذہب حنفی کی کتب متبرہ کی آیات مجتہد کے خلاف اور ہمارا کوئی عقیدہ کتب عقائد و کلام کے خلاف ثابت تو کرے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ سچے ہیں۔ ہمارا مخالف یہ کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ ہمارا عمل اور فتوے فقہ حنفی کے اور عقیدہ عقائد حنفیہ کے خلاف ہو۔ اگر سچا ہے اور ایمان رکھتا ہے تو ثابت کرے ورنہ مسلمان ہمارے جملہ مخالفین کو کاذب اور ہم کو سچا حنفی سمجھیں مگر یاد رہے کہ ہم امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں۔ جو بات کہیں یا تو امام صاحب سے یا ان کے اصحاب یا اصحاب کے اصحاب یا اصحاب فتاویٰ متون شروح سے اول کسی روایت مخالف کا مفتی بہ ہونا ثابت ہو۔ پھر ہم پر اعتراض فرمائیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر توہر کر لیں گے مگر خداوند عالم نے وہ ہاتھ اہل بدعت میں پیدا ہی نہیں کیا۔ وہ خود فقہ سے برگشتہ ہیں، ان کو فقہ کی خبر ہی کب ہے جو کسی کا موافق یا مخالف ہونا بیان کریں۔

اور اگر کسی مسئلہ میں دو روایتیں ہوں اور تصحیح بھی مختلف ہو یا فتویٰ بھی

دونوں جانب ہو، اس میں ایک جانب پر عمل کرنے میں کسی کی مجال۔ ہے جو اعتراض کر سکے بحول اللہ و قوتہ کوئی صاحب یہ بھی نہ فرما سکیں گے کہ ہمارا معمول ہمارا روایت ضعیف یا مرجوح یا غیر مفتی بہا ہو۔ پھر بھی ہم کو غیر مقلد گلابی وہابی کہا جاوے تو مسلمان خود خیال فرمائیں کہ یہ الزام کس درجہ صحیح ہے۔ وجوب تقلید شخصی میں حضرات اکابر مولانا نانوتوی و حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہما اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب فخر المحدثین وغیرہم نے تحریر فرمائیں۔ سائل لکھے اور پھر بھی غیر مقلد یا للعجب و ضعیف الادب الحساب یوم الحساب۔

علیٰ ہذا القیاس ہم پر یہ الزام کہ بزرگان دین کو نہیں مانتے کس قدر بے اصل الزام ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ ارباب تحقیق مساجد کی قدس اسرار ہم سے تمام اکابر اصاغر علما۔ دیوبند مرید سب بفضلہ تعالیٰ ذکر و شغل خود صاحب سلاسل پیری مریدی کرتے ہیں۔ ان کے شجرہ منظر سالہا سال سے چھپے ہوئے موجود پھر بھی وہ لوگ بزرگوں سے منکر ہوں۔ جاتے تعجب ہے۔ اہل اسلام خوب سن لیں کہ جملہ سلاسل کے بزرگان دین ہمارے مقتدا و پیشوا ان کی محبت ذریعہ نجات ان کی کرامات ثابت ان سے بفضل و عداوت شقاوت اور محرومی کی علامت یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ ہاں بزرگوں کو نبی نہیں سمجھتے ان کو خدا یا خدائی کا مالک نہیں سمجھتے ان کو دربار خداوندی میں شفیع او وسیلہ جانتے ہیں کا رخانہ عالم ان کے قبضہ و قدرت میں نہیں سمجھتے کہ وہ جو چاہیں کریں جس کو جو چاہیں دیں یا نہ دیں۔ ہاں جس سے خداوند عالم جس کام کو چاہے لے لے۔ یہ امر

ہم ان کی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے۔ خانہ کعبہ کی طرح ان کے مزارات کا طواف نہیں کرتے۔ تعزیروں میں اولاد کے لیے عرضیاں لکھ کر نہیں لٹکاتے۔ یہ اگر بزرگوں کا نہ ماننا ہے تو ایسا نہ ماننا سب مسلمان نہیں مانتے۔ گریز مرآت بنکئی زندیقہ خدائے ذوالجلال کی صفات مخفہ میں کوئی نبی شریک نہیں۔ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات مخفہ میں کوئی مخلوق شریک نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کوئی ولی افضل نہیں۔ ان کے بعد تابعین کا مرتبہ ہے پھر اولیاء امت اختیار امت خلاصہ اسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ممتاز فرمایا ہے، ان کی محبت ذریعہ نجات اور عداوت شقاوت و حرمان کی علامت جس سے سورخانہ کا ٹوٹ ہے۔ یہ ہمارے وہ اعتقاد ہیں جن پر اپنی موت و حیات چاہتے ہیں اویہ کہ ہمارا اسی پر خاتمہ ہو۔

مسلمان بالکل مطمئن ہو جائیں کہ ہم بالکل سچے، یکے حنفی اور سلاسل حضرات اویار نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرت کی برکت سے بدعات سے تنفر تام ہے۔ واللہ اللہ علی ذلک جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احتراز اولیٰ سمجھتے ہیں کیونکہ نور اور نجات فقط سنت نبویؐ میں ہے علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ اور متفق علیہ سنت اس قدر ہیں کہ ان پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہونے کی ایک جماعت علماء مدعی نہ صاحب مذہب سے نقل نہ کتب فقہ میں پتہ اور جب

سے وہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اس میں اختلاف جس مرتبہ کے لوگ اس کی تحسین کریں اسی مرتبہ کے علماء۔ یا ان سے زیادہ اس کو اچھا نہ سمجھیں پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دعائے ربك الی مالک یربک۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حنفیہ اور تقلید سے خارج یا بزرگوں کا مخالف بتائے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیے۔ کسی کی حقانیت پر وہ ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ۔

کتبہ۔

بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند جن حضرات اربعہ کے متعلق یہ استفسارات ہیں بندہ بجز ان حضرات کے علم و عمل و عقائد و اقوال اور حالات سے پورا واقف ہے اور بلا واسطہ ان حضرات کے مقالات و حالات کو کثرت سنا اور دیکھا ہے مجھ کو پورا یقین اور اطمینان ہے کہ جو باطل ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں وہ اس قدر بے اصل ہیں کہ مغتری کا تو ذکر کیا ہے۔ ان امور کی تصدیق کرنے والوں پر بھی مجھ کو سور عاقبت کا اندیشہ ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذلک۔ ان حضرات کے علما و عملا قبح سنت اور اہل حق ہونے میں ادنیٰ تا مل اہل ایمان اور اہل انصاف کا کام نہیں جو حضرات ان میں سے موجود ہیں ان کو دیکھ لو اور جس کی چاہو تالیفات ملاحظہ فرماؤ۔ ان شاء اللہ توفیق سے جو بھی کسی کو خلیان ہو گا وہ جاتا رہے گا۔ اس لیے بندہ اس فتوے کی لفظاً لفظاً تصدیق کرتا ہے

بندہ، مفتی عفی عنہ، مدرسہ اولیٰ مدرسہ عالیہ دیوبند



خدا سے ذوالجلال کو شاہد بنا کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ اکابر و اصاغر و حضرت والد ماجد فخر الاسلام و المسلمین مولانا مولوی الحاج المحافظ محمد قاسم نانوتوی حضرت شیدائے اسلام و المسلمین استاذ اوسر شذائے مولانا مولوی الحاج المحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما اور جس قدر مدرسین و منتظمین و ممبران مدرسہ عالیہ دیوبند ہیں۔ سب کے یہی عقائد ہیں جو فتوے میں مذکور ہوئے۔ ہمارے مخالفین نے جو ہم پر بلا وجہ بہتان بندی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرما دے اور جن عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی نسبت خان بریلوی نے افتر کیا ہے۔ ان کا صحیح مطلب رسالہ السحاب الممدار فی توضیح اقوال الاخبار و توضیح البیان فی حفظ الایمان میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد احمد مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند ابن حضرت مولانا محمد قاسم ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔

محمد مسعود احمد عفی عنہ ابن حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قس کے العزیز گنگوہی  
 کفی باللہ شہید ا۔ کہ ہم نہ غیر مقلد نہ وہابی بزرگوں کی عظمت کے منکر  
 نہ خدائے ذوالجلال کے جھوٹ کو معاذ اللہ تعالیٰ منہ ممکن الوقوع کہیں سرور عالم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و فضل میں کسی مخلوق کو مساوی کہنے والے بلکہ حضور  
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم زمانی کے ساتھ خاتم جملہ کمالات بشر کا عقیدہ  
 رکھتے ہیں۔ اہل اسلام ہماری جانب سے بالکل مطمئن ہو جائیں۔ مدرسہ عالیہ  
 دیوبند کے جملہ منتظمین و مدرسین اصولاً و فروعاً بغض اللہ تعالیٰ حنفی ہیں خان بریلوی

نے خدائے علم و دیانت جن عبارات کا غلط مطلب بیان کر کے خلقت کو گمراہ کیا ہے ان کا صحیح مطلب السحاب الممدار اور توضیح البیان میں ملاحظہ فرمائیں۔  
 ان رسائل کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طالب حق کے اطمینان کی امید ہے: واللہ تعالیٰ هو الہادی الی الصواب۔

احقر حبیب الرحمن عفی عنہ مددگار مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بندہ نے خان بریلوی کے تمام الزامات کو بغور دیکھا۔ ان کی بناءً محض نفسانیت پر پائی۔ چنانچہ عبارات منقولہ تحذیر الناس و مناظرہ عجیبہ سے ظاہر ہے ان کے علاوہ قبلہ نما جو ۱۲۹۵ھ میں تحریر ہوا گویا حضرت مولانا نانوتوی مرحوم مغفور کی آخر التصانیف ہے۔ اس کی بھی چند عبارتیں نقل کرتا ہوں جن سے حکم زمانی صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔

اگر کلام اللہ شریف کلام خدا ہے اور بیشک حکم عقل انصاف کلام خدا ہے تب تو اس میں آپ کو خاتم النبیین کہہ کر جتلا دیا کہ آپ سب انبیاء کے سردار ہیں کیونکہ جب آپ خاتم النبیین ہوئے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکمانہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہو گا وہی شخص سردار ہو گا۔ اسی کا حکم آخر رہتا ہے۔ ص ۸

القصد در دولت تک سوائے حبیب رب العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بالا صالت کسی کو اجازت نہ ہوتی۔ ص ۶۱۔

وہ ایسے ہی مجدد علوم اور مصدر کمالات علمیہ رتبہ میں اور سب سے اول ہو گا۔ گو وقت تعلیم اس کے علوم دقیقہ کی نوبت بعد میں آئے۔ پھر جب یہ محاذ

کیا جائے کہ حکومت بے علم احکام متصور ہی نہیں اور اس لیے حکومت علما ہی کا کام ہے جو انبیاء کو حکام اور نائب خداوند ملک عظام کننا پڑے گا اور چونکہ خدا تک بے واسطہ کسی کو رسائی میں جو بنی رتبہ میں سب میں اول ہوگا، اس کا دین یعنی اس کے احکام باعتبار زمانہ سب میں آخر رہیں گے۔ کیونکہ ہنگام مراضعہ جو موقع نفع حکم حاکم ماتحت ہوتا ہے۔ حاکم بالادست کے حکم کی نوبت آخر میں آتی ہے۔ غرض اس وجہ سے مصدر علوم کے احکام اور علوم تک نوبت بعد میں آئے گی اور اس طور اس کے دین کا بہ نسبت اور ادیان ناسخ ہونا ظہور میں آئے گا۔ (ص ۶۱، ۶۲)

تو لاجرم دین خاتم الانبیاء ناسخ ادیان باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرور انبیاء افضل الانبیاء ہوگا۔ ص ۶۳۔

حضرت مولانا مرحوم کی تصانیف میں اس قسم کی عبارات بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً نمونہ از خردارے و اندکے از بسیارے کے طور پر یہ چند سطور عرض کر دی ہیں۔

آیا کوئی مسلمان ہے جو ان عبارات کے بعد بھی یہ کہہ سکے کہ حضرت قاسم العلوم و الخیرات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زانی ہونے کے منکر ہیں۔

اور برابین قاطعہ اور حفظ الایمان اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کی نسبت خاں صاحب نے جو اتہامات تصنیف فرمائے ہیں۔ ان کے متعلق رسالہ الحساب الممدار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان

ملاحظہ فرمایا جائے۔ ان کے ملاحظہ سے یہ امر ان شاء اللہ تعالیٰ واضح ہو جائے گا کہ جملہ اتہامات خاں صاحب کے لغو اور بیجا ہیں، ان عبارات کا وہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خاں صاحب بیان کرتے ہیں، جن مطالب کفر کی تصریح کا دعویٰ ہے وہ ہزار و سالیط بھی نہیں ہو سکتے۔

بالجملہ اہل اسلام بالکل مطمئن ہو جائیں کہ خاں صاحب اہل بدعت نے جو اتہامات اکابر اہل اسلام دیوبند کی طرف منسوب کیے ہیں بالکل بے اصل اور لغو ہیں۔ علمائے دیوبند سچے اور یکے حنفی ہیں۔ بزرگان دین کے ماننے والے ہی نہیں بلکہ خود بفضلہ تعالیٰ بزرگ اور اولیاء کبار میں داخل سلاسل اولیاء میں شامل ہی نہیں، بلکہ خود صاحب سلسلہ ہیں۔ یہاں جیسے سلسلہ علم ظاہری ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ تعلیم باطنی کا فیض بھی ویسے ہی جاری ہے۔

جہاں درسگاہوں میں کتابوں کا درس اور مطالعہ ہے تو حجروں میں ذکر و شغل مراقبہ ہے۔ یہ حضرات جامع شریعت و طریقت تابع سنت ہیں۔ ان کے غیر متعلقہ و بانی رافضی خارجی اور آج کل کے بدعتی سب ناراض ہیں اور طرح طرح کے بہتان مسلمانوں کو ان سے متنفر کرنے کو اہل بدعت تراشتے ہیں۔ اگر اب بھی کسی صاحب کو کوئی خلش باقی ہو تو پچھتم خود ملاحظہ فرمائیں۔ شنیدہ کہ بود مانند دیدہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری عرض کی ہم سے زیادہ تصدیق فرمائیں گے بندہ محمد مصطفیٰ عفی عنہ ابن شہیر خدا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ

خادم طلبہ دارالعلوم نبوی دیوبند۔ ادامہ اللہ تعالیٰ بندہ بیچران نے مجدد اللہ ان حضرات قدسی صفات کی تصانیف کو بکراؤ

مرات مطالعہ کیا اور جہاں تک فہم نے یارائی دی میں نے ان کو خوب سمجھنے کی کوشش کی۔ ادھر مخالفین کے اعتراضات بھی بغور دیکھے اور سنے، لیکن خدا کا ہزار بار شکر ہے کہ ان حضرات کے دامن تقدس کو ان خرافات سے پاک پایا جو ان کی طرف نسبت کیے گئے ہیں اور جس قدر مخالفین کی نکتہ چینیال سنیں اسی قدر اپنے حضرات سے عقیدت بڑھتی گئی، چنانچہ بحول اللہ قوتہ) بندہ اپنے دائرہ فہم کی موافق ان مضامین کا مطلب بتلانے کے واسطے ہر شخص کے مواجہ میں تیار ہے۔ جن کو مخالفین نے اپنی سفاہت سے مخدوش ٹھہرایا ہے یہ عجیب بات ہے کہ ان حضرات کی نسبت جس طرح کی بہتان بنیدیاں کی گئی ہیں، ان سے پہلے بھی اسی طرح کے لغو عقائد حضرات شیخ اکبر مچی الدین العربی اور امام عبدالوہاب شعرانی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حاسدوں نے مشہور کیے ہیں جن کا دھندلا سانشان کتاب البواقۃ البجاہر وغیرہ میں مل سکتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ نہ ان کو اس قسم کے حملوں سے کچھ گزند پہنچ سکا اور نہ ہمارے اکابر کو فتنہ الوفاق واللہ الموفق۔

مفتی محمد کرم عثمانی عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے  
بندہ غلام رسول عفی عنہ مدرسہ عالیہ دیوبند  
ہمارا یہی اعتقاد ہے، بندہ محمد حسن عفی عنہ،  
مدرسہ عربیہ دیوبند  
ہمارے بزرگوں کا اور ہمارا یہی عقیدہ ہے۔  
ہمارا اور ہمارے مقدس بزرگوں کا یہی عقیدہ

وہو الصبح وفیہ السداد۔ ۱۲۔  
شائق احمد غفرلہ

خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

خادم الطلبة محمد اعزاز علی غفرلہ

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

عبد اسیم دیوبندی عفی عنہ

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ ہے

اور حق ہے۔ بندہ محمد علی ظہران سندھ

ولوالدیہ خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ

ہے اور حق ہے۔

احقر الزمن نبیہ حسن

مدرسہ عربیہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا بالکل یہی عقیدہ اور

یہی طریقہ ہے۔ احمد امین عفی عنہ

خادم مدرسہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

فقیر اصغر حسین حسنی خفی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

محمد حسین مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔

منظور احمد

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے

خاکسار سراج احمد شیدی عفی عنہ

خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔

بادی حسن مبلغ احکام اسلام

منجانب دارالعلوم دیوبند

بیشک بندہ کا اور اپنے بزرگوں کا

یہی عقیدہ ہے۔

بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ بلیاوی

مدرسہ عربیہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے

بندہ عطا محمد دلائی

خادم علماء دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ  
 خادم دربار رشید عالم قدس گنگوہی  
 ہمارا اور ہمارے اکابر کا یہی اعتقاد ہے اور یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔  
 بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ کشمیری  
 اشدانہ معتقد ناو معتقد مشائخ  
 بندہ سید حسن عفا اللہ عنہ حسنی  
 چاند پوری مدرس دارالعلوم نبوی دیوبند

المشتر

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ



تذریۃ الابرار عن مناسک التہنئة  
 معروف بہ

# الکوکب الیمانی علی اولاد الزوای

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
 وشعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی

ناشر

انجمن ارشاد المصلحین لاہور

۲۔ بی شاداب کالونی جمیل نظامی روڈ



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ اہل اسلام کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی دوسرا شخص کوئی بات کہے تو اس میں تو فی الجملہ یہ احتمالات بھی ہو سکتے ہیں کہ قاتل دوسروں کی مراد سے پورا واقف نہیں ہوگا۔ یا اس کا قول کسی ذاتی غرض یا عداوت پر مبنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ متعدد وجوہ مخالفت پیدا ہو سکتی ہیں مگر جب کوئی شخص خود اپنی نسبت کوئی بات کہے اور پھر وہ مجنون یا ولا سڑی بھی نہ ہو بلکہ علم و فصل و عقل و دانش سے بڑھ کر مجدد و قوت ہونے کا بھی مدعی ہو اور معتقدین بہزار خوشی اس مبارک لقب کو منہ بھر بھر کر لیتے ہوں تو ایسے شخص کا کلام اُس کے اور اس کے متبعین ہوا خواہ بیدام غلاموں کے حق میں کیونکر قابل قبول اور حجت نہ ہوگا۔ ایسا مسلم شخص اگر کوئی فتوے اپنی مہر خاص سے مزین فرما کر شائع فرماوے پھر وہ اور اس کے معتقدین بھی پابند نہ ہوں۔ تو کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ کے کیسے مستحق نہ ہوں گے یا دوسرا شخص اگر اس کے اس فتوے اور حکم کو ظاہر کر دے تو کیا شرعاً قاتل نہ مجرم ہے یا کوئی شخص اس کو غیر مہذب کہہ سکتا ہے۔

ناظرین غالباً لہجہ چین ہوں گے کہ آخر وہ کیا سربستہ راز ہے جس کا آج افشا ہوتا ہے۔ وہ کس عصمت اور عفت مآب کی اندرونی ناگفتہ بہ حالت

ہے جو اس نے کسی سے بغیر سوچے سمجھے کہیں کہہ دی یا لکھ دی تھی جس کے ظاہر کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔

آج وہ کیا قیامت خیز واقعہ ہے جس کے ظاہر کرنے پر قیامت برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیا آج ماں باپ زن و فرزند عزیز و اقارب ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ نفع صور سے پہلے ہی انساب منقطع ہو جائیں گے، نسبی اولاد و ولد الزنا قرار دی جائے گی۔ پاکدامنیوں کو زانی اور زانیہ کہا جائے گا۔ کیا یہ تمام نکاح بیاہ حیوانات کی حرکات سے بھی زیادہ شرمناک رسوا کن خلائق ثابت ہوں گے یا کسی بے درد نے مسلمانوں کی اس ظاہری تباہی اور بربادی اور نا اتفاقی پر بھی بس نہ کیا۔ کیا کوئی آج یوں کہنے کو ہے کہ مسلمان جانوروں کی طرح تو والد و ناسل کے عادی ہو گئے۔ ان میں برائے نام جو الفت تھی کیا اس کو بھی خیر باد کہنے کا دن آگیا۔

آخر کیا قیامت برپا ہونے کو ہے۔ یہ غلط اس مال اسباب قدسے جائزاد جو اہل اسلام کے پاس باقی ہے یہ بھی بوجہ لادارئی ہرنے کے شاہی خزانہ میں جمع ہو جائے گی۔ خدا خواستہ کیا سب مسلمان کافر مرتد ہو گئے۔ العیضا باللہ العظیم۔

کیا ایسے بریلوی مجدد و مآہ حاضرہ نے کوئی نیا فتوے حریم شریفین سے حاصل کر لیا ہے۔ ابھی تو وہ حج کو بھی پھر نہیں گئے۔ ماجرا کیا ہے۔ ابھی تو وہ حرم احقرین کو اپنی اور اپنے معتقدین کی گردنوں پر چلا چکے ہیں۔ ابھی تک تو والد تکفیر کا بوجھ ختم نہیں ہوا ہے اور اسی کی خوابیں نظر آتی تھیں کہ احدی التبعہ

والتسعين اور سوار ہو گیا۔ ۳۶ برس کی بولتی ہوئی ببل کے سینہ میں کاٹا بھر کھڑا ہوا۔ یہ کیا باد خزاں چلی ہے کہ ہمارے میں کو کج شرع ہو گئی۔ چمک ببل نادان کہاں چلی گئی وہ دنیا بھر میں نکھاری کے بتائے سفید اور صاف دیکھنے میں بہت بڑے وزن میں نہایت خفیف اور ہلکے دھڑے تو اسوہ لنعم ہی کی تاب نہ لاسکے۔ اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا کفر عملاً تسلیم کر لیا کہ احدی التبعہ والتسعين نے خاک ہی میں ملا دیا اب اٹھا تر لے اور کون اٹھائے گا۔ عرب کا تو وہ شاید اب نام بھی نہ لیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کا کیونکہ وہاں تو ان کی پوری تلمی کھل گئی۔ اور مکہ معظمہ کے حضرات علماء بھی واقع ہونے لگے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاں صاحب ہی کا کوئی فتوے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے بننے بناتے خان خاناں کی خانہ ویرانی ہو گئی اور یہ جوانی کی کمائی آنکھوں کی ٹھنڈک موتیا بند کے ہو جانے سے نصیب اعدا ہو گئی ہے، گو تو یہ نصیب ہونی تو تقریباً محال ہے لیکن ہائے اب تو وہ وقت بھی گیا کہ تجدید نکاح ہی کر لیتے۔ پر ہے ان شاء اللہ ھو الّا بکفر صادق ہو گیا۔ سنت کی مخالفت بدعت کی محبت کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔ کسی نے کیا کہا ہے:

مبادا دل آل منہر دمایہ شاد

کہ از بہر دنیا دہر دین برباد

یہ مضمون واقعی عجیب و غریب ہے۔ مخالفین تو مخالفین ہی ہیں، جناب خاں صاحب کے موافقین بھی ایک دفعہ دن ہی میں تارے دیکھ لیں گے یہ طلسم ہوش ربا جس وقت کھلے گا۔

يَوْمَ يُغْفَرُ لِمَنْ عَمِلَ مِنْهُ خَيْرٌ وَأَمَّا بَعْضُ مَا يَدْعُونَ فَكُلٌّ مِنَ الْمَثَلِ  
 کے سامنے ہوجانے گا۔ ہر بدعتی تنہائی کے لوق و دوق میدان میں حیران و  
 سرگردان نظر آئے گا۔ یہ تمام کوششیں ایک بریلوی مداری کے ڈر و رنجش پر  
 نظر آجائیں گے۔ ناظرین! وقت قریب ہے کہ جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہے  
 الغیث! الغیث! پکار اٹھے گا اور بریلی کے سوداگری محلہ کی طرف منہ کر کے  
 بھی نہ سوسے گا خاں صاحب سے جو کچھ سرمایہ کفر و ضلال خریدا ہے سب  
 اس منڈی کفر میں واپس کرے گا! آخر کیا فترے کیا حکم ہے۔ یہ قیامت  
 تو آکر ہی ہے گی اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفْتَرُونَ مِنْ خِلَالِهِ قَتْلُهُ۔ یہ تلخ  
 اور ترش مزاج تو چکنا ہی پڑے گا۔

عجیب بالزمان و ما عجیب اتی من ال سیار عجیب۔

خاں صاحب جو کچھ فرمادیں، جو فترے لکھ دیں سب ممکن ہے ناظرین!  
 گھرانے اور پریشان ہونے کی بات نہیں۔ خاں صاحب کا یہ تو باتیں ہاتھ کاکیل  
 ہے۔ توجہ سے ملاحظہ فرما! اچھا جیسے کہ نکاح کا منعقد نہ ہونا تمام عمر زنا و حرام کار  
 میں مبتلا ہونا اولاد کا، حرامی ہونا، المادارث ہونا۔ کیا ان امور کو کوئی شریف  
 مرد و عورت مسلمان ان کو ارا کر سکتا ہے۔ خاں صاحب کے ایسے فترے کے بعد بھی  
 کوئی مسلمان ان کے ساتھ رہ سکتا ہے ان کے عقائد کا گرویدہ ہو سکتا ہے!  
 ہم بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام اور بالخصوص مولوی احمد رضا  
 خاں صاحب کے معتقدین غور فرمائیں کہ ہم جو کچھ عرض کرتے ہیں صحیح ہے  
 یا غلط خاں صاحب کے کلام سے لازم آتا ہے یا نہیں اگر کوئی بات اس میں

غلط ہو تو جملہ اہل اسلام کو ہماری غلطی کے رفع کرنے کا حق حاصل ہے۔ بالخصوص  
 خاں صاحب اور ان کے معتقدین پر تو ان کے قول کے موافق فرض ہے کیونکہ  
 کفر اسلام کی بات ہے۔ وہ بھی نکاح کے متعلق جس کے صحیح نہ ہونے پر تمام عمر  
 زنا و حرام کاری میں مبتلا لازم آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیسے کیسے مفاسد  
 خبیثہ اس تخم کے پھیل پھول ہوں گے۔ ایسے وقت میں بار جو طلب حق کے سکوت  
 کیسے جائز ہو گا۔ وہ گفتگو مباحثہ نہ کریں مگر اپنا مطلب تو صاف لکھ کر چھاپ  
 دیں۔ دوسروں کے کافر بنانے کو سفر اختیار فرمایا۔ ہزاروں مدپیہ برباد کیسے اپنا  
 ایمان اسلام نکاح کا صحیح ہونا، اولاد کا صحیح النسب ہونا کیا اس قدر بھی فہم نشان  
 نہیں کہ اس میں درچار روپیہ صرف کر کے چھاپ دیا جاوے۔ اپنی بریت ثابت  
 کر دی جاوے مگر یاد رکھو اور چہر یاد رکھو مسلمانو! محال ہے، محال ہے محال ہے  
 قیامت آجائیں گی۔ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کا کوئی معتقد اس  
 کا جواب دے سکے خدا چاہے جواب محال ہے۔ سچی بات کا جواب ہی کیا ہے  
 اب دیکھنا ہے کہ جناب خاں صاحب کے اصحاب خاں صاحب کی جانب سے  
 کیا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ مسلمانو! اسکا نام مناظرہ ہے اس کو گفتگو کہتے ہیں  
 خاں صاحب جھوٹے افتراء باندھ باندھ کر مشہور کرتے ہیں کہ ہم مناظرہ  
 کرتے ہیں اور مخالفین پہلو تہی لا حول ولا قوۃ الا باللہ جس شخص پر اس کے  
 کلام سے کفر لازم آوے اور ہزاروں کا انعام دیا جاوے مگر پھر بھی اپنا اسلام ثابت  
 کر سکے۔ اپنے نکاح کی صحت اولاد کا صحیح النسب ہونا بیان نہ کر سکے۔ وہ مناظرہ  
 کیا خاک کرے گا۔ جاہلوں کو خوش کرنا اور ہے اور مناظرہ کرنا اور ہے۔

خال صاحب کا یہ ناز تمام عمر کا سرمایہ یہ ہی تھا کہ تمام امت کی تکفیر کی وہ تکفیر اصل مع سود خاں صاحب کے سر پر گھڑی باندھ کر رکھ دی جس سے خاں صاحب تحت الشراہیں پہنچ گئے۔ اگر اس کا بھی جواب نہ دیا تو یہ بھی وہی مثل ہو گی کہ اب کی دفعہ مار لے گا تو جانوں گا۔ آئیں اور ہوش سے بات کریں مگر یاد رہے کہ بفضلہ تعالیٰ کسی بدعتی میں دم نہیں ہے جو ہماری بات کا جواب دے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ابھی کیا ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم خدا چاہے خاں صاحب کے وہ وہ مکر اور جہالت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاں صاحب کی دلی عداوت ظاہر کریں گے کہ مسلمان خاں صاحب کا نام یزید علیہ السلام بھی اور لکھیں گے اور ثوبی یہ ہے کہ جو کچھ کہیں گے انہیں کے کلام سے اپنی جانب سے ہجر ایضاً مطلب اور کچھ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ هو المستعان۔

خال صاحب کا رسالہ ازالۃ العاصج الکواثم عن کلاب النار ۱۳۱۶ء کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا۔ اس میں ایک استفادہ یہ کیا گیا ہے۔ ایک عورت سنیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنی حنفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد دہابی سے کر دینا جائز ہے یا منزع۔ اس میں شرعاً گناہ ہو گا یا نہیں بنیو تو جہرا۔ ص ۲

خال صاحب اس کا جواب صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں "فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا منزع و گناہ" اس عبارت سے یہ مقدمہ اولیٰ تو صاف ثابت ہو گیا کہ سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد دہابی سے باطل و زنا ہے یا منزع و گناہ۔ پھر اسی صفحہ ۵ سطر ۱۱ پر فرماتے ہیں:

"وہابی ہویا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے تم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنا ہے صرف ہے اگرچہ صورت محال کی عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ عین اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کما حقتناہ فی المقالۃ المستفسرہ عن احکام البدعۃ المکفرۃ۔ مہرہ و ہندیہ و حدیقہ ندۃ وغیرہ

میں ہے۔ احکام معہ مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد و خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصل کسی سے نہیں ہو سکتا خانیہ و ہندیہ وغیرہا میں ہے۔ واللفظ لا یرد ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدہ ولا مسلمہ ولا کافرة اصلیہ و کذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مسلم

عبارت مذکورہ سے یہ مقدمہ ثانیہ بھی ثابت ہو گیا کہ جو مدعی اسلام مرد و ہویا عورت عقائد کفریہ رکھے وہ مثل مرتد ہے اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان یا مسلمہ کافر یا کافر اصلی و مرتد یا مرتدہ سے جائز ہی نہیں۔ پھر ص ۱ پر فرماتے ہیں:

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبراہی و بابیہ یا مجتہدین و امض خدام اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں:

۵ انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر ہے۔ و نیز امام کروسی و در مختار و شفاء امام تاضی عیاض وغیرہ میں ہے واللفظ للشفاء بمختص لا جمیع العلماء ان من شک فی کفرہ وعدا بہ



فَقَدْ كَفَرَ" اس عبارت سے یہ مقدمہ ثالث ثابت ہوا کہ اگر کوئی مدعی اسلام کبر اور دبا بیہ کو کہ وہ عقائد کفریہ رکھتے ہوں۔ اگر مسلمان ہی جانے تو وہ بھی کافر اور مرتد ہے اور بحکم مقدمہ ثانیہ جو مرتد ہو اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان کافر مرتد سے صحیح نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص کسی کو کبرائے و مقتدار و امام دبا بیہ میں سے مسلمان جانے تو اس کا نکاح بھی تمام عالم میں کسی سے صحیح و درست نہیں بلکہ زنائے محض و حرام خالص ہو گا۔ اب اصل قیاس قابل غور ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے شخص کو جس کو وہ امام اور مقتدار دبا بیہ کا جانتے ہیں اور اس کو صریح اقوال و کلمات کفریہ کا قائل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے دھڑک گالی اور دشنام دینے والا اور آپ کے بعد نبی کھلم کھلا ماننے والا جس کا حاصل ختم نبوت کا انکار ہے اعتقاد رکھتے ہیں مسلمان جانتے ہیں اور جو ایسے شخص کو مسلمان جانے وہ بحکم مقدمہ ثالث کافر و مرتد ہے۔

تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ہی قول کے موافق کافر و مرتد تھے اَوْ اُن کا نکاح مسلمہ یا کافرہ و مرتدہ سے ناجائز اور جب یہ اپنے ہی حکم سے مرتد ہوتے تو جو اُن کو کافر نہ کہے۔ اسی عبارت اور مقدمہ ثالث کی مدد سے وہ بھی کافر ہو اور غرض بحکم مقدمہ ثالث مسلمہ مثبتہ خاں صاحب یہ ثابت ہو گیا کہ خاں صاحب اور اُن کے اذناب اتباع مرد و عورت خاں صاحب کے حکم کے موافق کافر و مرتد اُن کے عورتوں اور مردوں کا مسلمان عورت و مرد سے نکاح جائز نہیں۔ بلکہ آپس میں بھی اگر نکاح کریں تو وہ بھی زنائے محض ہے غرض خاں صاحب کے حکم کے موافق وہ سب ساندھ اور ساندھنیاں تمام عمر یوں ہی

رہیں۔ اگر کوئی حنفی مرد یا حنفیہ عورت اُن کے مرد یا عورت یا وہ خود انھیں کے ہم عقائد سے نکاح کرے گا تو زنائے محض ہو گا، نکاح نہ ہو گا جب تک ہی صحیح نہ ہو تو اولاد بھی جو پیدا ہوگی حرامی ہوگی۔ اس دلیل کے تمام مقدمات ثابت ہو گئے فقط یہ باقی ہے کہ خاں صاحب کسی ایسے شخص کو جو خاں صاحب کے نزدیک کبرائے دبا بیہ میں سے ہو اور اس کے عقائد بھی خاں صاحب کے علم میں کفریہ ہوں پھر بھی خاں صاحب نے اُسے مسلمان کہا ہے۔ اس مقدمہ کے ثابت کرنے کی ضرورت بعد رد التکفیر اور احدی التسعة والتسعين کے باقی نہیں ہے مگر مختصراً یہاں بھی عرض ہے کہ ملاحظہ ہو المحرکۃ الشہابیہ جلد ۱۲۔ باجملہ ما فیہم ماہود ہر تیر وز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی دبا بیہ اسمعیلیہ اور اس کے امام نافر جام پر جزمنا قطعاً یقیناً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر جماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ درجوع و از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب ہے اس عبارت سے یہ توصات ثابت ہو گیا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ خاں صاحب کے نزدیک فرقہ دبا بیہ کے امام بھی ہیں اور خاں صاحب کے نزدیک اُن پر اور اُن کے اتباع پر جزمنا قطعاً اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم و ثابت اور بلاشبہ جماہیر فقہاء کرام و اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر سب کے سب کافر مرتد باجماع ائمہ ان سب پر اپنی کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ درجوع و از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض ہے۔ پھر ایسے شخص کا مسلمان جاننے والا بھی کافر، مرتد، محرم نکاح زانی، بدکار و ذی

حرام ان کے نزدیک نہ ہو گا۔ تو اور کون ہو گا۔ ہاں فقط یہ ثابت کرنا باقی رہا کہ  
 خاں صاحب نے حضرت مولانا مظلوم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو باوجود اس جبروتی  
 حکم کفر کے مسلمان کہاں کہا۔ جس کی بنا پر وہ اور ان کے جملہ اتباع بحکم فقہائے  
 کرام جزا قطعاً، اجماعاً کافر ہو گئے۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری اور ثابت  
 ہو گئے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اسی جگہ، مشکوٰۃ الشاہبید کی اس عبارت  
 کے بعد فرماتے ہیں:

۶۲ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام امتیاط میں اگلا سے کف لسان ماحذور  
 مختار و مرضی و مناسب، ملاحظہ فرمائیے کہاں تو فقہار کا وہ مذہب جزئی قطعی  
 اجماعی کفر کا اور خود جناب خاں صاحب کا وہ ارشاد ازالۃ العار صفحہ ۶ پر کہ جس  
 طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جانا بھی کفر  
 ہے۔ اور کہاں یہ حکم کہ ہمارے نزدیک کافر کہنے سے زبان کا رد کنا ہی مذہب  
 مختار و مرضی و مناسب اور ظاہر ہے کہ مسلمان جب تک کافر نہیں ہو سکتا  
 جب تک وہ کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو تو جب شہید مظلوم مرحوم تمام  
 فقہائے کرام کے نزدیک اجماعی قطعی کافر ہوئے تو ضرور ہے کہ کسی ضروری دین  
 کے منکر ہوئے ہوں گے اور ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔

لہذا خاں صاحب بریلوی اپنے ہی اقرار سے خود کافر و مرتد ہوئے اور جو انہیں  
 کافر نہ کہے وہ بھی بحکم خاں صاحب کافر ہوا۔ پھر خاں صاحب ہی کے حکم کے  
 موافق خاں صاحب اور ان کے اتباع کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی درست  
 نہ ہو گا۔ بلکہ حسب الارشاد باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زائل

صرف ہے۔

دوسرے ملاحظہ ہو تہذیب صفحہ ۲۲ جناب خاں صاحب حضرت مولانا  
 مولوی اسماعیل صاحب دہلوی شہید مظلوم مرحوم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔  
 اولاً سجن السبوح عن عیب کذب مقبور دیکھیے کہ بار اول سلمہ میں  
 لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا۔ جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے  
 اتباع پر پتہ پتہ وجہ سے کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم آخر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین  
 انہیں کافر نہ کریں۔ یہی صواب ہے۔ وہو الجواب دبر یفتی و علیہ  
 الفتویٰ و هو المذہب عندنا و علیہ الاعتقاد و فیہ السلامۃ و  
 فیہ السلام۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہوا اور اسی پر فتوے ہے۔

اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتقاد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت  
 انتہی۔ اب تو خاں صاحب نے صاف صاف فرمادیا کہ مولانا اسماعیل صاحب  
 دہلوی اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہا جاوے۔ یہی امتیاط ہے۔ یہی جواب ہے  
 یہی مذہب ہے، اسی پر اعتقاد ہے اسی میں سلامتی اور درستی ہے اور ازالۃ العار  
 صفحہ ۶ پر یہ فرماتے ہیں اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کہہ لے دہا بیہ  
 یا مجتہدین و افاض خد لہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام پیشوا یا  
 مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے۔ الخ۔

اب اپنے ہی فرمانے کے مطابق خود یقیناً اجماعاً کافر ہوئے اور ان کا  
 اور ان کے اتباع کا نکاح محض باطل اور زنا صرف ہوا، کیونکہ کہہ لے دہا بیہ کو مسلمان  
 جانتے ہیں جس کی وجہ سے یقیناً اجماعی کافر مرتد ہو گئے۔

تیسرے اگر اسی کی تصریح منظور ہو کہ خاں صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید  
مظلوم مرحوم کو صراحت بھی امام الطائفہ کہیں تو ملاحظہ ہو۔ متہید ص ۴۳ سطر ۱۳ اور  
امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ الخ۔ اب تو مقدّمات  
دلیل تمامہ ثابت ہو گئے۔ یعنی مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے  
نزدیک دہابیہ کا امام اور پیشوا ہونا بھی محقق اور ان کا کبرے دہابیہ میں سے  
ہونا بھی مسلم پھر مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے نزدیک عقائد  
کفریہ رکھنا اور ضروریات دین کا منکر ہونا تو ایسا بدیہی ہے کہ خاں صاحب  
کا نامہ اعمال اسی سے سیاہ ہو رہا ہے چنانچہ خاں بہادر نے اسی مبحث میں دو  
رسالے لکھے، ایک کا نام الحکوبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الدہا بید اور  
دوسرے کا نام سلاسیونۃ المہندیر علی کفریات بابا النجاشیہ رکھا۔ یہ نام  
ہی بتا رہا ہے کہ شہید مظلوم مرحوم خاں صاحب کے نزدیک دہابی نہیں بلکہ ان کے  
باپ ہیں اور مقتدا اور پیشوا اور ان سے خاں صاحب کے نزدیک ایک نہیں  
بلکہ متعدد کیا بے شمار کفر سرزد ہوئے ہیں جن کی بنا پر ان پر جبراً قطعاً یقیناً،  
اجماعاً وجہ کثیرہ کفر لازم۔ الخ

احکام جبروتیہ صادر فرما رہے ہیں جو عبارت الحکوبۃ الشہابیہ ص ۶۲ کی  
نقل ہو چکی ہے اس میں درج ہیں۔ اب جناب خاں صاحب اور ان کے  
اذناب فرماویں کہ خاں صاحب کا وہ فتویٰ "دہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب  
عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین  
بالقطع والیقین باطل محض و زائل صرف ہے۔ ازالۃ العار صفحہ ۵ ملاحظہ فرمادیں اور  
کہیں کہ اب کیا ہوتے مسلمان یا کیا ہوا نکاح اور کو کہ اب کسی سے آپ کا نکاح  
ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دیکھا اہل اللہ کی عداوت یوں دین دُنیا سے کھوتی ہے۔  
بے ایمان کا فر مرتد بناتی ہے، زانی کھلاتی ہے۔ ماں باپ عزیز و قریب سے  
قطع تعلق کراتی ہے۔ اور تماشا یہ کہ کچھ ہم نہیں کہتے۔ سب کچھ آپ ہی فرماتے  
ہیں آپ ہی کے فرمانے سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط چودھویں صدی کے  
مجید کا مطلب ظاہر کرتے ہیں۔ کیا تمام ہندوستان میں کوئی شریف  
مسلمان ہے کہ اس کے بعد بھی خاں صاحب کے ساتھ رہ کر ان تمام قبائح  
کو اپنے سر رکھے گا۔ ورنہ اگر بہت ہے تو جواب دیں مگر یاد رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ  
محال ہے محال ہے محال ہے۔ ہاں خاں بہادر کی طرف سے کوئی بڑا ہی  
پختہ معتقد شاید عذر فرمائے کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب  
شہید مظلوم مرحوم بے شک دہابی ہیں بلکہ دہابیہ کے امام پیشوا مقتدا مگر  
تاہم ان کا التزام کفر ثابت نہیں۔ ہاں ان پر بوجہ کثیرہ کفر لازم آتا ہے اس  
وجہ سے جناب خاں صاحب بریلوی نے احتیاط فرمائی اور ان کی تکفیر سے باز  
رہے اور اس مسئلہ میں مذہب متکلمین اختیار فرمایا باوجود مقلد ہونے اور تقلید کے  
ضروری ہونے کے مذہب جمہور مفتی بہ کو چھوڑ دیا۔ لہذا خاں صاحب اور ان  
کے محققین کے نکاح صحیح ہونے چاہئیں۔ اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ  
انہوں نے خاں صاحب کو تو نکاح کا اس قدر شوق معلوم ہوتا ہے کہ بجا پرے متعین



اس کہنے کے لائق بھی نہ چھوڑا۔

بوجہ غیر متناہیہ خود اور معتقدین مستحق جہنم نہ ہوتے تو جہنم کے داروغہ ہی کیا ہوتے۔ ملاحظہ ہو رد التکفیر اور احدی التسعة والتسعين کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم پر زودم کفر ہی نہیں۔ بلکہ خاں صاحب تو التزام ثابت فرما رہے ہیں۔ خاں صاحب بار بار تمہیں کھا کر فرماتے ہیں کہ شہید مظلوم نے بے دھڑک صراحتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کلام میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں یہ قول یقیناً باجماع امت بہت وجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے دست نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے۔ امام و بابیہ کا یہ خاص جزیہ ہے مگر پھر بھی اُن کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی صراحتہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور کلام بھی ایسا صاف اور صریح ہو کہ اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور مخاطب کو ایسا یقین ہو جاوے کہ اس پر مکر تیس کھا سکے کہ اس شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک سب و شتم صریح گالیاں دیں مگر پھر بھی خاں صاحب کے نزدیک وہ قابل سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گالیاں دینے والا کافر نہیں۔

ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر ۳ لغایہ سطر ۱۹ صفحہ ۳۳ سطر ۳

خاں صاحب کے نزدیک جس شخص نے کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا جس نے ختم نبوت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اُس

بھی مسلمان کہتے ہیں۔ گویا خاں صاحب کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعاً نہیں، اس کا منکر کافر نہیں۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۲ سطر ۱۲ وحاشیہ صفحہ ۳۲۔ فرماتے اب بھی خاں صاحب کے مقبول و مسلم کفر و ارتداد میں کوئی شک ہے اور اُن کے اور اُن کے اُن کے اذتاب معتقدین یا جو اُن کو مسلمان سمجھے نکاح کے صحیح ہونے کی کوئی صورت ہے۔ اولاً صحیح النسب ہو سکتی ہے اگر ہو تو فرماتے۔ یہ بھی ضرور ادا ہے کہ یہ جو کچھ ہے خاں صاحب کے کلام کا مطلب ہے۔ ہم نہیں کہتے ہمیں تو مجدد کی قابلیت اور لیاقت علمی ظاہر کرنی ہے کہ اسی علم و فضل پر دعویٰ مجددیہ ہے۔ اور اسی بنا پر لوگ اُن کے معتقد ہوتے ہیں۔ دراصل سے کام لینا چاہیے۔ دنیا میں تو خاں صاحب کی متابعت نے یہاں تک ذلیل کیا، آخرت میں کیا ہوا ہے۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اہل بدعت کے بارے میں فرمایا ہے اگر مرتے وقت تو بہ نصیب نہ ہوئی تو خدا چاہے سب بدعتوں کے نیچے طبقہ میں ہوں گے اور یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہمارا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم معاذ اللہ معاذ اللہ اس قابل تھے کہ اُن کی تکفیر کرنی چاہیے تھی اور خاں صاحب نے تکفیر نہیں کی۔ اس وجہ سے خاں صاحب پر یہ بلا نازل ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاں صاحب نے حسب عادت جبلی حضرت مولانا مرحوم پر جو اتہامات، باندرجے تھے جس سے مولانا مرحوم بالکل بری اور پاک ہیں۔ اُن الزامات اور اتہامات کی بنا پر خان بریلوی پر ان کی تکفیر لازم اور



ضروری تھی۔ یا تو خاں صاحب کے نزدیک مولانا مرحوم ان الزامات سے بری ہیں۔ فقط بدعت کی محبت میں خاں صاحب نے ایک عاشق سنت نبوی پر محض لوگوں کے متغیر کرنے کی غرض سے اتہامات لگائے جو اعلیٰ درجہ کی فسق اور گمراہی اور بدی کی بات ہے۔ اور اگر خاں صاحب کے نزدیک مولانا شہید مرحوم واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ ان کی نسبت لکھا ہے اور ظاہر کیا ہے تو خاں صاحب پر فرض تھا کہ اپنے ہی فتوے کے موافق تکفیر کرتے اور جب تکفیر نہ کی تو اپنے ہی فتوے کے موافق کافر ہوئے، مرتد ہوئے، ملعون ہوئے محروم الارث ہوئے وغیرہ وغیرہ یا نہیں۔ آخر کیا ہوئی؟ یہ معام کیا ہے یہ گورکھ دہندہ کیسا ہے۔ اپنا نام نہ لکھیں، کسی پوربی، بنگالی، جنگلی بہاری وغیرہ ہی کے نام سے جواب تو لکھیں۔ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ خاں صاحب کیسے قابل ہیں ستر علوم کے مجدد ہیں، ذرا ایک ہادیہ سے تو نکل جائیں، ابھی تو خاں صاحب کو خدا چاہے اسے ہادیہ سے واسطہ پڑنا ہے جس سے نکلنا ہو ہی نہیں سکتا۔

مزید توضیح کی غرض سے اس قدر اور عرض ہے کہ خاں صاحب کے معتقد جب رد التکفیر واحدی التمسع والتسعين سے نہایت ہی تنگ ہوئے تو خاں صاحب نے یہی تعلیم فرمایا کہ لزوم اور التزام کا فرق ہے۔ ہم نے لزوم ثابت کیا تھا نہ التزام اور خاں صاحب جب کافر ہوئے جب التزام ثابت کر کے تکفیر نہ کرتے، گویا عذر نہایت ہی کمزور ہے، کیونکہ ہم اس کا جواب پورے طور سے دونوں رسالوں میں عرض کر چکے ہیں، لیکن اس وقت اس کو اور بھی زیادہ وضاحت سے عرض کرتے ہیں۔

اکہ خاں صاحب کے کسی ہواخواہ کو لزوم و التزام کے تلفظ کی جی جرات نہ رہے۔ ملاحظہ ہوا الحویکبۃ الشہا بیدہ صفحہ ۳۳۔ اور انصاف کریں کہ اس گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ پھر اس صفحہ کے حاشیہ پر ارقام فرماتے ہیں: ”یہاں اس کے پڑوں کی غایت معذرت و سخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ یہ کلام اُس نے بقصد توہین نہ لکھا سو سخن تاکید اخلاص کے لیے ہے مگر یہ بناوٹ اسی قبیل سے ہے۔ ک ولن یصلح العطار ما افسد الدهر قصد قلب کلمات لسانی سے ظاہر نہ ہو گا تو کیا دجی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع و تبیح میں سوچی کلام خاص غرض توہین ہونا کس نے لازم کیا ہے، کیا اللہ اور رسول کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے جب بالخصوص اس امر میں گفتگو ہو در نہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے، کلمہ کفر نہیں انتہی۔“

پھر اسی صفحہ کے سطر آخر میں لکھتے ہیں: ”اب تمہیں ظاہر ہو گیا کہ اس ضعیف بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول و دو جہان کے بادشاہ، عرش بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و تخر سے زیادہ کام کیا۔ پھر اسے سچے بچے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں۔ انتہی۔“ ان عبارات کے بعد ملاحظہ ہوں، عبارات تمہید ایمان صفحہ ۳ سطر ۱۴ ”ضروری بنیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ انتہی۔“ صفحہ ۳ سطر ۱۱ نہ کہ ایک ملعون کلام کمذیب خدا یا تنقیص شان سید الانبیاء علیہ وسلم الصلوٰۃ

والشمار میں صاف صریح تادیل و توجیہ ہر اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا۔ اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و برائے در و بحر و نہر و فتادی خیر و مجمع الانہار و دُرِّ مختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سُن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

تو کیا اب بھی خاں صاحب کے شیدائی مشاہرہ دار معتقد یہی کہیں گے کہ خاں صاحب نے لزوم ثابت کیا تھا التزام ثابت نہیں کیا تھا اتنی وجہوں سے کفر لازم فرمایا نہ ملزم فظہر الفرق اب ہم بھی وہی مصرعہ عسر من کرتے ہیں۔

وَلَنْ يَصْلَحَ الْعُطَارُ مَا أَفْسَدَهُ اللَّهُ۔ اگر خاں صاحب نے التزام کفر ثابت نہیں فرمایا تو یہ فرمایا جاوے کہ اگر التزام ثابت کرتے تو کیا فرماتے قصدِ قلب کلمات سے ظاہر نہ ہو گا تو کیا دجی اُسے لے کہ خاں صاحب کے دل کا یہ ارادہ تھا، اُن کے نزدیک قائل نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالی دی جس کا اس قدر وثوق ہے کہ بار بار قسین کھائیں پھر کلام صریح جس میں اُن کے نزدیک تادیل کی بھی گنجائش نہیں اور ہو تو بھی صریح کلام میں تادیل نہیں سنی جاتی پھر قصدِ قلب بنانے والا بھی موجود ہے کہ اُن کے نزدیک لفظ صریح میں دجی تو اترنے ہی سے رہی، پھر لفظ صریح شنیع دبیح میں ارادہ کا ہونا بھی شرط نہیں فرماتے ہیں۔ ”پھر اُن کے نزدیک کلام ملعون اور تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ میں صاف و صریح ناقابلِ تادیل و

توجیہ بھی ہے۔ پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ عبارت تمہید صفحہ ۳۵ سطر ۱۱۔ تو اب خاں صاحب کیسے ڈبل کافر ہوئے کہ یہ کفر قیامت تک اٹھ ہی نہیں سکتا اور حیا ہو تو لزوم و التزام کے فرق کو زبان پر بھی نہ لائیں۔ دیکھا مدعی کو یوں ثابت کیا کرتے ہیں اور وعدہ یوں پُورا ہوتا ہے۔ وَذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا أَهْلَ الْحَقِّ۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ جواب ہو نہیں سکتا مغلفات گالیاں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ شرم نہیں آتی ہم کو گالیاں دینے سے کیا نفع ہے۔ گالیاں اس کو د جس نے کافر محروم الارث ہونے کا فتوے دیا۔ جس کی ایسی بگڑھی کہ بنائے نہیں بنتی۔ ہم تو مطلب ظاہر کرنے والے ہیں۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو ثابت کر دو ہم تسلیم کرنے کو موجود ہیں مگر یاد رکھو کہ یہ عداوت سنت اور محبت بدعت کافرہ ملا ہے۔ اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ ہاں صدقِ دل سے توبہ کر لیں مگر یہ مشکل ہے۔ مار کو عار پر ترجیح بڑے دیتے چلے آئے ہیں۔

اور در سر اجواب یہ ہے کہ جاذب ہم نے تسلیم بھی کر لیا کہ خاں صاحب نے تکفیر کے بارے میں احتیاط فرمائی۔ مذہب فقہائے کرام چھوڑا۔ مذہب تنکلیہ اختیار فرمایا مگر اس کو کیا کر گئے کہ یہ احتیاط ہی اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین مرد و عورت کا کسی مسلمان کافر و مرتد مرد و عورت سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ زنائے محض کے سوا کوئی صورت نہیں یہ بھی ہم خود نہیں کہتے۔ اس کو بھی جناب خاں صاحب ہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہوا ذالہ العا

تو دنیا کے پردہ پر کوئی دہائی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں تکم فقہاء یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔ دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دُور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ شد انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عہد کفر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت نہاں کیلئے استدلال تھی و اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ دُبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی۔ انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منع ہو گیا کہ نفس الامر میں کوئی دہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا۔ اور احکام فقہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات غیر واقعہ کا انتہی۔ جناب خاں صاحب بڑے حضرت اور ان کے صاحبزادے چھوٹے حضرت بالخصوص غور سے خیال فرمائیں کہ والد صاحب

نے کیا سلوک فرمایا ہے۔ ہماری عرض کو بغور ملاحظہ فرمادیں اگر غلط ہو تو مطلع فرمادیں ورنہ پھر بڑے حضرت نہ باب نہ چھوٹے بیٹے تمام تعلقات منقطع ہیں۔ خاں صاحب کے اذتاب اور اتباع کی خدمات عالیہ میں بھی یہی عرض ہے کہ نکاح کا محض باطل ہونا، تمام عمر اسی میں مبتلا رہنا کوئی اولی بات نہیں ہے جس کی طرف توجہ نہ کی جائے اگر ہماری غلطی ہے تو مطلع فرمائیں ورنہ خاں صاحب کی اتباع سے توبہ فرمائیں جو عبارت منقولہ خاں صاحب کی ہے اس پر خط کیجئے دیا جائے گا۔ صاف عبارت ہماری ہوگی جو بغرض توضیح زیادہ کی جائے گی۔

دُنیا کے پردہ پر کوئی دہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو۔ یعنی ہر وہابی پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم ہو اس کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک دہابی کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔

اب یوں کیسے کہ مولوی احمد رضا خاں کے نزدیک بعض وہابی کافر نہیں یعنی مسلمان ہیں اور جو کسی دہابی کو کافر نہ کہے یعنی مسلمان کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر تو مولوی احمد رضا خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔ اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں حکم فقہاء یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں۔ خواہ خاں صاحب ہوں یا ان کی اولاد و کور و اناث یا ان کے مسلمان جانشین و اہل مرد ہوں یا عورت اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم (یعنی خاں صاحب) اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہے



اسے کافر نہیں کہتے، مگر خانصاحب قول متکلمین کے اختیار کرنے کی صورت میں بھی اقرار ہی کافر ہیں کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی نہ دینا ضروریاتِ دین میں سے ہے اور خانصاحب کے نزدیک جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی جس میں خانصاحب کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور خانصاحب کو اس گالی میں کالیسا یقین ہے کہ اس پر بار بار نہیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب اس کو اور اس کے اتباع کو مسلمان ہی جانتے ہیں تو اب فقہائے کرام اور متکلمین دونوں کے نزدیک خاں صاحب کافر و مرتد ہوئے اور ان کا اور ان کی اولاد و ازواج و اتباع کا دنیا میں کسی سے بھی انہیں کے قول اور فتوے کے موافق نکاح صحیح و درست نہ ہوا کیونکہ خود ہی ازالۃ العار کے صفحہ سطر پر نقل فرماتے ہیں:

لا يجوز للمرتد ان يتزوج مستدة ولا مسلمة ولا حرة ولا مملوكة اصلية وكذلك لا يجوز لکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط انتهى یعنی مرتد اور مرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے، "غرض بقول متکلمین و فقہائے کرام باجماع امت خاں صاحب اپنے فتوے سے قطعی کافر و مرتد ہوئے اور اگر بضرع محال احتیاط بھی کی جائے اور یوں ہی کہا جائے کہ خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک تو بے شک کافر لیکن متکلمین کے نزدیک کافر نہیں۔" مگر یہ صریح براہِ احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو مانع تکفیر ہوتی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ شر انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم

گوارا کرے گا۔ کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ خاں صاحب نے اپنی نسل کو خود ہی کس بے رحمی سے کاٹ دیا کہ اس کو کوئی جوڑ ہی نہیں سکتا خود کردہ راجہ علانج اول تو بقول متکلمین ہی خاں صاحب اور ان کی اولاد و ازواج و اتباع وغیرہ کا نکاح صحیح نہیں اور اگر بضرع محال احتیاط کی جائے اور تکفیر سے خاں صاحب اور ان کی اولاد و اتباع وغیرہ کو بچایا بھی جائے تو خاں صاحب یہ حکم دے رہے ہیں کہ جس احتیاط کی بنا پر خاں صاحب کی تکفیر سے زبان روکی جائے وہی احتیاط اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور ان کی اولاد و ازواج و اتباع سے کوئی مسلمان و مسلمہ نکاح نہ کر سکے بلکہ دنیا میں کسی سے بھی ان کا نکاح نہ ہو سکے۔

اب ہم بکمالِ ادب خاں صاحب اور ان کی اولاد و معتقدین و مریدین اور ان علماء سے جن حضرات نے اس فتوے پر مہر میں لگائی ہیں عرض کرتے ہیں کہ خدا رکھ تو خیال ہونا چاہیے خود اس میں مبتلا ہونا اور اولاد کو ناجائز کننا نسب کا منقطع ہونا بھی کیا کوئی سہل بات ہے۔ اگر ہماری سمجھ کی غلطی ہے تو ہم کو سمجھا دیا جائے ورنہ خاں صاحب کے عقیدہ سے تائب ہونا چاہیے یہ کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خاں صاحب جواب میں اپنا ہی نام ظاہر فرمادیں۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں چاہیں غرضی ظفر الدین



کے نام سے دیں یا میری عبدالرحمن کی طرف سے یا خان ٹھاکر دواہری یا بیلپوری  
 عرفان غرض کوئی صاحب ہوں ہمت فرمادیں اور مرد میدان بنیں۔ اذہا بل  
 میں وقت صرف کیا جاتا ہے۔ مگر نہیں جواب دیا جاتا تو ان ضروری باتوں کا۔  
 نہ اپنا کفر اٹھایا جاتا ہے، نہ اپنے نکاح کا صحیح ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ صاحب  
 یہ تو اختیار ہے کہ کافر ہو کر ہو یا مسلمان۔ قد تبین الرشید من الغی۔ اس کی  
 پرواہ نہیں مگر صحیح النسب ہونا تو ایک ایسی ضروری بات ہے کہ ہر شرعیہ آدمی  
 کو اس کا لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ہماری رائے کی غلطی ہے تو اس کو بیان فرما دیا جاتے  
 ورنہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا اس فتوے کی رد سے جو کچھ لازم آیا ہے وہ بھی آپ صاحبوں  
 کو تسلیم ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ کون صاحب جواب دیتے ہیں۔ یہ ہے ایک  
 اعراض و سوال۔ منجملہ کچھ کم ستر سوالوں کے جو جلسہ بالا ساتھ میں آپ کے اٹھارہ  
 ضلع کے علماء کے پاس بھیجے گئے تھے۔ آپ کا کوئی مرید جواب دے۔ آپ کی  
 علمیت، قابلیت، ایمان، اسلام، شرافت کے اظہار کا یہ وقت آیا ہے۔ یہ ہے  
 ہمارے مناظرہ کا ادنیٰ نمونہ وہ (بی سل پوری بیلپوری) ہمارے مناظرہ کی حقیقت  
 کیا جانیں دنیا میں مناظرہ دیکھنا ہے تو کچھ علم پڑھو ورنہ تھوڑا زمانہ باقی ہے۔  
 قبر میں ان شارائتہ تعالیٰ معلوم ہو جاوے گا۔ جاہلوں کو دھوکا دینے سے  
 علم فضل مجدد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس تحریر کا جواب خاں صاحب کے ذمہ اُن کے بھائی نام اولاد کے ذمہ جو  
 اُن کے اذنا ب اتباع مرید معتقد حتیٰ کہ جو  
 اُن کو مسلمان سمجھے اُس کے ذمہ ہے۔ کیونکہ خاں صاحب کے فتوے

حکم اخرین کا یہ حکم ہے کہ جو خاں صاحب کو قطعی کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر قطعی  
 ہے چنانچہ اس کی تفصیل رسالۃ رد التکفیر علی الفحاشی الشظیری اور احمہدی  
 التسعیر والتسعين علی الواحد من السلاک میں موجود ہے اور اس رسالہ  
 ازالۃ العار بھرا کرائم عن کلاب اندر۔ نے تو خاں صاحب کو اُس درجہ پر  
 پہنچا دیا ہے کہ خدا کی پناہ خاں صاحب اس رسالہ کے حکم سے کافر بھی ہوئے،  
 مرتد بھی، زانی بھی ٹھہرے۔ غیر صحیح النکاح بھی ہوئے اور کیا کیا ہوئے۔ ہم کیا کہیں  
 وہ ہماری اس تحریر کا جواب مرحمت فرمادیں خواہ کسی کے حزن میں ہو کر دیں مگر وہیں  
 ضرور ٹھہری ازالۃ العار کی عبارت خاں صاحب پر منطبق نہیں کہ اہل عقل  
 اس کو دیکھ کر خود سمجھ لیں۔ ضرورت ہوئی تو اور بھی عرض کر دیں گے ورنہ اگر یہ  
 تحریر صحیح ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب خاں صاحب اور اُن کی اولاد اذہا  
 اذنا ب اتباع تمام ذکر و اذنا ب کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ آپس میں تمام سلاسل  
 انساب قطع ہو گئے۔ تو اب ان کا مال جائیداد وغیرہ کیا ہوگا، آیا سرکار عالیہ میں  
 جمع ہوگا یا فقرہ کو دیا جائے یا سلم یونیورسٹی میں جمع کر دیا جائے۔ خاں صاحب  
 راضی نہ ہوں گے۔ ہمارے نزدیک تو کلام سنن کا لیس باب حقیقتہ  
 دیوبند میں جمع کرنے کا حکم صادر فرماویں۔

اس واسطے کہ اس مال کثیر کا برآمد کرنے والا دیوبند ہی کے مدرسہ عالیہ کا  
 ایک ادنیٰ خوشہ چین ہے۔ لہذا اس مال غنیمت کا مدرسہ ہی مستحق ہو تو بہتر  
 ہے۔ آئندہ جو مرضی مبارک ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

خاں صاحب یہ آپ کے نادان ظاہری دوست جنھوں نے

آپ کو ایسا ویسا سمجھ رکھا ہے، وہ بیچارے کیا سمجھیں اُس کو تو ہم اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف خبیثہ میں کیا کیا مفاسد بھرے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے چھپے ہوئے رسائل کا لے پانی اتار دیے گئے۔ ہم برسوں سے بذریعہ خطوط اشتہارِ استِ رسائل طلب کرتے ہیں مگر ہم کو نہیں دیے جلتے معتقدین کو بھی یہی حکم ہے کہ ردِ انقض کے قرآن کی طرح مخالفین کو رسائل کی ہوا بھی نہ دی جائے۔ اتفاقی دو چار رسائل ایک آپ کے مقتدے سے دستیاب ہو گئے ہیں جو آپ کے لاء لا حول بھیجتا ہے ورنہ ہم کو آپ کے رسائل کیسے دستیاب ہو سکتے تھے۔ یہ ہے آپ کی تصنیف کا حال اور قوتِ دلائل کا جال

۵ کاربوزینہ نیست بخاری

خاں صاحب ذرا آپ سنبھل بیٹھیں ہم تو ابھی آپ کی اور گارستانیوں دکھانے والے ہیں جس میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور جو شخص کچھ بھی ایمان اسلام رکھتا ہے وہ آپ کے فتوے کی رو سے ضرور کافر کہلائے گا۔ آپ کا تو فرض منصبی ہی یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی مسلمان نہ رہ سکے گو آپ کے کیے کچھ نہ ہو سکے مگر آپ تو سب پر کفر کا فتوے لگا دیں لیکن افسوس یہ ہے کہ صرف مخالفوں ہی کو کافر نہ کہا بلکہ خود اپنی ذات مقدس اور جو آپ کو مسلمان کہے اسے بھی کافر بنا کر ہی چھوڑا۔ واہ رے جہنم کے دائرہ خوب ہی فرض منصبی ادا کیا۔ اب کہاں ادب اُن حضرات علماء کی نہ مت مبارک میں عرض ہے جو اعلیٰ حضرت کو چار چار سطروں کے القاب تحریر فرماتے تھے۔ اللہ انصاف، کلمہ حق کے ظاہر

کرنے سے کیوں اعراض ہے۔ ازالۃ العار کے حکم سے جو الزام خاں صاحب اور اُن کے مسلمان جاننے والوں پر بیان کی ہے صحیح ہے یا نہیں، جو آپ صاحبوں کے نزدیک صحیح ہو اس کو ظاہر فرمادیں ورنہ جواب نہ دینے پر یہ اتفاقی مسئلہ سمجھا جائے گا کہ بے شک رسالہ ازالۃ العار مصنفہ خاں صاحب کے حکم سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد اور اُن کے جملہ اذنا باتباع معتقدین حتیٰ کہ جو اُن کو مسلمان سمجھے سب پر کفر لازم ہوتا ہے اور کسی کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے۔ خاں صاحب اب بھی تو بہ کر لیں ورنہ اگر مباحثہ و مناظرہ کا شوق ہو تو بقاعدہ اَلَا تَعْلَمُ فَاَلَا تَعْلَمُ پہلے اپنا ایمان اسلام ثابت فرمائیں اور پھر برترتب قاعدہ مذکورہ گفتگو کرتے جائیں۔ ہم بفضلہ تعالیٰ اصول و فروع میں گفتگو کے لیے مستعد ہیں۔

تنبیہ: خاں صاحب کے بعض معتقد جو اعتقاد کو مصلحت مخفی رکھتے ہیں۔ عوام اور خواص میں خاں صاحب کا عیب چھپانے کی غرض سے مصلح قوم بن کر یہ فرماتے ہیں کہ صاحب کیا کیا جاوے۔ دیکھو وہ ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ اُن کو اوطافین سے فحش کلامی ہوتی ہے اگر خاں صاحب گل سندے تھے تو حضرات علمائے دیوبند کے خدام کا تو یہ شیوہ نہ تھا۔ اول بات کا جواب یہ ہے کہ ہم نے تکفیر نہیں کی نہ ہمارا کام تکفیر اہل قبلہ ہے۔ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا تاویل کریں گے۔ اہل بدعت کو بھی جب تک اُن کی بدعت قطعی کفر تک نہ پہنچے گی۔ مسلمان ہی کہیں گے گو وہ اعلیٰ درجہ کے بدعتی کہلا دیں ہاں ہم نے یہ ضرور کہا ہے اور جب تک خاں صاحب جواب نہ دیں گے

یہی کہیں گے کہ خاں صاحب پر اور اُن کے اذتاب پر انہیں کے کلام اور فتوے سے کفر لازم ہوا ہے۔ اُس کو رفع کر دیں ورنہ وہ اپنے فتوے سے ضرور لازمی کافر ہیں۔ اُن کا نجات کسی سے صحیح نہیں۔ اُن کا کافر دانی وغیرہ وغیرہ ہونا جو اوپر بیان ہوا ہے ان امور کو وہ فرمادیں کہ لازم آتے ہیں یا نہیں۔ اگر لازم آتے ہیں تو ہم پر کیا الزام اور اگر لازم نہیں تو خاں صاحب بیان فرمادیں۔ ہم اقرار کر لیں گے کہ خاں صاحب سچے۔

خاں صاحب کی فقط دھمکیوں سے تو اب ہم باز آنے والے نہیں ہیں۔ ہم نے بہت صبر کیا ہے اتنا صبر کوئی کرے تو ہم پر اعتراض کرے ذہابی نصیحت بہت آسان ہے جَزَاءِ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کَسْ وَنَکَسْ واسطے ہے اور ہم نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ دوسرے امر کی نسبت عرض ہے کہ بقول خاں صاحب ہی کے ۳۴ سال تک بلا وجہ گالیاں سنیں اور وہ بھی فحش اور مغالطات اور وہ بھی اپنے اکابر کو دنیا میں کون ہے جس کو اس قدر زمانہ کے بعد بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت نہ ملے۔

اُن حضرات نامحبین کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ حضرات ۳۴ برس سے کہاں رونق افروز تھے جب خاں صاحب کی گالیاں پڑھتے تھے۔ جب تو خوب قہقہے اڑتے تھے اور خاں صاحب کی لفاظی انشا پر دازی کی لاثانی، لاجواب ہونے کی ڈینگ ہانکی جاتی تھی۔ اب وہ تمام باتیں جاتی رہیں اب ناصح و پکار ان بن گئے۔ اگر خاں صاحب کو پہلے سے روکتے بھی جب بھی ہم کو معذور فرمانا چاہیے تھا، چہ جائیکہ خاں صاحب کو کچھ بھی نہ کہا جاتے

اور دوسروں کی مذمت ہو عجیب انصاف ہے خاں صاحب کے رسائل اور ہمارے رسائل بالمقابل دیکھنے چاہئیں پھر آئنا دینی اظہار کو پیش نظر رکھا جاتے تب جو صاحب انصاف فرمائیں گے علی آرائس و انفعین ہو گا۔ دوسرے ہم بار بار لکھتے ہیں کہ تہذیب سے اب بھی بات کرو، ہم اُس سے زیادہ تہذیب سے کلام کرنے کو مستعد ہیں مگر خاں صاحب ہیں کہ وہی انداز جبلی برتتے ہیں رشخہ اخیرہ جس میں حضرت نے اپنا اسم گرامی بھی ظاہر فرمایا ہے اور پچھلا پچھڑ ہے اسی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور طلوع سہیل سے جو خاں صاحب پر اُنٹوین سوار ہے اس میں ابوالحیل نے ابن حیل کی طرف سے وہ گالیاں دی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور خوب ہی دادِ شرف دی ہے۔ اس وجہ سے بزرگان قوم کی خدمات عالیہ میں عرض ہے کہ یا تو وہ ہم کو معذور خیال کریں ورنہ انصافاً جس کی زیادتی ہو اُس کو روک دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر خاں صاحب اور اُن کے اتباع فحش کلامی چھوڑ دیں گے تو ہم اس قدر بھی تیز نہ لکھیں گے ورنہ یاد رہے کہ جس طرح خاں صاحب لکھیں گے وہ تو بے شک انہیں کا حق ہے اور اگر وہ مجدد ہیں تو فقط اسی فن میں ان کا مقابلہ فحش کلامی، بد تہذیبی میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ مگر ہاں قدرے خاطر تواضع سے ہم بھی درگزر کرنے والے نہیں ہیں۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ضروری ہے۔ گو خاں صاحب ان شاء اللہ اُن کے بھی متحمل نہ ہوں گے۔ اس سے قطع نظر ہم تو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ گالیاں بھی دیں، برا بھی لکھیں مگر ان الزامات کو جو انہیں کے اقوال سے اُن پر لازم اور ثابت ہوئے ہیں اُن کو تراٹھا دیں ورنہ فقط گالیاں اور وہ بھی

مغلطات ہی دیں اور کام کی بات کچھ بھی نہ لکھیں تو اس سے اُن کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ ہمارے یہاں بھی سب کا جواب بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشُّرُهِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظَلَمَ۔ بھی خدا ہی کا فرمان ہے۔ یوں تو ہر فاسق فاجر اچھے لوگوں کو گالیاں دے کر بغلیں سجایا کریں گے، آخر اللّٰهُمَّ اَيَّدْهُ بِرُوحِ الْقُدَّاسِ۔ کیوں فرمایا تھا۔ یہ عاجز بھی بفضلہ تعالیٰ عاشقان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی طرف سے اگر جواب دے گا تو ضرور مضبوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عنایت فرمائے اور اہل اسلام کو قبول حق کی توفیق۔ یہ امتحان کا وقت ہے معلوم ہو جانے گا کہ کون اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی عزت اور شرافت حرمت ازدواج و اولاد کو اختیار کرتا ہے اور کون خاں صاحب کے ساتھ نار کو مار پر ترجیح دیتا ہے۔ ہاں اگر اہل اسلام اس کے بعد بھی یہی فرمائیں کہ خاں صاحب جو کچھ لکھیں، جیسی چاہیں گالیاں دیں۔ ہم سوائے اصل بات کے کچھ بھی نہ کہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ ہم اس طرح بھی کر کے دکھا دیں گے مگر خاں صاحب اور بھی زیادہ گالیاں دیں گے، اس کو اہل اسلام جانیں۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق للصواب والیہ المرجع والیہ المآب و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ و سید الموجودات و اشرف الکائنات خاتم النبیین و رحمة للعالمین و علیٰ الہم و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

مَقَاتِلُ الْخَبِيرِ

وَقَدْ وَضَعَ الْإِسْلَامُ قِيَمَاتِ الْخَيْرِ فِي مَشْرِقٍ وَمَغْرِبٍ  
 اس میں ہے اور کھڑی گئی ہے کتابچہ تو دلچسپ کامیاب ہوئے اور سستے ہوئے

اسکات المقتدی

## از افتادات

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

موت

مولانا عبدالوہاب بلاسیوری درجہ نگوی قادریؒ

ناشر

انجمن ارشاد اہلین

۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَذَهُ  
وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ سَلَكُوا طَرِيقَهُ وَسُنَّتَهُ -

اما بعد ہر سب کے لئے کوئی ایک منہ برادران اہل اسلام کی خدمت  
میں عرض پر داز ہے کہ جیسے روافض اور خوارج کے درمیان اہل سنت و اجماعت  
تھے اور دونوں طرف سے اُن کو کفارہ سیدئات کا تحفہ ملتا تھا۔ اسی طرح  
اہل بدعت اور غیر متقلدین کے بیچ میں سچے خفی ملام ہے۔ بدعتی تو ان کو لاندہب  
گلابی و بابی غیر متقلد کے القاب سے یاد کرتے ہے۔ اور غیر متقلدین نے بوجہ واقعی  
تقلید کے تفسیق و تضلیل و تکفیر میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ چونکہ بدعتیوں نے  
چمقلید کی بدولت بہت سے امور ایسے ایجاد کیے کہ حدیث و قرآن تو درکنار  
فقہ میں بھی ان کا پتہ نہ تھا۔ ہر سر جنگ ننگے حرم نگ نشہ خور کو بھی ادبیاء اللہ  
ہی کے زخرو میں داخل کر دیا تھا۔ وہ جو کچھ لیس کسی کی کیا مجال جو دم مار کے  
سب حق و بجا گویا نعوذ باللہ گھر گھر خدا۔ اور بنی مجتہد ہی بنا کر بٹھا دیا۔ اور غیر متقلد  
نے سر سے سے تقلید۔ ائمہ و عظیم بزرگان دین اور سچے ادبیاء کی کرامات کا بھی  
انکار کیا۔ جس گردہ کا یہ حال ہو کہ حق کو بھی نہ ملنے وہ باطل کو کیسے تسلیم کر سکتا  
ہے اس وجہ سے لاندہبوں نے ثوب دل کھول کر اہل بدعت کی بدعتوں کا بھی  
توڑا نکال دیا۔ چونکہ امور باطلہ کا انکار احضار واقعہ پر بھی ضرور تھا، جیسے قبر پرستی  
تعزیر داری اور تمام رسومات قبیلہ مروجہ غمی شادی و حقیقت اور واقعی سچے

مقلد حنفی بھی غیر مقلدین کے رد و انکار بدعت میں ساتھ ہوئے تو اس وقت  
غیر مقلدین کو اہل بدعت پر الزام کا اچھا موقعہ ہاتھ لگا کہ دیکھو تمہارے مقلد  
جہاتی حنفی بھی ان امور کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اس وجہ سے اہل بدعت  
سے اور تو کچھ نہیں پڑا غیر مقلدین کی خرابیاں چونکہ مسلم تھیں اور عوام اور خواص  
اُن سے بوجہ اُن کی لاندہی اور بے ادبی کے متنفر تھے اور سچے احناف بھی بدعتوں  
کی بدعات خبیثہ قبیحہ کے مخالف تھے اور بدعتی اُن کے جوابات سے عاجز  
تھے۔ بدعتیوں کو یہ موقع اچھا ہاتھ لگا کہ غیر مقلد بھی رد و شرک و بدعات کرتے  
ہیں اور یہ بھی۔ لہذا عوام کے دھوکہ فینے کا یہ وقت بہت اچھا ہے ان کو بھی  
غیر مقلدین میں شمار کر کے ساقط الاعتبار کر دینا کہ پھر جو کچھ بھی کہیں وہ سب  
غیر مقلدیت کی بناء پر مردود رہے۔ اسی بناء پر بدعتیوں نے جواب غیر مقلدین  
اور عوام کے متنفر کرنے کی غرض سے واقعی حنفیوں کو غیر مقلدین میں شمار کر لیا۔  
اور یہ جواب دیا کہ جن کو تم حنفی کہتے ہو وہ تو خود غیر مقلد ہیں۔ وہ اگر امور معلومہ  
کو بدعت کہیں تو ہم پر کیا حجت ہے اور گویا یہی شیعہ بنایا کہ جس کسی سے کسی  
امر میں مخالفت ہوئی اس کو غیر مقلد و ہابی کہہ کر عوام میں بدنام کر دیا اور غیر مقلدین  
نے بھی اس بہتان سے نفع اٹھایا کہ اچھا ہے ایک تو مقلدین میں اختلاف ہوا  
دوسرے جو احناف سچے تھے اور مذہب امام کے پابند تھے اور ہم سے  
مقابلہ کرتے تھے وہ تو باقرار بدعتیوں کے غیر مقلدین ہی شمار ہو گئے۔ اب  
رہ گئے بدعتی اور بدعت اُن کا رد کرنا قرآن و حدیث بلکہ فقہ سے بھی نہایت  
آسان ہے اور عوام مقلدین سے یہ کہا کہ دیکھو تعلید شخصی سرچشمہ بدعات قبیحہ

ہے سوائے بدعات کے اور مقلدین میں ہے ہی کیا مگر اہل بدعت نے ان  
امور کا بھی خیال نہ کیا اور سچے احناف کو غیر مقلد لا مذہب و ہابی کہتے ہی ہے  
لیکن آفتاب پر خاک کون ڈال سکتا ہے۔ ان کا مقلد ہونا فقہ حنفیہ پر چلنا،  
تعلید کا وجہ ثابت کرنا غیر مقلدین سے گفتگو مناظرہ وغیرہ تمام امور اُن کے  
غیر مقلد ہونے کو باطل کرتے تھے۔ مجبور ہو کر بدعتیوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ پورے  
غیر مقلد اور ہابی نہیں گلابی ہابی ہیں فلاں فلاں بات میں غیر مقلدین کے ساتھ ہیں۔  
بعض امور میں تو بدعتیوں کا بعض افتراء اور جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ ہاں بعض امور  
قبیحہ کے رد میں بے شک شرکت ہے مگر اس شرکت سے کون بچ سکتا ہے۔  
بہت سی باتوں میں یہود و نصاریٰ سے بھی شرکت ہے اور بدعتی بھی غیر مقلدین  
کے ساتھ ہزار ہا باتوں میں شریک ہیں تو کیا وہ بھی غیر مقلدین میں شمار کیے  
جائیں گے۔ دنیا میں کون سا باطل سے بھی باطل فرتر ہے جس کی کوئی بات بھی  
حق نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ دوسرے مذہب والے کسی امر میں بھی شریک نہ ہوں  
اور ہر تو یہ پاؤں اور ہوا۔ مذہب خود خیالی اور ہوائی باتوں پر یعنی خدا بدعت کی جڑ کہاں  
ہے۔ اس پر بعض ملحدین مخالفین دین نے بہت سے نام کے مولویوں کو تنخواہیں  
اس امر پر دینی شروع کیں کہ وہ اہل اسلام میں فتنہ و فساد برپا کریں، اختلاف  
ٹھہرا دیں اور جو علمائے کرام مرصع انام ہیں اُن میں خواہ مخواہ ایسی باتیں نکالی جائیں  
جن سے عوام اہل اسلام اُن سے متنفر ہوں، ان تمام امور سے مل جل کر اہل اسلام  
مدت سے کشاکش میں پڑے تھے کہ اس چور صدیوں صدی کے مجدد البدعات نے  
تمام سابقین کو مات کر دیا۔ پس میرے نزدیک تو اب ان کو خاتم المبتدعین کا

خطاب نے کرغیر جناب کو مفتوح بالذات کا لقب دینا چاہیے۔ پہلے برعتی کو  
واقعی اور سچے احسان کو غیر متعلقہ گلابی و بابی ہی پر اکتفا کرتے تھے۔ داروغہ صاحب  
نے قبول کھول کر تمام ہندوستان کے علما۔ صلحا۔ کو گمراہ ملبے دین، فاسق کافر  
بنانے میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا رکھا۔ اپنے نزدیک سب کو گویا جہنم میں جھونک  
دیا ہے۔ تمام ہندوستان میں شاید ہی انگلیوں پر گنے چنے مسلمان نکلیں ورنہ  
سب کافر ہی کافر ہیں۔ غرض خان بہادر کا جو مخالف ہوا، نیچری دہائی غیر مقلد  
نجدی، ندی، دیوبندی، گنگوہی، تھانوی، نانوتوی، ناصبی، خارجی، مرزائی،  
رافضی وغیرہ کسی نہ کسی طرح سے کھینچ تان کر صاف اور کھلے ہوئے مطلب کو  
ہیر پھیر کر کفر تک پہنچا ہی دیا۔ اپنی جماعت کی وقعت ظاہر کرنے کو بے دین،  
جہال فاسق کو بھی ایسے ایسے القاب دو دو تین تین سطروں کے بجاری بجاری  
الفاظ کے دیے کہ عوام حیران ہی ہو جائیں گو واقعی امر کے جاننے والے خوب جانتے  
ہیں کہ سچ کہاں تک ہے۔ امر اور دوسرا جس امور میں خوش ہوں، ان کو کسی طرح  
سے منہ نہ ہوں تو مباح تک تو ضرور ہی لے آنا۔ غرض تخریب اسلام میں  
یا تو دانستہ یا نادان دوست کی طرح کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مسلمانوں کی حمایت  
کے واسطے نہ صرف العلما قائم ہوا۔ اس کے پیچھے ایسے پڑے کہ خدا کی پناہ ہزاروں  
روپے صرف کیے۔ صد ہا رسالے جھوٹے تصنیف کیے، جس قدر لوگ مدوہ میں  
شریک ہوں سب گمراہ ملبے دین حتیٰ کہ جو ان کی اعانت کرے ان کو اپنے گھر  
ٹھہرائے وہ بھی مرد و گمراہ، بے دین خدا ہی سمجھے۔ اس گمراہ فرقہ کو سندھ کا یہ بڑا  
قصور کہا جاتا ہے کہ اہل فسق اور بے دین لوگوں کی تعظیم کی ان سے وعظ کھلائے

اور خود اپنے گمراہان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ عبدالرحمن مجبی پوکھر ریوی جس  
کی اکثر عمر کا سیستون کے معمولی مشاہیر پر میاں جی گری کرتے ہوئے گزری،  
سوائے اردو اور نسخہ تعلیمیہ کے پڑھانے کے گلستان بوستان کی بھی نوبت  
شائد نہ آئی ہوگی جس کے حال کو تمام درجہ اور مظہر پر کے لوگ جانتے ہیں۔  
اس کی شان مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ مولانا المکرم ذوالمجدد والکرم سالک الطرق  
الامم حامی السنن ماحی الفتن نجدی فکھن بانی فکھن مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب  
معروف مجبی جزاہ اللہ سبحانہ جزاہ الاحبار الخ کتبہ عبدالمذنب احمد رضا یلوی  
عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ حنیفہ صفحہ ۶۶۶ شجیب نہا سے  
یہاں کے حامی سنن ماحی فتن مولانا اور مولوی ایسے ایسے ہو گئے تو نہایت  
بد قسمتی ہے کہ آپ کی ترقی مجددیت ہی تک کیوں پہنچی جب مجدد ایسے تو حامی  
سنن ماحی فتن کیسے ہوں گے۔ محدث سورتی صاحب انہیں علامہ کی شان میں  
تحریر فرماتے ہیں عالم ملیعی فاضل لوزعی محقق بے عدیل مدق بے ثیل حامی سنت  
ماہی بدعت مولانا ذی الفہم الثاقب والرائے الصائب سیدنا مولوی مجبی صاحب  
کا رسالہ جزیل الخ حررہ العبد المسکین خادم اہادیث قائم المرسلین وصی احمد حنفی سنی  
صانہ اللہ تعالیٰ عن شر کل غبی وغوی من الرافضی والوہابی والندوی تحفہ حنیفہ ص ۱۵۱  
خ پ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو دارین میں رو سیہا کرے جو علما۔ اور صلحا۔ کو کافر  
اور فاسق اور گمراہ کہیں اور جہال اور اہل بدعت کو دنیاوی نفع کی بنا۔ پر ایسے ایسے  
القاب لکھیں اگر اہل مدوہ جہنی ہیں تو جہال اور اہل بدعت کی ایسی جھوٹی تعریفیں  
کرنے والے جنہوں کی راہ اور پیپ کھانے والے ہیں۔ نہ معلوم ان الفاظ کے معنی

بھی معلوم ہیں یا نہیں۔ اسی طرح تمام گروہ میں جہال اور اہل بدعت نے کسی کو مولوی، کسی کو مولانا وغیرہ کے خطاب دے دیے ہوں گے۔  
من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

ایک کے حال سے تو خوب واقف ہیں اور بھی علیٰ ہذا القیاس ہوں گے۔ اہل ندرہ نے بریلی اور کلکتہ میں اعلان مناظرہ دیا گھر میں بیٹھ گئے اور ہتھکڑیوں میں جھوٹ شائع کر دیا کہ ندرہ مناظرہ سے بھاگ جاتا ہے۔ ان کی طرف سے جو جواب مہذبانہ دیے گئے ان کا ذکر ہی ندرہ۔ ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مولانا سید محمد رفیع صاحب ادام اللہ تعالیٰ نصر تہ علی اعدائہ نے خود پلینہ کے آخری جلسہ میں ہتھکڑی سے ندرہ میں تشریف لے جا کر علیٰ رزس الاشهاد سب کے سامنے مناظرہ کی درخواست کی جس کا تم کو بھی اقرار ہے مگر بجز فرار کے کچھ بھی نہ بن پڑا۔ علیٰ ہذا القیاس جناب مولانا ظہیر حسن صاحب مرحوم مشرق غامی نے ندرہ کی جانب سے درخواست مناظرہ فرمائی۔ مگر گفتگو کون کرتا ہے۔ ہاں دروغ کو فروغ دینا بیشک اس فرقہ کا کام ہے لیکن تاکہ اچھا اگر ندرہ میں واقعی کوئی خرابی تھی تو وہ اصلاح کی خواستگار بھی تو تھی، شریک ہو کر کیوں اصلاح نہ کی گئی مگر یہ تو جب ہنرناجب مسلمانوں کی بہبودی مقصود ہوتی۔ غرض تو مل کر دغا دینی تھی۔ ندرہ کی تخریب میں وہ بے ایمانی کی گئی کہ مسلمانوں کی شان سے نہایت مستبعد ہے جس کو تفصیل مقصود ہو حضرت مولانا المعظم سابق ناظم ندرہ حضرت سیدنا مولانا مولوی حاجی محمد علی صاحب دامت برکاتہم سے دریافت کر لے جن کی صدقہ و یانت میں ذرا بھی شک نہیں ہے

جناب مولوی عبدالوہاب صاحب سہارنپور بریلی جا کر مناظرہ کا اعلان فرمایا، اس کو بھی جہنم گئے اہل بریلی نے چند مرتبہ اعلان مناظرہ دیا، اس کا بھی جواب ندرہ اور سالوں میں اور پڑچوں میں اسکی ٹھم ہے کہ فاضل بریلی شیر کے مقابلہ میں کون آسکتا ہے جناب مولانا مولوی سید عین القضاہ صاحب دامت برکاتہم نے علم غیب کے متعلق متعدد رسائل تحریر فرمائے اور مدتوں ملک جواکے غلط فہمی کو کیوں ہو فرما رہے تھے یہ نذرانہ صاحب کی سنت بانی ہے جس پر عمل نہایت ہی ضروری ہے۔ خان صاحب کے والد صاحب کے پاس حضرت عظیم العلوم حکیم آقا صاحب مولانا مولوی محمد قاسم رحمہ اللہ تشریف لے گئے تھے اور طلب مناظرہ فرمائی تھی مگر بجز غناہ لیشنی کے اور کچھ ہوا، علیٰ ہذا القیاس حضرت علامہ دیوبند کی نسبت وہ وہ ہتھکڑی باندھے اعظمیہ ندرہ مسلمانوں کو متوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا، کون سا عالم متدین نہ دغا دہندہ ہندو کا مشہور بقیع سنت جنتی ہے جسکی نسبت اس بڑائی فرقہ نے بڑی بانی نہ کی ہو۔ الاشارہ ندرہ میں جس قدر تقریباً تمام علمائے ہندوستان شریک تھے وہ بے دین ہو گئے، دیوبند کی جماعت کافر ہو ہی گئی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہما العزیز کا خاندان یوں گیا۔ مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ معلوم ہے، اس بیخ کنی اسلام نے ہندوستان میں چھوڑا کس کو ہے۔ ہرگز فرقہ کے باور نیکی وسطے بظاہر ایک نہایت سرسبز ٹہلی کی پناہ لی ہے معتزلہ نے کہا کہ ہم موحیدین سے ہیں صفات باری تعالیٰ وغیرہ کا انکار کیا وافض نے جب علیہ کی پناہ لیکر اسلام کو تباہ کیا غیر مقلدین نے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا، اہل بدعت نے تعظیم اولیاء کو سپر بنالیا، اس عہد اسلام نے تعظیم اولیاء کے ساتھ اظہار عظمت و جلال فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ جمیعین کو ظاہر کر کے یا جہاں ثانی اعمدا دین کو برباد کیا، یہ مردود ملعون کافر فاسق دوروں کو تو کیا کہے گا پہلے اپنی تو خیر لے دینا بھر کے مسلمانوں کو کافر بنادیا، مکفر اہل اسلام کون ہوتا ہے، ہاں اہل ندرہ کا ایک بہت بڑا قصور ہے



جس کے ہم بھی قائل ہیں جس کا جواب مذکورہ کے پاس نہیں ہے او وہ یہ کہ اسکے اعلان گفتگو اور جواب کے ساتھ نہایت تندید اور متانت کے ہیں اسکو نہایت پاجیانہ اور غیر مہذبانہ انداز پر بنا چاہیے تھا لہذا باحدید لفظ و قلم سے کم اشتہارات طلب سنارہ اور جوابات کے سارے تو بہت متعدد ہوتے تاکہ ان کا فرار اور کذب تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا، مخالف جماعت نے محض جھوٹے قصے چھاپے اور اہل اندو پر بہت جھوٹے الزامات دیئے مذہب نے سکوت کیا تو لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی سچ ہو گا حالانکہ مولوی وصی احمد صاحب سوئی حضرت لا ناظم صاحب مدظلہم کے شاگرد ہیں حضرت لا نا موصوف نے ان سے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ یہ اختلاف آراء مسائل میں تو ہوتا ہی ہے مگر تماری عبت اس قدر جھوٹے کسوں فرما کرتی ہے تو پوچھیں صدی اور بدعتیوں کے محدث جواب یہ دیتے ہیں **اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ** **اَلْعَمَّةُ اَللّٰهُ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ**۔  
 علیٰ ہذا القیاس غرض جھوٹ اور غلط امور اس گروٹھے علمائے کرام کی طرف منسوب کئے ہیں انکے واسطے تو ایک فقر کی ضرورت ہے **کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون لا کذبنا** اور انہیں کذبوں اور افتراء پر دانیوں کی حقیقت کھولنے کی واسطے یہ قصد کیا جاتا ہے جملہ الکلام یہ ہے کہ تمام اہل بدعت کو جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے وجود پر بڑا ناز ہے اور انکو جہد اور فاضل اور عالم وغیرہ وغیرہ وہ وہ خطاب دیے ہیں کہ قابل بیان نہیں بلکہ ان کے لائق خطاب ہی کوئی نہ باوجود یا جائے کیونکہ تمام خطابات تو عوام ہی کو دیدیے اب آگے باقی ہی کیا رہ گیا تھا اور مشور کیا کہ وہ مجدد ماتہ حاضرہ ہیں انکی تمام تحقیقات سچی ہیں اور ہندوستان میں کیا عرب میں بھی کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا یہ چلتا ہوا فقر اہل علم پر تو کیا مگر عوام پر تو ضرور اثر کرتا ہے اسوجہ حبیب اللہ اعظم تقدیر حضرت لا نا محمد منا اعظم جناب مولوی سید محمد تقی صاحب مدرس اول مدرسہ لدیہ رجبہ کے کان اللہ تعالیٰ حافظہم نامرسم نے ضابطہ ایک مفصل تقریر لکھو کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ ۱۴ محرم کو ایک خط مع چند نمیدہی مولات کے خانصا کے پاس بڑے جوش و خروش بھیجا۔

اس کے جواب میں خاں صاحب کا تو کوئی خط نہیں آیا مگر ۱۴ محرم مذکورہ کو ایک رجسٹری ظفر الدین کی بنام حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کے آئی۔ اس کے جواب میں ایک خط جناب مولوی عبد السلام صاحب نے ظفر الدین کو ۱۲ محرم مذکورہ کو لکھا اور ۲۱ محرم سنہ مذکورہ کو جناب حضرت مولانا محمد دنا و مکر مناسلمہ اللہ تعالیٰ نے بنام خاں صاحب ایک گرامی نام بھیجا۔ اس کے بعد جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نے ۲۳ محرم سنہ مذکورہ کو ایک خط ظفر الدین کے نام بھیجا اور ایک خط اسی تاریخ میں مولوی صاحب موصوف نے خاں صاحب کے نام بھیجا مگر ان خطوط میں سے کسی کا کسی نے جواب نہ دیا۔ انیس دن انتظار کر کے حضرت مولانا معظم و مکرم نے ایک خط بنام خاں صاحب پھر بھیجا مگر اس کے جواب سے بھی گجراتے اور عاجزی کا سکوت اختیار کیا۔ جملہ خطوط اور تمہیدی سوالات اس تحریر کے آخر میں درج ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہاں تک حقانیت مقصود ہے۔ اور خاں صاحب کو کس درجہ خوف و ہراس و حق پوشی منظور ہے۔ خاں صاحب نے ہمیشہ طبعی عمل اختیار کیا ہے۔ آج تک کسی غیر مقلد بخدی، دہانی، نیچیری سے گفتگو تقریری تو کی نہیں ہاں کاغذی گھوڑے دوڑائے ہوں گے۔ ہم تمام ان حضرات کی خدمت میں جو خاں صاحب کے معتقد یا مرید یا تابع یا ان کے اہل علم ہونے کے قائل ہیں ہند کے بہنے والے یا سندھ کے مدرس کے باشندے ہوں یا بمبئی کے صوبہ ہمارے ساکن ہوں یا بنگال کے پنجاب کے عزت افزا ہوں! میانہ دو آب کے کجاں آب خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ طرفین کی تحریرات کو با انصاف ملاحظہ فرمائیں

کہ کوئی بات خلاف مناظرہ لکھی ہے جس کی بناء پر خاں صاحب نے سکوت اختیار کیا ہے اور اگر گفتگو منظور نہیں ہے تو تین آنے کا ٹکٹ جو مولانا معظمہ کو مکرم نے بھیجے ہیں اس کے اور تہیدی سوالات کے واپس کرنے میں کیا غرض ہے اگر تہیدی سوالات کے جوابات اُن سے نہ ہو سکیں تو اُن کی تمام جماعت مل کر ایک ایک سوال بانٹ لیں اور جوابات لکھ کر خاں صاحب کی خدمت میں پیش کر کے جوابات صحیحہ لکھوادیں۔ پھر اگر بہت ہو تو خاں صاحب مستعد ہو جائیں ورنہ کسی فاضل عالم کو ذمہ کو اپنی جماعت سے منتخب کر کے ایک مسئلہ میں گفتگو کرادیں اور بعد مغلویت خود رونق افروز ہوں پھر خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھیں اگر سچے معتقد ہو تو پھر صاحب سے التجا کر کہ یہ مناظرہ کرادو ورنہ سمجھ لو کہ ایک جاہل یا متجاہل بدعتی کے چھندے میں گرفتار تھے۔ خدا نے نجات دی جوابات بالکل صاف ہوں ورنہ ہوشیاری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، اگر اجمال ہو تو اس طرف سے پھر دریافت کیا جائے گا۔ غرض مقدمات صاف اور سبٹ ملے ہونا چاہیے۔ جوابات تہیدی سوالات کے بعد جو امور قابلِ دریافت پیدا ہو جائیں گے، مطلع کیا جائے گا گھر میں بیٹھ کر کسی کو محدث، کسی کو مفتی، کسی کو قاضی، کسی کو فاضل عالم کے خطاب دینے سے کام نہیں چلتا اب مقابلہ کا وقت ہے مردِ میدان بنو اور اپنے علامہ مجدد کی قابلیت کو دیکھو اور جس کسی صاحب کے پاس خاں صاحب کے فتاویٰ کی جلدیں ہوں اور سبحان السبوح اور مسئلہ علم غیب وغیرہ مسائل مختلفہ کے رسائل ہوں وہ ہمارے پاس بذریعہ ویلو بھیج دیں تو پھر خدا چاہے تو ہم اچھی طرح سے بتا دیں گے کہ حق یہ ہے اور باطل یہ ہے۔ اگر کسی

صاحب کے پاس اُن کے رسائل موجود ہوں تو اول بذریعہ کارڈ کے ان کے نام اور قیمت سے مطلع فرمائیں تاکہ موجودہ رسائل کے سوائے بقیہ رسائل طلب کیے جائیں۔ یہی دقت اظہارِ حقانیت کا ہے واللہ تعالیٰ ہو المستعان وعلیہ السکون قائم مقام قاضی عبدالوحید صاحب اور میاں ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ بھی خاں صاحب کو اس طرف متوجہ فرمائیں، اور تحفہ حنفیہ میں ہمارے حضرت جناب دامت برکاتہم کے متعلق خامہ فرسائی نہ فرمائیں کیونکہ حضرت جناب مولانا صاحب مدنیہم اللہ تعالیٰ نے تو گفتگو اظہارِ حق کے واسطے ارادہ ہی فرمایا ہے۔ اب گایاں دینے سے کیا نفع سب دشت و تیرا بازی افترا پر دازی میں تو عمر صاف ہو گئی، اب تو تصفیہ کا زمانہ ہے۔ ناحق فاضل وقت ضائع کرنا بے کار ہے اور اگر خواہ مخواہ تحفہ حنفیہ اپنی عادت سے مجبور ہو اور گفتگو میں سعی نہ کرے، فقط پھکڑ بازی سے ہی ہوا خواہوں کو خوش کرنا منظور ہو تو بسم اللہ ہمارے نام بھی اس کا ویلو کر دیجیے اور جو مضمون چاہی جانب سے جاوے اس کو بھی شائع کرادیا جاوے ورنہ نامردی اور عجز کی دلیل ہوگی اور ضررِ داری بے کار ہے۔ حضرت مولانا سلیم اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ عافیت فرمائے نے صرف اول خط خاں صاحب کے نام رجسٹری کرنا بھیجا تھا۔ جب اس طرف سے بھی رجسٹری میاں ظفر الدین صاحب کی آگئی تب رجسٹری فضول سمجھی گئی کیونکہ نشانِ دہیہ ٹھیک ہے خط ضرور پہنچے گا لیکن اس پر بھی اگر معتقدین کے خوش کرنے کو اور رفعِ مذمت کے واسطے یہ عذر پیش کر دیا جاوے کہ اور خط نہیں پہنچے ورنہ کچھ نہ کچھ جواب ضرور جاتا تو ہم کو تو دروازہ تک پہنچانا ہے اور وہ خطوط

نہ پہنچے نہ پہنچو۔ ایک نسخہ اس تحریر کا خاں صاحب کے پاس پھر بھی بذریعہ رجسٹری جوانی کے خدا چاہے بھیجا جائے گا۔ جب نہ سہی اب جواب دو۔ اب تو کسی مینے غور و فکر صلاح و مشورہ میں بھی گزر چکے ہیں۔

کیا تیریاں دکھاتے گائے شتر جنوں

مدت سے ایک زخم جگر ہی جھلا نہیں

خدا بھلا کرے اہل ندرہ کا کہ ان صاحبوں نے تہذیب سے کام لیا۔ بلکہ بعدہ سکوت مستغرق جس نے خاں صاحب کو شیر قالین اور مجدد بنا دیا اور سب کچھ معلوم ہے اور خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا۔ خیر اب تمام محدث فقیہ ادیب محقق منقول مل کر تہیدی سوالات کا جواب دیں، خدا چاہے تو سب کی حقیقت کھل جائے گی مگر مدار گفتگو فقط خاں صاحب کی ہمت پر ہے۔ ورنہ ویسے کس کس سے تعین اوقات کیا جائے۔ چونکہ ہوا تیرہ سبتہ فرقہ کے گروہ ہیں، اس وجہ سے انہیں کو مخاطب کیا جاتا ہے تاکہ تمام گروہ کو حق روشن ہو جاوے ورنہ وہ اگر واقع میں قابل خطاب ہوتے تو اب تک کیا تھا خاں صاحب کا رہنا مشکل ہو جاتا اور سب مکروہی کا جال تار تار ہو جاتا۔ اب ہم کو جواب کی تو امید نہیں ہے، ہاں ایک صورت باقی ہے کہ روپیہ وافر ہے، امرار ساتھ ہیں، ناش کر دیجیے آج کل جو ہارتا ہے اس کا آخری جواب یہ ہوتا ہے مدت العمر کیسے کیسے ابراہ کو کافر، فاسق، ملعون کیسے الفاظِ جبیشہ سے یاد کیا ہے۔ وہ الفاظ تو شائد ہی کسی مسلمان کے قلم سے نکلیں وہ تو آپ ہی کو مبارک ہوں جیسا آپ کا مزاج ہے اسی کے موافق کچھ الفاظ لکھے ہیں تاکہ گفتگو

کسی طرح ہو جائے۔ ہم ہر طرح سے راضی ہیں۔ کسی طرح خاں صاحب سے کچھ بات کا ذریعہ بھی تو ہو۔ ہمارا مقصد فقط دین کی حمایت ہے۔ خداوندِ عالم کا ارشاد ہے ولا یحییٰ المکرم السیثی الا باہلہ۔ اللہ تعالیٰ انتقام میں جلدی نہیں کرتا ہے۔ اب خدا چاہے تو وقت آگیا ہے۔

(الحاصل چونکہ آج کل اسلام پر ہر طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اسلام کے مٹانے کی انتہائی کوششیں عمل میں لاتی جا رہی ہیں اور نہایت زبردست اور پُر اثر تدبیر ہے کہ اہل اسلام میں باہم اختلاف اور عقائد اس قسم کا واقع ہو جائے کہ جس کی وجہ سے یہ خود ہی لڑ لڑ کر مرجائیں۔ اور اسلام کی صورت ایسی بدنام ہو جائے کہ دوسرا شخص تو کیا اسلام میں داخل ہو۔ خود اہل اسلام ہی اس سے متنفر ہو جائیں جب اہل اسلام ہی میں ایک دوسرے کو فاسق، کافر، مرتد، بے ایمان کہیں گے تو دوسرا شخص کس فرقہ میں داخل ہوگا۔ جو شخص اہل اسلام میں فتنہ ڈالنے کی کوشش کرے اس سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی دشمن نہیں، اب عام ہے کہ یہ حرکت اُس سے قصداً ہو یا نادانستہ۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو بہت ہی دُور رہنا چاہیے اور ایسے فتنہ پرداز کو بدترین مخالفین اسلام میں شمار کرنا چاہیے۔ آج کل اس خدمت کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے نہایت دُور شور سے انجام دیا ہے (دانشتہ یا نادانستہ) مگر اسلام کے گلے پر چھری پھرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ہندوستان میں تو شائد ہی ان کے نزدیک کوئی مسلمان ہو سوائے معدودہ چند اشخاص کے جو بالکل اُن کے ہم خیال ہیں ایک گروہ تو مسلمان بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور جب ایک شخص



بھی اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کا پورا پورا نام اور جگہ اخباروں میں درج کرتے ہیں اور غاں صاحب بنے بنائے مسلمانوں کو جہنم میں دھکیلنے کی فکر میں مشغول ہیں حتیٰ کہ حج میں بھی جہاں ہزاروں گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں غاں صاحب کو وہاں بھی یہی فکر رہتی ہے کہ کسی طرح سے علمائے ہند کی تکفیر کا فتوے حاصل کرنا چاہیے اور عربی ہند کو ہی تبرک لاتے ہیں کہ ہند کے لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہیں جو ان سے ملیں وہ بھی ملعون ہیں، اسی واسطے مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ مسلمان بغور ملاحظہ فرمائیں کہ غاں صاحب کے ہاتھ سے مسلمانوں کو کس قدر نفع یا نقصان پہنچا ہے اور سوائے اس تدبیر کے جو ہمارے حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہم نے غاں صاحب سے تصفیہ کی فرمائی ہے اور کیا شکل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اختلاف مسلمانوں کے نزدیک اسلام کے واسطے مضرب ہے اور غاں صاحب سے تصفیہ ضروری امر ہے۔ تب تو سب مسلمان خصوصاً ان کے معتقدین غاں صاحب سے گفتگو کر اگر اس فائدہ جنگی کے باب کو بند کر انہیں اور پھر مخالفین اسلام کے جوابات کی طرف سب مسلمان متفق ہو کر متوجہ ہوں ورنہ غاں صاحب کے اس بیخ کنی اسلام سے تمام مسلمان قنقرہ ہوں اور ان سے سب مسلمان علیحدہ ہوں اور وہ یا جو کوئی اور شخص اہل اسلام بالقصد یا بلا قصد فتنہ و اختلاف ڈالے اس سے علیحدہ رہیں۔ اس گفتگو اور مناظرہ سے اور عرض نہیں بلکہ محض خیر خواہی اسلام مقصود ہے نہ یہ کہ ایک نیا فتنہ مسلمانوں میں اور برپا کر دیا جائے اور اختلاف کو از سر تازہ بنایا جائے۔ اسلام کے

مخالف ہزاروں ہیں ۵

مگر زخم دندان دشمن تیز است کہ نماید جہشیم مردم دست  
اہل اسلام کو چاہیے کہ جو فروش و گندم ناخیر خواہی کے پیرایہ میں جو لوگ دشمنان اسلام ہیں ان سے بہت پرہیز کریں اور عادت ان لوگوں کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کریں۔ علمائے سلف صالح جن مسائل میں مختلف ہیں ان میں تفسیق و تضلیل و تکفیر کا باب کھولیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر وقت کمر بستہ رہیں اور مخالفین اسلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چاہے کچھ کہیں مگر ان کو اصلاً بھی پروا نہ ہو یا برائے نام کچھ لکھ دیا۔ ہم کو نہیں معلوم کہ آریوں اور نصاریٰ کے مقابلہ میں جناب غاں صاحب کس قدر رسالے ہیں۔ ہم کو خبر نہیں کہ اہمات المؤمنین کے رد کے واسطے (جو ایک کتاب ایک پادری نے لکھی اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ گستاخیاں کی تھیں کہ کسی مسلمان کی تاب نہیں جو ان الفاظ کو سن سکے) حضرت مجرب و صاحب نے کہاں کہاں جلسہ فرمائے، کئی ہزار روپے صرف کیے ۵

قیاس کن ز ملک تان من بہار مرا

بہر حال آخر میں ہماری یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور غاں صاحب کو ان امور کی توفیق عنایت فرمائے جن سے وہ خوش اور راضی ہو۔ اور دُنیا میں جن کا حاصل ترقی اسلام اور باہم اتفاق ہو۔ اب اسی کا وقت ہے کہ شرائع اسلام کو مضبوط پکڑ کر تمام اہل سنت بہ اتفاق اسلام کی خدمت میں مشغول ہوں اور مخالفین کے بے جا حملوں کو اسلام سے روکیں۔ غاں صاحب کا اس



منافرو سے سکوت بلے شک ایک درجہ محمود ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کو اپنے فاقہ کو  
اسلام کی طرف سے مخالفین کی جانب متوجہ فرمائیں اور یہ سکوت بھی کسی  
دینی غرض پر مبنی ہو۔ ہم تمام مسلمانوں کو حکم بنا کر خدا کو شہادت دیتے ہیں کہ ہماری  
دنیاوی غرض نہیں ہے اور اگر جاری تحریر میں کوئی امر بے جا ہو تو بعد اطلاق  
ہم کو اس پر ہرگز اصرار نہ ہو گا مسلمان ہم کو مطلع فرمائیں اور جو امراض  
کی زیادتی کا ہر اس کو وہ جانیں۔ ہم تمام مسلمانوں کی رائے سے کسی طرح باہر  
نہیں ہیں۔ مَنْ شَذَّ شَذَّ بِنِي النَّارِ سَعْدًا بِحَارِ سَعْدًا آيُنِ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنِ  
اتَّبَعَ الْهُدَى۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ اُنِيبُ وَهُوَ  
حَسْبِيَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ  
لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْ اللّٰهِ إِلَّا اِلَى اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ  
خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ  
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ۔

نقل صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب مد فیوضہم  
العالیہ چاند پوری مدرس اول مدرس امدادیہ درجہ نگہ مع مہتد سوات  
بنام مولوی احمد رضا خاں صاحب پوری جس کے جواب سے خاں صاحب نے  
سکوت اور منظرہ سے گریز کیا

بِاسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِمَطَالَعَةِ مَوْلَى اَحْمَدِ رِضَا خَاں صَاب

السلام علی من اتبع الهدی آپ نے جو اکثر بدعات مروجہ کے مسنون و مستحب  
مباح ہونے میں عرق ریزی فرماتی ہے اُس کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی مرحمت  
فرمائے گا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی وجہ سے امت میں بڑا فائدہ  
برپا ہو گیا جن مسلمانوں کو حضرت سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم جناب  
صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعدہ ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیاء و صلحاء  
امت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے ہزار محنت و جانفشانی زمرۃ اسلام میں داخل کیا  
تھا ان کی کیا بلکہ اخیر امت کی تفسیق و تضلیل و تکفیر میں آپ نے وہ کوشش  
فرمائی کہ اپنے نزدیک تو گویا دوزخ کو بھر ہی دیا ہے قبیح سے قبیح بدعت کو بھی  
آپ نے اور آپ کے گردہ نے سنت ہی کر کے لوگوں کو دکھلایا جن موقع سے بدعت  
ہزار وقت اٹھی تھی وہاں ہزار جانفشانی آپ کی جماعت نے تردید کی کوشش کی  
علماء و صلحاء امت پر بہتان باندھے۔ انہوں نے جو مسائل بیان فرمائے تھے  
اُن کے نہایت ہی بدنام و تحقیر عزائمات عوام کے سامنے بیان کر کے اُن کو علمائے

اسلام سے متنفر کیا۔ حضرات علمائے کرام میں سے کسی نے تو آپ کو قابلِ خطاب نہ سمجھا کیونکہ آپ کے گردہ کی تحریرات میں جیسے نقش الفاظ اور بد تمیزی اور دور اذکار باتیں ہوتی ہیں وہ آپ کی تحریرات اور تحفہ حقیقہ کے پرچہ سے ظاہر ہے کسی نے اس کو موجب ترقی درجات خیال کیا، کسی نے باعث کفایت سمجھا کیونکہ انہماج حق کے واسطے پہلی تحریرات بالکل کافی ہیں۔ اسی کی وجہ سے آپ کو بھی دھوکہ ہو گیا کہ اب میرا مقابل کوئی نہیں۔ آپ بھی خوب کھل کھیلے۔ ادھر بہت سے عوام اور نادان فہم دھوکے میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملہ ہو گا وہ تو روزِ جزا پر موقوف ہے اور یہاں بھی اُس کو اختیار ہے مگر فقط عوام اور بعض خاص کالعوام کے رفعِ اشتباہ کے واسطے بندہ نے آپ سے ایک مفصل تقریریں گفتگو کا ارادہ قطعی کر لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ہوا مستعان۔ اگر آپ میں کوئی شائبہ بھی حقانیت اور لہیت کا ہے اور اپنے دعویٰ میں کچھ بھی صدق و دیانت رکھتے ہیں تو بندہ نے جو امور مختلفہ کی نسبت یہ چند سوالات بطورِ مقدمات کے پیش کئے ہیں جن کا طے ہونا مسائلِ مختلفہ سے پہلے ضروری ہے خدا کے واسطے اس کا جواب دیجئے۔ اگر آپ اُن کا جواب اپنی تحریرات میں دے چکے ہیں تو ہر سوال کے جواب کا حوالہ بقید کتاب و صفحہ و مقدار عبارت بیان ہو اور تمام کتابوں کو بذریعہ ویلو بندہ کے پاس بھیج دیجیے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنی جماعت میں سے ایک دو دس بیس کو حکم دیجیے کہ وہ سب مل کر ان سوالات کا جواب دیں اور آپ ان کو بغور ملاحظہ فرما کر آخر میں اپنا دستخط فرمائیں کہ ان تمام جوابات کو ہم نے بغور دیکھا ہے۔ یہ نہایت صحیح ہیں۔ ہم اُن

کی صحت کے ذمہ دار ہیں کیونکہ بندہ بہر صورت آپ ہی کو مخاطب بنائے گا پھر بندہ آپ سے گفتگو کو حاضر ہے لکھنؤ دہلی صدر مقام ہے۔ نہ میرا گھر نہ آپ کا۔ جونی جگہ تجویز ہو مطلع فرمائیے حتیٰ الوسع تمام ہندوستان کے گلی کوچہ میں اس گفتگو کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو حق و باطل و زور و شن کی طرح ظاہر ہو جاوے اگر یہ بھی آپ کو بوجہ تعلیٰ دشمنی کے پسند نہ ہو تو آپ اپنے مجمع میں سے جس شخص کو چاہیں منتخب فرمائیں، اس کی ہر حیثیت آپ کی ہر حیثیت ہو۔ بندہ اس سے ہی گفتگو تقریری کو مستعد ہے اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ازل ایک ہی مسئلہ میں اس شخص سے گفتگو ہو جس کو آپ منتخب فرمائیں اگر وہ بعون اللہ تعالیٰ مجھ سے مغلوب ہو تو پھر آپ گفتگو کے واسطے مستعد ہو جائیے غرض ہر تقریر و تحریر کے آپ ذمہ دار ہوں گے اور میرا مقصود فقط آپ سے ہی گفتگو کرنا ہے اور اگر یہ تمام امور منظور نہ ہوں تو پھر آپ تحریر فرمائیے کہ آپ سے گفتگو تقریری کرنے کی کیا صورت ہے۔ اگر میری تحریر میں کوئی امر ایسا ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ گفتگو کرنی منظور نہیں۔ آپ کی طرح فقط لوگوں ہی پر ظاہر کرنا منظور ہو تو اس سے مطلع فرمائیے گو یہ امر ظاہر کرنا ضرور نہ تھا مگر فقط اس وجہ سے کہ مجھ کو واقعی ایک بہت بڑے فیصلہ کن تقریری گفتگو آپ سے منظور ہے۔ یہ عرض کرتا ہوں کہ میں دہی شخص ہوں کہ پٹنہ میں جو آخری وعظ جدوہ کا آپ بیان فرما رہے تھے اور کئی ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور بندہ نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں آپ سے زبانی گفتگو کی درخواست کی تھی اور اہل مجمع نے اس منٹ کے بعد جواب کا وعدہ کیا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد بندہ پھر کھڑا ہوا

اور دوبارہ گفتگو کی درخواست کی پھر بھی وہی جواب ملا۔ بعدہ آپ دُعا مانگ کر تشریف لے گئے اور زبانی گفتگو سے گریز کیا۔ آپ یاد کیجئے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں۔ میں وہی شخص ہوں کہ جو اس وقت بھی آپ سے گفتگو کو آمادہ تھا، کہ جب بالکل آپ کا مجمع تھا اور اب تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہزاروں اس طرف کے بھی ہوں گے اسی دن آپ کی حقانیت کی حقیقت کھل جاتی مگر خدا کو منظور نہ تھا۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ موقع ہے جس سے یہ امید اظہار حق کی ہے بشرطیکہ آپ اس دفعہ کی طرح پہلو ہتی نہ فرمائیں جو اب کے واسطے اور جبرطری کے واسطے ٹکٹ جاتا ہے۔ آپ ہفتہ کے اندر مشورہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں کہ ان سوالات کا جواب خود دیں گے یا دوسرے سے دلا دیں گے تو کب تک یا مناظرہ ہی منظور نہیں، صاف جواب مرحمت ہو واضح ہو کہ جہاں آپ کی ذات کے ساتھ متعلق ہیں یا جن میں حوالہ کتب کی ضرورت نہیں ان کے علاوہ تمام امور کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ حنفیہ فقہ و اصول فقہ و کلام ہونا چاہیے۔ مجددیت سے کام نہ لیا جاوے آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ اپنے فتاویٰ کا حوالہ دیتے ہیں ان جلدوں کا نہایت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی مگر دستیاب نہ ہوئیں اگر یہ فرضی کتاب نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعہ فتاویٰ کی تمام جلدیں اور علم غیب میں جو آپ کا رسالہ ہے ضرور دیکر دیکھئے۔

اگر آپ نے بندہ سے گفتگو کی ترغیب چاہی ہے آپ کو بھی طعنت آجائے گا اور مدت العمر کی چالاکیاں خرب ہی کھل جائیں گی۔ اگر میری حالت کی پوری

تحقیق منظور ہو تو اپنے وزیر عظیم مولوی وصی احمد سنو رتی سے دریافت کر لیجئے میں جلسہ پر کھریا میں بھی آپ سے اور آپ کی جماعت سے مناظرہ کو بالکل مستعد تھا مگر آپ تو عرب میں تشریف مکہ کو مرید کرنے تشریف لے گئے تھے ہاں تاضی عبدالوحید صاحب و ہدایت رسول دممولوی وصی احمد تھے دریافت کر لیجئے کہ کیسے مناظرہ سے بھاگے اور چونکہ آپ کی طرف سے دروغ کی اشاعت کا ذریعہ تحفہ حنفیہ ہے اس وجہ سے اس دفعہ سے تحفہ حنفیہ کا پرچہ بھی بندہ کے نام دیکر کر دیجئے تاکہ آپ کی جماعت کا کذب اور افتراء معلوم ہوتا رہے ورنہ معلوم وہ کیا کیا لکھ کر شائع کرے گا۔ اگر میرے متعلق کچھ اس میں لکھا جاوے تو میرا مضمون بھی اس میں شائع ہونا چاہیے۔ ورنہ معجز کی دلیل ہوگی، میں آج سے اُس کا خریدار ہوں بشرطیکہ آپ گفتگو کا قصد کریں ورنہ دودھ پے کیوں فضول ضائع کر دوں، جواب ہے جلد طبع کیجئے اگر جواب دینا اور مناظرہ کرنا منظور نہ ہو تو میرے سوالات واپس کر دیجئے۔ واللہ ہوا مستعان و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ ازیب و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد رحمۃ اللعالمین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

بندہ محمد رضی حسن معاف عنہ خادم مدبر ملاویہ درجہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۶ ۱۳۲۶ یوم درشنہ

حَامِدًا لِّقَوْمٍ صَالِحًا

مہیدی سوالات جو چودہ محرم ۱۳۲۶ھ کو مولوی بریلوی صاحب کے پاس بغرض جواب روانہ کیے گئے اور ان کے جواب کے آنجناب عاجز رہے۔  
۱۔ کافر کی کیا تعریف ہے اور اس کی کیا علامت ہے۔

(۲) ضروریاتِ دین جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ کون کون سی چیزیں ہیں بالتفصیل بیان ہوں۔

(۳) موقل کافر نہیں وہ کون سی تادیل ہے جس سے کافر نہیں ہوتا اور جس تادیل کا اعتبار نہیں، وہ کون سی تادیل ہے اہل قبلہ کی کیا تعریف ہے بحوالہ کتاب بیان ہو۔ اور کفر اہل قبلہ جائز ہے یا نہیں۔ مذہب اہل سنت کیا ہے؟

(۴) اگر کسی کلمہ کو کے کلام میں چند وجہیں کفر کی ہوں اور چند وجہیں اسلام کی تو مذہب اہل سنت و الجماعت اور امام صاحب کے موافق اس کو کافر کہیں گے یا مسلمان؟

(۵) اگر کوئی ایسے کلام کو معافی کفریہ ہی پر حمل کرے وہ شخص کیا ہے۔

(۶) اہل سنت و الجماعت کی کیا تعریف ہے اور وہ اعتقادات اور عملیات جن کے کرنے یا نہ کرنے سے آدمی اہل سنت و الجماعت سے خارج ہو جائے کیا کیا ہیں اور مدارِ اہل سنت ہونے کا کیا ہے مفصل بیان ہو۔

(۷) اگر کسی مسئلہ میں کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دوسری جانب ہوں اور علماء بھی کل اہل سنت و الجماعت یا مقلدینِ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوں، تو اس مسئلہ میں مُتَمَتِّ نہا کی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا کافر یا فاسق یا خارج از اہل سنت و الجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو آج کل ہمارا معاصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو اس قول کی طرف

گئے ہیں وہ بھی ان القابوں کے مستحق ہوں گے اور ان مسائل میں سے ایک یا بطریقِ مثال بیان ہوں۔

(۸) اشعریہ یا تردید و دونوں گروہ اہل سنت و الجماعت میں داخل ہیں یا کوئی اہل سنت سے خارج ہے۔ شقِ ثانی میں کسی مسئلہ کی وجہ سے شقِ اول باوجود اختلاف فی الاعتقاد کے پھر دونوں گروہ اہل سنت و الجماعت کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر مدارِ اختلافِ فرق باطلہ و اہل سنت، اختلافِ اعتقادات ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اختلاف کے خارج از اہل سنت و الجماعت کیوں نہ ہو اور اگر اہل سنت و الجماعت سے خارج ہونے کے واسطے اختلافِ اعتقادات مدار نہیں تو پھر وہ کیا ہے۔ مفصل بیان ہو اور اشاعرہ اور شمریہ دونوں کا ایک ہی مغموم ہے یا کچھ فرق ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۹) کلمہ گو سے اگر کوئی کلام یا فعل ایسا سرزد ہو کہ جس میں ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو اس پر حمل کریں گے جس سے وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ اگر اول ہے تو اسی طرح (۹۹) وجوہ اہل سنت و الجماعت سے نکلنے کی ہوں اور ایک سنت و الجماعت ہونے کی تو اس کو بھی اسی پر حمل کریں گے جس میں وہ اہل سنت و الجماعت میں داخل ہے یا کسی طرح سے اس کو اہل سنت و الجماعت سے خارج ہی کرنا چاہیے اور جس طرح کہ جب تک امورِ ضروریہ دین کا منکر نہ ہو گا کافر نہ ہو گا اسی طرح سے جن امور کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد ضروری طور سے ثابت نہ ہو گا اس کے انکار سے بھی اہل سنت و الجماعت سے خارج نہ ہو سکے گا یا فرق ہے اور وہ ضروریات



اہل سنت کیا ہیں۔ ہاں جو امور متفق علیہ اہل سنت ہیں ان میں بھی ہر واقعہ کے انکار سے خارج از اہل سنت والجماعت ہو جائے گا یا اس میں بھی کچھ تفصیل ہے مفصل بیان ہو۔

(۱۰) جس کسی مسئلہ کی نسبت یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ مسئلہ ماتریدہ یا اشاعرہ کے موافق یا ان کے درمیان مختلف فیہا ہے اس پر یا اس کے ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا خارج از اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں شیخ اول میں فقط یہی شخص یا دہ گروہ جس کا یہ مقلد ہے بہ تقدیر اول وجہ فرق کیا ہے اور شق ثانی میں اس کو اہل سنت والجماعت سے خارج کہنے والا کون ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔

(۱۱) مسائل مختلف فیہا بین الصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا درمیان ائمہ محدثین و مفسرین و ائمہ مجتہدین فی الدین باقی المذہب یا مرجعین یا مشائخ و علمائے محققین میں کوئی ایک جانب خطہ صواب کی متعین ہو سکتی ہے، اور ایک کو یقینی غلط یا صحیح کہہ سکتے ہیں یا دلیل کا حاصل رجحان ہے اور احتمال خطا و صواب ہر جانب باقی رہتا ہے۔ ایسے مسائل میں ایک جانب پر عمل کرنے والے کو فاسق یا خارج از اہل سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں بحوالہ کتاب بیان ہو اور ان مسائل کی مثال بیان ہو۔

(۱۲) حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب، حضرت شاہ اسحاق صاحب، مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، مولانا

فیض صاحب غازی پوری مولانا شاہ احمد اللہ صاحب مظفر پوری، مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری صاحب فتح القدیر صاحب بنایہ شرح ہدایہ صاحب رد المحتار حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد بھٹی منیری و جناب مولانا محمد علی صاحب دام فیضہم خلیفہ اعظم حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ لوگ مسلمان اہل سنت والجماعت احناف ہیں اور کیا یہ لوگ مقتدا بنانے کے قابل اور ان کی تصانیف حق اور عمل کرنے کے لائق ہیں یا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ یہ حضرات فرشتہ ہیں، ان سے کوئی غلطی نہیں ہوتی یا ان کا کلام نفوذ باللہ وحی ہے بلکہ جیسے اور اکابر دین گزرے ہیں اور مقتدائے اہل اسلام اہل سنت والجماعت و مقلد ہوتے ہیں اور ان کے کلام حجت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یہ لوگ بھی مقتدا اور اہل علم اور صلاح و فلاح ہیں یا ان کے عقائد کل کے یا بعض کے کلاً یا بعضاً خراب ہیں جن سے وہ اسلام یا اہل سنت والجماعت یا گروہ مقلدین یا احناف سے نکل گئے اور وہ عقائد و مسائل کیا ہیں، کل نہیں ایک ایک دو دو ہی بیان ہوں ورنہ ان حضرات کو غیر مقلد و باطنی بڑے کلمات کہنے والا کیسا ہے ان کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے۔

(۱۳) مقلد ائمہ اربعہ کی فقہاء نے کیا تعریف کی ہے بالخصوص حنفی ہونے کے واسطے کس کس امر کی ضرورت ہے جن کے ترک سے آدمی حنفی نہ رہے اور کیا کرنا چاہیے جس کے کرنے سے حقیقت سے خارج ہو جائے۔ اگر اس کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ فقہاء نے بیان فرمایا ہو تو وہ بیان ہو اور اگر جزئیات کی تصریح

کی ہو تو اس کو بیان کرنا چاہیے۔ غرض تقلید کی جنس اور فصل اور اس کے لوازم اور شرائط اور خواص مختصہ اور موقوف علیہا اور تعداد موافق جن کے نہ کرنے یا کرنے یا ہونے نہ ہونے سے علماً و عملاً آدمی مقلد نہ رہے وہ بیان فرمائیے۔

(۱۲۱) غیر مقلد کا کیا حکم ہے اور تقلید حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا جائز یا فرض۔ واجب مستحب سنت اور کون درجہ کس کے لیے غیر مقلد اور وہابی کا ایک ہی مفہوم ہے یا کچھ فرق ہے تو کیا ہے؟

(۱۵۱) اگر کوئی غیر مقلد نہ ہو اور اس کو کوئی شخص غیر مقلد اور وہابی کہے تو یہ مفتری کس درجہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ تارک نماز، زکوٰۃ، حج، صوم، صدقہ، زینت، فرض، واجب، سنت، مستحب یا گناہ کبیرہ، صغیرہ، حرام، مکروہ تحریمی تنزیہی کے کرنے سے آدمی غیر مقلد ہو سکتا ہے یا فقط تقلید کے ترک یا مذہب موم بننے سے غیر مقلد ہوگا، غرض کہ غیر مقلد ہونا یا نہ ہونا کسی مقیدہ کرنے یا نہ کرنے پر موقوف ہے یا کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر یا دونوں کے وجود پر یا عدم پر مجتمعاً یا منفرداً فقہ حنفیہ یا اصول فقہ سے بیان ہو۔

(۱۶۱) جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانے میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے دقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ متفقاً یا مختلفاً اس حکم کے زمانے سے بھی آدمی حنفیت یا تقلید سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور علمائے حنفیہ کا کس قسم کا اختلاف بین المسائل ہے جس میں کسی جانب پر عمل کر لے تو حنفی نہیں رہتا مثلاً ایک مسئلہ بیان فرمایا جاتے۔

لے یعنی اندر میں سے کسی ایک کی۔ ۱۲

(۱۷۱) شوافع، حنابلہ، مالکیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آراء موافقہ یا مخالفہ حنفیہ کے لیے کلیۃً یا جزویۃً مفید یا مضر ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کثرت آراء بھی حکم کی تقویت کر سکتی ہے یا فقط قوت دلیل ہی مفید ہو سکتی ہے مسلک حنفیہ فقہ یا اصول فقہ میں کیا ہے بیان ہو۔

(۱۸۱) جو شخص مقلد ہو اس کو اپنے فقہ کے خلاف عمل کرنا یا اعتقاد میں حنفی کو شافعی کے موافق اعتقاد یا عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایسا شخص کوئی آج کل موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کتنے زمانے سے اور اگر خلاف اپنے فقہ کے عمل نہیں کر سکتا تو ان ہی مسائل میں جو اپنے امام سے منقول ہوں یا اس کے متبعین کے معتدات مستخرجات کا بھی یہی حکم ہے یا نہیں۔ اگر کچھ تفصیل ہے تو بیان فرمائی جائے اگر مسئلہ امام سے منقول نہ ہو اور کتب فقہ میں بھی مندرج نہ ہو۔ ایسے مسئلہ میں اگر علمائے کرام مابعد اختلاف کریں، ایک کے نزدیک مستحسن اور دوسرے کے نزدیک قبیح ہو تو ایک دوسرے کو کافر، فاسق، فاجر، ازاہل سنت و الجماعت کہہ سکتا ہے یا نہیں تو متقدمین میں جو اس قسم کا اختلاف ہوا ہے وہ بھی موجب تحفیر وغیرہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔

(۱۹۱) ادلہ شرعیہ قرآن شریف حدیث شریف اجماع قیاس حسب تصریحات اہل سنت انہیں چار میں منحصر ہیں اور جو امور بظاہر ان کے علاوہ معلوم ہوتے ہیں وہ انہیں میں مندرج ہوتے ہیں یا واقع میں ان سے علیحدہ امور بھی ہیں۔ شق ثانی میں حصر کے کیا معنی پھر ادلہ من حیث الثبوت الدلالتہ کے اقسام و احکام بھی بیان

فرماتے جائیں۔

(۲۰) الہام حجت شرعی ہے یا نہیں۔ الہام و کشف ایک ہی امر ہے یا دو۔ بزرگان دین کو جو امور منکشف ہوئے، ان کا اعتقاد مثل اولہ شرعیہ کے احکام کے رکھنا یا کرنا ضرور ہے یا نہیں۔ بقدر عدم موافقت الہام و کشف کے امور شرعیہ یا اولہ شرعیہ یا تصریحات فقہاء یا علما۔ اصول یا ائمہ کلام کو اس کا اعتقاد یا اس پر عمل کیسا ہے۔

(۲۱) کسی عمل میں اگر کسی بزرگ کو یا اکثر بزرگان دین کو باتفاق یا اختلاف کوئی نفع دینی و دنیوی معلوم ہو تو تمام امت پر اس کا عمل یا اعتقاد لازم ہے یا خاص اس کے معتقد یا مرید پر اعتقاد نہ کرنے والا یا اس کو ضروری نہ سمجھنے والا یا عمل و اعتقاد کو جائز سمجھ کر عمل نہ کرنے والا یا اس کو خلاف مصلحت یا باعث فتنہ عوام سمجھ کر رد کرنے والا یا بوجہ دیگر امور یا مشرورہ کے مل جانے کے قبیح لغیرہ کہنے والا کیسا ہے۔

(۲۲) جیسے مسائل شرعیہ مقلد فیہا میں اپنے امام مقتدا کے جس کے ہم مقلد ہیں اور پیروی کرتے ہیں، دلیل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح ہے ہر بزرگ کے کلام اور الہام پر عمل کر سکتے ہیں اور اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ پھر قول بزرگ میں مطابقت اپنے امام سے یا فقہ حنفیہ سے شرط ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو دوسرے مجتہد کے کلام پر بھی ایسے ہی عمل کر سکتے ہیں یا نہیں تو وجہ فرق کیا ہے اور بزرگ میں بھی شرط ہے کہ وہ اپنے ہی امام کا مقلد ہو یا نہیں، بلکہ جس امام کا بھی مقلد ہو اس کے کلام پر عمل کرنا ضروری یا جائز

یا مستحسن ہے۔ اگر کوئی تخصیص نہیں تو ہر عالم کے کلام پر عمل کرنے میں بھی یہی تعلیم ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔ اگر تعلیم ہے تو غیر مقلد ہی اور اس تقلید میں فرق کیا ہے۔

(۲۳) اولیاء کے بعض کلام جو بظاہر مخالفت شریعت ہوتے ہیں اور بعض مصلحت اور حقائق جن کے عامۃ مومنین مکلف نہیں ہوتے ہیں اور وہ امور ان کے فہم سے خارج ہوتے ہیں اور بعض خاص حالت سے متعلق ہوتے ہیں۔ عموم پر جاری نہیں ہوتے اور بعض متشابہ جن کے فہم سے اور لوگ قاصر ہوتے ہیں اور بعض ان کے اعتقاد ہوتے ہیں۔ یہ اقسام بزرگان دین کے کلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ہر ایک کا شعار اور علامت اور اس کا حکم بیان ہو، اور پیروں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ کرنا چاہیے یا نہیں، نہیں تو اس کا کیا حکم ہے جو ایسا عمل یا اعتقاد رکھے۔

(۲۴) آج کل ہندوستان کے موجودہ علما۔ میں سے اگر کوئی شخص خلافت فقہ حنفی عمل کرے یا ایسے مسئلہ میں جس کا حکم بالصریح فقہ حنفیہ میں موجود ہو۔ احادیث وغیرہ سے اس حکم کے مخالف حکم بیان کرے تو وہ شخص غیر مقلد ہوگا یا نہیں پھر اس کا حکم کیا ہے اور اس استنباط کی ہر عالم کو اجازت ہے یا نہیں یا بعض کو۔ شق ثانی میں وجہ تخصیص کیا ہے۔

(۲۵) درجہ اجتہاد کب سے موت ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس مرجعین بھی کب سے نہیں، آج کل کے علما۔ پر تقلید شخصی مثل عوام کے ضروری ہے اور جواب مسئلہ میں فقط روایات معتبرہ فقہ ہی کو بیان کرنا چاہیے تو در صورت عدم

تصریح حکم کیا کرنا چاہیے یا تقلید فرض نہیں اور ہر شخص اپنی رائے و سمجھ بکھٹ ہے تو پھر عوام کے لیے کیا حکم ہے۔

(۲۶) جو شخص خود بلا ضرورت اپنی ہوا و ہوس و غرض کے مطابق بعض مسائل میں فقہ حنفیہ کے خلاف کرے اور دوسروں کو ایسا فعل کرنے سے غیر مقلد یا وہابی کہے تو اس کا حکم کیا ہے۔

(۲۷) اس وقت میں اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آئے جس کا حکم فقہ حنفیہ میں موجود نہ ہو تو علمائے وقت کو کیا کرنا چاہیے اگر اجتہاد کا حکم ہے تو فقط اسی صورت میں یا دوسرے مسائل میں بھی اجتہاد کر سکتے ہیں اور ہر ایک عالم کا اجتہاد دوسرے عالم یا عوام پر حجت ہے یا نہیں بلکہ ہر شخص اپنی رائے کا پابند ہو گا۔

(۲۸) جن مسائل میں علمائے وقت مختلف ہوں، بعض جائز فرمائیں، بعض ناجائز۔ ایسی صورت میں عوام کو کیا کرنا چاہیے۔ ان کو امتیاز حق و باطل کا کیسے ہو یا جس کو چاہیں اختیار کر لیں، ہر صورت میں مابور ہوں گے۔

(۲۹) مجدد ہر سو برس کے بعد ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے شرائط و للزم و مواقع بیان ہوں اس کی تعریف اور علامات کیا ہیں اور وہ تجدید دین کس طرح کرتا ہے۔ تمام دنیا میں مجدد ایک ہوتا ہے یا متعدد اور فقط اہل سنت و الجماعت ہی میں ہوتا ہے یا دوسرے فرق میں بھی اور ابتداء تنویر کی کس وقت سے کی جائے گی۔ اس وقت تک کس قدر مجدد ہوتے ہیں

۱۔ اگر ہونا ضروری نہ ہو سکتا ہے تب بھی امور مذکور کے بیان کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کیا دین کی تجدید فرمائی، ایک مجدد کو دوسرے کا حال معلوم ہونا ضروری ہے یا نہیں اور مجدد کو اپنی مجددیت کا علم ضروری ہے یا نہیں۔ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ آپ ہیں یا کوئی اور شق ثانی میں جو لوگ آپ کو مجدد مانتے حاضرہ لکھتے ہیں یہ ان کا خیال صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو آپ نے بذریعہ تحریر عام کے تغلیط فرمائی یا نہیں اور غیر مجدد کو مجدد کہنا یا کہلوانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۰) اگر غیر مجدد کو مجدد کہنا جائز ہے تو غیر عالم کو عالم اور بدعتی کو عامی سنت اور فتنہ پرداز اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسلمانوں کے روپہ کھانے والے کو عامی سنت ماحی الفتن عالم وغیرہ تعظیمی الفاظ لکھنے اور ان کی تعظیم کرنا جائز ہے یا ناجائز اس پر جو اہل ندوہ پر حکم جاری کیے گئے ہیں، جاری ہوں گے یا نہیں۔

(۳۱) واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات میں حصر عقل ہے یا نہیں ایک قسم کا انقلاب دوسرے کی طرف ممتنع بالذات ہے یا نہیں۔ واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود کا جزو ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۳۲) جبکہ ممکن بالذات ہیں قدرت باری میں داخل ہیں یا نہیں۔

(۳۳) کسی ممکن بالذات کو قدرت الہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کہ ہے یا نہیں؟

(۳۴) ہر واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳۵) شریعت میں کوئی چیز واجب بالذات ممتنع بالذات ہے یا نہیں۔ ممتنع بالذات



اور ممتنع بالذات عدم فعلیت میں دونوں برابر ہیں یا نہیں، اول داخل قدرت ثانی خارج عن القدرة ہے یا نہیں، قدرت کے کیا معنی ہیں؟

(۳۶) جو واجب بالذات یا متمنع بالذات ہوگا اس کا قدرت سے خارج ہونا ضروری ہے یا نہیں اور جو خارج عن القدرة ہوگا اس کا بھی متمنع بالذات یا واجب بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

(۳۷) ہر واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر یا جہد و ضرورت وقوع یا عدم فعلیت کے داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف مقدور ہے یا نہیں۔

(۳۸) علمائے کلام کے کلام میں واجب معنی واجب بالذات و بالضرر و منفعت  
یعنی منفعت بالذات و بالضرر آیا ہے یا نہیں۔ اگر آیا ہے تو فقط لفظ واجب و منفعت بالذات  
پر محمول ہو گا۔ یا بالضرر پر یا محتاج قرینہ ہو گا۔

(۳۹) قدرت کے دو معنی ایک صفتِ قدیمہ جو عند عجز ہے اور جمیع ممکنات کو شامل ہے اور دوسرے بمعنی تقدیر جو متغیات بالآخر کو شامل نہیں کرتی بشرطیکہ میں مستعمل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو قدرت ان معانی میں مشترک ہے با حقیقت و مجاز پھر کون حقیقت ہے اور کون مجاز مدلل بیان ہو۔

(۴۴) صفاتِ باری تعالیٰ واجب بالذات ہیں تو تعدد و جبر کا کیا جواب ہے اور اگر ممکن بالذات ہیں تو ہر ممکن کے لیے حادث اور مخلوق ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ان کا خلق بالا مضطر ہے یا بالا اختیار۔ اگر بالا مضطر ہے تو اول تو یہ مذہب کس کا ہے دوسرے شانِ باری تعالیٰ کے مناسب ہے یا نہیں۔ تیسرے ان کے صدور پر جابر کون ہے۔ اور اگر بالا اختیار ہے

تو اوّل تو حدوث دوسرے علم سے پہلے علم قدرت سے پہلے قدرت۔  
 علیٰ ہذا القیاس دور یا تسلسل لازم آئے گا یا نہیں تیسرے قیام حوادث  
 بذات واجب تعالیٰ لازم آئے گا یا نہیں محل حادث خود حادث ہے  
 یا نہیں۔ اور اگر واجب بالذات ہیں نہ ممکن بالذات اور لا علین لا غیر کہا  
 جاتے تو حصر مواد باطل دوسرے اجتماع و ارتفاع نقیضین دونوں بظاہر لازم  
 آئے یا نہیں۔ اس مسئلہ کو مجددیت کی شان کے ساتھ نہایت متانت کے  
 ساتھ بیان فرمایا جاتے کہ جوابی سنت و الجماعت کا مذہب ہے صحیح ہو  
 جائے اور شکوک اور شہادت بھی دُور ہو جائیں۔

(۴۱) واجب کی ہر ایک صفت بسیط ہے یا کل یا بعض مرکب بھی ہے  
 کلام باری تعالیٰ لفظی اور نفسی دونوں ہیں یا نقطہ ایک۔ پھر وہ کیا ہے لفظی  
 حادث و غیر قائم بذاتہ تعالیٰ و مرکب۔ اور نفسی بسیط قائم بذاتہ تعالیٰ ازلی  
 قدیم ہے یا اس کے سوا کوئی اور تحقیق ہے۔ کلام لفظی صفات حقیقیہ محضہ سے  
 ہے یا صفات افعال سے اس کو صفت کہنا باعتبار خلقی خاص ہے یا قائم  
 یا عینیت یا لا عین و لا غیر صاف بیان ہو۔ علیٰ ہذا القیاس کذب و صدق  
 مکمل کا کس قسم میں داخل ہے۔

(۴۲) کلام لفظی کو کلام باری کہنا حقیقتاً ہے یا حجازاً ہے اور اگر حجازاً ہے تو قرآن کی تعریف جو اصول فقہ میں مذکور ہے اور علم کلام میں جو اس کا حکم بیان فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں اور اس تقدیر پر قرآن شریف کو کلام باری نہ کہنے والے کا کیا حکم ہے اگر حقیقی ہے تو باوجود اور کلاموں کے اس صفت خلق

میں مشارک ہونے کے اُن کو کلام باری نہ کہا جائے اور قرآن شریف کو کلام باری کہا جائے وجہ فرق کیا ہے؟

(۴۳) کلام لفظی باری تعالیٰ میں اور کلام لفظی انسان میں مادہ حروف ہجا ہے یا وہاں کچھ اور۔

(۴۴) قدرت مجموعہ کلام مستلزم قدرت علی اجزاء کو ہے یا نہیں قدرت علی الاعلیٰ مستلزم قدرت علی الادنیٰ کو ہے یا نہیں۔

(۴۵) متنع بالذات کی علامت اور پہچان کہ جس کے صادق آنے سے اس کے مصداق کو متنع بالذات کہہ دیا جائے ہے یا نہیں اگر ہے تو بیان ہو۔؟

(۴۶) دو شے میں باوجود اتحاد بالذات کے تغایر امکان بالذات اور امتناع بالذات کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۴۷) مرکب کا وجود باعطائے وجود اجزاء ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ وجود فقط کل کا ہو اور اجزاء کلاً یا بعضاً معدوم ہوں۔

(۴۸) صدق و کذب کی تعریف اور ہر ایک کی علت تامہ کیا ہے۔

(۴۹) صدق و کذب کلام کی ذاتیات سے ہے یا لوازم ذات یا وجود سے کہ جو اپنے ملزوم سے جدا نہ ہو سکے یا عوارض منفک سے۔ ایک ہی کلام باقبا دو وقتوں کے اختلاف محکم عنہ کی صورت صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۰) امکان علت مستلزم امکان معلول کو ہے یا نہیں معلول متنع بالذات ہوا اور علت تامہ ممکن بالذات ہو، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۱) صاحب مراقف کا متنع علیہ الکذب اتفاقاً فرما اس امتناع سے

مراد بالذات ہے یا بالخیر اگر بالذات ہے تو صاحب عمدہ و مسائرہ کا نقل اختلاف کیسا۔ اس میں کس کا کلام صحیح ہے پھر صاحب عمدہ اور صاحب مسائرہ میں کس سے غلطی ہوئی، صاف تحریر فرمایا جائے بحوالہ کتب کلامیہ۔

(۵۲) محقق دوانی نے جن حضرات کا مذہب جواز خلعت فی الوعد لکھا ہے اس جواز سے مراد امکان وقوعی ہے یا متنع بالخیر ہے تو (یَعْدُ کَرَامًا) کی دلیل کیسے صحیح ہوگی کیونکہ عدم وقوع یقینی ہے اور اگر مراد امکان وقوعی ہے تو ان قائلین کو کافریا فاسق خارج از اہل سنت والجماعت کیا کہا جائے گا۔ محقق دوانی نے اُن کی نسبت کیا کہا ہے؟

(۵۳) محقق دوانی کا ایسا جواب دینا کہ جس کی وجہ سے جواز خلعت فی الوعد لازم نہ آئے۔ یہ جواب صحیح ہو یا نہ ہو۔ یہ امر آخر ہے لیکن اُن کی تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلعت فی الوعد کا قائل ہے، نہیں بدل سکتا۔ فتوے اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہو یا نہیں۔

(۵۴) علیٰ ہذا القیاس صاحب مسائرہ نے جو تحیر کا برائے شاعرہ کا مسئلہ حسن و قبح عقلی میں نقل کیا ہے۔ وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوتے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے، آپ نے جو اس کلام کی تاویل المتعمد المستند کے اندر کی ہے۔ آپ کی شان مجددیت علم و فضل سے نہایت مستبعد ہے مسائرہ کی عبارت بغور ملاحظہ ہو تب اس تاویل کا حال بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ استحکام کذب متفق علیہ ہو اور فرق فقط دلیل کا ہو تو اس تقدیر پر جو معتزلہ نے

کلام نفی پر مشدود کیا ہے، اس کا جواب کیا ہوگا، غور سے جواب دیا جائے  
اگر عبارت سارہ سے ان کا براشاعرہ کا مطلب فعلیہ کذب ثابت ہو،  
تب یہ اکابر اشاعرہ گناہ حق کیا ہوتے۔

(۵۵) خداوند جل و علا شائد جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا وہ  
بالاختیار یا بالاضطرار اگر بالاختیار ہے تو اختیار کے معنی بیان فرمائے جائیں  
(۵۶) جن لوگوں کی نسبت جناب باری تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز  
ایمان قبول نہ کریں گے، ان کا مومن ہونا ممکن بالذات اور باوجود ممتنع بالغیر  
ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں۔

(۵۷) علم باری تعالیٰ میں علم تابع معلوم ہے یا معلوم تابع علم۔ پہلے علم خداوندی  
مستحق ہوتا ہے پھر معلوم اس کے مطابق مستحق ہوتا ہے یا پہلے معلوم مستحق ہو  
جاتا ہے اس کے مطابق علم ہوتا ہے۔

(۵۸) کلام میں پہلے صدق اور کذب متحقق ہوتا ہے یا عدم موضوع یا اتصاف  
موضوع بنقیض المحمول اور بضدہ اور تقدم کیسا ہے۔

(۵۹) صدق اور کذب صفت کلام کی ہے یا محکی عنہ کی یہاں حصر اضافی باعتبار  
محکی عنہ اور کلام کی ہے نہ اعتبار مکمل کے۔

(۶۰) صدق اور کذب کلام باری تعالیٰ اور کلام بشر و دونوں میں ہم معنی ہیں یا  
کچھ فرق ہے تو سچو الہ کتاب بیان ہو۔

(۶۱) جیسے اتصاف موضوع بالفعل بنقیض المحمول بضدہ مستلزم یا عین کذب کلام جہتی خاص ہے  
اس طرح امکان اتصاف موضوع بنقیض المحمول یا بضدہ یا امکان سلب المحمول عن الموضوع مستلزم امکان کذب

(۶۲) جمیع مومنین کو خالد بن ولیدؓ جہنم میں داخل کرنے پر قدرت ہونے اور جمیع  
کفار کو خالدؓ جہنم میں داخل کرنا مقدور ہونا اگرچہ ہرگز ہرگز ہرگز  
کبھی نہ ہوگا بلکہ مومنین جہنم میں اور کفار دوزخ میں خالدؓ و محمدؓ رہیں گے  
لیکن اگر چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے اگرچہ ہرگز نہ چاہے گا اس میں اشاعرہ  
اور ماتریدہ کا کچھ اختلاف ہے یا نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو کیا حق کس کی  
جانب ہے اور آپ کا کیا مذہب ہے، اور حقیقہ مذکور کا معتقد کون ہے۔

(۶۳) باری تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اس وجہ سے کیا مراد ہے  
بالذات یا بالغیر۔ اگر بالذات ہے تو کیا مطلب اور تقریر مذہب کس طرح  
اور اگر واجب بالغیر ہے تو کیا مطلب ہے۔

(۶۴) واجب عقلی شرعی عادی علیٰ ہذا القیاس ممتنع ان کی تعریفیں اور احکام  
مجہد کا نہ فرمائیے اور یہ کہ فعل باری تعالیٰ واجب یا ممتنع بالغیر علی شرعی، عادی  
سب داخل قدرت اور ممکن بالذات ہی کی قسمیں ہیں یا کوئی ان میں سے خارج  
عن القدرت اور واجب بالذات اور ممتنع بالذات کی قسم سے بھی ہے غرض  
ان کی تعریفات اور ہر قسم کی دیگر اقسام سے نسبت صاف بیان ہو۔

(۶۵) انسان اشرف المخلوقات ہے یا نہیں اگر نہیں تو اشرف المخلوقات کون  
(۶۶) انسان نوح ہے کہ نہیں۔ نوح کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا کہ نہیں۔

(۶۷) ایک انسان کی نظیر و مثال انسانیت و اوصاف مخصوصہ بالانسانیت میں دوسرا

انسان ہی ہوگا جو اس کے ساتھ متحد بالذات ہے یا دوسری نوح کا فرد بھی کسی

انسان کی نظیر و مثال مذکور بن سکتا ہے۔ نظیر المشی و مثال المشی کی تعریف و

شرائط بیان ہوں۔

(۶۸) کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحاد زمانہ بھی شرط ہے کہ نہیں۔ اگر شرط ہے تو جس قدر افراد انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں یا نہیں اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناع نظیر قابلِ مدح ہے یا نہیں اور اگر اتحاد زمانہ شرط نہیں تو وہ امتناع نظیر جو موجبِ مدح ہے کون سا ہے اس کی کیا تعریف ہے۔ مفصل بیان فرمائیے :

(۶۹) ایک نوع کے بعض افراد ممکن و موجود اور بعض ممتنع بالذات و معدوم ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدیلِ ذات لازم آتا ہے یا نہیں۔ (۷۰) امر ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے۔ (۷۱) کسی کلی ممکن کے افراد کی نسبت قدرتِ باری تعالیٰ تنہا ہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۷۲) کسی کلی ممکن کے افراد موجودہ کسی مرتبہ پر جا کر لقیہ افراد ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷۳) قدرتِ باری غیر تنہا ہی ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے ؟

(۷۴) کوئی مخلوق ایسا بھی ہے کہ قدرتِ باری میں اس کی نظیر داخل نہ ہو۔ وعدہ باری تعالیٰ یا عدمِ مشیتِ ایزدی امرِ آخر ہے۔ گفتگو نفسِ قدرت میں ہے اگر قدرتِ باری تعالیٰ کسی مخلوق کی نظیر پیدا کرنے سے عیاذاً باشد عاجز ہے تو اس کی وجہ نظیر کی ذات نہیں۔ یا کوئی امرِ آخر خارج عن الذات۔ اگر ذات

ہے تو ذی نظیر کیسے موجود ہوا۔ اور اگر امر خارج عن الذات ہے تو وہ لغو باشد نقصانِ قدرت ہے یا کیا پھر یہ امتناع بالغیر ہے یا بالذات۔

(۷۵) کسی کلی ممتنع بالذات کا کوئی فرد موجود ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی مخلوق سوائے ممکن کے ممتنع بالذات یا واجب بالذات ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۷۶) جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افرادِ انسانی متحد بالذات ہیں یا مختلف المہیات۔ (۷۷) اگر مختلف المہیات ہیں تو وہ ماہیات مختلفہ کلیات ہیں یا نہیں۔

اگر کلیات ہیں تو کلی کی کسی قسم میں داخل ہیں۔ واجب الواحد مع امکان الغیر اور امتناعہ میں یا اور کسی میں اور پھر امتناع افرادِ آخر بالذات ہے یا بالغیر اور کلیات نہیں تو شخصیات و وجود ہر واحد عین ذات ہیں یا نہیں۔

(۷۸) واجب تعالیٰ کی نظیر ممتنع بالذات ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی علت کیا ہے؟ اگر کسی اور شے کی نظیر ممتنع بالذات ہوگی تو اس کی علت بھی یہی ہوگی جو واجب کی نظیر میں پائی جائے گی یا کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے جو واجب کی نظیر میں نہ پائی جائے۔

(۷۹) جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا ممتنع ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

(۸۰) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جملہ کمالات اور اوصافِ حمیدہ اور اُن کا کسی زمانہ کے اندر موجود ہونا یہ تمام امور کلاً یا بعضاً ذاتیاتِ نبی یا نبوت یا اُن دونوں کے لوازمِ ذات یا لوازمِ وجود سے ہیں یا عوارضِ منفکہ سے یا تفصیل ہے۔



(۸۱) جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اخرف المخلوقات، سید الدین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں،  
 آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ باجماع امت ثابت  
 ہے اس کا منکر کافر ہے اور منکر نبوت بھی آپ کے لیے باتفاق امت  
 متحقق و ثابت ہے مع ہذا۔ اگر دکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں  
 ختم نبوت کے معنی نبوت بالذات کے لیے جاویں کہ آپ کی نبوت بالذات  
 ہے تو وجود نبی بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ ہرگز کبھی نہ  
 ہوگا۔ منافی خاتمیت بمعنی مذکور کے نہیں ہے (گو آپ کے بعد نبی کا قائل  
 باتفاق امت کافر ہے اس واسطے کہ منکر ختم نبوت دینہ کا ہوا جو باجماع  
 امت ثابت ہے) یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ہے اگر کافر نہیں تو اس کا کافر  
 کہنے والا کون ہے۔

(۸۲) قرآن شریف کے لیے ظہر و بطن جو حدیث میں آیا ہے اس کے کیا معنی  
 اور باطنی معنی کے وقت ظاہری معنی بھی مراد لیتے ہیں یا وہ متروک ہوتے ہیں  
 حدیث کے واسطے بھی ظہر و بطن ہوتا ہے یا نہیں۔

(۸۳) وہ باطنی معنی کیوں لیے جلتے ہیں، ان کی کیا ضرورت ہوتی ہے اور  
 ان معنی کے واسطے کس علم کی ضرورت ہے، ان معنی کی صحت کے کیا شرائط  
 ہیں مفصل بیان ہوں۔

(۸۴) کسی حدیث صحیح کو خواہ مخواہ ترک کرنا کیسا ہے اگر کوئی حدیث صحیح

ظاہر دوسری حدیث صحیح یا آیت کے متعارض ہو تو تعارض قائم کر کے ایک  
 کو ترک کرنا چاہیے یا ایسے معنی لینا مناسب ہیں جو تعارض باقی نہ رہے جغیہ  
 کا اس میں کیا مسلک ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۸۵) کسی حدیث کو اگر جو ظاہری تعارض کے کسی نے متروک کیا ہو تو کیا  
 جب اس کے معنی صحیح بھی بن سکتے ہوں اس وقت مجبوریہ متروک ہی رہے  
 گی یا غیر متروک۔ آج کل کے علماء میں اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے  
 تو کیا وہ غیر مقبول ہوں گے اگر غیر مقبول ہیں تو کس وجہ سے۔ اس کا ہمارا  
 ہمعصر یا قریب العہد ہونا وجہ رد ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

(۸۶) ایک وقت میں اگر چند افراد ایک کلی کے موجود ہوں اور بعد میں اس  
 کلی کے افراد منقطع ہو جاویں تو وہ تمام افراد خاتم زماں ہوں گے اور سب کو  
 خاتم افراد کہہ سکتے ہیں یا بعض کو اور وہ کون ہیں یا کوئی بھی نہیں۔

معدنہ خاتم خاتم زمانی کے منافی ہے یا خاتم بمعنی متصف بالذات کے۔

(۸۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کے امکان ذاتی کا قائل  
 اور آپ کے بعد جواز (یعنی امکان ذاتی) نبی کا معتقد بھی منکر خاتمیت یا کسی  
 امر قطعی الثبوت کا ہے یا نہیں اگر کافر نہیں تو اس کو کافر کہنے والا کیسا ہے  
 آپ کے بعد نبی کا امکان ذاتی خاتمیت کو باطل کرتا ہے یا نہیں، اور یہ  
 عقیدہ مستلزم امکان کذب باری تعالیٰ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین  
 کو ہے یا نہیں۔

(۸۹) جب کوئی شخص آپ کے بعد امکان ذاتی نبی کا قائل ہو تو اس عقیدہ  
 سے یعنی اگر ایت میں خاتم غلطی مراد لیا جائے تو اس کے واسطے وجود نبی بعد خاتم منافی ہے یا ایت میں خاتم بمعنی متصف

کے موافق ایک وقت میں آپ کے بعد دو چار دس بیس نبی بھی ممکن تھے اور فرض کرو کہ ان کے بعد پھر کوئی نبی متحقق نہ ہو تو یہ سب کے سب خواتم ہوں گے یا نہیں اور یہ شخص ممکن امکان خواتم کا بھی قائل ہے کافر و فاسق و عارج از اہل سنت و الجماعت ہو گا یا نہیں۔

(۹۰) اگر آپ کو نبی بالذات کہا جائے اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض تو یہ فرق بالذات و بالعرض کا منافی مساوات و مماثلت کو ہے یا نہیں اور اس عقیدہ کے موافق اب کوئی نبی بھی آپ کے مماثل ہونہ سکے گا یا جب خاتم کے معنی فقط خاتم زمانی کے لیے جائیں اس وقت آپ کی نظیر ممکن ہوگی۔ شان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناسب کون سے معنی ہیں۔ معنی ختم زمانی تو متفق علیہ ہے اس پر اگر خاتمت معنی اقصا بالذات بھی ثابت کی جائے تو اس میں رفعت شان والا ہے یا نہیں۔ (۹۱) ہر سلسلہ اوصاف و عر ضیہ میں متصف بالذات ایک ہی ہو گا یا متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔ مدلل بیان ہو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ و بارہ خواتم سب سے صحیح الاسناد ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ سے اگر ہے تو اس کے کیا معنی۔ اگر آپ معنی صحیح نہ بیان کر سکیں تو کیا وہ حدیث اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے اگر کوئی تصحیحاً للحدیث خاتم النبیین کے معنی متصف بالذات کہے اور خاتم زمانی جو باجماع ثابت ہے اس کا بھی مقرر ہو اور بر تقدیر صحت حدیث ان خواتم سب سے کو اظلال محمدی کہے تو اس میں کیا وجہ کفر کی ہے۔ بشرط صحت اسناد حدیث کو غلط یا متروک کہنا مناسب ہے۔ یا یہ معنی یا کوئی اور معنی (یہ مناسب ہے کہ) یہ معنی مذکور انتہا کے لیے جائیں (کوئی اور شخص) کوئی اور ایسے معنی بیان کہے (جو صحیح

ہو اور ترک حدیث بھی لازم آئے) غور سے بیان ہو؟

(۹۲) اگر خاتم کے معنی خاتم زمانی ہی کے لیے جائیں اور بھی آپ کے زمانے میں طبقات ارض میں فرضاً انبیاء ہوں تو کیا خاتم زمانی کے منافی ہے یا نہیں اگر ہے تو مدلل بیان فرمایا جاوے اگر نہیں تو وجہ رد اثر مذکور کیا ہے۔ اثر مذکور کس آیت یا حدیث کے منافی ہے۔ استقرار شمس کا محل اور جو معنی حدیث میں آئے ہیں وہ صحیح اور معتمد علیہ اہل سنت ہیں یا نہیں۔ وہ کسی قطعی دلیل کے منافی ہیں یا نہیں۔ ہیں تو صحیح حدیث کی کیا صورت ہے۔

(۹۳) جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط ہی کہنا یہی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کا خلاف بھی کیا گیا ہے۔ غرض اس بحث کو مفصل بیان فرمائیے۔

(۹۴) جب خاتم کے معنی خاتم زمانی کھلیے جا دیں اور آپ کے بعد کوئی شخص امکان نبی کا قائل ہو تو یہ امکان نبی مستلزم امکان کذب کلام باری تعالیٰ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کا معتقد کافر ہے یا نہیں اور اگر مستلزم امکان کذب کلام باری تعالیٰ کو نہیں تو وجود نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذب کلام مذکور کو ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو جب وجود نبی مستلزم کذب کلام مذکور کو ہے تو امکان نبی مستلزم امکان کذب کلام مذکور کیوں نہ ہوگا اور اگر وجود نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذب کلام مذکور کو نہیں تو پھر کلام مذکور کے کذب کی کیا صورت ہے بغور بیان ہو۔

(۹۵) اگر کسی کلی کے کچھ افراد موجود ہر منقطع ہو جاویں تو آخر افراد کو خاتم افراد

کہا جائے گا یا افراد محققہ اور مقدرہ دونوں کا خاتم ہے۔

(۹۶) اس آخر افراد کو جو وصف خاتم افراد ہونے کا ہے اور کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو بقیہ افراد مقدرہ چونکہ مبطل و صفت غایت خاتم ہیں متمنع بالذات ہوں گے یا ممکن بالذات متمنع بالغير اور یہ وصف غایت آخر افراد محققہ کا ذاتی ہے یا لازم ذات یا وجود ہے یا کس قسم کا ہے مفصل بیان ہو۔

(۹۷) واجب الوجود کلی ہے یا جزئی ہے اگر کلی ہے تو مانع تعدد نفس مفہوم ہے تو کلیت کیسی اور اگر امر آخر ہے تو وہ کون ہے اور منافی وجوب ذاتی ہے یا نہیں اور اگر جزئی ہے تو فرد ہے یا حصہ ہے یا شخص پھر شخص وغیرہ کے کیا معنی ہیں پھر شخص اور وجود عین ذات ہے یا غیر۔ نہایت غور سے بیان فرمایا جاوے یا جزئی کلی کچھ بھی نہیں تو پھر کیا کہا جائے اور ہر کلی وجہ جزئی ہل ہوا یا نہیں۔

(۹۸) شریک و نظیر الباری کی حقیقت اگر واجب الوجود ہے یا ذات کے لیے وجود ضروری ہے یا عین وجود ہے تو مثل واجب تعالیٰ کے وہ بھی موجود اور واجب بالذات ہوتا اور اگر اس کی حقیقت واجب الوجود نہیں یا ذات کے لیے وجود ضروری نہیں یا وجود عین ذات نہیں تو وہ شریک و نظیر الباری کیسے ہوگا۔

(۹۹) جب ارادۂ باری تعالیٰ کسی شخص کے وجود یا عدم وجود کے ساتھ متعلق ہو یا ممکن کا احد الطرفین واقع ہو جائے یا احد الطرفین ممکن کے ساتھ وعدہ یا وعید باری تعالیٰ متعلق ہو تو وہ جانب واجب یا متمنع بالغير ہوگی یا نہیں

اور باوجود اس وجوب یا امتناع کے امکان باقی ہے گا یا امکان سے خارج ہو کر وجوب و امتناع ذاتی تک پہنچے گا۔

(۱۰۰) اگر ممکن مذکور ممکن بالذات ہی رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے جس ارادہ اور قدرت الہیہ سے اس کو وجوب یا امتناع بالغير عطا فرمایا ہے پھر بھی وہ خداوند کریم با اختیار خود اس وجوب و امتناع غیر کی کو اٹھا کر دوسری جانب کو یہاں وصاف مرحمت فرما سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو جبر لازم آتا ہے یا نہیں اور ممکنات کا خارج عن قدرت ہونا لازم آئے گا یا نہیں اگر لازم آئے گا تو منافی الوہیت ہے یا نہیں۔

(۱۰۱) خداوند کریم وعدہ لا شریک ہے لیس کمشدہ شئی و ہے شریک فی الذات شریک فی الصفات کی تعریف بحوالہ کتاب بیان ہو پھر یہ کہ خداوند کریم کے واسطے نفی شریک فی الذات و فی الصفات دونوں ثابت ہیں یا ایک توحید فی الذات اور فی الصفات دونوں کی ضرورت ہے یا فقط ایک کی کتب کلام کا حوالہ ہونا ضروری ہے۔

(۱۰۲) ذات و صفات باری تعالیٰ داخل قدرت باری تعالیٰ ہیں یا نہیں۔ باری تعالیٰ اپنی ذات پر تصرف کر سکتا ہے یا کسی صفت کو کسی مخلوق کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کا معتقد کہ فلاں صفت باری تعالیٰ کی فلاں شخص میں موجود ہے شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۳) جملہ صفات باری تعالیٰ سمع و بصر و قدرت و ارادہ علم وغیرہ غیر تنہا ہی ہیں یا تنہا ہی، اگر غیر تنہا ہی ہیں تو بالفعل یا بالقوہ۔ اگر بالفعل ہیں تو دلائل ابطال

تسلل جاری ہوتے ہیں یا نہیں۔

(۱۰۴) کسی بشر کی بھی کوئی صفت دنیا میں غیر متناہی بالفعل ہو سکتی ہے یا نہیں، بمعنی لا تقف عند حد بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۵) صفات مختصہ باری تعالیٰ کون کون سی ہیں جو بشر میں بالذات یا بالعرض کسی طرح بھی نہ ہو سکیں۔ جو چیز شرک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کی جاوے تو شرک ہو اور بعض کو ثابت کی جاوے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ صفت کیا ہے اور وہ بشر کون ہے۔

(۱۰۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کوئی صفت مختصہ خداوندی بالذات یا بالعرض آسکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۷) جملہ ممکنات میں جملہ صفات بالعرض یعنی باعطاء الہی ہیں یا کوئی صفت بالذات یعنی بغیر عطاء الہی بھی ہے یا ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے؟

(۱۰۸) کسی ممکن یا کسی بشر یا ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں میں جملہ صفات خداوندی بالعرض یا بالذات ہیں۔ موجب کفر و شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۹) جملہ نبی آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور اکاٹ بالعرض ہیں یا جو اشیائے غائبہ ہیں فقط اُن کا ہی بالعرض ہے یعنی باعطاء باری تعالیٰ اور اشیائے حاضرہ کا بالذات یعنی بغیر عطاء خداوندی۔ اگر کسی علم کی نسبت بالذات کا اعتقاد کیا جائے تو یہ عقیدہ شرک و کفر ہو گا یا نہیں۔

(۱۱۰) غیب کے کیا کیا معنی ہیں اور کوئی معنی علم غیب کے مختص باری تعالیٰ

ہیں یا نہیں۔ فقہاء جس غیب کی نسبت یہ کہتے ہیں، اگر غیر اللہ کے لیے ثابت کیا جائے تو کفر و شرک ہے۔ وہ غیب کو نسا ہے، بحوالہ کتاب بیان ہوا، اجتہاد اور مجددیت کو دخل نہ دیا جائے، مسلک حنفیہ کیا ہے۔

(۱۱۱) فقہاء کا یہ مطلب کہ مختص باری تعالیٰ علم غیب بمعنی علم بالذات کے ہے۔ یعنی اشیاء غائبہ کا علم بالذات اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کسی کے واسطے علم غیب بالذات ثابت کرنا کفر اور شرک ہے نہ بالعرض صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو تخصیص کی وجہ کیا ہے۔ اگر اشیاء حاضرہ کا علم بالذات کسی نبی ولی کو ثابت کیا جائے تو کیا وہ شرک اور کفر نہ ہو گا جیسے فقہاء نے علم غیب کو بیان کیا ہے ویسے ہی کہیں علم بالشہادہ کو بھی بیان فرمایا ہے جو اولیٰ البیان تھا یا نہیں علاوہ ازیں کلام غیبات بھی حال ہے یا کچھ فرق ہے۔ وجہ تخصیص کیا ہے۔ دوسرے یہ قید کسی کلام میں بالصرحت مذکور بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ تاویل صحیح نہیں تو علم غیب بالعرض غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا بھی کافر ہو گا یا نہیں۔ دوسرے علم غیب بالعرض اکثر اولیا کو بھی اکثر اشیاء کا ثابت ہے۔ پھر تکفیر کا کیا مطلب ہے بغور بیان ہو یعنی تکفیر بھی اہل قبلہ کی ہے کہ جس کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالذات خیال کرے گا۔ فقہاء نے بدگمانی کیوں کی اور وہ بھی جس کی نوبت کفر تک پہنچی۔

(۱۱۲) علم بالفعل جمیع اشیاء کا بحیث لا یشذ عنہوا احد۔ اور وہ بھی علم حاضر جس پر کبھی ذہول اور سہو نسیان طاری نہ ہو۔ خاصہ باری تعالیٰ ہے یا نہیں۔



اگر ہے تو اس کو غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا کافر و شرک ہے یا نہیں (۱۱۳) علم غیب مذکور کی تخصیص بالباری تعالیٰ نہیں تو ہر شخص کو ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو کسی کو ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہر شخص کو نہیں ہو سکتا ہے تو تخصیص بالاولیاء ہے یا بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دونوں میں ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو بدرجہ فعلیہ بھی آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو وہ افراد کون کون ہیں۔

(۱۱۴) علم غیب مذکور ذاتیات نبی یا نبوت یا دلی یا دلالت یا خاصہ لازمہ ذات یا وجود سے ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر کس ولی یا نبی کو یہ رتبہ عنایت ہوا اور کس کو نہیں اور جن کو عنایت ہوا کب ہوا، خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱۵) یہ اعتقاد کہ فلاں ولی یا نبی یا خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بمعنی مذکور عطا ہوا ہے۔ اول تو یہ مسئلہ کس درجہ کا ہے۔ اس کا اعتقاد ضروریاتِ دین سے ہے یا نہیں اس کے اعتقاد نہ رکھنے سے کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اس کی نسبت کتب عقائد میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ سلف سے اس کے بارے میں کچھ مذکور ہے یا نہیں۔ قرآن شریف میں اس کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اس عقیدہ کے واسطے کس درجہ کی دلیل کی ضرورت ہے اور اس درجہ کی دلیل کیاں موجود ہے یا نہیں اور یہ علم کس وقت عنایت ہوا اس کا بیان بھی ہے یا نہیں۔

(۱۱۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو علوم عطا ہوتے ہیں ان پر ہودانیاں مطلقاً طاری نہیں ہوتا ہے یا تفصیل ہے۔ مذہب محققین اہلسنت والجماعت

کیا ہے۔ بحوالہ کتاب جواب مرحمت ہو۔

(۱۱۷) قرآن شریف یا احادیث میں جو لفظ کل شئی پر واقع ہے وہاں تمام جگہ جمیع افراد شے بحیث لائشذ عنہ واحد مراد ہیں یا بعض جگہ کسی خاص نوع کے افراد پر بھی حکم کیا گیا ہے اور جب یہ اطلاق بھی ثابت ہے تو اب اگر کسی جگہ کل شے کا لفظ واقع ہو تو بدوہن کسی دوسری دلیل عموم کے فقط یہ ہی لفظ دلیل عموم جمیع اشیاء بحیث لائشذ عنہا واحد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۱۱۸) قرآن شریف میں بکثرت اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے علم غیب ثابت فرمایا ہے، اس سے مراد بالذات ہے یا مطلقاً۔ اگر بالذات ہے تو فقط اس کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ علاوہ اس کے کفار نے کیا کسی کے لیے علم غیب بالذات کبھی ثابت بھی کیا تھا جس کی نفی کی اس قدر شد و مد سے ضرورت ہوئی۔ دوسرے علم بالذات کی نفی اگر کرنی تھی تو اشیاء موجودہ احق بالنفی تھیں بخلاف اشیاء غائبہ کے۔

(۱۱۹) اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء غائبہ کا علم مطلقاً یا خاص وقت میں ثابت ہو یا علم مطلق الغیب ہو نہ "الحکم المطلق للغیب المطلق" تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شے کو جو اشیاء غائبہ معلومہ میں داخل نہ ہو، یا دخول عدم دخول معلوم نہ ہو یا دخول معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرا وقت ہو معلوم کہا جائے گا یا غیر معلوم یا کیا ایسے شخص کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ علم ہے یا نہیں، اگر علم دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں ولی یا نبی کی توہین ہے۔ اگر کوئی شخص

شیء موصوف کا مطلقاً یا غیر وقت معین میں عالم کے تو حسب تصریحات فقہاء کافر ہو گا یا نہیں اور جس ذریعہ سے علم غیب حاصل ہوا ہے وہ مثل دیگر فرائع علم کے ہر وقت حاصل ہے اور وہ شخص ہر شے کا بلا شرط مدرک اور برخلاف حواس کے غلطی سے مامون ہے یا اس کا کوئی اور حکم ہے۔

(۱۲۰) اگر کسی اذل خلاق کو کسی ادنیٰ شے کا علم یا قدرت کسی نص سے ثابت ہو اور کسی ولی یا نبی کی نسبت وہ خاص شے منصوص بعلم یا قدرت نہ ہو تو اگر اس شے کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم اور توفیر اور ثانی کی ذات و توہین ہوگی اور وہ تمام علم و فضل کمالات ولایت و نبوت اب جاتے رہیں گے۔ اگر ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو جو آج کل کے مزد و صنائع چور ڈاکو جانتے ہیں ان کو تو ثابت کیا جائے اور اولیاء اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے نفی کی جائے یا سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیائے کرام اور انبیائے نظام سے بڑھ جائیں گے یا اس میں اولیاء اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی توحین لازم آئے گی اور ثانی یا ساکت کافر ہو جائے گا۔

(۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی کلام کہے اور دوسرا شخص اس کے معنی لازمی یا لازم در لازم کہہ کر توہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا خلاف شان عظمت خداوندی ثابت کرے اور مستحکم کو ان معنی لازمی کا مدت العمر کبھی خیال بھی نہ آوے اور یہ شخص جو اس کلام کے معنی لازم لیتا ہے۔ عوام اہل اسلام کے اقوال و افعال کو باوجود خلاف مشاہدہ کے حسن ظن کی بنا پر ان محامل حسنہ پر حمل کرتا ہے کہ جن کو عام اہل اسلام جانتے بھی نہیں ہیں اور علماء کے کلام کے معنی بگاڑتا ہے

تو اب مستحکم مذکور اس معنی لازمی غیر مراد کے بیان پر کافر فاسق یا خارج از اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس معنی لینے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کل اشیا بحیث لا یشذ عنہا واحد کا ثابت کیا جائے تو شرک فی صفت علم الغیب و احاطہ علی جمیع اشیا میں لازم آتا ہے یا نہیں۔ اس کے معتقد کا کیا حکم ہے۔ اور علم کلام میں اس عقیدہ خاص کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اگر نفی شرک کے واسطے فرق علم بالذات اور علم بالعرض کا کافی ہے تو اگر کوئی شخص علم بالذات ہی کا قائل ہو تو بوجہ حدوث و قدم کے نفی شرک نہ ہو جائے گی۔ عظیم الہی قدیم و عظیم محمدی حادث تو یہ عقیدہ بھی شرک ہو گا یا نہیں۔

(۱۲۲) علم آخرت میں یا دنیٰ علوم آخرت کی ہوگی یا نہیں فلا تعلم نفس ما خلفہا من قرۃ عین کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی مصداق ہو گئے یا نہیں، خصوصاً حضرت سر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر زیادتی ہوگی تو جب یہ بین تمام اشیا کا علم حرمت ہو گیا تو وہاں کوئی ترقی علمی ہوگی جو اعظم ترقیات ہے۔ والاخرۃ خیر ملک من الاولیٰ کیسے متحقق ہوگا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے یا سب سادہ ہیں فلا تعلم نفس ما خلفہا من قرۃ عین کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستحق ہیں یا نہیں؟ (۱۲۳) اگر کوئی شخص کسی مخلوق میں بھی علم و قدرت سمع و بصر وغیرہ جمیع اشیا کا بحیث لا یشذ عنہا واحد ثابت کرے اور یہ بھی کہے کہ یہ تمام صفات باعطائے الہی فلاں شخص میں ہیں تو وہ شخص شرک ہوگا یا نہیں اس کی دلیل کسی نزدیک ثابت ہو نہ ہو، یہ امر آخر ہے گفتگو اس میں ہے کہ نفس عقیدہ شرک ہے یا نہیں، دلیل اگر ثابت نہ ہوگی تو چھوٹا ہوگا، کافر و شرک بھی کہیں گے یا نہیں۔ (۱۲۴) کسی مخلوق کی نسبت گو وہ ولی ہو یا نبی، یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام صفات

خداوند کی نظر تمام ہے، ہول اول والاخر والظاہر والباطن، وہو بکل شیء عليم، وبکل شیء محيط، وعلى کل شیء قدير۔  
وبکل شیء مشہد، وهو معکم انما کنتم اُس کی

شان ہے۔ جمع اشیاء پر قدرت خلق جمیع اشیاء احوال، امانت، رزق، مرض، صحت، وغنا،  
افلاس، خشکی، بارش، غرض جو کچھ کُردنیا میں ہو رہا ہے وہ اس کی قدرت سے ہوتا ہے سب کو  
وہ ہمارا ہے، جلاتا ہے، وہی رزق دیتا ہے جس قدر انعامات، غیر مخلوقات پر ہوتے ہیں وہی  
کرتا ہے سب کو دیکھتا ہے سب کلاموں کو سنتا ہے علم سمع بصر الہی قدرت الہیہ اس کو اند نہیں  
بلکہ قدرت الہیہ سے ابُنیا میں کچھ سنیں تو راجو بالذات ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس شخص کی  
قدرت بالعرض سے ہوتا ہے جو بعطیۃ الہی اس کو ملی ہے، اول تو یہ عقیدہ شرک کفر کا ہے یا  
نہیں اس کی نسبت علمائے سلف نے کچھ لکھا ہے یا نہیں، دوسرا امر یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ  
افرنیہ، تو چراس کا اعتقاد ضروری ہے یا نہیں اور اس کے واسطے کیسی نص کی ضرورت  
ہے اور وہ نص کیا ہے اور ایسا شخص جو حاضر ہے یا نہیں؟

(۱۲۵) اگر نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے تو کون ہے اور اولیاء میں ہے تو کون ہے یا دونوں گروہ میں بعض خدشات بعض کے متعلق ہیں اور بعض بعض کے مفصل بیان ہو۔  
(۱۲۶) نیکد کا یہ عقیدہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین و الاخرین ہیں، تمام دنیا کے علماء آپ کے سامنے اتنی نسبت نہیں رکھتے جیسا ذرہ آفتاب کے سامنے مہند علوم نبویہ کو عالم الہی کے سامنے بھی یہی نسبت ہے جن اشیاء کی نسبت آپ کا علم قرآن حدیث سے ثابت ہے اس میں تو کوئی مسلمان کیسے کلام کر سکتا ہے، ہاں جن اشیاء کا علم کسی شخص کی کتابت نہیں اس کی نسبت اگر آپ کو علم حجت ہوا ہے تو ہے وہ نہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو اس علم ہے یا نہیں اس ثبوت علم کی واسطے دلیل چاہیے یہ عقیدہ زید کا کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو علم نبیاء کی نسبت خصوصاً سید الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۷) احکام تمامہ فرض واجب سنت مؤکد مستحب مباح حرام ہرگز تحریمی کو فرض بھی کی علیحدہ تعریف اور ہر ایک حکم جدا جدا صاحبان ہوا اور پھر ان امور متفقہ اور مختلفہ کا ایک ہی حکم ہے یا جدا جدا فرض متفق علیہ کے منکر کا جو حکم ہے مختلف کا بھی ہے یا یکساں ہے ہذا القیاس اور ایک تھا اگر دوسرے کا تاؤ کیا جائے یا اعتقاد کیا جائے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ہر غیر کا بعد اجماع علم ہوا کہ کتاب بیان ہوا اور ایک تھا کسیا تھا دوسرے تریکہ عمل کرنا اس کا کیا طریقہ ہے اور کیا علامت ہے زبان سے انکار کرنے مگر عمل کے تریہ میں ایک کو رد کر کے تو اس کی پہچان کیسے ہو کہ اسکا انکار زبانی صحیح ہے یا غلط مفصل بیان ہو (۱۲۸) مطلق بدعت کی تعریف پھر سنیہ اور حسنہ علی ہذا القیاس سنت کی تعریف سجدۃ کتاب بیان ہو نیز یہ بھی کہ بعض امور کو فقہاء بدعت کہتے ہیں اور دلیل میں "لم ثبت" نقل فرماتے ہو اور بعض جگہ مستحب کا حکم لگاتے ہیں حالانکہ لم ثبت میں وہ بھی شریک ہوتی ہے تو اس کا کوئی کلیہ ہو کہ فلاں قسم کی شے تو قرون ثلاثہ میں نہ ہونے کی وجہ سے بدعت سیئہ ہو جائے گی اور فلاں قسم کی نہیں تو بیان ہو ورنہ حصر اقرار کیا جائے کل بدعت ضلالہ کا غیر مخصوص بعض ہے یا نہیں اول ہے تو تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی طرف کیسے مفصل بیان ہو اور ثانی ہے تو دلیل تخصیص اور تقسیم بدعت میں نزاع حقیقی ہے یا لفظی۔ (۱۲۹) کسی نفل و سباح پر ملازمت کرنی اور ایک یہ کہ دوسرے نہ کرنے والا یا واجب فرض نہ کہنے والے یا عمل پر ملازمت نہ کرنے والے یا عملاً فرض واجب نہ جاننے والے پر طعن کرنا ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں اور صورت ثانیہ تغیر حکم مذموم میں داخل ہے یا نہیں۔ (۱۳۰) اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں

بالاتفاق جائز ہوں تو متفق علیہا کو کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کو۔ آج کل شادی غمی، ایصالِ ثواب عبادات میں کچھ بدعات، سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں اگر ہیں تو ان کی تفصیل بیان ہو یا کسی کتاب میں لکھی ہوں تو ان کا حوالہ دیا جائے جو آپ کے نزدیک معتبر ہو؟

(۱۳۱) اگر کسی موقع پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہو تو اس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے اس پر اختصار کرنا بغور بیان ہو۔

(۱۳۲) بندہ کون کون سے افعال بجز خداوند کریم کسی اور کے لیے نہیں کر سکتا اس کا قاعدہ کیا ہے جس فعل میں شرک دم شرک درج کا احتمال شرک دم شرک گنہا علماء کی نیات اور تاویلات پر موقوف ہو جس کو عوام نہیں جانتے ہیں۔ اس صورت میں اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا۔

(۱۳۳) مجلس میلادِ مروجہ ہند، عروسِ مروجہ ہند، سجدہ طواف و چادرِ قبور نذر غیر اللہ تعالیٰ شیخِ سد کا بکوا، استمدادِ عوام اولیائے کرام سے۔ فاتحہ سوم، دہم چلم فاتحہ مروجہ بتعین جمعرات و تعین جگہ وغیرہ تعزیر بنانا، اس کو سجدہ کرنا، حواج کی عرضیاں ٹٹکانا، سہرا باندھنا، قبروں پر پھول چڑھانا غرض شادی اور غمی میں جو امور مروج ہیں، یہ امور مختلف فیہا ہیں تو کیا اختلاف ہے اور ان امور کے کرنے کے واسطے کوئی ایسی صورت بھی ہے جو متفق علیہا اور جائز ہو؟

(۱۳۴) اگر ہے تو اس کا کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کا اور آپ کا اس میں کیا عقیدہ ہے۔

(۱۳۵) حلت اور حرمت اشیاء رنگ و جثہ جانوروں پر موقوف ہے اور ان کے رنگ اور وضع کو کچھ دخل ہے یا ذی نابذی غلب و منصوص علیہ الحرمت ہونے کو۔ مدارِ حرمت اگر کچھ ہے تو حسب تصریحات فقہاء۔ بیان فرمایا جائے نجاست کو کسی شے کے ساتھ ملا کر کھانا یا علیحدہ کھانا اس میں کیا فرق ہے (۱۳۶) کو اجو گھروں میں رہتا ہے اور کبھی نجاست کبھی دانا کھاتا ہے اس کا حکم فقہ حنفیہ میں حلت ہے یا حرمت ہے۔ شامی، عینی، ہدایہ نفع القدر عالمگیریہ، بزازیہ، بحر الرائق وغیرہ میں کیا مذکور ہے۔ ان فقہاء نے جو حکم بیان فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے تو منشا غلطی کیلئے اور صحیح حکم کس کتاب میں مذکور ہے۔

(۱۳۷) عقیق کو اہے یا نہیں۔ عبارت فقہاء سے کیا ثابت ہو رہا ہے۔ اگر واقعی کو اہو تو اس مطلب کے ادا کرنے کے واسطے کیا عبارت ہونی چاہیے۔

(۱۳۸) سادات میں کوئی بدعقیدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ کیسا ہے اس کا اعتقاد کیسا ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا کیسا ہے۔ اور نہ رکھنے والا کیسا۔

(۱۳۹) جن تاویلات اور نیات کی عوام کو خبر بھی نہ ہو اور علماء افعالِ مخصوصہ کے جائز کرنے کو یہ تاویلات بیان فرمائیں تو کیا ان تاویلات علماء سے وہ افعال عوام کے جائز ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۱۴۰) نماز کی حقیقت اور خشوع و خضوع کی تعریف اور نماز سوائے خدا کے کس کس کے واسطے جائز ہے اور کس طرح جائز ہے اور تعبد اللہ کے اندک تراہ۔ کا مطلب بیان فرمایا جائے اور تصور غیر اللہ کا نماز میں آنا اور ایک



بالقصد لانا اُن کے احکام بیان ہوں۔

(۱۴۱) نماز میں غیر اشد کی نسبت یہ خیال کرنا کہ فلاں پیر یا دلی یا نبی کے سامنے کھڑا ہوں یا وہ میرے سامنے ہے یا میں اس کے پیروں پر جسد کرتا ہوں جانتو ہے یا نہیں۔

(۱۴۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عداوت جزو ایمان کہنے والا کافر ہے یا نہیں۔ آپ کا عقیدہ اس کی نسبت کیا ہے۔ بریلی میں اس کی نسبت آپ کے بھائی صاحب نے کچھ فرمایا تھا، کسی نے آپ سے اس میں خلاف کیا تھا یا نہیں۔ جملہ امور مفصل و مدلل بیان ہوں اور جو امور کتب دینیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان میں حوالہ کتب حنفیہ کا ضرور ہے۔ آپ کی تحقیق اور مجددانہ خیال کی ہم کو بحث نہیں۔ ہاں جہاں آپ کا عقیدہ دریافت کیا ہے وہاں اپنا اعتقاد بیان کر دیجئے۔

آپ کے دستخط خاص اور مہر کی ضرورت ہے۔ جواب کا لکھنے والا کوئی ہو۔ فقط۔

نقل خط میاں جی ظفر الدین (جس کو حقیقت بریلوی صاحب ہی کا خط سمجھنا چاہیے) بجواب صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا صاحب مد فیو ضہم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولنا کریم

اس بندہ مسلمان کے نام جو مدرسہ اداویہ درجنگہ میں ہو۔ بعد ہدیہ سنت اس مدرسہ کے مدرس کی ایک رجسٹری بطلب مناظرہ آئی۔ ان مدرس کے

اکابر استاذہ و مشائخ کہ یہ جن کے تلمذ کے لائق بھی اپنے آپ کو نہ جانیں۔ یعنی گنگوہی و نانوتوی و تھانوی سالہا سال رسائل و سوالات کے جواب کے لئے تھے۔ عاجز رہے کہ اس لئے کہ وہیں چھپا لیں اور مجد اللہ تعالیٰ اب تک لاجواب رہیں۔ سب میں اخیر تحریر جو گنگوہی کے پاس رجسٹری شدہ گئی، وہ سوالات تھے جن کے جواب میں گنگوہی نے صاف لکھ دیا، اور یوں گریز کی کہ مناظرہ کا نہ مجھے شوق ہوا نہ اس قدر فرصت ملی دیکھو دفعہ ذیل (صفحہ ۱۵) جسے چھپے ہوئے پانچ برس ہوئے اور اب تک لاجواب رہے اور تھانوی کا فرار تو ابھی تازہ ہے۔ سوالات کے جوابات میں صاف کہہ دیا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا ہوں اور نہ مباحثہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل تھے۔ یہ فن فساد آپ کو مبارک ہے۔ دکنی ظفر الدین الجید جس کو چھپے ہوئے دھائی سال سے داند ہوئے اور اب تک لاجواب رہے عجب نہ ایک عجب بلکہ صد ہزار عجب کہ جس فن دینی سے ان مدرس کے اساتذہ اور اساتذہ الاساتذہ سب جاہل رہے ہوں اور اسے فساد جانیں۔ یہ مدرس اس پر آمادہ ہوں اور طرہ شاگردیکہ میگوید سبق استاد را عجیب و غریب بلکہ ہزار عجب کہ جس بندہ خدا کے مقابلہ سے ان مدرس کے اساتذہ و مشائخ و اکابر یوں عاجز رہے ہوں اور عمریں گزری ہوں نہ زبان کھول سکے ہوں۔ یہ اُن کے یہاں کے ایک نہایت نو آموز طفل مکتب یوں چھوٹا منہ بڑی بات کرنے کو تیار ہیں جن کی حالت یہ ہو کہ نہ املا ٹھیک نہ اردو عبارت صحیح نہ خود غلط املا غلط انشا غلط مدرس نے اپنے اساتذہ کے چاک عجز کو یوں رفو کرنا چاہا کہ انہوں نے قابل خطاب

نہ سمجھا۔ یہ غدر اگر قابلِ سماعت نہیں جب تو اکابر مدرس کا معجز خود اقرار مدرس سے ثابت ہے اور اگر غدر صحیح و قابلِ قبول ہے تو جو بندہ خدا مدرس کے اکابر کو بھی قابلِ خطاب نہ جانتا ہو صرف اس ضرورت سے کہ طائفہ گمراہ انہیں اپنا مقتدا اور امام مانے ہوئے تھا ان سے مخاطبہ کیا اور بعون العزیز المقتدر ان کا معجز تمام عقلاً پر ظاہر ہو گیا، وہ ان اطفالِ مکتب کے طفلِ مکتب سے مخاطبہ کر کے لکھا شائد ان میں دو مر گئے، ایک تھانوی بقید حیات ہیں۔ مدرس سے کیسے انہیں آمادہ کرنے سوالات کا جواب دیں یا جواب دینے کی آمادگی اپنی مہری دستخطی بھیجیں ورنہ وہی مثل نہ ہو جو حدیث میں ارشاد ہوئی۔ معاف فرمائیے، میں حدیث بیان کرتا ہوں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ قالت الکلبۃ لذابیح فعوی جراً حانی بطہارۃ احمد والبخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضأت ضعیف الحدیث۔ بیان آمادگی تھانوی کے سوا ان مدرس کے کسی خط کا جواب نہ دیا جائے گا۔ علمائے حریم شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریراً اشخاص مذکورین پر حکم کفر و ارتداد دے چکے ہیں اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے پیرو جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مرتد نہ جانے خود مرتد ہے اور شرعاً مرتد سے مخاطبہ جائز نہیں۔

پٹنہ کا واقعہ بھی ان مدرس نے اپنے اکابر کے مقتضائے مذہب پر لکھا کہ جب ان کے نزدیک جو ان کے معبود کو بالفعل جھوٹا کہے وہ مردِ مسلمان سنی، حنفی ہے اسے فاسق تک نہ کہنا چاہیے نہ اس سے کوئی سخت بات کہی جاتے۔ جب ان کے معبود کا جھوٹا ہونا اس حد تک صحیح ہے کہ اس کا

قابلِ فاسق بھی نہیں ہوتا تو ان کا خود جھوٹ بولنا ہر فرض سے اہم تر فرض ہوا، ورنہ عابد معبود سے افضل ہو جاتیں گے۔ یہ تو اس خط سے معلوم ہوا کہ وہ کمالِ مذہب صاحب جو پٹنہ کے جلسہ میں عین وسط بیان میں اعادیت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع کر کے کچھ پوچھنے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھے کچھ دریافت کرنا ہے وہ مذہب یہ مدرس ہیں۔ مسلمانوں نے یہ جواب دیا تھا کہ بات کاٹ کر عین بیان میں پوچھنا کون سی تمیز ہے۔ ختم بیان پر جو استغفار و منقولہ ہوئی کر لیں، ختم بیان پر لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قبل ختم گھبراہٹ میں ڈبیا اور رومال چھوڑ کر تشریف لے جا چکے تھے۔ اناشد وانا الیہ راجعون! پھر بھی شاباش ہے کہ اپنے اساتذہ کی سنت پر قیام کیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ فقیر ظفر الدین قادری، ار محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری یوم النہیس۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

نقل صحیفہ قدسیہ ثانیہ حضرت مولانا صاحبِ مَدَنیہم لعلیہ السلام بریلوی صاحب جو بعد خط میاں جی ظفر الدین کے روانہ فرمایا گیا جسکے جواب کا آج تک انتظار ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی

المسجد علی المسیونہ آج یومِ دو شنبہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو ایک رجسٹری بندہ کے نام کئی فاسق بیدین بدگو بد لکام ہدم الدین ظفر الدین نامی کی پہنچی۔ اس نے جو اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے اس کو وہ جانے میرے مخاطب آپ ہیں

اگر یہ تحریر آپ کی جانب سے ہے تو آپ کے دستخط ہونے چاہتے تھے۔ اگر آپ کو کسی وجہ سے مجھ سے مناظرہ کرنا منظور نہیں تھا تو میری تحریر کے موافق میرے سوالات بھی لوٹانے چاہیے تھے۔ پھر میں عرض کرتا کہ آپ کا مجھ سے مناظرہ کرنا کیسا ہے، بجا ہے یا بے جا اور اگر یہ تحریر آپ کی نہیں نہ آپ کے امر سے ہے نہ آپ کو اس کی اطلاع تو اس کی مجھ کو پورا وہ نہیں۔ ابھی کیا ہے، بہت سے کتوں کا بھونکتے بھونکتے دماغ خالی ہو جاتے گا۔ بندہ آپ کے جواب کا سخت منتظر ہے چونکہ آپ کے پاس بندہ کے ڈھائی آنے کے ٹکٹ موجود ہیں۔ اس واسطے جواب کے واسطے ٹکٹ روانہ نہیں ہوتے اور اگر میرے ہی ٹکٹ رجسٹری میں صرف ہوئے ہیں تو اس کے جواز کی وجہ تحریر فرمائی جاتے اور جواب بیرنگ بھیج دیجیے۔ بندہ محصول دیکر خط وصول کر لے گا یا ٹکٹ لگا کر بھیج دیجیے۔ دوسرے خط میں آدھ آنے کا ٹکٹ بھیج دوں گا۔

بندہ محمد رضی حسن عنانہ ۲۱ محرم الحرام ۱۲۸۵ھ  
**نقل تحریر جناب مولوی عبدالسلام صاحب بحوالہ خط ملاظفر الدین معین بریلوی**  
**جس کا جواب ہنوز ان کے ذمہ ہے!**  
 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ مَصْلٰیۃً

اس اہل سنت والجماعت مدرس کے نام جو مدرسہ اہل بدعت والاضلال میں ہو۔ بعد سلام سنوں ایک سنایت غیر مذہب متعین رجسٹری مدرسہ مذکورہ سے بحوالہ اس تحریر کے جو حضرت مولانا ابن شیر خدا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے راس الفسقہ والمبتدعہ والمحدثین المتجدد خان فرسولی بریلوی کے

پاس بطلب مناظرہ واطہار حق بھیجی تھی آئی گو وہ شخص اور گندہ تحریر اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اس کا جواب لکھے مگر چونکہ اس گمراہ اور بیدین فرقہ کا ہمیشہ سے یہی طرز انداز رہا ہے کہ گالیاں دے دے کر اہل حق کا دل دکھاتے رہے اور اہل حق نے ہمیشہ صبر کیا۔ لہذا تاہم اب تو جواب ترکی بتر کی ایک کہو گے تو دس سو گے البادی اظلم کا مصداق ہے۔ ہم کو اس کے جواب کی ضرورت نہیں مگر چونکہ اس فرقہ کی گالیاں دیتے دیتے اور کھاتے کھاتے غذا اسی بن گئی ہے تو اس وجہ سے اس کی پوری ممانداری کو مستعد ہیں اب وہ بھی تیار ہو جاویں اور محدہ درست کر رکھیں وہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ ان کے اکابر و اساتذہ اور مشائخ جواب سے عاجز رہے۔ اے حق پوش کون سا مسئلہ مختلف فیہا ہے کہ جس میں ہماری جانب سے محققانہ تحریر اس میں موبہد نہ ہو۔ گو مبتدعین کی جماعت سرپیٹ کر مر گئی مگر ایک بات بھی نہ بنی، ہاں عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے راس المبتدعین المتجدد خاں وغیرہ کی تحریرات لاجنہ بہت سی مہول جس کا جواب سحر فہ تو نہیں دیا گیا مگر سب کا جواب تحریرات سابقہ ولاحقہ میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں جواب نہ دینے سے اگر عجز ہی ثابت ہوتا ہے تو فرسولی بریلوی کا گرینڈ پینے میں اور اس وقت یہ بھی کیا عجز ہی کی دلیل ہوگی نہ بیخ زانغ میں جوہ کو سے کی کائیں کائیں وہ اور دیگر مغز خرافات کی قلعی اچھی کھلی جاتی ہے، ذرا مرد میدان بناؤ اور کچھ غیرت اور شرم ہے تو متجدد کو نئی سادھی پہناؤ، پھر لطف دیکھنا چاہو نہ کہ یہ باتیں کہ فلاں تحریر کا اتنی مدت تک جواب نہیں دیا گیا۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی ایک وجہ محرک متجدد

مدت العمر میں جو بیت الظلمة والضلالة بنایا ہے، اپنے ہاتھوں ڈھکا نا پڑے گا  
ہم اس قدر سخت الفاظ اس واسطے لکھتے ہیں کہ اگر آپ میں کچھ بھی حقانیت  
للہیت علیت ہوگی تو ضرور شرم آئے گی ورنہ بجز گالیاں بکھنے کے اور کیا  
ہوگا، تمہاری تحریرات سے وہی دسے گا جو ان کی حقیقت سے واقف نہ  
ہو۔ دوسروں کو طفل مکتب کہتے ہوئے شرم نہیں آتی، تم میں تو کوئی طفل مکتب  
بھی نہیں، سب کے سب پیر نالغ ہی جمع ہیں۔

گر بہ میر و سنگ وزیر و موش را دیوان کنند

ایں چنین ارکان دولت ملک را ویران کنند

اگر اس المبتدعین متجدد خاں آپ کے نزدیک بہت ہی بڑے لائق فائق  
ہیں کہ ان کے واسطے گفتگو کو امام مہدی علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے تو اپنی  
جماعت میں سے کسی طفل مکتب ہی کو مستعد کر دیکھ کر علامہ زمان کی حقیقت  
کو دیکھنا کسی طرح مرد میدان بھی تو بنو، یا تحفہ حنفیہ میں گالیاں ہی بکچی آتی ہیں،  
خدا سے شرم نہیں آتی، اہل اللہ کو کافر کہتے ہو، خدا سمجھے ایسے بے ایمان کو گفتگو  
ہو جاتے تو صاف معلوم ہو جاتے گا کہ کون فاسق ہے کون جھوٹا، کون خدا اور  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے کون دشمن۔ گھر کے اندر سچہ میں سائیں مٹھو  
ہونے سے کام نہیں چلتا، وہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ تھانوی مستعد ہوں۔ مہری  
دستخطی تحریریں تب گفتگو ہوگی عجب ماجرا ہے کہ طالب گفتگو کون ہوتا ہے  
مہری دستخطی تحریر کس سے طلب کی جاتی ہے اگر تعلی و تنقیص اور بدعت کے  
نشر میں بہت ہی سرشار ہو تو ہم اللہ سوالات کے جواب دلوایے پھر متجدد

۶۴ سے مناظرہ کی ہوئی ہے۔ مضامین کی خوبی تو اہل علم پر پہلے ہی روشن ہے مگر  
بظاہر عوام فریب یہ مذبذب بھی خدا چاہے تو عنقریب اٹھنے والا ہے۔ ہاں اس  
وقت تک کسی نے اس طرح اعلان مناظرہ فرقہ ضالہ سے نہیں فرمایا تھا۔  
وجہ یہ ہے کہ اگر تم قرآن شریف پڑھتے ہو تو ترجمہ دیکھ لینا یا اپنے پیر مصل سے  
پوچھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ اہل ضلال کو اول ڈھیل دیتا ہے اور  
جب ان کی سرکشی حد کو پہنچتی ہے تو ایک سرکوب کو کھڑا کر دیتا ہے کہ جس کی وجہ  
سے مدت العمر کی کمائی اس کی رائیگاں جاتی ہے۔ اگر واقعی تمہارے مجدد کی تحریریں  
بڑی زبردست ہیں تو ان کی گفتگو میں کیوں غدر ہے۔ مذکور کی مخالفت میں  
ہزاروں رنجے صرف کیے، جھوٹے رسالے چھاپے، گفتگو کا اعلان کیا، اب گفتگو  
کا نام سن کر کیوں دم نکلتا ہے، یہ کونسا عذر شرعی، عرفی، عقلی، نقلی ہے کہ فلاں  
شخص قابل خطاب نہیں جیسے کفر و اسلام آپ کے گھر تقسیم ہوتا ہے، کیا لیاقت  
کے داروغہ بھی آپ ہی ہو گئے ہیں، حضرت مولانا کی نسبت جو الفاظ آپ نے  
لکھے ہیں اس کا جواب تو کیا ہو سکتا ہے کیونکہ تمہارے یہاں کون آدمی ہے جس کی  
ہم برا کہہ کر دل ٹھنڈا کریں مگر افسوس آپ کی بد لگامی پر ہے کہ جو منہ میں آیا،  
بک دیا۔ کیا آپ نے کبھی حضرت مولانا سے مناظرہ کیا ہے، حضرت مولانا سے  
کوئی کتاب پڑھی ہے، سوالات کو دیکھیے حقیقت کھل جائے گی۔ اس المبتدعین  
سے دریافت کیجئے، وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ سوالات کس درجہ کے شخص کیے ہیں  
ہم اپنی عقل کے موافق پیشین گوئی کرتے ہیں کہ اگر تمام جماعت بھی تمہاری مل کر  
چاہے گی تو تمہیدی سوالات کے جواب نہ دے سکے گی اور اگر جواب دے تو



کسی کو منتخب کریں۔ اگر وہ منتخب شدہ بار جائیں تب ہی راس المبتدعین گفتگو کریں۔ کوئی صورت بھی اُن سے گفتگو کی جھیا نہیں، ان کو ایسا بننے کی بہو کیوں بننا رکھا ہے۔ دیکھو دوسروں کے مقتداؤں کو اگرچہ وہ لوگ تمہارے نزدیک بالکل بے دین اور کافر کیوں نہ ہوں سخت الفاظ بکنے نہ چاہئیں فَيَسْبُرُوا اللّٰهَ عَذَابًا يَّغَيِّرُ وُجُوْهُہُمْ کی تعلیم کو لحاظ کرو، آدمی بن کر بات کرو، جواب سیدھا دو، ورنہ یہ خوب یاد رہے کہ بد زبانی سے عہدہ برائے نہیں ہو سکتے۔ پلٹنے کے قصہ کی نسبت جو کذب محض اُس نے لکھا ہے کہ بیان ختم ہونے پر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قبل ہی تشریف لے جا چکے تھے، جھوٹے مردود پر اللہ کی ہزار ہزار لعنت۔ جاؤ متجدد خان یتیم کھا کر کہہ دے اور طلاق مغلفہ کی قسم کھا دے۔ گو وہ اب بوڑھا ہو گیا ہے، اس قسم میں حرج بھی نہیں ہم جھوٹے اور قسم سچے ہزاروں آدمیوں کا جمع تھا۔ اس میں جوابات ہوئی تھی اس کو بھی اس قدر غلط بیان کیا جاتا ہے جھوٹے جماعت کذب کے گوہ پر درود جب تمہارا متجدد وعظ کہہ کر چلتا نظر آیا اس وقت ہمارے حضرت مولانا ابن شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے پھر کھڑے ہو کر للکارا کہ وہ یہی دعویٰ حقانیت ہے یہی وعدہ جواب دینے کا کیا تھا۔ باقی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور اکثر آدمیوں کا جمع گردا گرد ہو گیا اور حضرت مولانا سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کا نام کیا ہے، آپ کل مکان پر تشریف لائے تب مولانا نے فرمایا کہ مور جنگل میں ناپا تو کس نے دیکھا۔ جب چار پانچ ہزار آدمیوں کے جلسہ میں گفتگو نہ ہوئی تو گھر میں کیا ہوگی، خیر اچھا جانے دو اب جواب دلو، دیکھ لینا کہ خدا کس کو ذلیل

کرتا ہے اور کس کو عزت دیتا ہے۔ دیکھو پھر سمجھاتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کا نام بد تہذیبی سے نہ لو ورنہ ہم بھی کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ بعد لکھا کہ شرفاً مرتد سے مخاطب جائز نہیں، اس کو صاف لکھے اور مطلب بیان کیجئے کیا شریعت بھی گھر کی ہے جو چاہا لکھ دیا۔ اہل ارتداد سے مخاطب جائز نہیں تو اُن کے رفع شکوک کی کیا صورت ہوگی اور ہر دستخطی تحریر کے بعد مناظرہ کو بھی تیار اور آمادہ ہیں۔ بحوالہ کتب جواب مرحمت ہو کہ مرتد سے مخاطب جائز نہیں اور ہر دستخطی تحریر کے بعد اس سے مناظرہ بھی ضروری ہو جاوے۔ قربان اس فقرہ پر اگر مناظرہ منظور نہیں تو سوال بھی واپس کر دیجئے یا اس بہانہ سے مطالعہ ہو رہا ہے یاد رکھو کہ جواب تو مشکل ہی ہے سمجھنا بھی آسان نہیں ہے۔ اونٹ جب تک پہاڑ کے نیچے کو نہیں نکلتا ہے وہ اپنے ہی کو بلند بالا جانتا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محمد اسد دم عفا عنہ ۲۲ محرم ۱۳۲۶ھ یوم شنبہ

نقل خطبہ مولوی عبد الرحیم صاحب، مدرسہ امدادیہ دہلی، جسنگہ بجواب  
شیخ طفر الدین معین بریلوی بنام احمد رضا خاں صاحب بریلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بخدمت شریف مولوی احمد رضا خاں صاحب بعد سلام مسنون بکمال

ادب عرض ہے کہ بڑوں کی باتوں میں چھوٹوں کو دخل در معقولات دینا مناسب

منہیں۔ آپ کے پاس ہمارے مولانا صاحب نے جو تحریر بھیجی ہے اس کا جواب آپ کے نزدیک مناسب ہو وہ دیں مگر یہ شخص ظفر الدین نامی نے جو نہایت غیر مہذب خط بلا استحقاق بھیجا ہے اس کی نسبت فقط یہ عرض کرنا ہے کہ جب اُن کو فقط آپ کی خدمت میں درخواست مناظرہ کفر و شرک سے زیادہ ناگوار معلوم ہوئی۔ کہاں سے کہاں تک لوگوں کو کافر و مرتد کیسے کیسے سخت الفاظ لکھے تو اپنے قلب مبارک پر ہاتھ رکھ کر دیکھ لیجئے۔ لوگ آپ کے معتقد ہیں کسی دوسروں کے بھی آپ کے برابر نہ ہوں گے تو کم تو ہوں گے ان کو کچھ سنج و ملال کا حق حاصل ہے یا نہیں اس کا جواب تو یہی تھا کہ آپ کو مخاطب بنا کر وہ سنا تے جس سے اُن کا اور آپ کا دونوں کا دل ٹھنڈا ہی ہو جاتا مگر منہیں میں اس کو ابھی پسند نہیں کرتا۔ اول یہ عرض ہے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ آپ اس کو پڑھ کر میاں ظفر الدین کو عنایت فرما دیجیے اور فہمائش کر دیجیے کہ ایسی حرکت آئندہ نہ فرمائیں ورنہ قلم و دوات کا غزب کے پاس ہے۔ کچھ وہی بڑے قابل نہیں اگر یہ نالائق شاگرد یا معتقد بالقصد آپ کو گالی ہی دلوں چاہتے ہیں تو پھر ہم اُس کے جواب میں مجبور ہوں گے۔ ہم اگر آپ کے نزدیک کافر، مشرک، مرتد ہیں تو آپ سے گفتگو کی درخواست بھیجی کرتے ہیں اگر آپ گفتگو کر سکیں تو کیجئے ورنہ صاحبِ جواب دیجیے، ورنہ اس میزِ حسی راہ میں کانٹے لگیں گے اور بہت تکلیف برداشت کرنی پڑے گی، گالیاں دینا، جھوٹ بولنا کسی فرقہ کے نزدیک محمود نہیں ہے۔ آپ ٹھکانے سے ہمارے حضرت مولانا کے تمہیدی سوالات کا جواب دیجیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کو احقاقِ حق منظور ہو گا تو آپ کو

بھی گفتگو میں کیفیت آجائے گی۔ مشکل تو یہ ہے کہ آپ سے گفتگو وہ کرے جو اول گالیوں کا نشانہ بننے کو مستعد ہو جائے۔ اسی وجہ سے اکثر حضرات آپ کے گروہ سے نہیں الجھتے۔ مگر ہمارے مولانا مد فیوضہم العالیہ کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں آپ جس قدر چاہیں سب و شتم لکھیں مگر خدا کے لیے گفتگو کریں۔ اس کے صلہ میں سب گوارہ ہے۔ غیر مقلدوں سے ہمیشہ گفتگو رہتی ہے اب آپ سے بھی سہی۔ اہل حق کو تو تمام فرق سے مناظرہ کرنا ہی پڑتا ہے اب تک آپ اپنے اور اپنے مجمع کی بدزبانی کی وجہ سے فارغ تھے اب یہ سپر بھی بوسیدہ ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ علم صبر کے تیر اُس کو پاش پاش کر کے رہیں گے۔ جو تحریر فرمانا ہو جلد تحریر فرمائیے ورنہ ہم کو بھی اجازت ہو۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان وعلیہ التکلان و مولانا عبدو باحمد والشنہ والمجد والبقار والصلوٰۃ والسلام علی راس الاتقیاء وسید الانبیاء۔ مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ عبد الرحیم مفاعنہ ۲۳ محرم یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نفل خط جناب مولوی عبد الرحیم صاحب، مستعلم مدرسہ امدادیہ درہب سنگہ  
بنام شیخ ظفر الدین

بِسْمِ اَرْحَمِ الرَّحْمٰنِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عنایت فرماتے بندہ جناب مولوی ظفر الدین صاحب دام عنایتکم بعد ہدیہ تہنہ مانورہ عرض مرام ہے۔ چونکہ آپ کا مخاطب وہی شخص ہے جو مسلمان ہو اور شائد کیا بلکہ یقینی آپ کے نزدیک اکثر علماء بھی مرتد اور کافر

۴۰  
ہیں۔ اس وجہ سے بندہ اپنا عقیدہ عرض کرتا ہے۔ اشهد ان لا اله الا الله و  
اشهد ان محمداً رسول الله و الجنتہ حق و النار حق و ما جاء به النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کلمہ حق امنت باللہ كما هو باسماہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ۔ اگر آپ  
میں آپ کے نزدیک مسلمان ہوں تو میری عرض سن لیجیے ورنہ جلا دیجیے  
مکرم بندہ یہ تو فرمائے یہ خوشنوت اور درشتی سب دشتم تبر بازی تو روافض کی  
شان تھی۔ اہل سنت و الجماعت کو کب سے یہ مرض ہوا۔ اگر کسی شخص نے آپ  
کے مولوی سید احمد رضا خاں صاحب سے طلب مناظرہ کیا اور آپ کے نزدیک  
وہ شخص اس قابل نہیں تو آپ یہ تحریر فرما سکتے تھے کہ آپ فلاں فلاں وجہ  
سے قابل خطاب نہیں۔ آپ کی سمجھ میں یہ مسائل علیہ نہ آسکیں گے مگر افسوس  
آپ نے ایسے شخص کو جو ایک زمانے سے علوم دینیہ نہایت زور و شور سے  
پڑھاتے ہیں بلکہ ان کے تلامذہ بکثرت فارغ التحصیل اور نہایت مستعد  
مدرس اور ہر طرح درس و تدریس اور مناظرہ و گفتگو کے لائق موجود ہیں ان  
کی شان میں اور ان کے اساتذہ کی شان میں ایک معقول امر کے طلب پر کافر و  
مرتد وغیرہ کہ جن الفاظ کو بازاری اور مبمون بھی استعمال نہ کرے گا آپ نے  
استعمال فرمایا، یہ کس علم و دیانت و تقویٰ و درج کا مقتضی ہے۔ لیاقت  
اور عدم لیاقت معاملہ ہی پڑنے سے معلوم ہوتی ہے۔

خاکسارانِ جہان را بحقارت مگو تو چہ دانی کہ دینِ گرد سوار باشد  
اس قدر تعلی و تشخص اہل علم و فضل کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ اس سے  
قطع نظر آپ کے گروہ جو جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کی لیاقت علمی

۴۱  
اور مدائحِ مجددیت وغیرہ بیان فرماتے ہیں تو یہ دل چاہتا ہے کہ ان کے قدم  
لیں مگر درشتی اور فحش کلامی کو دیکھ کر مجھ کو کیا سب کو نفرت ہوتی ہے مومن  
فحاش لعان نہیں ہوتا۔ کیا مجدد صاحب کی تعلیم اور فیوضِ باطلہ کا آپ اور آپ  
کی جماعت پر یہی اثر ہوا۔ کیا یہی گالیاں اور تبرِ تعلیم و تلقین ہوتی ہیں انہیں کی  
توجہ دی گئی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس اگر آپ کے نزدیک دوسروں  
کی عظمت نہیں تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تو ہے یا ان کی بھی نہیں  
آپ نے دوسروں کے مقتداؤں کو بڑا کہا اور جو الفاظ ان کو کہے تھے وہ اور اس سے  
زائد اپنے مولوی صاحب کو کہلائے اور کہلاؤ گے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ وہ سب  
گالیاں آپ نے ہی دیں۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ نادانی کے ساتھ محبت بھی عدالت  
سے زیادہ مضر ہوتی ہے علاوہ ازیں اگر مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب فاضل  
بریلوی صاحب سے گفتگو کے لائق نہیں تو یہ بھی تو خط میں لکھا تھا کہ تہیدی  
سوالات کا جواب وہ خود دیں یا تحریر میں ہو تو اس کا حوالہ دیں اور کتاب بذریعہ  
ویلر مرحمت ہو، اگر خود نہ لکھ سکیں تو اپنی جماعت سے کچھ لوگ منتخب فرما کر ان سے  
جواب لکھوادیں اور آخر میں اپنا دستخط فرمادیں، اگر وہ خود گفتگو کرنا نہ چاہیں تو پہلے  
کسی دوسرے سے گفتگو ایک مسئلہ میں کر کر دیکھ لیں۔ اس کی مغلوبیت کے  
بعد فاضل صاحب خود تکلیف فرمادیں، اس میں کون سی بات بے جا ہے،  
جس کسی شخص کو محققانہ مناظرہ منظور ہو اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے سوالات  
میں کوئی سوال و جواب نہ ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ اگر کسی سے کوئی شخص کسی  
وجہ سے مناظرہ نہ کرے، اس کی تحریر کا جواب نہ دے تو کیا تمام دنیا کے واسطے

اس سے گفتگو مناظرہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ خاص کر جیب آپ کے مجدد صاحب کو احقاق حق منظور ہے۔ اگر گفتگو کسی وجہ سے منظور نہیں تو صاف لکھا دیجیے قرص تو ہے نہیں کہ دیوانی میں نالش ہو جاوے گی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام اور انگریزی تعلیم یافتہ کے قلوب سے علماؤں کی عظمت اٹھی جاتی ہے۔ اُن کے مناظرہ و گفتگو بالکل فحش اور نامذہب کلمات سے مملو ہوتے ہیں۔ اگر علمائے حرمین شریفین کثر ہم اللہ تعالیٰ نے کسی پر فتوے کفر اور تداود دیا ہے تو یہ امر آپ کے واسطے کیا خوشی کا باعث ہو سکتا ہے۔ جواب سوال کے مطابق ہوتا ہے۔ اس مناظرہ سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ ان فتووں کے سوالات کہاں تک صحیح ہیں۔ اس گفتگو سے خدا کو منظور ہے تو تمام قصے ہی طے ہو جاویں گے۔ یوں تو آپ اور آپ کی تمام جماعت غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے مثبت علم غیب ہیں اور فقہ حنفیہ کی تکفیر اس پر موجود ہے، انہیں قصوں کے طے کرنے کے واسطے گفتگو ہوتی ہے تو پھر ابھی سے ان کا ذکر بے جا نہیں ہے تو کیا ہے الغرض جو تحریر ہو نہایت مہذب ہو اور اس پر کم از کم فاضل بریلوی کے دستخط ضرور ہونے چاہئیں ورنہ ہرگز ہرگز قابل التفات نہ ہوگی۔ جب آپ نے ہمارے مولانا اور اساتذہ کی نسبت سخت کلامی کی ہے تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو نام لے کر گالیاں دیں، نہایت شرم کی بات ہے۔ آپ کو دُور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ اگر گالیاں دینے اور دلائل ہی کو دل چاہتا ہے تو آپ کا اختیار ہے۔ آپ کا جو جی چاہے کیجئے، اس طرف سے جواب آپ کو خدا چاہے حسب مراد

آپ کے ضرور ملے گا تحقیق کا جواب تحقیق ہے اور سب دشم کا جواب سب دشم ہے۔ اب جو مرضی ہو پسند فرمائیں۔ اگر مسلمان کی قسمت ہی ڈوب گئی ہے اور ان کا زہر و تقویٰ اس میں منحصر ہو گیا ہے تو ہم اس کو کیا کر سکتے ہیں۔ خوب دل کھول کر تبرائی کا بازار گرم کیجیے۔ واللہ تعالیٰ علیہ التکلیف و جسی نعم الوکیل و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ عبد الرحیم عفا عنہ ۲۳ محرم الحرام یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نقل صحیفہ سنیۃ النہضۃ مولانا صاحب مزیونہم العالیۃ ابریلوی صاحب  
بِسْمِہِ تَعَالٰی حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی السلام علینا علی عباد اللہ الصالحین۔ یہ تمہیں خط تمہارے پاس جاتا ہے۔ اگر تم کو تمہیدی سوالات کا جواب دینا اور تقریری گفتگو منظور نہیں تو بندہ کے سوالات اور ٹکٹ واپس کر دیجئے دوسرے خط کو یہاں سے گئے ہوتے انیس دن ہو گئے مگر اب تک سناٹا ہے کچھ بھی جواب نہیں، اس دفعہ میاں ظفر الدین نے تو گالیاں لکھ کر بھیج دی تھیں۔ اس دفعہ تو معلوم ہوتا ہے کہ قسم کا کچھ اثر ان پر بھی ہو گیا، وہ بھی ایک ہی آواز دے کر چپ ہو گئے۔ اگر جواب نہ دینے کی علت یہی ہے جو ظفر الدین نے لکھی ہے تو اول تو میرے سوالات اور ٹکٹ واپس نہ کرنے کی کیا وجہ ہے دوسرے تم یہ لکھو کہ تم کو کس وجہ کا علم ہے اور کیا دعویٰ ہے اور اس مناظرہ کے



وہ صاف جواب لکھو۔ ہم کو اور بہت سے کام کرنے ہیں تمہاری طرح بیکار نہیں ہیں۔ تمہاری المعتمد المستند میرے پاس ہے، اسی سے خدا چاہے تمہارا گھر ڈھجائے گا۔ کاش اگر اور تصنیف بھی مجھے مل جاوے تو اچھی طرح بتا دوں اور اگر نہ ملے تو کچھ پروا بھی نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ وہ بھی کافی ہے۔ افسوس ہے کہ بندہ نے تمہاری تصنیفات طلب کیں تو ان کو بذریعہ دلیو کے بھی نہ بھیجا اس قدر خوف اگر حقانیت ہے تو اپنے بڑے فسادے کی کل جلدیں اور علم غیب کے متعلق رسائل اور سبحان السبوح اور جس تحریر میں بدعات مختلفہ کو سنت ثابت کیا ہے سب کو بھیج دو ورنہ اس خط کا جواب نہ آنا تمہارے عجز و رنج کی دلیل ہوگی اور پھر ہم بھی کسی تحریر کی طرف اصلاً التفات نہ کریں گے۔ ایک ہفتہ کا انتظار ہو گا۔ اسی خط کی ایک نقل بذریعہ اہل بریلی بھی پیش کروں گا۔ تم کو اپنی حقیقت کا بڑا دعوے ہے حتیٰ کہ ہم لوگوں کو غیر مقلد اور گلابی و بابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہاں عنقریب غیر مقلدین کا ایک جلسہ بہت بڑا ہونے والا ہے جس میں اکا بر غیر مقلدین جمع ہوں گے۔ اگر واقعی سچے حنفی ہو تو اپنے زاوہ سے بواہی مطلع کیجئے تاکہ روانہ کیا جائے۔ ہم بھی ان کے مقابلہ میں جلسہ کرنے والے ہیں۔ اس میں شریک ہو کر کچھ بھی تو اپنی حقیقت ثابت کیجئے۔ ہر جگہ کاغذی ہی گھنٹے دوڑانے کا وقت نہیں ہوتا، کہیں زبان بھی تو کھولنی چاہیے اگر تشریف لانے میں کوئی عذر ہے تو مطلع فرمائیے وہ عذر آپ کا خدا چاہے دفع کیا جائے گا مگر ہمارا جہاں تک خیال ہے تم اس میں بھی کوتاہی اختیار کرو گے یا کوئی غیر معقول عذر پیش کر دے گا مگر ہم خدا چاہے اس کو بھی

شہر ہر ایک آج تک جواب نہ دیا۔ ۱۲

کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر پہلے اسی کا امتحان ہو جاوے کہ تم اپنے دعوے میں کہاں تک سچے ہو۔ اس جلسہ میں اس ناجیز کو بھی بفضلہ تعالیٰ دیکھ لینا، اس کے بعد ہم تم خود فیصلہ کر لیں گے غرض کچھ کم تو رہی ہو شیاورے سے کام نہیں چلتا۔ گھر میں بیٹھ کر جس کو جو چاہا لکھ دیا۔ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ اب مقابلہ کا وقت آیا ہے۔ جھوٹے اور سچے کی حقیقت کھل جائے گی۔ ہم کو یہ افسوس ہے کہ آپ کو خاں صاحب بھی لوگ کہتے ہیں۔ رگ پٹھانی بھی اس وقت جوش میں نہیں آتی۔ سچ ہے کہ غصہ بھی موقع دیکھ کر ہی آتا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا تو ہم پٹنہ کا واقعہ نہ لکھتے۔ ہم کو تو یہ خیال تھا کہ اس قصہ کی وجہ سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ہم ضرور آپ سے گفتگو کریں گے، یہ خبر نہ تھی کہ یہ یقین ہی گفتگو کے واسطے مضر ہو جائے گا۔ خاں صاحب یا دیکھے کہ تم نے بہت اہل اللہ کی شان میں سخت سخت گستاخیاں کی ہیں۔ یہ فعل اغلب ہے کہ خدا چاہے کچھ ضرور رنگ لائے گا۔ اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو مرد میدان ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھو یہ سچ ہے کہ میں ایک طفل سے بھی کم ہوں مگر تمہارے واسطے خدا چاہے تو کافی سے زائد ہوں۔ اگر تم میں کچھ عقل ہے تو سوالات سے ضرور اندازہ کر لیا ہو گا۔ خاں صاحب خدا کا فضل اس کے اختیار میں ہے جس پر چاہے کر دے۔ میں صاف لکھتا ہوں کہ تم مجھ سے بفضلہ تعالیٰ ہرگز ہرگز مناظرہ تقریری نہیں کر سکتے اور اگر کرو گے تو خدا چاہے تمام عمر کے اہل اللہ کے ساتھ سب و شتم و تبرا بازی کی کسر نکل جائے گی۔ اگر کچھ بہت ہے اور عزت ہے تو مقابلہ میں آؤ

مضروب دفع کر کے دروازے تک پہنچا کر ہی رہیں گے و اللہ تعالیٰ جو المستعان  
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا  
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفا عنہ ۹ صفر یوم جمعہ ۱۳۲۲ھ

نقل خط میاں جنی ظفر الدین بجواب صحیفہ قدسیہ رابعہ جو توسط اہل بریلی کے  
بریلوی صاحب کے پاس بھیجا گیا جس کے جواب لکھنے کا حکم بریلوی صاحب  
میانجی نذکرہ کو دیا جس کا جواب یہاں سے فوراً دیا گیا جو اقسوت تک جواب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ ونصلی علی رسولنا الکریم

در بھنگی صاحب کا خط آیا جواب وہی ہے جو اول سے گزارش کیا اگر لنگوی  
صاحب پر سولہ سال سے تقاضی ہے آخر فرار عن المناظرہ کا اقرار لکھ کر گزر گئے  
تین سال سے تھانوی صاحب بھی زیر بار ہیں جو علانیہ فرار فرما چکے ان کے ہوتے  
اطفال سے مخاطبہ کی حاجت نہیں۔ تھانوی صاحب اگر خود عاجز ہو کر در بھنگی  
صاحب کو اپنا مشکل کشا جانتے ہیں مہر کر دیں کہ یہ ہمارے امام الطائفہ ہیں۔  
ہم سے جو سوالات ہوئے ہیں یہ جواب دیں گے۔ ان کا جواب تھانوی صاحب  
اور ان کا فرار مکر تھانوی کا فرار ہو گا۔ اس وقت فقیر بھی بزرگ طائفہ کی خدمت کو لائی  
کرے گا۔

والعون من اللہ تعالیٰ فقط  
۱۱۔ ربیع الآخر یوم چار شنبہ ۱۳۲۶ھ محبسی

نقل آخری لاجواب تحریر جناب مولوی عبدالسلام صاحب کی  
جو بجواب آخری خط میاں ظفر الدین کے روانہ کی گئی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
حَامِدًا اَوْ مُصَلِّيًا قَسْمًا۔

کما تدرین تدران

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ السالمین

اہل بریلی کے واسطے سے جو بریلوی صاحب کے پاس قاطع عروق المشرکین  
قانع اصول المبتدعین جناب حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب دامت برکاتہم  
کا گرامی نامہ گیا تھا اور بواسطت جناب منشی عبد الحمید صاحب کے اُن کے پاس  
پہنچا گیا تھا اور عصر سے لے کر آٹھ بجے شب تک کی گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ  
جواب کا حکم دیا گیا وہ آپ کی تحریر ۱۱ ربیع الثانی کی ۲۹ ربیع الثانی کو یہاں  
پہنچی۔ مولوی صاحب ہم کو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہے کہ ایسی بے انصافی  
اور خلافت شان اہل علم و صلاح بات آپ کی جانب سے کیوں ہوتی ہے۔ ہم  
آپ ہی کو منصف قرار دیتے ہیں، اب جو آپ کا دین و ایمان کہے وہ حکم دیجئے  
یہ کون سا مدین اور علم ہے کہ کسی کی تحریر کا جواب تک نہ دینا۔ یہ جو کچھ بریلوی صاحب  
نے آپ سے لکھوایا ہے اگر خود ہی لکھتے تو کیا ہوتا حضرت محی السنۃ قانع البدن

حدث گنگوہی قدس سرہ العزیز سے کیا گفتگو اور طلب مناظرہ آپ کی تھی جو اس وقت اس کا ذکر آپ کرتے ہیں، اس کا ذکر تو اسی کو مناسب ہے جو طالب مناظرہ تھا، علیٰ ہذا القیاس فاضل کامل تھا ازی کی نسبت گزارش ہے اگر بالفرض آپ ہی طالب مناظرہ ہوتے اور آپ وہ حضرات کسی وجہ سے مناظرہ نہ کرتے تو کیا جو شخص بریلوی صاحب مناظرہ کا طالب ہو اس کے مقابلہ میں بھی یہی جواب مناسب ہے۔ آپ کسی سے مناظرہ کی درخواست کریں تو آپ کو جواب نہ دے مناظرہ نہ کرے تو اس وجہ سے بریلوی صاحب سے کوئی شخص بھی مناظرہ نہ کر سکے۔ اس کا کیا مطلب، انصاف شرط ہے۔ اگر بریلوی صاحب ہی نے درخواست مناظرہ کی اور ان سے کسی نے گفتگو نہ کی تو مجھ سے یا کسی شخص سے بریلوی صاحب مناظرہ نہ کریں یہ کس قیاس کا نتیجہ ہے۔ ہمارے حضرت مولانا دامت برکاتہم نے کسی شخص کی طرف سے گفتگو کا اعلان نہیں دیا ہے جس کا جواب یہ ہو سکے کہ جب فلاں آپ کے بڑے گفتگو نہ کی تو آپ سے بھی گفتگو نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اگر مولانا صاحب گفتگو کے خواستگار ہیں تو اپنے معتقدات کی وجہ سے اگر ان عقائد میں کوئی اور بھی شریک ہو تو ہو اس وقت تو فقط حمایت حق منظور ہے نہ کسی کی تقلید اور وکالت۔ اگر دنیا بریلوی صاحب سے گفتگو نہ کرے نہ کرو، جس شخص کو طلب حق منظور ہے اس سے بھی بریلوی صاحب گفتگو نہ کریں۔ یہ کون سا جواب ہے۔ غور فرمائیے، آخر ایک دن مرزا اور خداوند عالم کے روبرو حاضر ہونا ہے بریلوی صاحب کو لطفال سے گفتگو کی حاجت نہیں مگر دوسروں کو تو ان سے

گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ ان کا حق و باطل ظاہر ہو جائے۔ اسکت عن الحق کی وعید سے ڈرنا چاہیے۔ جن مسائل میں تمام عمر صرف ہوتی ہو ان کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو۔ اس کے متعلق اگر کچھ دریافت کیا جائے تو سکرت محض ہر وہ خاموشی بے وجہ نہیں ہے خود کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ اگر گفتگو نہ کرتے تو تمہاری سوالات کے جوابات تو تحریر فرمادیتے جن سے گفتگو کا خود بخود ہی خاتمہ ہو جاتا۔ تین ماہ سے مطالعہ ہو رہا ہے۔ اگر جوابات بن پڑتے تو بہا ورنہ سکوت تو پردہ پوش ہی ہے، ایک چپ سو کو ہر ادے نقل مشہور ہے۔ فاضل کامل تھا ازی صاحب اگر بریلوی صاحب گفتگو کی درخواست کرتے اور حضرت مولانا دامت برکاتہم ان کی طرف سے مناظرہ فرماتے تب یہ تحریر البتہ بجاتھی کہ فاضل موصوف کی جانب سے مہری دستخطی وکالت نامہ چاہیے۔ یہاں تو فاضل موصوف کا کچھ ذکر ہی نہیں ان کو درمیان میں لانے سے کیا نفع، اس وقت ایک مستقل گفتگو ہے جو تمہاری سوالات کے جوابات پر مبنی ہوگی۔ ہاں بریلوی صاحب گفتگو سے گریز کرتے ہیں اور آپ ان کے حمایتی کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو مہری دستخطی تحریر مشککشانی بریلوی صاحب کی پیش کرنی چاہیے کہ آپ صدر جرگہ ہیں اور آپ کی اجازت ان کی اجازت ہے۔ تب آپ کو کچھ لکھنے کا حق حاصل ہے ورنہ مان نہ مان میں تیرا ہمان دخل در معقولات بالکل بے جا اور حق کے خلاف ہے۔ اس جانب سے کسی کی حمایت کا دعویٰ نہیں ہے جس سے مہری دستخطی سند حاصل کی جائے یہ منصب آپ کا ہے آپ مہری دستخطی دستاویز بریلوی صاحب کی حامل کیجیے پھر خدا چاہے تو آپ کی حقیقت بھی کھل جائے گی ورنہ فضول تضييع

اوقات ہے۔ آپ کو ناگوار تو ہو گا مگر معاف فرمائیے آپ کے بریلوی صاحب  
درحقیقت مناظرہ کر ہی نہیں سکتے۔ ورنہ اس قدر خوشی اور سکوت غل صاحب  
سے دشوار تھا۔ اُن کو اپنی تحریرات اور پُر زور دلائل کا حال خوب معلوم ہے  
جس مسئلہ میں سو سو دلائل لکھتے ہیں۔ وقت پر خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا  
کہ وہ سب تحریرات نام کی تھیں کام کی بات ایک بھی نہیں، یہ تو فرمائیے اگر  
مناظرہ منظور نہیں تو جیسے آپ کو یہ جواب لکھنے کا حکم دیا تھا، تین آنے کے ٹکٹ  
اور تہیدی سوالات بھی واپس قبول نہیں کرائیے میں آپ سے شرعی طور سے  
استفتاء کرتا ہوں کہ ٹکٹ اور سوالات کے رکھ لینے کا بریلوی صاحب کو کیا  
استحقاق ہے۔ خیر بس! ہم اور کیا کہیں عاقلان خود میدانہ ترک تمام شد  
والنصر من اللہ العزیز العظیم۔ نصیر من لیشا۔ لا مانع لفسره و ہونیر الناصرین۔ یہ تمام  
بائیں کسی عاقل کے نزدیک قابل پذیرائی نہیں۔ یوں تو کل حزب بکالہ نقیم فرعون  
گھر میں جس کو جو چاہا کہہ دیا، لکھ دیا، مردانگی نہیں ہے اگر خداوند عالم کے دربار میں  
یہ تعلیٰ اور تشخص فرضی بریلوی صاحب کی شرعی مسائل میں گفتگو نہ کرنے کی علت  
ہو سکے اور جواب مقبول ہو تو وہ خود اور آپ بھی خیال کر لیں، ہمارا جو کام تھا اگرچہ  
اور آئندہ کو ہر اہل باطل کو یہ کہنے کی گنجائش ہوگی کہ تم چونکہ قابل خطاب نہیں  
اس وجہ سے تم سے گفتگو نہ ہوگی اور آئندہ سے کبھی یہ نہ کہنا کہ ہم سے فلاں فلاں  
نے مناظرہ نہیں کیا۔ چونکہ بریلوی صاحب باتفاق علمائے ہند قابل خطاب  
نہیں ہیں بس یہی آپ کا مسلم جواب ہے السرم یوخذ باقرارہ والحمد  
للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ

وصحبہ اجمعین

عبدالکلیل یکم جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ ۱۳۲۶ھ

از مدرسہ اسلامیہ

تمت

## اعلان

یہ کتاب چھپنے کے بعد فوراً اجاب مولوی احمد رضا خاں صاحب  
کی خدمت میں بغرض جواب بھیجی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ  
ایک ماہ تک جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ خاں صاحب مدد ورج کی  
درخواست پر اس سے زیادہ ملتے بھی مل سکتے ہیں واللہ  
ناچیز: محمد عبدالوہاب عفا عنہ اللہ المنعم

## نوٹ

بریلوی بزرگ نے مناظرہ خزانہ جبرسانہ تراشواؤہ آپ نے ملاحظہ فرمایا چونکہ مذکورہ کار عملہ دیوبند میں تھا  
کو گھر تک پہنچانا چاہتے تھے اس لیے حضرت تھانوی کو احمد رضا خاں صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار کر لیا اور اس  
آباد گنہگار کی تحریر حاصل کی باوجودیکہ مذکورہ کار عملہ دیوبند سمیت تھے کہ احمد رضا خاں صاحب جیسے انسان جو ایک  
جید عالم دین ہونا تو درکنار کسی مدرسہ کے فاضل اور سند یافتہ بھی تھے کہ مقابلہ میں حضرت تھانوی کو لانا حضرت  
تھانوی کی بہت بڑی ترمیم ہے لیکن استحقاق حق و ابطال باطل کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا ہوگا احمد رضا  
خاں صاحب نے جو طرح قرار اختیار کیا اس کی پوری تفصیل قاصدۃ الظہر نے بلند شری میں ملاحظہ فرمائی جائے جو  
جلدی انجمن کی طرف سے شائع کی جائے گی۔

دقاری جمہور عارف ناظم نشر و اشاعت  
محمد شاکر السیالین - لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِحَقِّهِ تَعَالَى وَكَفَى الْعَبْدَ الْغِيَا

شَكْوَةُ الْحَادِ

لِزَامِ عِلَّةِ اللَّئَامِ

كُفْرٍ وَ إِيْمَانِ كِي كِسْوِي

تصنيف لطيف

رئيس المناظرين حضرت مولانا سيد مرتضى حسن چاند پوری ناظم تعلیمات  
 و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد اسلامیین لاہور

۶۔ جی شاداب کالونی، جمید نظامی روڈ



الحمد لله الذي جعل كلمة الدين كقروا السفلى وكلمة الله هي العليا و  
الصلوة والسلام على سيد الانبياء وراس الاتقياء وسيدنا ومولانا محمداً و  
الكفر والبديع والبدعات وشمس الهدى وعلى اله وصحبه هداية الامة واعلام  
الهداية ونجوم النجى -

اَنَّا بَعْدُ ناظرين كلام پر واضح ہو کہ چند سطور جو ذیل میں عرض کی جاتی ہیں ان سے عرض  
محض مراغت اور اپنے اکابر سے دفع الزام ہے۔ فاضل بریلوی کو جو کچھ لکھا گیا ہے  
وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا گیا۔ بلکہ جو کچھ انہوں نے ہمارے اکابر کو لکھا ہے اور مراغت  
یا زور کہا ہے اور انہیں کے اقوال سے اُن پر انہیں کے جو احکام لوٹے ہیں ان کو ظاہر  
کر کے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ ہم نے خان صاحب  
کے کلام کا مطلب سمجھا ہے وہ عرض کر دیا ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں غلطی ہے تو با ادب  
عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھا دیا جائے۔ ورنہ ہم اس سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خان  
صاحب نے جو کچھ الزامات اپنے منالوں پر لگائے ہیں وہ ان سے بڑی ہیں اور خود  
خان صاحب ہی اپنے اقرار سے اُن کے مورد ہیں۔ اس کے بعد مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب  
کسی مناظرہ کی اس مسئلہ میں ضرورت نہیں اگر واقعی متفق ہو کر کوئی اسلام کا کام کرنا ہے  
تو ہم مستعد ہیں اور اگر منظور نہیں، تو مسلمانوں کے سال پر رحم فرمائیے۔ ان کو ہی مخالفین  
اسلام سے مقابلہ کرنے دیجئے۔ ہم نہ کسی کو گالی دیتے ہیں نہ توہین کرتے ہیں نہ  
یہ ہماری عادت نہ ہماری عرض۔ واللہ تعالیٰ علی ما نقول وکیں۔ مفت کی تہمت

اور زبان درازی کا ہمارے پاس علاج نہیں وہ خدا کے سپرد ہے۔ حسبنا اللہ و  
نعم الوکیل -

مولوی ساجد رضا خان صاحب! بندہ نے اپنا اشتہار آپ کی خدمت میں  
بذریعہ جوانی رجسٹری بھیجا جس کی باضابطہ رسید بھی آگئی۔ مگر جواب سے جواب ہے  
حالانکہ اس پر آپ کو سکوت نہ چاہیئے تھا کیونکہ اس میں مطالبہ یہ تھا کہ آپ اپنے والد  
ماجد اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اسلام ثابت فرمائیں۔ آپ کے والد صاحب کا  
کفر و ارتداد اور ان کے قتل پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مرتد وغیرہ نہ کہے اس میں  
شامل، تردد، شک، احتیاط، سکوت ہی کرے۔ وہ بھی دیکھا ہی کافر ہے جیسا کہ خان  
صاحب، اس کا نکاح عالم میں کسی مسلمان، کافر اصلی، مرتد، اور مرتد سے ناجائز، زنا سے  
محض، اولاد کا نسب ثابت نہ ہو گا۔ اور یہ تمام احکام کسی دوسرے کے کہے ہوئے نہیں  
ہیں بلکہ خان صاحب ہی کے فتوے کا نتیجہ ہے۔ اس قدر ڈی کفر خود مجددانہ مانہ کا  
دیا ہوا ہے۔ اس کا دفع آپ سے نہ ہو سکا پر نہ ہو سکا۔ اور کیسے ہو سکتا تھا جب  
خود خان صاحب ہی اس اذلی تقدیری لازمی کفر و ارتداد کو نہ اُٹھا سکے تو اور کسی کی کیا مجال  
ہے۔ چونکہ یہ کفر و ارتداد اور کفر خان صاحب کو خود ان کی رضا و رغبت سے اور آپ کو  
آبا جان سے ملی مٹی۔ اگر آپ اس کو اختیار فرماتے اور بدلہ نکم ما الفینا علیہ آباؤنا  
پڑھتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ہمیشہ سے کفار کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ ناکو عار پر ترجیح  
دی ہے۔

مگر ہندوستان! تیرے تمام اہل بدعت کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی اعلیٰ حضرت کو دُن  
کفریات کے علم کے بعد مسلمان جان کر ویسے ہی کافر و مرتد ہونے کو قبول فرماتے

ہیں جیسے وہ تھے۔ نہ کسی کے ہاتھ میں قلم ہے نہ منہ میں زبان جو اپنا اسلام ثابت کر سکے۔ خان صاحب اور ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ جاننے والے تو خان صاحب کے فتوے سے یوں کافر ہوئے۔ اور جو مسلمان خان صاحب کے عقائد کفریہ سے متنفر ان پر کفر کا فتوے دینے کے لیے خان صاحب نے سفر حجاز کیا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ خود خان صاحب اور ان کے موافق اور مخالف تمام روئے زمین کے مسلمان خان صاحب کے فتوے سے ایسے کافر کہ جو انہیں کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک تردد، احتیاط کرے، سب کافر۔ غرض خان صاحب دنیا میں کسی کو مسلمان دیکھ ہی نہیں سکتے۔

دینا محمد سے ملاوت ہو تو ایمان کیا  
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیا

نہایت وثوق سے بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی تو حقیقت کیا ہے تمام ہند کے اہل بدعت بھی اگر آپ کے آبا جہان کو ایک راست گو انسان مان کر صرف ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ان کے اقرار سے ثابت فرمادیں تو یہ محال ہے، منع ہے، ناممکن ہے، اگر یقین نہیں تو کسی کو مستعد کر کے اپنی تصدیق سے جواب شائع فرمائیے۔

اخصو س ہے کہ آپ کے دارالافتاء سے ایک بے معافی بے ایمانی کا اشتہار شائع ہوا اُسے بھٹیاری نامہ کہوں، یا خان صاحب کے عرس شریف کا وہ فاتحہ نامہ کہوں جس کا ثواب روح مقدس کو پہنچایا گیا ہے۔ مسلمان تو مسلمان ایک اونٹن شریف آدمی بھی اس قدر غش گالیاں نہیں دے سکتا۔ آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور اگر آپ نے ہی اشتہار دیا ہے تو اللہم زود فرزد خدا اور زیادہ توفیق دے ہم تو ایسے دور از تہذیب باقوں کا جواب

دے نہیں سکتے۔ اول تو وہ ہمارے مخاطب نہیں اور مخاطب بھی ہوتے تو اس کا تو اگر بریل کی کوئی بانٹاری جواب دے تو دے سکے ورنہ وہ گالی نامہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ جواب لکھے۔ شریف انسان ایسی گالیاں نہیں دے سکتا۔ خدا کرے بڑے حسرت کی طرح کسی قادیانی سے واسطہ پڑ جائے تو وہ ایک ہی دو دفعہ میں بے نقط سنا کر ہوش درست کر دے گا۔ کیوں نہ ہو آپ کے خان صاحب مجددیت کے مدعی تھے اور وہ موت کے فرق تو ہونا ہی چاہیئے۔ واقعی ایسا معصوم سڈاس پریس میں طبع ہونے کے قابل ہے۔ مگر آپ کے آبا جہان کی بد قسمتی کہ ان کا کفر وہ بھی نہ اٹھا سکے۔ وہی ایک راگ جو زمانہ حساب نے ساری عمر گایا اُسے ہی اس میں بھی لایا۔

اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام تال، طنبورا، ڈھولک، سازنگی، طبلہ ستار سب ایک ہی دفعہ توڑ کر اس بدعت کی ارتقی کو جہنم میں جھونک کر اس قسم کو ہمیشہ ہی کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اپنے اشتہاری علماء و مراد آبادی، مظنی، الوری، کچھوچھو، پنجابی، شہری، دیہاتی، کچھمی، پوہنی، سب کو جمع فرما کر جواب مرحمت فرمائیے۔ چونکہ اس نزاع کو طے کر کے فیصلہ حکم مسلم فریقین سے لینا ہے۔ جس کے بعد چون چوڑا لگی نجائش ہی نہ رہے۔ اس وجہ سے ہم نے بڑے حضرت آپ کے آبا جہان خان والا شان فاضل احمد رضا خان صاحب کو حکم مقرر کیا ہے۔

ہمارے کسی بڑے کو تو آپ تسلیم ہی نہیں کر سکتے مگر ہم آپ کے بڑے حضرت کو حکم مانتے ہیں۔ فرمائیے اس سے زائد کوئی طریقہ انصاف اور قطعی فیصلہ کا ہے۔

مدعی لاکھ پر بجاری ہے گواہی تیسری

اگر خان صاحب ہی سے اپنی فتح اور ان کی ہار کی اقراری ہو گئی نہ لی تو بات ہی کیا ہوئی خدا چاہے یہ آخری فیصلہ لاسول اور اذان کا کام دے گا۔ شیطان بدعت اس سے ایسا ہی بھاگے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرات ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں! فاضل بریلوی اور ان کی تمام جماعت، اور ہمارے اکابر اور ان کے خدام میں کل دو ائمہ مختلف فیہ ہیں۔ خان صاحب کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ خان صاحب نے اکابر علمائے دیوبند کا صریح کفر ان کی کتابوں اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ سے ایسا زبردست پُر زور طریقہ سے ثابت کیا کہ جو انہیں کافر نہ کہے، ان کے کفر میں شک، تردد، استیسا طہرتے، وہ بھی کافر۔ بلکہ جو اس شخص کو کافر کہنے سے باز رہے کافر نہ کہے وہ بھی درسا ہی کافر۔ پھر جو اس کو دیسا ہی کافر نہ کہے الی غیر النہایہ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک سب کافر ہو جائیں گے۔ ان کا نکاح دنیا میں کسی مسلمان کافر اصلی و مرتد سے صحیح نہ ہو گا بلکہ زمانے محض اور اولاد حرامی ہوگی۔ پھر باوجود سالہا سال کے مطالبوں کے کسی دیوبندی نے مناظرہ نہ کیا۔

یہ دعویٰ تو چٹانی جماعت کا ہے۔

ہم غریب یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ اول سے آخر تک غلط بلکہ خود جناب خان صاحب اپنے ہی فتاویٰ کے حکم سے ویسے ہی کافر ہیں جیسا کہ اپنے مخالفوں کو فرماتے ہیں ماہر النزاع صرف یہ ہے۔ اس مقدمہ کو ہم بھنور خان صاحب بہادر پیش کر کے تمام مصل و رواد مقدمہ اوفیصلہ حکم مسلم فریقین ناظرین کی خدمات مالیہ میں سے کم و کاست پیش کیے دیتے ہیں قیصرہ خود نکال لیں۔ واللہ تعالیٰ ہوا موفی۔

## امور تنقیح طلب

- ۱۔ اکابر حضرات دیوبند نے مناظرہ سے پہلو تہی کی یا خان صاحب نے۔
- ۲۔ جو الزامات خان صاحب نے لگائے ہیں وہ امور واقعی کفریہ ہیں یا نہیں۔
- ۳۔ علمائے دیوبند بھی ان کو کفریہ عقائد تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔
- ۴۔ اگر وہ مضامین عقائد کفریہ مسلمہ فریقین ہیں تو علمائے دیوبند ان کے معتقد ہیں یا نہیں اور وہ معنی ان کے مراد ہیں یا نہیں۔ مراد نہ ہونے کی صورت میں ان کے معتقدین کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان۔
- ۵۔ اگر وہ مضامین علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عقائد ہیں اور وہ ان کی مراد بھی نہیں اور ان عقائد کے معتقدین کو کافر بھی سمجھتے ہیں تو پھر جن عبارات کو خان صاحب نے پیش کیا ہے ان کے صحیح معنی کیا ہیں۔ کس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ خان صاحب نے ان معانی کی تغلیط قرآنی ہے یا نہیں۔
- ۶۔ جس صورت میں علمائے دیوبند ان مضامین کو عقائد کفریہ سمجھتے ہیں اور وہ مضامین ان کی مراد بھی نہیں اور اپنے کلام کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں تو اب وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

۷۔ خان صاحب، یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ہی فیصلہ اور فتوے اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کی بنا پر ایسے کافر اور مرتد ہیں کہ جو ان کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ جس طرح خان صاحب تھے۔



پھر اس کا قرنہ کئے والے کو جو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی خان صاحب ہی کی طرح کافر ہے الی غیر النہایت۔ اور ان میں سے کسی کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی چاہے کافر ہو، مرتد ہو، یا ان کا ہم مقیدہ ہو درست نہیں۔ نکاح زنا کے محض اور اولاد حرامی ہو گی۔ غرض جو حکم خان صاحب نے اپنے مخالفوں کے لیے صادر فرمایا تھا وہی حکم بعینہ خان صاحب پر لوٹ کر آیا ہے یا نہیں۔

۸۔ علمائے دیوبند نے خان صاحب کا یہ اقرار کفر خان صاحب پر ظاہر کیا نہیں۔ پھر خان صاحب نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہیں۔

تبفتح نمبر ۱ کے متعلق عرض ہے کہ حضرات اکابر دیوبند نے خان صاحب سے مناظرہ میں پہلو تہی نہ فرمائی بلکہ خود خان صاحب نے پہلو تہی فرمائی۔ چنانچہ خیر اور بلند شہر کے مسلمانوں نے مناظرہ کرنا چاہا تھا اور ہر فرق اپنے اپنے علماء کو میدان مناظرہ میں لانے کا ذمہ دار ہوا تھا۔

حضرات دیوبند جو تحریر مستعدی مناظرہ کے لیے بھیجی تھی وہ پیش ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب نے بھی کوئی تحریر بھیجی ہو تو پیش کی جائے۔ یہ تحریک مناظرہ حوالہ ۳۲۸ میں ہوئی جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "قامتہ الظہر فی بلند شہر" وغیرہ۔

## نقل تحریر دستخطی آمدہ از دیوبند مع دستخط حضرات ثلاثہ

باسمہ تعالیٰ حامداً و معیلاً و مسلماً و ذوقاً قویاً منسوبہ بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گلگاہی۔ اور بعض عبارات تنذیر الناس و

برائین کا طعہ و حفظ الایمان کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابھیں پڑو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و اتمام کو بین خداوند عالم جی دے شانہ۔ و توہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے۔ امور مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔ بقاعدہ مسلمہ خان صاحب الہم قالہم ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جوان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلف ہیں۔ گفتگو کے لیے آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدی مناظرہ کے بارہ میں بھیجیں فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا دلیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساتھ پر داخستہ موکل کا صحابہ جاد سے گا۔

عیلیٰ احمد تقی محمد بنده محمود عفی عنہ اشرف علی عفی عنہ بقلم خود  
میں ۷ قامتہ الظہر فی بلند شہر۔

اس تحریر میں مسئلہ تکفیر ہی نہیں جملہ امور مختلفین گفتگو کے لیے مستعدی ظاہر فرمائی ہے۔ خان صاحب نے بھی اگر اپنے لوگوں کے پاس کوئی اس قسم کی تحریر بھیجی ہو تو ظاہر فرمائیں بلکہ خان صاحب کے لوگوں نے خان صاحب سے ہر چند چاہا کہ وہ بھی مستعدی مناظرہ کی تحریر بھیجیں۔ مگر نہ بھیجی اور نہ بھیجی۔ آخر فیصلہ فتح حضرات دیوبند کا ہوا۔ اور دوسرا بلند شہر نے اس اس پر اپنے دستخط فرمائے۔

رسالہ مذکورہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر تمام ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ پھر بھی خان صاحب کے ہوا خواہوں کا یہ فرمانا کہ حضرات دیوبند مناظرہ سے پہلو تہی کرتے ہیں کس قدر واقع سے دور اور ایمان کے خلاف ہے۔ خان صاحب

نے مسعدی مناظرہ کی تحریر بلند شہر کے لوگوں کو نہ بھیجی یہ قطعی فیصلہ فرمادیا کہ خان صاحب ہی کو مناظرہ کرنا موت نظر آتا تھا۔

ناظرین کرام! اب انصاف سے جو آپ حضرات کو معلوم ہو۔ وہ بیان فرما دیجئے۔

تفتیح نمبر ۲ کے متعلق عرض ہے کہ خان صاحب بریلوی نے حضرت قاسم العلوم والذخائر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز ناٹو قوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ذمہ یہ الزام لگایا کہ وہ نفوذِ بائند تھا لے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یعنی آخر النبیین یعنی سب سے بچھلانی نہیں جانتے۔ یہ عقیدہ بالفاق اہل سنت والجماعت کیا معنی تمام مسلمانوں کے نزدیک کفریہ عقیدہ ہے۔

۳۔ ملائے دیوبند بھی اس کو کفریہ عقیدہ جانتے ہیں۔

۴۔ حضرت ملائے دیوبند اس عقیدہ کفریہ کے ہرگز ہرگز معتقد نہیں۔ اور نہ یہ معنی ان کی مراد۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ اُسے قطعی کافر سمجھتے ہیں وہ مرد اور ملعون جنمی ہے۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ خان صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تحذیرِ برائت کی عبارت ذیل ملائے حریم شریفین کی خدمت میں پیش کر کے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔

بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نہی ہو۔ جب میں آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نہی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آنے گا۔

خاتم کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں اخیر ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زانی میں بالذات کچھ فیصلہ نہیں ۱۲ ص ۱۳

حالانکہ یہ عبارت تحذیرِ برائت میں ایک جگہ نہیں بلکہ تین مقاموں سے ایک مسلسل عبارت ایسی بنائی ہے جس کو دیکھ کر ہر شخص یہی کہے گا کہ قائل خاتم زانی کا منکر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ عبارت چند مقامات کی ہے اور اس میں خیانت کی گئی ہے کہ کفریہ مسنون بنانے کے لیے اول فقرہ صفحہ ۲۸ کا ہے اور لفظ بلکہ سے ۱۴ صفحہ کی عبارت ہے اور لفظ عوام کے خیال سے آخر تک صفحہ ۳ سے پوری کی گئی ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس طرح سے ہر شخص اور تو اور کتاب اللہ سے کفریہ مضامین بنا کر پیش کر سکتا ہے مثلاً:

ان الدین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک  
یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیلئے وہ  
احصاء النار، ہر فیہا خالدون۔  
لوگ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

پھر یہ خیانت ایک عالم ربانی آیت من آیات اللہ کے اوپر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کی جائے مسلمان خود ہی خیال فرمائیں کہ یہ کام مسلمان کر سکتا ہے یا وہ جو اسلام اور خداوندِ عالم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔

سالہا سال تک خان صاحب سحان کی زندگی میں مطالبہ رہا کہ وہ تحذیرِ برائت دکھاؤ جس میں یہ عبارت مسلسل موجود ہو جس کی بنا پر کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے مگر کون اور کیا

سے دکھاوے یہ حقیقت ہے خان صاحب اور ملائے دیوبند کے ایمان اور کفر کی۔  
یہ کرم تو خان صاحب نے وہاں کیا جہاں لوگ جنم کے گناہ بخشوائے جاتے ہیں۔ حرم محترم  
عازہ کعبہ بیت اللہ تعالیٰ اور روزنہ اقدس کے روبرو جو محل سازی سے باز نہ آیا۔ بلکہ  
سفر ہی اسی لیے کیا۔ سچے ہندوستان میں کیا کیا نہ کیا ہوگا۔  
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا!

دوسرے اسی تحذیر الناس اور مناظرہ عجیبہ میں جو تحذیر الناس ہی کے متعلق ہے اور  
بھی طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم تصریح فرماتے ہیں کہ ختم زمانی کا ثبوت  
قرآن سے، حدیث سے، تواتر سے، اجماع سے ہے۔ جو ختم زمانی کا انکار کرے وہ  
کافر ہے۔ میں ختم زمانی کا منکر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کرتا ہوں۔ جو ختم  
زمانی کے لیے علت ہے۔ مگر خان صاحب ہیں کہ پھر بھی منکر خاتمیت زمانہ کا الزام لگا کر  
کفر کا فتوے حرمین شریفین سے لے ہی آئے۔ ملاحظہ ہوں۔ عبارات حضرت مولانا  
نافی قوی قدس سرہ العزیز۔

## عبارات تحذیر الناس

صفحہ ۲ سطر ۱۶ تا ۱۹۔ جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے  
اور فضیلت نبویؐ دوبالا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۱ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی بدلاست  
التزامی ضرورتاً۔ اور تصریح نبویؐ انت متی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ

لا تبت بعدی۔ او کما قال۔ جو بظاہر ربط زندقہ اس لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس  
باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا  
گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا  
ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ مشعر تعداد رکعات تواتر  
نہیں جیسا کہ ان کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی ۱۲

صفحہ ۲۱۔ اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے ۱۲ الختم م ۴

## عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۲ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب  
کے نزدیک مسلم ہے ۱۴

صفحہ ۲ سطر ۹۔ مولانا خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجہ اور تائید کی ہے تغلیط  
نہیں کی ۱۴۔

صفحہ ۲ سطر ۱۱۔ اوہوں نے نقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی  
ملکت خاتمیت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تحذیر ہی میں ناقصانے خاتمیت مرتبی کا یہ  
نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا ۱۲

صفحہ ۳۹۔ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا اقبہ کچھ  
علاج نہیں ۱۲

صفحہ ۴۱ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحریر میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں تقریر عثمانی کے موافق خاتمتِ زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولاتِ مطابقی لفظ قائم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ خاتمتِ زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہنے کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے۔ بلکہ اقرار کرنے والوں کے باؤل جمادیئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبریا کی کو نہیں سمجھتا۔ ۱۳

صفحہ ۶۸۔ معنی مختاراً حق تو مثبت خاتمتِ زمانی میں معارض ہونا کیا ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر اول تحریر تحریر پر تو خاتمتِ زمانی مدلول الترامی قائم التیسیم ہوگا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابق ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے ۱۲

صفحہ ۱۲۳ سطر ۱۔ اور امتناع بالغیر میں کلام ہے۔ اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تآل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں ۱۲ انتم ص ۶۵

یہ چند عبارات مذکورہ جو بطور نمونہ عرض کی ہیں ان سے ناظرین کرام کو متیقح کا نمبر (۵) بھی متیقح ہو گیا ہو گا کہ ختمِ زمانی کا انکار حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز اور ان کے مجملہ خدام کے نزدیک عقیدہ کفر یہ ہے۔ اور جو شخص منکر خاتمتِ زمانی ہو اُسے کفر اور مرتد سمجھتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ جن عبارات کو کاٹ تراش خیانت کر کے خان صاحب نے پیش فرمایا ہے ان کے صحیح معنی کیا ہیں۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو بندہ کا رسالہ.....

”السحاب المدد رانی تو صریح اقوال الاختیار“ جس کو طبع ہوئے سالہا سال گذر گئے لفظان صاحب

اور ان کے جملہ معتقدین نے ایک حرف جواب میں نہ لکھا۔ نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھ سکیں۔

ناظرین باتیکیں! آپ حضرات اب خود غور فرمائیں کہ خان صاحب نے کس قدر ظلم سے کام لیا ہے اور ایک جمیعہ الاسلام و فخر المسلمین کے کافر کھنے میں کس قدر عرق ریزی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ خان صاحب اور ان کے اتباع پر اگر نظر خاتمتِ زمانی نہ فرمائے تو حکم من عادی لہ دلیا فقد آذنتہ بالحدوب اور کما قال کی بنا پر ساری جہنم کا انہیں کو وارث بنا دے اور مسلمان جہنم کے اور ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ ہاں ہم یہی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور تعصب اور اتباعِ ہوی سے ہم سب کو بچا دے۔

ناظرین کرام! یہ اس بہتان کا ذکر ہے جو حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز کی نسبت تھا۔ حضرت رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہ العزیز پر جو اعتراض کر کے فتویٰ کفر حاصل کیا ہے اس کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا گنگوہی مرحوم و مغفور کی طرف یہ نسبت کیا کہ حضرت مولانا موصوف نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ و سبحانہ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اُسے کافر بالائے طاق مگر وہ درکنر فاسق بھی نہ کہو۔ حرام ص ۱۵ سطر ۸۔

یہ نسبت اقرائے معض اور کذبِ خالص ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس عقیدہ کو عقیدہ کفر یہ سمجھتے ہیں نہ اس کے وہ خود معتقد ہیں نہ ملائے دیوبند کا یہ عقیدہ کفر یہ نہ ان کی کسی عبارت کا یہ مطلب اور مراد ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے اُسے وہ کافر مرتد



ملعون جنہی سمجھتے ہیں کہ کتاب "تذکرۃ الخواطر" وغیرہ میں اس کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ فتوے ہم کو دکھاؤ۔ وہ فتوے قطعاً اور یقیناً جعلی ہے۔ بی بی اور بڈیوں میں اکثر دستاویز اور تمسک جعلی بنتے ہیں۔ ایک فتوے جعلی بنا لینا کیا دشوار ہے۔ مگر وہ جعلی فتوے بھی آج تک پیش نہ کیا گیا۔

ثبوت اس کا یہ ہے کہ بندہ نے محمد حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز سے دریافت کیا کہ آپ کی طرف اس قسم کا فتوے منسوب کرتے ہیں واقعہ کیا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت شدت سے انکار فرمایا اور لکھا کہ:

”معاذ اللہ میں ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں؟“

پنناچہ بندہ نے اپنے رسائل میں خان بدوی کی حیات ہی میں اس مضمون کو شائع بھی کر دیا۔ مگر اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ اثر تو جب ہوتا جب پسے سے جعل سازی کا علم نہ ہوتا۔ ”تسخیر الناس“ مطبوعہ کتاب کی عبارت میں بیت اللہ، کعبۃ اللہ اور روضہ قدس (زاد ہما لہ شرفاً و تعظیماً) کے سامنے جو شخص جعل بناوے اسے ہندوستان میں جعلی فتوے بنانے میں کیا دیر لگتی ہے۔ اور اگر فرمن کرو فتوے محمد خان صاحب کا جعلی یا ان کے علم میں جعلی نہ تھا۔ مگر جب حضرت مولانا صاف لفظوں میں انکار فرماتے ہیں ایسے عقیدہ رکھنے والے کو

کافر کہتے ہیں۔ پھر خان صاحب کو کیا گنجائش باقی رہتی ہے۔ مرقعی حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا وکالت نامہ ہزاروں کے مجمع میں مولانا موصوف کے روبرو مراد آباد وغیرہ میں پیش کرے۔ مولانا اقرا دہائیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ تصدیق نہیں فرماتے۔ تھانہ بمبوں رجسٹری بھیجتے ہیں۔ کیوں۔ کسی طرح سے ابن شیر خدا کے پنجہ سے جان بچ جائے مگر ایک کفری فتویٰ پیش ہوتا ہے اور جس کی طرف منسوب ہے، وہ انکار کرتا ہے۔ مگر خان

ہیں نہ قیصر۔ سزا دریافت فرماتے ہیں نہ بعد انکار۔ نہ طلب پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحریری ثبوت یہ ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸۱۔

”ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔۔۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ فیما یقول جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔“

یہ فتویٰ حضرت مولانا گنگوہی کا سا لہا سال سے خان صاحب کی حیات میں طبع ہو گیا تھا۔ حوالہ بھی دیا گیا۔ خود بھی دیکھا مگر پھر بھی پٹھانی دربار سے فتویٰ وہی کفر کا جاری ہے بہت اچھا۔ ہم بھی مدد چاہتے وہ کہیں گے کہ قبر میں تھرانے نہ لگیں، اور اپنے ان حلف صالح اور مدعوں کے لیے بڑے بڑے عمل اپنے ہی پاس نہ بنوائیں تو پھر کہنا۔ خدا چاہے ہم جو کچھ کہیں گے خود نہ کہیں گے۔ خان صاحب ہی سے کملوائیں گے۔ عرض اس مقدمہ کی تیقعات نمبر ۲ تک کل منقہ اور صاف ہو گئیں۔

اب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی نسبت عرض کرتا ہوں بخود ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہم پر یہ اقرار کیا کہ:

”ہر اہل قاطع میں تصریح کی کہ ان کے پیرائے میں سے اللہ علیہ وسلم کے

علم سے زیادہ بہتے ۱۲ ص ۱۵

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بتان یا نہدھا کہ:  
 ”حفظ الایمان میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔“ (سام صفحہ ۲۱)

یہ دونوں کفریہ مضامین بھی محض جھوٹ اور افتراء تھے خاص میں۔ یہ دونوں حضرات بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں ہم نے بھی دریافت کر لیا ہے اور جس کا جی چاہے اب پھر دریافت کر لے۔ وہ ان مضامین کو کفر کہتے ہیں۔ اور وہ، اور جملہ علمائے دیوبند ان عقائد کو کفر جانتے ہیں نہ ایسے الفاظ اور مضامین میں انہوں نے کسے۔ نہ ان کی مراد اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، اسے کافر، مرتد، ملعون، جہنمی سمجھتے ہیں۔ اور جن عبارات کی طرف، خان صاحب نے ان مضامین خبیثہ کو منسوب کیا ہے۔ ان عبارات کا صاف اور صریح مطلب اسباب المردار فی توضیح اقوال الاخیار ”و توضیح البیان“ میں سالہا سال ہوئے مفصل عرض کر دیا گیا ہے۔ جس کے جواب سے خان صاحب اور ان کا تمام گروہ خدا کے فضل سے عاجز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک عاجز رہے گا۔ اس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

بندہ نے خود ان حضرات سے ان خبیثہ مضامین کے متعلق دریافت کیا ہے کہ خان بریلوی آپ کی طرف ان مضامین کو منسوب کرتے ہیں۔ آپ نے ان مضامین کو مراعتہ یا اشارۃ بیان فرمایا ہے اگر بیان نہیں کیا۔ تو ان امور کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور جملہ علمائے دیوبند کے نزدیک کیا

لے حضرت مولانا غلام احمد صاحب کا مسودہ مرتب ہو چکے کے بعد وصال ہو گیا ۱۲

شخص ہے۔ جن عبارات کو خان صاحب نقل کر کے یہ خبیثہ مضامین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر ان سے یہ مضامین مراعتہ نہیں ثابت ہوتے تو اشارۃ و لزوماً جہنمی نقل کیے جاسکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان عبارات سے یہ مطالب قیصرہ مراعتہ ثابت ہوں نہ لزوماً تو پھر آپ نے ان مضامین کو کسی اور جگہ بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ پہلے دونوں مضمون بھی سوال دیوبند میں شامل ہیں، یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم رہانی ہونے سے انکار کرنا اور خداوندِ عالم جل و علی شانہ کو جھوٹا سمجھنا اور صدور کذب اس سے واقع تسلیم کرنا اس فتوے کا جواب جو ان دونوں حضرات اور جملہ مدرسین دارالعلوم دیوبند وغیرہ نے دیا ہے اس کے بعض بعض مقامات کی عبارات ذکر کرتا ہوں۔ جس کو مفصل دیکھنا ہو وہ رسالہ ”الغتم علی لسان الغتم“ اور ”قطع الوثین من بقول علی الصالحین“ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب دامت برکاتہم نے جو بندہ کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ ذیل میں عبارتہ درج ہے۔

الجواب ومنه الوصول الى العوالب۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو مرتد و کافر و ملعون جانتے ہیں جو شیطان لعین کی کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۴ میں یہ عبارت موجود ہے:

”میں کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مائل آپ کا نہیں جانتا انتہی“

خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حساب روزِ جزا

ہوگا۔ یہ کفر یہ مضمون کہ شیطان علیہ السلام کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔  
براین کی کسی عبارت میں صراحت ہے نہ کنایت۔

غرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف  
منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدتِ عمر کبھی دوسرہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی  
ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔

یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کفرِ خالص ہے  
اس کا مطالبہ خان صاحب سے روزِ جزا ہوگا۔ میں اس سے بالکل بری اور پاک ہوں۔  
دکفی باللہ شہیداً۔

اہل اسلام عباراتِ براین کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مطلب صاف اور واضح ہے۔

مرزا غلام احمد نقہ اللہ لکھنؤ ولقد۔ انجم علی لسان الغنم ص ۶۶

محض عبارت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہشتبر کا تتم۔ مشفق و کرم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ میں نے یہ بیعت مضمون کی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو دور کرنا میرے قلب میں  
اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔

۲۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ میں عرض کروں گا۔

۳۔ جب میں اس مضمون کو بیعت سمجھتا ہوں اور دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا  
اوپر معروض ہوا تو میری مراد یکے ہو سکتا ہے۔

۴۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اقتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص  
کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصو میں قطعیہ کی اور منقیس کرتا

مضمون سرورِ عالم خیر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل مخلوقات

فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے علی

بعد از خدا بزرگ توئی قصۂ مختصر

کتبہ اشرف علی انجم علی لسان الغنم ص ۷

## بعض عباراتِ فتویٰ

اب ہم کو موصوفہ کے متعلق کچھ عرض کی حاجت نہیں رہی مگر محض بغرضِ تہذیب و  
تحقیق ہر سوال کے متعلق نمبر دار ایمانداری سے کچھ عرض کئے دیتے ہیں۔

۱۔ تہذیبِ اناس میں ختمِ زمانی کا انکار نہیں بلکہ اس کا ثبوت مدلل تہذیبِ اناس اور  
دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہ میں بوضاحت موجود ہے اور منکر ختمِ زمانی  
کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کا کوئی فتویٰ ایسا نہیں جس میں کذب بالفعل باری  
تعالیٰ نفوذِ باشد واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے۔ بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوے  
میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ بولنا  
محال ہے ۱۲

۳۔ مولانا غلام احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علمِ اہلسنہ نفوذِ باشد

علم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا سلمہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ معنوں میں صریح غلط اور کفر کی تحریر میں نہیں لکھا کہ نوح باللہ آپ کا علم غیب بچہ اور پاگل ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علمائے حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سنت بے حیائی اور سراسر فحشاء ہے۔

۵۔ یہ مضامین کا ذبح کفر یہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحتاً یا اشارۃً کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں قتال و مثل ملعون کا فرزندِ حق جہنمی مرتد و آس شیطان کا بھی مستاد ہے جو اکابرین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افتراء اور اختراع کردہ کو بالقرع ثابت کرتے ہیں ان سے اشارۃً اور لفظاً بھی قیامت تک وہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا:

”عیین باز بر عیض عین باز بر عیض میرانام محمد یوسف“ ۷

باچنیں یہودہ گوئی میتوان گفتن اگر

توتے داری بگو و پتے داری بیار

اگر تعین منظور ہو تو ”السحاب الدار فی توضیح اقوال الانبیاء و توضیح البیان فی حفظ الایمان“ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان

کیا گیا ہے۔

۷۔ ان مضامین مستفسر و کفریہ کا اثر و تحریرات مؤلف میں ہے۔ اور نہ حضرات کی تحریرات

باقید اور دیگر تالیفات میں کہیں پتہ اور نشان صراحتاً یا ضمناً اصرار کیا یا تبعاً کہیں ایسے مضامین ہمیشہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد۔ ان حضرات پر ایسے لغویات کا افتراء اس قدر ہے اصل جھوٹ کر نادان جاہل معتقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کار سازی ہے جس کی اصل کچھ بھی نہیں۔ جس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسار ہے۔ ما فانا اللہ و المسلمین من ذلک واللہ تعالیٰ ہو الموفق و المعین“ الختم من ۱۳۱۱/۱۰

عبارات کے زیادہ نقل کرنے میں طول کا خوف ہے اس وجہ سے صرف ایک عبارت اور نقل کرتا ہوں۔

”مسلمان بالکل مطمئن ہو جائیں کہ ہم بالکل سچے کئے حنفی اور سلاسل حضرات اولیاء نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرات کی برکت سے بدعات سے مغفرتام ہے واللہ اللہ علی ذلک جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احتراز اولی سمجھتے ہیں کیونکہ نوح اور نجات فقط سنت نبوی میں ہے علی صاحبہا الف الف سلامۃ۔ اور متفق علی سنت اس قدر ہیں کہ ان پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہو نیکی ایک جامع علماء مدعی رنہ صاحب مذہب سے نقل نہ کتب فقہ میں پتہ اور جب سے وہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اُس میں اختلاف



جس مرتبہ کے لوگ اس کی تحسین کریں، اُسی مرتبہ کے علماء یا اُن سے زیادہ اس کو  
اچھا نہ سمجھیں، پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ۳۰ مایر بیٹک  
الفا مالایر بیٹک۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حقیقہ اور تقلید سے علاج  
یا بزرگوں کا مخالف جتاے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیئے۔ کسی کی حقانیت  
ہمدرد ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی الحق یعلمو ولا یعلمی ۳۱

کتبہ فیروز الدین مغلنی عن مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند۔ (التمس ۱۵)

اس فتوے پر دیوبند کے جملہ مدرسین و مہتممین اور دونوں حضرات کے صاحبزادوں حضرت  
مولانا مولوی حافظ حکیم الحاج مسعود احمد صاحب گنگوہی دامت فیہ منہم اور حضرت مولانا مولوی حافظ  
الحاج محمد احمد صاحب صدر مہتمم دارالعلوم مدت فیہ منہم اور حضرت شیخ الحدیث نور الدین قادری کے  
دستخط موجود ہیں۔ جن صاحب کو منظور ہوا اصل رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد عرض ہے۔ مسلمانو! عجب منطقی ہے کہ ان تصریحات کے بعد بھی خان صاحب  
کی کفریہ مشین سے کفر ہی کا فتویٰ نکلتا ہے۔ مگر یہ تو خان صاحب کافر من منسبی تھا۔ بقول  
بعض جس کا وہ مشاہرہ پاتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے داروغہ کیسے ہوتے غیر  
یہ کہ ان کا فعل ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقت الحال۔ یہ کیا ہے وہ آپ خود ہی جھگکتے  
ہوں گے۔

ہم اس وقت خان صاحب سے ایک عالم اور مفتی اور حکم مسلم فریقین ہونے کی  
حیثیت سے دریافت کرتے ہیں کہ روکلا اور منہ کی مقدمہ یہ ہے جو حضور کے سامنے  
ہے۔ ان حضرات اربعہ کو باوجود اس تبریر اور تھاشی اور مضامین کفریہ کو عقائد کفریہ کہہ کر  
ان سے اظہار نفرت کرنے کے بعد بھی خان صاحب اور اُن کے اتباع کفر اور مرتد ہی

فرمائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جو انہیں کافر نہ کہے تردد، شک، احتیاط کرے وہ بھی ایسا ہی  
کافر جیسا کہ وہ الی غیر النہایت۔ اسی پر گنگوہی اور مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ چونکہ خان صاحب  
کی جماعت کے متاع ایک آپ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم رفیع شکر کے لیے آپ ہی کو  
حکم قرار دیتے ہیں۔ حضور جو فرمائیں وہ ہم کو بھی تسلیم ہے۔ دوات قلم لے کر فیصلہ قطعی تحریر  
فرما کر اس تفسیر کو طے کرادیجئے۔

## فیصلہ فاضل بریلوی حکم مسلم فریقین

رواد مقدمہ مدعی اور مدعا معلیم کے بیانات اور شواہد پر نظر غائر کرنے سے یہ ہی معلوم  
ہوتا ہے کہ مدعا معلیم بری اور سچے پکے سنی، حنفی، مسلمان، صوفی، صاحبِ رشد و ہدایت۔  
اور خود مدعی پر حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جا کفر لوٹی اور وہ خود اپنے ہی فتوے  
سے کافر ہو گئے۔

تفصیل اس کی یہ ہے۔

۱۔ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سوا  
پہلو نکل سکیں، اُن میں ۹۹ پہلو کفر کھٹے جاتے ہیں اور ایک اسلام کی طرف تو  
جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا ملول رکھا ہے ہم اُسے  
کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو ملا  
رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری  
تاویل سے اُسے قائم نہ ہو گا۔ وہ عند اللہ کافر ہی ہو گا ۱۲ (تحمید ایمان ص ۱۳۳)

۲۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذكرنا ان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان فيها تسع وتسعون  
احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولى للمفتي والقاضي  
ان يعمل بالاحتمال الثاني۔

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین و محیط و فتاویٰ مالگیریہ وغیرہ میں ہے:  
اذا كانت في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير  
فعلى المفتي والقاضي ان يميل الى ذلك الوجه ولا يفتي بكفره تحصيلًا  
للظن بالسلم۔ ثم ان كانت نية القائل الوجه الذي يمتنع  
التكفير فهو مسلم وان لم يكن لا ينفعه حمل المفتي كلامه على  
وجه لا يوجب التكفير۔ (تیسرے ۳۵، ۳۶)

۳۔ اسی طرح فتاویٰ بزازیر و بحر الرائق و مجمع الانور و صدیقہ تدیرہ وغیرہ میں ہے: تا ما رغاہ و بحر  
سل السام و تنبیہ الولاۃ وغیرہ میں ہے:

لا يكفر بالمحتمل لان الكفر نهائية في العقوبة ليستدعى نهائية  
في الجنابة ومع الاحتمال لا نهائية۔ (سام ص ۳۶)

۴۔ بحر الرائق و تجرید البصار و صدیقہ تدیرہ و تنبیہ الولاۃ و سل السام وغیرہ میں ہے:  
والذي تعدوا انه لا يفتي بكفر مسلم امكن حمل كلامه على  
محتمل حسن الخ۔ (تیسرے بیان ص ۳۶)

حاصل ان عبارات کا یہی ہے کہ ایک مسئلہ میں مسلمان کے ایک کلام میں اگر بہت  
سے احتمالات کفر کے ہوں اور صرف ایک اسلام کا ہو تو وجہ تک یہ معلوم نہ ہو جائے

کہ قائل کی مراد سے کفری ہیں مفتی اور قاضی کو لازم ہے کہ حسن ظن کی بنا پر وہی منسے  
لے جس سے وہ مسلمان رہے۔ پھر اگر واقع میں بھی اسلامی منسے ہی مراد ہیں تو  
عند اللہ بھی وہ مسلمان ہی ہے۔ ورنہ اگر اس کی مراد سے کفری ہیں تو کو مفتی و قاضی اسے  
مسلمان کہیں مگر وہ عند اللہ کافر ہی ہے۔ اور چونکہ کسی کو کافر کہنا انتہائی مذہاب  
لسانی ہے۔ اس وجہ سے اسے کافر بھی سمجھی کہیں گے جب اس کے کلام میں کفری  
معنی قطعی اور یقینی ہوں اور کوئی دوسرے صحیح معنی کا احتمال بھی نہ ہو۔ اور یہ بات  
لکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس مسلمان کے کلام کے کوئی معنی اچھے نہ مل سکیں  
اُس کے کفر پر ہرگز ہرگز فتویٰ نہ دیا جائے۔

۵۔ اس کی تحقیق جامع الفصولین و رد المحتار و ماشیہ ملائرف و فروع و ملقط و فتاویٰ حیدر  
ماتا رغاہ و مجمع الانور و صدیقہ تدیرہ و سل السام وغیرہ کتب میں ہے۔ نصوص عبارات  
رسائل علم غیب شمس اللہ و المکتون وغیرہ میں ملاحظہ ہوں و باشد التوفیق۔ یہاں صرف حدیث  
تدیرہ شریف کے کچھ کلمات بشریہ میں ہیں۔

جميع ما وقع في كتب الفتاوى من  
يعني كتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم  
کلمات صرح مصنفون فيها بالجزم  
کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل  
بالكفر يكون الكفر فيها محمولاً على ارادة قائلها  
نے ان سے پہلے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز  
معنى محمولاً بالكفر۔ اذا لم تكن ارادة قائلها ذلك  
کفر نہیں۔ (تیسرے ص ۳۵)

۶۔ ہم احتیاط پر ہیں گے۔ سکوت کریں گے جب تک ضعیف، ماضعیف، احتمال نے کا حکم کفر  
جاری کرتے نہیں گے۔ انتہی مختصر۔ (تیسرے ص ۴۳)

۷۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لادانہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا

ہے۔ جیسے مک و کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جلتے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف یا ضعیف عمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعی - (تہذیب ص ۳۳)

۸۔ اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے۔ اسے کافر نہیں کہتے ۱۲ (تہذیب ص ۳۳)

۹۔ اہل لا اکر اللہ پر بدگمانی حرام اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں، خواہی خواہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ۔ (برکات الاملاہ ص ۲۷)

اس کے بعد آیات قرآنہ و احادیث نبویہ سے استدلال فرما کر فرماتے ہیں۔  
۱۰۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو۔ واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہراویں کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلو ولا یعی - اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔

مذکور بالا جو بعض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون ہر دود و مصنوع مسرود احتمال گھڑے اور اپنے لیے ظلم غیب و اطلاع حال قلب کا دعویٰ کر کے زبردستی دینی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باند میں قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا۔ ان بتانوں، طوفانوں پر بارگاہ قہار سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا۔ ہاں ہاں جواب تیار رکھو۔ اس سخت وقت کے لیے

جب مسلمانوں کی طرف سے مجھوتا آئے گا لا اکر اللہ ۱۲

(برکات الاملاہ ص ۲۸ مختصراً)

تسلک عشرہ کاملہ۔ ان عبارات کے بعد فیصلہ ظاہر ہے کہ حضرات اکابر طحاوی و یونہ کی عبارات میں اگر ۹۹ احتمالات باطلہ کفریہ بھی ہوتے اور ایک ضعیف احتمال صحیح اسلام کا ہوتا تب بھی واجب تھا کہ ان کو مسلمان ہی کہا جاتا جب تک کہ معنی کفری کا مراد ہونا قطعاً یقیناً ثابت نہ ہو جاتا چہ جائیکہ ان کی عبارات کا مطلب بالکل صاف اور پاک ہے معنی کفر کا وہاں احتمال بھی نہیں جس کو "تزکیۃ الخواطر" اور "السحاب المذہر" و توضیح البیان میں مفصل بیان کر کے سالہا سال سے جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر کسی مخالف سے ایک حرف تک نہ لکھا گیا۔ مخالف کیا معنی خود اعلیٰ حضرت دم بخود رہے اور سکوت سے تسلیم کر گئے کہ جو معنی عبارات کے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں اور مخالف (یعنی خود خان بریلوی) نے خواہ خواہ اپنی طرف سے ملعون، مسرود، ہر دود و مصنوع معنی گھڑ کر خلاف عبارت و مراد متکلم کی طرف منسوب کر کے قطعاً گناہ کبیرہ کیا۔ اور بالآخر عی

چاہ کن را چاہ دیش

خود اسی پر تکفیر ایسی لوٹی کہ اس کو رفع نہ کر سکا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی صحیح ہوا اور صحیح ہوا۔ بعض گناہ کبیرہ تو جب ہوتا کہ جب حضرات موصوفین اپنی مراد بیان نہ فرماتے۔ اور کلام و جوہ مختلفہ صحیحہ و باطلہ کو متخل ہوتا اور صحیح معنی بے تکلف درست ہوتے۔ مگر یہاں تو قیامت یہ ہے کہ ہر متکلم معنی کفری کو کفر کہتا اور اس کے معتقد کو کافر ہر متد، ملعون، جہنمی سمجھتا ہے اور یہ بھی صاف کہتا ہے کہ معنی کفری میری مراد نہیں میرے دل میں بھی یہ تعبیر مسنون کبھی نہیں گذرا۔ اور پھر یہی کہا جاتا ہے کہ اس کی

مراد معنی کفری ہیں اور یہ کافر ہے جو اسے کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔ یہ بدگمانی نہیں ہے بلکہ ہمتان اور عداوت اسلام و ایمان و مخالفت حکم خدا نے تقدس و نبی ذی شان ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

خان صاحب کو پتا بنیے تھا کہ ایسے شخص کو جو حضرات دیوبند کو کافر کہے ضرور ایسا کافر کہتے کہ جو اس کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ کیونکہ یہاں تو ایمان کو کفر اور مسلمان کو کافر کہنا ہے جو کفر ہے۔

خان صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر عبادت میں قوی سے قوی احتمالات بھی کفر کے ہوں گرا دنی سے ادنیٰ ضعیف سے ضعیف بھی احتمال اسلام کا ہو تو واجب ہے کہ اس کلام مسلم کے وہی معنی لیے جاویں جس سے وہ مسلمان رہے اور یہاں تو معنی کفری کا ضعیف سا ضعیف اور ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں۔ پھر یہاں بجز اسلام اور ایمان کے کفر کی کیا مجال ہے۔ جو اپنا بدن چھو دکھائے۔

اگر کوئی خان صاحب کا حقیقی دشمن یہ کہے کہ صرف یہی بات میں تاویل معتبر نہیں تو اپنا حوصلہ ہر بدعتی پورا کر لے۔ خان صاحب نے ایسا قطعی فیصلہ فرمایا ہے کہ اب کوئی بدعتی حضرات اکابر ملائے دیوبند کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو ہم نہیں خان صاحب ہی اس کی آنکھ نکھوادیں گے۔ حضرات اکابر ملائے دیوبند کے کلام میں اگر وہ مضامین کفریہ جن کی صراحت کا دھوکہ دے کر ملائے حرمین سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے صراحتاً موجود ہوتے تو آج تک تذکیۃ النواظر اور السحاب اللہ رار و توضیح البیانہ لاجواب نہ رہتے۔

مذہب گذریں زمانہ ہو گیا

مطالبہ یہ ہے کہ صراحتاً تو درکنار ان جمیث معنوں کا تو وہاں احتمال بھی نہیں اگر ہے تو ثبات فراؤ مصنف فرماتے ہیں کہ ختم زمانی کا منکر کافر۔ ختم زمانی کا ثبوت قرآن سے حدیث سے، اقوات سے، اجماع سے، اور اس کتاب میں جس کی عبارت میں خیانت کر کے تین جگہ کی عبارت کو ایک عبارت بنا دیا ہے وہیں منکر ختم زمانی کو کافر کہنا ہے۔

پھر اپنی عبارت کا مطلب بھی صاف صاف، خود مصنف ہی فرماتے ہیں۔

اسی طرح جس کی طرف فتویٰ منسوب وہ فتوے سے منکر، معنوں سے

منکر، عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہیں۔ یوں ہی دوسرے حضرات جس جمیث

معنوں کو ان پر افتر کیا گیا ہے وہ اسے جمیث کہیں تمام عمر دل میں کہیں

اس کفری معنوں کا خطرہ تک نہیں گذرا۔ اور جو اس کا معتقد ہو اس کو کافر

مرتدا ملعون، جہنمی کہیں۔ پھر بھی ان کے کلام میں وہ مضامین صراحتاً موجود

ہوں، کوئی انسان تو کہہ نہیں سکتا ہاں کوئی اور کہے تو کہہ دے مگر ثبات وہ

بھی نہیں کر سکتا۔ صراحتاً تو درکنار۔

ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مضامین کفریہ بطریق لزوم ہی، کوئی ان عبارات سے

نکال دے، خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ ابدعت ملعونہ تیرے

کسی فرزند میں یہ قدرت نہیں ہے کہ ان مضامین کو ان عبارات سے نکال دے۔ لیکن

بغرض محال اگر وہ مضامین ان میں صراحتاً بھی ہوں تو خوب اچھی طرح سن لو کہ جناب

نہان بریلوی پھر بھی یہی فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ حضرات اکابر دیوبند جن پر بے انصافی

سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے نزدیک بہر صورت مسلمان ہیں مومن



ہیں۔ اب تو معذرت دیو بند کی طرف سے دیکھیں بلکہ حکم از مسلم فریقین ہونے کی حیثیت سے  
 خان صاحب نے اُن کے ایمان، اسلام کا قطعی فیصلہ صادر فرمادیا ہے۔ جو مدلل مذکور  
 ہو چکا۔ اب بریلوی، اولاد آبادی، انٹلی، کچھو چھو، الوری، پنجابی، بھاری، خزانہ کیں کا بہتے  
 والا ہوا اگر کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کے اس فیصلہ کا خان صاحب کے کلام سے  
 جواب دے کر اس کو منسوخ کرادے مگر ہاں اسی طرح کہ خان صاحب پتے پر ہیں اور مسلمانوں  
 میں بھی شامل ہوں۔ خان صاحب کو جھوٹا، خائن، کذاب، کافر، کہہ کر جواب نہ ہو۔ اب  
 ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا جواب ملتا ہے مگر جواب پر چھوٹے خان صاحب کے دستخط  
 ہونے چاہئیں۔ جمال بھائی، تمام بھائی کسی نے آپ کے نام اشتہار چھاپ کر  
 آپ کو بھی مصیبت میں ڈال دیا۔ اب آپ اپنی اشتہاری علماء سے اس کا جواب لکھواؤ۔  
 دیکھا مناظرہ یوں ہوتا ہے۔ اولاد ایمان یوں ثابت کیا جاتا ہے اور کفر یوں۔

اب ہم اپنا مدعا بھی خان صاحب ہی کے فیصلہ سے ثابت کرتے ہیں۔ پھر فرمائیے  
 کیا نوبت ہوگی۔ خان صاحب نے تو کہیں کا بھی نہ چھوڑا۔ ہم نے کہا تھا کہ خیروں کو  
 اپنی طرف متوجہ نہ کرو۔ بدعتیوں نے سمجھا کہ آجکل اہل دیوبند میں کچھ اختلاف ہے تو تم  
 بھی کچھ نفع اٹھاؤ۔ بہت اچھا فرمایئے کچھ نفع ہوا یا خسران لایا لا آخر ذلک ہوا خسران  
 المبین کا مصداق ہوا۔

## تصویر کا دوسرا نسخہ

کیفراتے ہیں ملیح حضرت، مجدد البدعات فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب حکم از مسلم

فریقین اپنے اور اپنی اولاد اور اتباع و متعقدین کے بارہ میں۔ آپ ایسے کافر مرتد و غیر  
 و غیرہ اپنے ہی فتوے اور اقرار سے ہیں یا نہیں کہ آپ کے اقوال باطلہ اور عقائد فاسدہ  
 پر مطلع ہو کر اگر کوئی آپ کو صرف ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہی کہے نہیں بلکہ آپ کے  
 کفر و ارتداد اور لعون اور جہنمی ہونے میں شک تردد احتیاط برتتے ساکت رہے تو وہ بھی بڑا  
 ہی کافر ہے۔ جیسے آپ۔ کوئی فتویٰ جناب نے ایسا بھی دیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہو کہ  
 آپ کا اور آپ کے اتباع اور مسلمان جاننے والوں کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود  
 اپنے ہم عقائد سے بھی کجاح درست نہ ہو۔ زن و شوہر کے تعلقات زنائے محض  
 اور اولاد حرامی محرم الارث ہو۔ اپنی کتب کے حوالہ سے جواب مرحمت ہوتا کہ جملہ متعقدین  
 متبعین، متوسلین، عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد مسلمان جاننے والے۔ یا کافر  
 اور مرتد کہنے میں شک تردد احتیاط کرنے والے تو بیکہ کے مسلمان ہو جائیں یا آپ کے  
 پاس ہی آنے کا ارادہ فرمائیں۔ وہ لوگ کسی دیوبندی ذمیہ کے فتوے کو تسلیم نہیں کر سکتے  
 وہ تو صرف حضرت، ہی کے ارشاد مبارک کو واجب تسلیم جانتے ہیں۔

## الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

جو کچھ کہا جائے گا وہ کتب مطبوعہ رضائیر سے کہا جائے گا۔ واقعی بات کے چھپانے  
 کی کوشش حاصل ہے۔

ہو گیا کفر نہاں طرز سخن سے ظاہر

اب چھپانا ہے بیش بانا کیا ہے

داعی عزیز و دوستو! مریدو! معتقدو! بات یہی ہے کہ فاضل بریلوی اور ان کی اہلاد اور جملہ اتباع اور اب ان کو کافر نہ کہنے والے انہیں کے فتوے، اور حرمین شریفین کے فتوے سے ایسے ہی ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور تھا۔ اگر کوئی مخالف ایسا کہتا تو ممکن تھا کہ کوئی جواب، کوئی تاویل کی جاتی، مگر خود کردہ راپر علاج۔ نقل مشہور ہے کہ جی

کردنی خوش آمدنی پیش

یا توبہ کرو اور حضرات علمائے دیوبند اور مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو مسلمان کہو اور جو کچھ ان کی طرف نسبت کیا ہے جیسا کہ واقع میں وہ غلط اور افتراء ہے معنی اور کذب بخلص ہے۔ اسی طرح اس کا بھی اقرار کرو مگر اس میں اسلام کی تائید اور سنت، کابل بالہ ہوتا ہے۔ جس کو اہل بدعات کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ قانع بدعت، سامی سنت، شہید مہم اور اکابر دیوبند کو جنہوں نے بدعت کا ستیاناس کر دیا۔ انہیں مسلمان کہا جائے۔ بہر حال راستے صرف دو ہی ہیں یا ان کو مسلمان کہہ کر سب خیانتوں کا اقرار فرماؤ، اور یا ان کو عار پر ترجیح دو، اور خان صاحب بڑے حضرت اور اپنا سب کا کفر وار تہاد تسلیم کر کے جہنم کے لیے تیار ہو جاؤ، ارہی یہ بات کہ ان معقول باتوں کا جواب دیا جائے سو یہ بظاہر محال ہے، کیونکہ حیات سالہا سال سے رسائل میں طبع ہو کر عالم میں شائع ہو گئی ہے اس کو اب کون چھپا سکتا ہے۔ بریلوی جماعت کی بڑی نسل ہوئی کہ سوتے شیر ان شیر خدا کو پھر جگا دیا۔ بہر حال ماتم اور مرنیہ خوانی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب غور سے ملاحظہ فرماؤ۔ سرکار خان صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اور پھر سب کو ملا کر نتیجہ نکالو۔

## خان صاحب کی عبارات

تظہیر کی وجہ سے خان صاحب نے جو عربی عبارات کا ترجمہ کیا۔ ہے وہ ہی نقل کیا جاتا ہے۔ اصل عبارت دیکھنی ہو تو محالہ پر ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کفریہ کی کتاب مظہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں نہ نو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اسباب میں توقف کرے یا تنگ لادے وہ کافر ہے، اور خدا کا منکر ۱۲ (تمہید ص ۲۶)

۲۔ نیز امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

» جو شخص حکام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا ۱۲ (تمہید ص ۲۶)

۳۔ نفس مسلمہ کا جزیرہ یعنی امام مذہب حنفی ستینا امام یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

» جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹے کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگا دے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گستاخے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس

کی جود و نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا، سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۱

(تمہید ایمان ص ۲۷)

۴۔ اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہر تد ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

شفاعا شریف و بزازیر و دروغ و فتاویٰ خیرہ وغیرہ میں ہے:

”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“ ۱۲ (تمہید ص ۲۷، ۲۸)

۵۔ مجمع الانہر و درختار میں ہے:

”جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی تو بہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے مذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے“ ۱۳

(تمہید ص ۲۸)

۶۔ احمد شہد کہ نفس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزیرہ ہے جس میں ان بدگوئیوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ کہے خود کافر ہے ۱۴ (تمہید ص ۲۸)

۷۔ بخلاف بدگوئی حضور پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نفسہ کفر ہے جس میں کوئی

۱۔ احتمال اسلام نہیں ۱۲ (تمہید ص ۳۰)

۷۔ ذکر ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں صریح ہوتا ہے کہ کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیر و دروغ و فتاویٰ خیرہ و مجمع الانہر و درختار وغیرہ یا کتب مقدمہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ۱۳ (تمہید ص ۳۵)

### ضروری تنبیہ

۸۔ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ ہے ۱۴ (تمہید ص ۳۷)

۹۔ شفا شریف میں ہے: اذعاناً لئلا یویل فی لفظ صحاح لا یقبل۔ صریح لفظ

میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا ۱۵ (تمہید ص ۳۷)

۱۰۔ شرح شفا قاری میں ہے: هو مردود عند القواعد الشوعیۃ۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے ۱۶ (تمہید ص ۳۷)

۱۱۔ نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثله و بعد ہذا یانا۔ ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا اور وہ نہ بیان کبھی جائے گی ۱۷ (تمہید ص ۳۸)

۱۲۔ فتاویٰ تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

میر و سلم کا آخر الانبیاء ہونا۔ سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۱)

۱۳۔ اور بیشک نسیم الریاض میں فرمایا جیسا کہ اس کا نفس اصل کتاب میں گذر چکا کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتا دے اس نے بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حیب لگایا اور حضور کی شان گنہگاری تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں۔ اس میں سے ہم کسی صورت کا استثناء نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صریحاً اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۱)

۱۴۔ اور بیشک بزازیہ اور دندہ اور غزالی اور قتادہ فی خیرہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ ماہستہ کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

۱۵۔ اور شفاء شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارہ میں توقف کرے یا شک لاوے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

اس وقت صرف انہی چندہ عبارتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر ضرورت ہوئی تو اور بھی پیش کی جائیں گی ان عبارات سے اسود ذیل ثابت ہو گئے۔

کہ جو کوئی کسی ضروری دین کا منکر ہو یا خداوند عالم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے جھوٹا کہے، کسی قسم کا حیب لگا دے۔ کوئی نفس ثابت کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد و شک کرے، احتیاط برتے وہ بھی کافر ہے۔ صریح کلام میں

تاویل سمجھ نہ ہوگی۔

اسی طرح اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ وغیرہ وغیرہ جو امور عبارات مذکورہ میں مذکور ہیں۔ اس بات کو اور ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کے انکار کرنے یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہو جاوے وہ مرتد ہے۔ اور اس کا نکاح عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود مرتدین سے بھی ناجائز ہے۔ بطور نمونہ عبارات ذیل پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ بالجملة اگر غیر مقلد عقیدہ کفر یہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل و زنا ہے۔ کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر سے اصلاً صحیح نہیں۔ ۱۲ (ازالۃ العارض)

یہ عبارت اگرچہ خان صاحب کی نہیں مگر اس فتوے پر علمائے پٹنہ دیہار و بدایوں کے دستخط ہیں۔ اور خان صاحب نے اسی کی موافقت میں اپنا رسالہ ازالۃ العارضا ہے۔ اس وجہ سے اس کو بھی خان صاحب ہی کی عبارت سمجھنی چاہیے۔

۲۔ وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پروردہ... خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنا ہے صرف ہے اگرچہ صورت صورت سوال کی عکس ہو۔ یعنی سستی و الیٰ عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کیا حقیقتاً نہ المقادیر المسفۃ عن احکام البدعة المحفدة - ظہیر و ہندیر و صدیقہ مدیرہ وغیرہ میں ہے۔ احکامہ عہد مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد و عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۱۲





۸۔ اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی۔ تو یہاں حکم فقہاری ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد و بانی ہو یا عورت و بائعہ اور دوستی۔ ۱۲

(ازالۃ العارص ۱۰)

۹۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس بات میں قولی متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف براہ احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان۔ احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی۔ یہاں مانع نکاح ہوگا کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم۔ تو ایسی مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ (ازالۃ العارص ۱۱۱۰)

۱۰۔ لہذا انصاف! کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا تفسیر سلیم کو ارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیمت نہ کرے ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے۔ اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی۔ انصاف سے نظر کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہو گیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے۔ نہ احتمالات غیر واقعہ۔ (ازالۃ العارص ۱۱)

ملک عشرۃ کاملہ۔ ان عبارات سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کا انکار کرے یا کسی مسلمان کو کافر مشرک اعتقاد آیا اعتقاد نہ ہو ویسے ہی گالی دینا منظور ہو کہ نہ۔ یا خدا نے تقدس یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گالی دے

یا کوئی عیب یا نفس لگا کر کافر ہو جائے وہ مرتد ہے جو اُسے کافر مرتد نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ اور ان سب کا تمام عالم میں کسی مسلم تکلیف دہی کہ خود ان کے ہم عقائد مرتدین سے بھی نکاح ناجائز نہ جائے محض ہے اور جب نکاح ناجائز اور نہ جائے محض ہے تو اولاد بھی ضرور ولد الزنا اور محرم الارث حرامی ہوگی۔

آب یہ اور ثابت کرنا رہا کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے اور اپنے ہی قول سے کیسے کافر ہوئے کسی ضروری دین کا انکار کیا یا کسی ضروری دین کے منکر اللہ تعالیٰ و تقدس یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے ان کے نزدیک گالی دی، عیب لگایا، اور وہ قطعاً یقیناً کافر ہو گیا جس کو کافر نہ مانا صاحب بریلوی پرفرنس اور ضروریات دین سے عقائد خان صاحب نے اس کو باوجود ان مروج کفریات کے مسلمان کہا یا کم سے کم اس کے کافر کہنے میں شک، تردد، برتا یا احتیاط فرمائی۔ اور کفر کو اسلام کہہ کر یا کفر پر راضی ہو کر خود قطعی کافر ہوئے اور پھر اس کی اطلاع کے بعد جس نے خان خاں صاحب کے مجدد، امام، اقتدار کیا، اونی سے اونی دیکھ کر مسلمان کہا، نہیں نہیں جسے خان صاحب کے حکم کھلے کافر ہوئے کہنے میں نہ کیا شک کیا، احتیاط کیا، وہ خود کافر ہو گیا، آخر خان صاحب کے کافر ہونے کی تواریح صحت کیا پہلی۔ تو جواباً عرض ہے کہ خان صاحب کے نزدیک جس شخص نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی مروج گالی دی کہ جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور وہ شخص فقہار اور متکلمین کے نزدیک باجماع کافر اور مرتد ہو۔ اور خان صاحب کو اس کے گالیاں دینے کا ایسا یقین کامل ہے کہ بار بار خدا نے تقدس کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس نے آنحضرت سرور عالم روحی فداہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مروج گالیاں دیں، جن میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ اسی طرح اس نے خداوند عالم جل مجدہ کو بھی گالیاں دیں اور

ایسی ایسی ناپاک گالیاں، جو کوئی چڑھا اور چار بھی نہ سُن سکے۔ بلکہ ہر عیب سے اس کو طوط کیا۔ اور جس شخص نے ضروریات دین کا بھی انکار کیا۔ غرض جس شخص سے بڑھ کر شاید دنیا میں نہ کوئی کافر مرتد ہوا نہ ہو۔ ایسے کافر کو جو با جماع تمام امت محمدیہ کے نزدیک قطعاً یقیناً کافر ہو۔

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قبل اہل بدعات ایسے شخص کو بھی کافر نہیں کہتے بلکہ کافر نہ ہونے کا ہی خود فتوے دیتے ہیں اور اسی کی ہدایت فرماتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ العظیم خداوندِ عالم جل مجدہ اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص کتنی ہی علیظ اور غش منغلطات گالیاں دے۔ اور تمام ضروریات دین کا بھی صریح انکار کر دے۔ مگر خان صاحب کے نزدیک پھر بھی وہ شخص کافر نہیں اُسے کافر نہ کہو اس میں سلاحتی ہے۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی میں استقامت ہے ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اسی پر فتویٰ ہے اسی پر فتویٰ ہونا چاہیے۔

اس کے بعد نتیجہ صاف اور ظاہر ہے کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے کی رو سے اور علمائے حرمین شریفین کے فتوے کی رو سے۔ ایسے مرتد اور کافر ہیں کہ جو انیس کافر اور مرتد وغیرہ ذمیرہ نہ کہے وہ خود ایسا ہی ہے جیسے خان صاحب۔ اور پھر ان تمام امام، مقتدی، پیر و مرید کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود ان کے ہم عقائد سے بھی نکاح درست نہیں نہ ان کے محض اور حرام کاری ہے۔ پھر ملا جلیسی ہوگی ظاہر ہے۔ جیسا بیچ و لیا ہی پھل۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ اب ہمارے ذمہ خان صاحب کے کلام سے صرف دو امر ثابت کرنے رہے۔

اول وہ شخص کون ہے جو خان صاحب کے اعتقاد میں ایسا ہے جو ذرا گیا نفس لام

میں وہ ایسا ہو یا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے علم میں قطعاً یقیناً پاک اور بری۔ نعوذ باللہ العظیم منها) دوسرے یہ بات کہ خان صاحب نے باوجود ان تصریحات کے علم کے اس کو کافر نہ کہا ہوا لم

## امراول کا ثبوت

جناب فاضل بریلوی کو چونکہ سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا بہت دعوئے ہے اس وجہ سے وہ دنیا میں کسی اور متبع سنت کو دیکھ ہی نہیں سکتے بقول شخصے کھڑا

میں ہی میں ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو  
اُس وجہ سے اگر کوئی اور بھی ایسا ہو جس کو لوگ عادم سنت خیال کریں تو خان صاحب کو شرکت گوارا نہیں ہوتی۔

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری!

غیر کی ہر کہ ہے یا شبِ فرقت میری

خان صاحب کو کافر اور مرتد بے دین وغیرہ وغیرہ جو کچھ بھی کہو سب کچھ ہونا منظور ہے۔ مگر اپنے زمانہ میں کسی اور کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے۔ اسی وجہ سے پہلی عنایت دربار چٹانی سے حامی سنت، قاری بدعت حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مال پر بندوبست ہوئی اور ان کی طرف ذیل کے عقائد نظر رکھ کر مکتوب فرمایا۔ پھر ہمارے اکابر کی طرف بہت ہی ہمت سے متوجہ ہوئے مگر جو دلدل میں پھنستا ہے۔ جس قدر زور کرے

نیچے ہی کو جاتا ہے۔ وہ مظلوم جن پر حمان صاحب نے یہ افترا پردازی کر کے کفر خرید لیا وہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید مرحوم دہلوی ہیں۔ ان کی طرف حمان صاحب نے جو عقائد کفریہ ملعونہ منسوب کر کے اپنا قطعی یقینی کفر ثابت فرمایا۔ ان کی عبارات ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔

۱۔ مسلمانو! مسلمانو! خدا را ان ناپاک شیطان ملعون کلموں کو نور کرو۔ مسلمانو! اللہ انصاف کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے۔ حاشا اللہ! پادریوں، پنڈتوں وغیرہم کلمے کافروں، مشرکوں کی کتابیں دیکھو۔ ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کلمے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے پیچھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کلمے ہوں۔

(الکوثر الشہابیہ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

۲۔ گواں مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا بھیجہ پھیر کر دیکھئے کہ کس بکرے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے گئے (اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر ۱۲ حاشیہ) اور روز اخیر اللہ عز و جل غالب تمہارے غضب منظم و عذاب الیم کا اصل اندیشہ نہ کیا ۱۲ (ایضاً ص ۱۲)

۳۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی۔ ہاں ہاں! واللہ انہیں اطلاع ہوئی۔ واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار قہار کی لعنت اس کے لیے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت ۱۲

(ایضاً ص ۱۲)

۴۔ اور انصاف یہ کہئے تو اس کلمی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

(ایضاً ص ۳۳)

۵۔ اب تمہیں ظاہر ہو گیا کہ اس عجیب بد دین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان کے بادشاہ، بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات نکلے، انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اُسے اپنے سچے بچے کے اسٹی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں ۱۲ (ایضاً ص ۳۴)

حمان صاحب اسی کی تو نہیں بھی شکایت ہے۔ اگر یہ بات واقعی ہوتی تو آپ ضرور کافر کہتے مگر آپ تو اس شخص کو کافر نہیں مسلمان ہی کہتے ہیں اسی پر فتوے دیتے ہیں اسی کو اپنا مذہب بتاتے اسی کو اپنا مختار اور مرضی اور پسندیدہ فرماتے ہیں کہ کافر کہو اسی وجہ سے تو آپ ایسے کافر ہوئے کہ اب جو آپ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ ہمیں تو اگر کسی کی نسبت یہ اعتقاد ہو جائے کہ بارگاہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا گستاخ ہے ہم تو اس کے کافر کہنے میں خدا بھی تامل نہ کریں۔ یہی ہمارا اور ہمارے اکابر کا مذہب ہے۔ اسی پر فتوے لے ہے، اسی میں سلامتی اور استقامت ہے۔

فرامیٹے مومن کون ہوا اور کافر کون۔ مدعا یوں ثابت ہوتا ہے۔ اسلام یوں بلند اور کفر یوں سرنگوں ہوتا ہے۔ منظر اس کا نام ہے، حقانیت اسے کہتے ہیں۔ مگر بیٹھ کر اکابر اسلام پر افترا اور بہتان باندھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہو بدعتو! اب بھی شہید مرحوم کو کافر کہو گے۔ اب اگر انہیں کافر کہو گے تو حمان صاحب ہی کے فتوے سے خود کافر ہو جاؤ گے۔ پوچھو پھر کہے کافر کہیں، کسی نہ کسی کو تو کافر کہنا ضرور ہے



درد نہ کھانا کیسے سہم ہوگا۔ نعمان صاحب ہی سے دریافت فرماؤ۔ نعمان صاحب فرماتے ہیں کہ صرف فاضل بریلوی ہی کو کافر کہو۔ جو چیز گھر میں حاصل ہو باہر کیوں تلاش کرو۔ وہ اسے شہید غازی تھج پر صدکا کیے شمار کرتے ہیں تو نے زندگی میں بھی جہاد کر کے مخالفوں کو ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیا اور تو اب بھی غازی ہی ہے۔ تیرے مخالف اب بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ غازی زندہ باد۔

۶۔ مسلمانوں! دیکھا تم نے کیسے نبیٹ و ناپاک دیکھنے جیسے سے اس شخص نے تمہارے پیار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی۔ اور ہنوز دعویٰ اسلام باقی ہے۔ سبحان اللہ یہ منہ اودیہ دعویٰ ۱۲۔ (ایضاً ص ۳۹)

نعمان صاحب یہی آخری عبارت اپنے لیے بھی لکھ دیکھئے۔ ماشاء اللہ یہ منہ اور مسور کی دال "مسلمان ہونا کارے دارد۔"

۷۔ تبیین میں نے اس کفریہ طعن کی تنقیح و تفریح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس کی اس شدت و شقاوت کا تقاددہ تو خدا کے فضل سے مسلمان کے مسلمان ہی رہے۔ مگر ہاں آپ کی شقاوت اور بد بختی ایسی ثابت ہوگی کہ جہنم کی آگ بھی اُسے پاک نہیں کر سکتی نعوذ باللہ العظیم نائق..... اب اس قول نبیٹ، انہیٹ الا قول بلکار جس الابوال کے بعد مجھے اس کی کفریات، جزیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ ملول و مہل ملال ہے دیکھئے بھی آپ کے قطعی مرتدا اور کافر ہونے میں زیادہ عزم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر تاکہ آپ کے منتقدین معلوم کر لیں کہ واقعی..... جو مرتد آپ کو ملے گا شاید کسی کو نہ ملے۔ اس وجہ سے عزم کرتا ہوں۔ نائق اگر اجمالاً اتنا اور سُن لیجئے کہ اس کے حصہ میں جزیات کثیرہ کے علاوہ بعدد ابواب جہنم سات کلیات

کفر کے ہیں۔ ۱۲۔ (ایضاً ص ۴۰)

لیکن آپ کی قسمت میں کس قدر کلیات کفر ہیں اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ ۸۔ (۱) جابجا قرآن عظیم ایک بات فرمائی اور یہ صاف اُسے غلط باطل کہہ جائے۔

(شفاء شریف ص ۲۲ معین الاحکام علاء الدین طرابلسی حنفی مطبوعہ مصر ص ۲۲۹)

جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرف سے گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کافر ہے۔

۲۔ اس کے طور پر قرآن عظیم میں جابجا شرک موجود۔

۳۔ اس کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۴۔ یوں ہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۵۔ یہی خیال نبیٹ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت۔

۶۔ جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر کی تصنیفات و تحریرات میں اپنی گھٹی پھر رہی ہیں تو اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب مشرک تھے۔ پھر یہ نہیں

امام و پیشوا و ولی خدا کہتا ہے اور بڑی لمبی چوڑی تعریفیں کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا

جائے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقراری کفر یہ ہو دگر خان آپ کا پورا اقراری کفر یہ

ہے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے اس کو فاضل بریلوی اپنے لٹو سے میں پورا اقراری کافر

فرماتے ہیں۔ یہ سچ ہے!

دروغ گو را حافظہ نباشد

مگر بقول خود:

”کافر ضرور بد باشد“ ناقل

۷۔ کھلے شرکوں کے بھاری تودے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح

پھیلتے ہیں۔ تو یہ پولہ اقراری کفر یہ ہے۔ ۱۲ (ایضاً ص ۱۱۴ م ۱۱۴ م ۱۱۴ م)

۱۲۔ یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جمل ممکن ماننا کہ غیب

کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل ہے

یہ صریح کفر ہے ۱۲ (الکوثر الشہابیہ ص ۱۲۱)

۱۵۔ یہ خود اپنے اقرار سے عیث کافر کہنے پر مست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر

اسی صغیر پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ کفر ہے ۱۲

(ایضاً ص ۱۱۴ م ۱۱۴ م)

۱۶۔ اسی قول میں تمام امت کو کافر مانا۔ یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف میں امام تہامنی عیاض

ص ۳۶۲ م ۳۶۲ م پر فرماتے ہیں نقطہ بتکفیر کل قائل قال قولاً بوصول

بہ انی تضلیل الامة۔ جو کوئی ایسی بات کہ جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے

کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔ (ایضاً ص ۱۱۲ م ۱۱۲ م)

۱۷۔ جب چاہے دریافت کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا

نہیں۔ ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے۔ تو علم الکی قدیم نہ ہوا۔ اور یہ

کھلا کفر ہے الخ ۱۲ (ایضاً ص ۱۲ م ۱۲ م)

۱۸۔ یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عز و جل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج

نہیں۔ پھر صغیر ۱۱ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں:

”حضرات انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق

کافر ہوا

اللہ عز و جل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہو گا ۱۲

(ایضاً ص ۱۱۴ م ۱۱۴ م)

۱۹۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدا نے

پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پانچاد پھر پانچا شب کرنا جتنا

خوبتا امرنا سب کچھ داخل ہے لہذا اس قول حدیث کے کفریات حد شمار سے

خارج ۱۲ (ایضاً ص ۱۱۵ م ۱۱۵ م)

۲۰۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عز و جل کا جھوٹ، بولنا متنع بالغیر بلکہ محال مادی بھی نہ

ہو۔ یہ صریح کفر ہے ۱۲ (ایضاً ص ۱۱۵ م ۱۱۵ م)

بدعتیو اممیں قسم ہے ہزار مقدس اور عرس شریف کی قبولی کچھ بڑی کی اور اس کریم کی۔

خدا جانے ہم عاجز ہیں یہ کتہ کیا ہے۔ کہ شہید مرحوم خداوند عالم کا کذب محال نہیں بلکہ

فعلیت کذب کے خان صاحب کے نزدیک صاف و صریح قائل ہوں تو وہ کافر نہ

ہوں اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز کی طرف جعلی فتویٰ منسوب کیا جاوے

اور وہ خود اس عقیدہ کو کفر یہ کہیں مگر ان پر ایسا ذیل فتویٰ کہ جو انہیں کافر نہ کہے، کافر کہنے

میں شک تردد کرے، وہ بھی کافر ہی

قرآن آن خدا کے ایک بام دو ہوائے

جہاں بھائی آپ کو بھی قسم ہے بدعت کی ضعیفی اور لاچارگی کی اپنے اشتہاری

علماء کو ضرور متوجہ فرما کہ ہمارے علما کو لودہ اللہ تعالیٰ دور کر دیں مگر جواب ہمارا

دیا ہوا نہ ہو۔

۲۱۔ اسی قول میں مراحۃ مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب والا نش کا آنا جائز ہے مگر مصلوۃ ترفع کے لیے اس سے بچنا ہے۔ یہ مراحۃ عزوجل کو قابل ہرگز نہ نقص و عیب و اولوگی ماننا ہے۔ کہ یہ بھی مثل کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ۔ یا۔ ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جاتا ہے ۱۲ (ص ۱۰۱۶)

۲۲۔ اسی قول میں صدق الہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کا اختیار مانا۔ (ایضاً ص ۱۰۱۶) پھر ص ۱۶ سطر ۱۶ پر شرح فقرہ کبر کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی سب صفتیں ازلی ہیں نہ وہ پیدا ہیں نہ مخلوق۔ تو جو انہیں مخلوق یا مبادیث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے“

۲۳۔ اس قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، داگنا، ہکتنا، جوڑنا، بیٹنا، بندوں سے ڈرنا۔ کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ رد و اعظم۔ کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ یہ سب صریح کفر ہیں ۱۲ (ایضاً ص ۱۰۱۶)

۲۴۔ یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا ۱۲ (ایضاً ص ۱۹) پھر ص ۲۱ پر فرماتے ہیں:

”تو ان اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

انبیاء و ملائکہ کسی پر ایمان لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟ ۱۲

اس قول میں ناپاک ہیں اس قائل بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں۔

۲۵۔ بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطت انبیاء اپنے فرتلب سے بھی پہنچتے ہیں۔

۲۶۔ خاص احکام شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔

۲۷۔ ایک طرح وہ انبیاء کے منقذ ہیں، اور ایک طرح تقلید انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق۔

۲۸۔ وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں۔

۲۹۔ تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعہ سے جو کتاب ہے وہ تقلیدی بات ہے۔

۳۰۔ وہ علم میں انبیاء کے برابر ہوسر ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں۔ اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ حکم کھلم کھلی کو نبی بتاتا ہے ۱۲ (ایضاً ص ۲۲)

بدلتیو! آپ کو قسم ہے خان صاحب کی بے انصافی کی۔ یہاں انکار ختم نبوت کفر نہیں۔ اور حضرت مولانا نانووی انکار ختم زمانی کو کفر کہیں۔ مگر ان کو کافر کہا جلتے کہ وہ اب بھی ہماری بات کے قائل ہوئے؟ یا نہیں تو جواب دو۔

۳۱۔ یہ قول یقیناً باجماع اہل سنت و جہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں

اللہ تعالیٰ سے بے وساطت بنی احکام شریعت ملنے کا وہاں ہے اور یہ نبوت کا دعوئے ہے۔ امام الوبابیرہ کے کفر اجماعی کا یہ تمام جزئیہ والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ (دعائے الکوثر الشہابیہ ص ۳۳)

یہ چند عباریں الکوثر الشہابیہ کی نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہیں جن میں یہ فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ صاف مرتج کفر ہے۔ اجماعی کفر ہے۔ قائل نے اس بات کو صاف صاف کہا امر متج کہا۔ جہاں نہ کوئی تاویل مل سکتی ہے نہ لزوم و التزام کا فرق ہو سکتا ہے اور جہاں بالفاق امت اجماعی کفر ہے وہاں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف بھی نہیں ہو سکتا غرض خان صاحب کو اپنے فرمانے کے مطابق قائل کی قطعاً یقیناً تکفیر کرنی اور اس کو کافر کہنا ضروری تھا مگر یاد ہو اس اعتقاد کے پھر بھی قائل کو کافر نہیں کہتے ہیں تو اپنے اقرار اور فتوے سے خود کافر ہوئے۔ گو خان صاحب کی اس قسم کی عبارات بہت ہیں مگر فتاویٰ رضویہ کا ایک مقام اور نقل کر دوں۔

ما منظر ہوتا تو اے رضویہ ص ۴۵، ۴۶ مولانا شہید مرحوم کے ذمہ بہتان باندھ کر ان کی طرف ذیل کے فتاویٰ کفریہ کو منسوب کیا ہے۔

”نقل کفر کفر نباشد“

۳۲۔ خداوند وہ ہے جسے مکان زمان جہت ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت متیقہ کے قیاس سے ہے۔ اور مرتج کفروں کے ساتھ گننے کے قابل۔

۳۳۔ خدا کا سچا ہونا کچھ ضروری نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔

۳۴۔ خدا کی بات پر اعتقاد نہیں۔

۳۵۔ خدا کی کتاب قلیل استناد نہیں اس کا دین لائق اعتقاد ہے۔

۳۶۔ خدا کی ایسی ذات ہے جس میں ہر نقص اور عیب کی گنجائش ہے۔

۳۷۔ خدا اپنی مشیخت بنے رکھنے کے لیے قصداً عیب بننے سے بچتا ہے اگر چاہے تو ہر گندگی سے آلودہ ہو جائے۔

۳۸۔ خدا وہ ہے جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے اگر چاہے تو جاہل رہے۔

۳۹۔ خدا وہ ہے جس کا ہلنا

۴۰۔ بھولنا

۴۱۔ سونا

۴۲۔ اڑکھنا

۴۳۔ غافل ہونا

۴۴۔ محال ہونا

۴۵۔ حق کر رہنا مناسب ممکن ہے۔

۴۶۔ کھانا

۴۷۔ پینا

۴۸۔ پیشاب کرنا

۴۹۔ پانچا نہ پھرنا

۵۰۔ ناچنا

۵۱۔ تھرکنا

۵۲۔ نٹ کی طرح کھیلنا



- ۵۳۔ عورتوں سے جماع کرنا  
 ۵۴۔ لواطت جیسی بے حیائی کا ترک ہونا  
 ۵۵۔ سختی اور عفت کی طرح خود معقول بننا  
 ۵۶۔ کوئی خباثت کوئی نقصیت خدا کی شان کے خلاف نہیں  
 ۵۷۔ خدا کھانے کا منہ  
 ۵۸۔ بھرنے کا پیٹ  
 ۵۹۔ خدا مردی، زنی کی ملامت دکھتا ہے اور بالفعل موجود ہیں۔  
 ۶۰۔ صمد نہیں، خوف دار کھل ہے۔  
 ۶۱۔ سلوک قدوس نہیں  
 ۶۲۔ غشی مشکل  
 ۶۳۔ کم سے کم آپ اپنے کو ایسا بنا سکتا ہے۔  
 ۶۴۔ خدا وہ ہے جو آپ کو بھلا سکتا ہے۔  
 ۶۵۔ خدا وہ ہے جو اپنے کو بھلا سکتا ہے۔  
 ۶۶۔ خدا وہ ہے جو ہر کھاکر یا اپنا گلا گھونٹ کر یا بندوبست مار کر خود کشی کر سکتا ہے۔  
 ۶۷۔ خدا کے ماں باپ جو دیوتا سب ممکن ہے۔  
 ۶۸۔ خدا ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔  
 ۶۹۔ خدا بڑی طرح پھیلتا بیٹتا ہے۔  
 ۷۰۔ خدا ہر جہاں کی طرح چوکھا ہے۔  
 ۷۱۔ خدا ایسا ہے جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے۔

- ۷۲۔ خدا بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہیں بندے جھوٹا نہ سمجھیں۔  
 ۷۳۔ خدا بندوں سے چڑا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے۔  
 ۷۴۔ خدا وہ ہے جس کی خبر کچھ ہے علم کچھ۔ اگر خبر سچی تو علم جھوٹا ہے اور اگر علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔  
 ۷۵۔ خدا وہ ہے جو سزا دینے پر مجبور ہے اندھے کو بے غیرت ہے۔  
 ۷۶۔ خدا اگر معاف کرنا چاہے تو حیدر کو صوفی بنا دے مطلق کی طرف۔  
 ۷۷۔ خدا وہ ہے جس کی خدائی کی اتنی حقیقت ہے کہ جو شخص پٹر کے پتے گئے تو اس کی خدائی کا شریک ہو جائے۔  
 ۷۸۔ خدا وہ ہے جو اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بناتا ہے جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی بدتر ہیں۔ جو چوڑے ہوں چماروں سے لائق تیش ہیں۔  
 ۷۹۔ خدا وہ ہے جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور جا بجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔  
 ۸۰۔ خدا وہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدبان۔  
 ۸۱۔ خدا وہ ہے جس نے حکم دیا کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا بڑا غلط ہے۔  
 بعض عبارات جو بڑے طول ترک کر دی گئیں۔ اور بعض جگہ ایک دو لفظ زائد کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی صرف تیسرے کا مرجع اور اشارہ کا اشارہ الیہ ظاہر کر دیا گیا ہے۔  
 جن صاحب کو اصل عبارت دیکھنی ہو وہ فتاویٰ رضویہ کے ص ۴۵، ۴۶ کو

ملاحظہ فرمائیں۔ خدا چاہے ایک حرف کا بھی فرق نہ ہوگا۔

حضرات ناظرین! خود فرمائیں کہ جس شخص کے یہ عقائد ملعونہ ہوں جو جناب فاضل بیرونی احمد رضا خان صاحب نے نہایت سچائی اور دیانتداری سے بیان فرمائے ہوں گے۔ اس بے ایمان مرتد سے بڑھ کر کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ پھر معنائیں بھی صاف صاف صریح عبارات میں ہوں جہاں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش بھی نہ ہو اور لزوم اور التزام کافر بھی نہ نکل سکے۔ اور متکلمین اور فقہائیں اختلاف بھی نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو کافر کہنا بھی اجماعی قطعی مسئلہ ہو جہاں چون و چرا کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور پھر بھی تھان صاحب اپنا آخری حکم یہی لگائیں کہ اگر چہ تمام روئے زمین کے علماء، محدثین، مفتیین، فقہاء و متکلمین ایسے شخص کو کافر متد کہیں۔ مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ نہ اس تم ایسے شخص کو کافر مت کہو، اس میں احتیاط ہے۔ اسی پر فتویٰ ہوا اسی بسلامتی اور سلاطین استقامت ہے۔ تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ خان صاحب نزدیک یہ تمام کفریات جائز ہیں۔ یہ تمام عقائد باطلہ رکھ کر بھی مسلمان کافر نہ ہو۔ سلم ہی رہے حالانکہ خان صاحب کے فتاویٰ پہلے منقول ہو چکے کہ جو ایسے شخص کو جس کا ان میں سے ایک عقیدہ بھی ہو کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک کرے، تردد کرے، احتیاط برتے، وہ خود کافر مرتد ہے اس کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں، ازناٹے محض ہے وغیرہ وغیرہ۔ چہ جائیکہ جس کے اس قدر عقائد کفریہ صریح غیر قابل تاویل بیان کئے جائیں۔ جس سے زیادہ دنیا میں نہ کوئی کافر ہوا نہ ہو۔ مگر پھر بھی خان صاحب اسے کافر نہیں کہتے تو اپنے ہی فتوے سے خود کافر مرتد ہوئے (جن کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں) یا نہ ہوئے۔ پھر جو ان کو امام، مجدد، قطب، نوحہ وغیرہ وغیرہ کہیں وہ یہ کہے

ڈبل کافر ہوں گے اور خان صاحب کے ساتھ گئے یا نہیں۔ جو صاحب جواب کی تکلیف کو افرائیں خود غلطی سے لکھیں لزوم اور التزام کافر متکلمین اور فقہاء کا اختلاف نہ لے بیٹھیں ورنہ خدا چاہے بہت تادم ہوں گے اور یہ فرمانا کہ شہید موم کی توبہ مشہور ہے اس سے تو توبہ ہی پہلی ہے آئندہ اختیار ہے تنبیہ نے کر دیا ہے۔

حضرات ناظرین! یہی ہماری عرض ہے جس کو ہم مولوی حامد رضا خان صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ حضرات دیوبند اور ان کے خدام تو جو ان پر بہتان لگاٹے گئے تھے جواب دے کر عند اللہ وعند الناس بری ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد اور ان کو ان عقائد ملعونہ کے علم کے بعد جو کافر نہ کہے وہ سب کے سب انہیں کے فتوے سے کافر ہیں۔ اس کا کوئی جواب آج تک خان صاحب نے دیا ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ ورنہ خود کوئی جواب دے بیٹھے۔ مگر غور سے

سنجیل کے قدم رکھنا دشتِ غار میں جنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہم خدا کو سامنے ناظر سمجھ کر عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھنا مقصود ہے اگر ہماری رائے کی مصلیٰ ہے تو ہم کو مطلع فرمائیے۔ ورنہ اپنے والد صاحب اور ان کے جملہ مریدین، معتقدین حتیٰ کہ جو انہیں صرف مسلمان ہی مانتے کافر نہ کہیں۔ ان کے کفر و ارتداد کا مع احکام مذکورہ کبے اعلان فرما دیجئے۔

یہ فرمانا علماء دیوبند ان کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کا اسلام متفق علیہ ہوا اس میں گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ صحیح نہیں۔ اس وجہ سے کہ اگر ہمارا ان کو مسلمان سمجھنا

صحیح ہے تو پھر ہمارے جن اکابر پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے وہ غلط ہو کر ان کا بھی ایمان ثابت ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ خان صاحب کو کوئی شخص مسلمان کہے اور حضرات اکابر دیوبند کو کافر کہے۔ خان صاحب کے مسلمان کہنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان کو کذاب بھوٹا قرار دیا جاوے۔ مگر ان کے مریدین کے نزدیک ان کو منفرد کذاب کہنا جہنم میں جانے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ تو ہم جس طرح سے خان صاحب کا اسلام ثابت کرتے ہیں۔ وہ طریقہ ان لوگوں کے نزدیک غلط اور باطل ہے۔ تو اب خان صاحب اس وجہ سے بھی مسلمان نہ رہے۔ جو وہ ہم نے بیان کی تھی۔ لہذا ان کے معتقدین پر لازم ہے کہ جب ہم ان سے دریافت کرتے ہیں تو ان کو ان کا پھر اپنا اسلام ثابت فرمانا چاہیئے۔ ورنہ یہ اقاری کفر تسلیم کیا جائے گا۔

اور یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس بنا پر خان صاحب کو ہم مسلمان سمجھتے تھے اب ہمیں بھی اس میں تردد ہو گیا۔ خان صاحب کی ایک عبارت اب ایسی نظر آئی کہ خان صاحب کو اگرچہ منفرد کذاب سمجھو اور یہ بھی کہو کہ حضرات اکابر دیوبند مولانا کشمیر شہید مرحوم پر جو کفریات خان صاحب نے بدعنوانی و راحت منسوب کئے ہیں، وہاں ان کا ادق سے ادق احتمال بھی نہیں درج واقعی بات ہے، مگر خان صاحب پھر بھی اپنے فتوے سے کافر اور مرتد ہی رہتے ہیں۔ اگر ان کے صاحبزادہ صاحب اور مرید معتقد اس پر راضی ہو جائیں کہ خان صاحب کو منفرد کذاب سمجھ کر حضرات اکابر دیوبند اور شہید مرحوم کو سچا پتہ مسلمان سنی حنفی سمجھیں گے تو پھر ہم وہ عبارت بھی پیش کر دیں گے جس سے خان صاحب اب بھی مسلمان نہیں ہو سکتے کافر ہی ہیں دیکھو گالیاں زد و کلام کی بات کہو۔ ہماری غرض صرف تحقیق و انکشاف حق ہے۔ جو

بات کو مدلل کو۔

خان صاحب نے جو آخری جرنی حکم شہید مرحوم پر لگا کر پھر انہیں کافر نہیں کہا۔ جس کی بنا پر اپنے ہی فتوے سے کافر و مرتد وغیرہ بھرتے ہیں اب وہ عبارات عرض کرتا ہوں۔

۱۔ بالجمہاد نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر اس فرقہ متفرق یعنی دہلیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام تافریہام پر جو تعلقاً یقیناً اجماعاً دیوبند و کشمیر کفر لازم اور بلاشبہ مجاہدین فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحات و دفعہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع المؤمنان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالقرع و سحر و توبہ و رجوع ادا و سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب۔

(الکوثر الشہابیہ ص ۶۱، ۶۲)

اس عبارت سے پہلی عبارات کو ملا کر جن کا حاصل یہ ہے کہ کافر کو کفر کفار من ہے جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ عبارت ذیل کو ملا کر خود فیصلہ فرمالینا چاہیئے کہ خان صاحب ذیل کافر ہوئے یا نہیں۔ خان صاحب جملہ عبارات مذکورہ کے بعد اپنا مذہب یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں الکفار یعنی کافر کہنے سے، کف لسان (یعنی زبان کا روکنا) مانع و مختار و مناسب۔ (الکوثر الشہابیہ ص ۶۲، تہذیب ۴۲)

۲۔ یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سنی تھا اگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر نہ کچھ دیکھتے اس طلب کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کا نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ بایں ہمہ نہ شدت غضب و امن احتیاط اُن

کے ہاتھ سے پھڑپھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لازم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے حاصل یہ ہوا کہ کوئی کتنا ہی صراحتہ کفر کے اس کے قول کو کفر کہو مگر قائل کو کافر نہ سمجھنا چاہیئے۔ اسی کافر نہ کہنے سے تو خود کافر ہوئے۔ ناقلی

ہم احتیاط برتن گئے سکوت کریں گے۔ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ہوئے ڈریں گے۔ (تمہید ص ۴۲، ۴۳)

مگر علامہ دیوبند کا وجود یکہ مضامین کفریہ کو کفریہ کہہ کر یہ فرمائیں کہ ان جیشہ مضامین کا ہم کو خطرہ بھی نہیں آیا۔ ہمارے کلام کا یہ مطلب بھی نہیں مگر خان صاحب وہاں نہ خدا سے ڈرے (بل شانہ) نہ دنیا کی ذلت کی پرواہ کی اور ان کو کافر کہہ کر اور ایسے عقائد جیشہ رکھنے والے کو کافر نہ کہہ کر دونوں طرف سے ایسے کافر ہوئے کہ بجز کفر کے کوئی راستہ ہی باقی نہ رہا۔

۳۔ اور امام الطائفہ (اسمعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لاکہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ (خان صاحب جو اہل لاکہ الا اللہ کے معنی پہلے بیان فرمائے ہیں وہ مجھوں گئے کیا خداوند عالم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑلک لگالیاں دینے والا بن جہاں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو وہ بھی اہل لاکہ الا اللہ میں داخل ہے ناظرین خود فرمائیں۔ ناقلی)

جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصل کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو

پہلے ۱۲

(تمہید ص ۴۲)

واقعی حضرات اکابر دیوبند۔ عقائد کفریہ کو کفر کہیں اپنی کتاب کی عبارات پیش فرمائیں اپنی عبارتوں کا صاف مطلب بیان کریں اور جو ان مضامین جیشہ کا مستند ہو یا بدون اعتقاد اپنی زبان سے کہے اُسے کافر کہیں۔ پھر اس سے زیادہ کفر کی روشنی دیں پھر ان دربار میں اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے پتھے پتھے مسلمانوں کو بھی خان صاحب کافر نہ کہیں کفر کا فتوے حاصل کرنے کے لیے عرب کا سفر نہ کریں تو پھر خود کافر کیسے ہوتے۔

کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا

اپنے فتویٰ سے جو کافر ہوں انسان کیسا

ہاں جس کا کلام صاف صریح غیر متعلیٰ التاویل معانی کفریہ میں بیان کر کے اجماعی قطعی تمام امت کا اس پر کفر کا فتوے غلا کر کریں۔ پھر اگر خان صاحب بھی اُسے کافر کہیں تو خود قطعی کافر کیسے ہوتے۔ تقدیر کا ازلی کفر کیسے جاسکتا ہے۔

۴۔ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے ۱۲ (تمہید ص ۴۳)

ہاں خان صاحب مقلد ہو یا غیر مقلد آپ فقہاء کے اجماعی فتوے کو مقلد ہو کر چھوڑ سکتے ہیں۔ فرمائیے آپ وہابی غیر مقلد ہیں یا حضرات دیوبند۔ بہر حال فقہاء کا تو اجماعی قطعی فتوے میں ہو گا کہ احمد رضا خان صاحب کافر جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ اور یہاں فقہاء اور متکلمین میں اختلاف ہی کہاں ہے۔ یہ عقائد جیشہ جو مذکور ہوئے ان میں تو آپ کا دعویٰ ہے کہ صراحتہ یوں کہا جاتا ہے کہ جہاں



مراستہ ضروریات دین کا انکار ہے۔ پھر متکلمین کا خلاف کیا۔ اگر یہ بھی ضروریات دین کا انکار نہیں تو پھر اس کی صورت بھی خود ہی تحریر فرمادیں گے۔

بدقیقہ! دیکھا کفر یوں ثابت ہوتا ہے۔ کافریوں پر کڑے جاتے ہیں۔ غیر متقدموں کا یوں پتہ لگتا ہے۔

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ الحاد نکالیں جھک گئیں ان کی زچہ جواب بنا

ملائے حق طین نہیں کافر کہیں۔ یہی صواب ہے۔

وہو الجواب دہ یفتی وعلیہ لفتی  
یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ اور اسی پر  
وہو المذہب علیہ الاعتماد ونبیہ  
فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر  
السلامت ونبیہ السداد۔  
اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔

(تیسری ص ۴۲)

ناظرین! اب فرمائیے کہ خان صاحب کے اقراری کافر متدہونے میں کوئی تامل ہے ان کے فتوے کے موافق ان کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح ہو سکتا ہے۔ ان کی اولاد کیسی ہوئی۔ یہیں عرض کر سکی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود فیصلہ فرمائیں۔ جو دنیا کو کافر کہتے تھے خدا کی قدرت ہے کہ اپنے ہی اقرار سے ایسے کافر

سہ اور اگر لازم بھی ہو تو یہ بھی فرادیا جائے کہ لازم میں ہے یا غیر میں اور لازم اور التزم میں جس نے فرق کیا ہے وہ لازم غیر میں کے اندر کیا ہے یا بین میں بھی خان صاحب نے کفر سے کوئی مفر نہیں چھوڑا ۱۲

ثابت ہوئے جس کا رن محال ہے۔

اک بچا جام پیرتے تھے سمجھوں کو موڑتے

آج اس کو نچہ میں ان کی بھی حجامت ہو گئی

ہم نے جو دعویٰ کیا تھا کہ حضرات دیوبند نے مناظرہ سے پہلے ہی ان کی اس کو بھی ثابت کر دیا۔ نیز یہ کہ انہوں نے کوئی کفری مضمون لکھا نہ لکھا کہ بار بار سے مراد نہ ان کفری معنی کا ان عبارات میں احتمال اور خان صاحب کے ان کے فتویٰ سے وہ مسلمان ہیں اور خان صاحب کا خود اپنے اقراری فتوے سے کہ کافر متدہونا بھی واضح ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خان صاحب کے عقائد باطل پر مطلق ہو کر اب جو انہیں بچا کچھ کہ کافر متدہونہ وغیرہ نہ کہے وہ بھی دیسا ہی کا لڑکچہ جیسا کہ خان صاحب ہیں۔ اور ان سب کا عالم میں کسی سے نکاح بیاہ درست نہیں اور ان کے بعض ہے۔ اور حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے واقع میں مومن ہیں ان کا کہنا کہ کافر متدہونا بھی ایسا قطعی اور یقینی اجماعی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی بدعتی بھی اگر کچھ گستاخ کرے کہ کافر متدہونا صاحب کا فتویٰ اس کے لیے بھی کفر کا موجب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ تیری قدرت کے قریب تو اپنے اولیاء کیوں حمایت نہ فرما کہ جسے کہ خان صاحب اور شہید مرحوم کو مسلمان کہیں بل بخلانہ۔ کیونکہ جب مسلمان کہ کافر کہہ دیا جائے تو مسلمان ہی کہا جاوے گا۔

اگر کوئی صاحب اس تحریر کا جواب دیں تو اچھا ہے کہ گالیاں نہ دیں مگر انہیں اختیار ہے کہ اصل مضمون کا جواب ضرور ہو۔ اور مہربانی فرما کر بندہ کے رسائی ملاحظہ فرمائیں اور بے سوچے سمجھے جواب کہنے میں اور ذلت اٹھانی پڑے گی۔ ہمارے ان لکھاریک دفعہ

حق کو واضح کر چکے تھے مگر خان صاحب کے مریدوں نے اپنے طوے مائدے تازہ کرنے کے لیے پھر خان صاحب کے دیرینہ کفر کو تازہ کیا ہے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے مریدوں کو اگر اس سے رنج ہو تو بحال بھائی قاسم بھائی سے کہیں کہ اول انہوں نے کیوں اشتہار دیا اور حقیقتہً قصور ان کا بھی نہیں لکھنے اور چھپوانے والا تو سنا گیا ہے کوئی اور ہے مگر واقعی اسے خان صاحب کو کافر متدکملو کر اپنی بیوی سیدھی کرنی نہیں تھیں تو مرد میدان بنے اور جو کچھ لکھنا ہوا اپنے نام سے لکھے تو پھر خدا پیا ہے ہم اور اچھی طرح عرض کر دیں گے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے دستخط سے جو جواب ہو گا وہ قابل التفات ہو گا۔ یا کوئی ذمہ دار شخص جواب لکھے

و کفی الله المؤمنين القتال واخود عوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعين  
برحمتك يا ارحم الراحمين

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند ۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ ہجری

## الحاصل

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اولاد اور مجملہ مریدین اور معتقدین بلکہ خان صاحب کے عقائد باطلہ معلوم کرنے کے بعد کوئی ان کو ادنیٰ ادنیٰ درجہ کا ایک ناسخ گنہگار مسلمان بھی سمجھے تو ہماری اس کے لیے حرف ایک ہے کہ خان صاحب کو مغتری کذاب ناسخ مرتجب گناہ کبیرہ سمجھے۔ اور بزرگان دین حضرت مولانا اسماعیل شہید اور اکابر دلو بند حضرات اسرار ہم کی طرف خان صاحب نے جو عقائد کفریہ منسوب کیے ہیں اور کذب معنی اور

خاص ہیں نہ وہ حضرات ان عقائد کفریہ کے صراحتہ التزمائے لازمہ معتقد تھے اور نہ خان صاحب بنی کا واقع میں یہ خیال تھا کہ ان حضرات کی عبارات کا یہ مطلب ہے جو خان صاحب نے معنی جھوٹ ان کی طرف نسبت کیا ہے کہ وہ ان عقائد ملعونہ کے معتقد تھے مگر چہر بھی خان صاحب کسی دنیاوی وجہ اور طمع وغیرہ اغراض نفسانی میں ان کو یہ جھوٹ بولا اور انرا پردازی کی۔ نہ وہ بزرگان دین معاذ اللہ کافر نہ خان صاحب متدکمل کافراں اپنے ہی اقرار سے خان صاحب اٹلی درجے کے فاسق اور مذکور کب گناہ کبیرہ ضرور ہیں کہ ایک مقدس جماعت پر کفر یا کتمت لگائی گا اس صورت میں ایمان پختا ہے۔ اور اگر یہ صورت خان صاحب کی اولاد اور مسلمان جاننے والوں کو پسند نہیں تو پھر وہ خان صاحب کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہونا ثابت فرمائیں۔ ہماری سمجھ ناقص اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس وجہ سے ہم نے ان کو کفر سے بچانے کے لیے ان کے حامل پر ہم کھا کر ناسخ فاجر کہا اور کافر نہ کہا لیکن ان کو سچا جان کر ادنیٰ عقیدہ رکھ کر

خان صاحب نے جو کچھ اُن جملوں کی طرف عقائد منسوب کیے ہیں وہ نیک معنی سے بیان کیے ہیں اور خان صاحب کا یہی اعتقاد تھا کہ ان کے یہی عقائد تھے جو خان صاحب نے بیان فرما دیئے ہیں۔ تو پھر خان صاحب کا اسلام ثابت کرنا محال ہے وہ اپنے ہی اقرار سے ٹھیک پکے مرتدا اور کافر ہیں۔ ایسے کہ جو انہیں کافر نہ کہنے کے شکر نہ دے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے الی غیر النہایت۔ جس کا بیان مغفل ہو چکا۔ ہم نے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ خان صاحب نے شہید مرحوم کو مسلمان کہاں کہا ہے۔ اور اس کو با مرار پوچھا جاتا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ وہ شہید مرحوم کو مسلمان کہیں بلکہ جو عقائد اُن کی طرف منسوب کیے ہیں اس کے بعد ان کو کافر نہ کہنا کافر کفر میں احتیاط کرنا۔

خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کا اقراری سبب ہے، دوسرے جو ہم نے خان صاحب کی عبارات نقل کی ہیں اگر خدا جل مجدہ نے کچھ دی ہے تو سوچو۔ معلوم رہ جائے گا اور اگر سمجھ میں نہیں آتا تو پھر اپنے ملا سے یہ لکھا دو کہ اگر ہم خان صاحب کے کلام سے شہید مرحوم کا مسلمان ہونا ثابت کر دیں گے تو خان صاحب کو کافر و مرتد نہ لیں گے اگر بعد میں بھی مرنے کی

ایک ہی مانگ رہی تو پھر کیا۔ بات وہ کہو جس سے خان صاحب کا اسلام ثابت ہو جائے۔ ایک امر یہ بھی واضح کر دو کہ جو عقاید کفریہ خان صاحب نے شہید مرحوم کی طرف منسوب کر کے مراۃ کلا حویٰ کیا آدھ کہیں اُن پر قسمیں کھائیں ہیں اور پھر فتویٰ دیتے ہیں کہ انہیں کافر نہ کہو تو اس سے یہ لازم آیا یا نہیں۔ کہ یہ عقائد دائرہ اسلام سے خارج نہیں ان عقائد سے آدمی کافر نہیں ہوتا، اسلام ان عقائد کا متحمل ہے، اگر انہیں عقائد پر مسلمان مر گیا تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبیہ میں شمار ہو گا، اور آخر کار ابد الابد کے لئے جنت میں داخل ہو گا۔ کفار کی طرح ابدی جہنمی

نہیں ہیں نے ان عقائد کو خان صاحب کے عقائد لازم جو کہا ہے وہ صحیح ہوا یا نہیں۔ میرا یہ دعوٰی نہیں کہ خان صاحب نے یہ کہا ہے کہ میرے یہ عقائد ہیں کہ عوام کو دھوکا دیا جائے کہ خان صاحب نے اپنے یہ عقائد کب بتائے ہیں یہ تو دوسرے کے عقائد بیان کیے ہیں۔ میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ دوسرے کے عقائد بتا کر اُس دوسرے کو کافر نہیں کہتے دوسروں کو کافر کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو یہ فتویٰ دینا ہی اس کو مستلزم ہے کہ آپ کے نزدیک یہ عقائد کفریہ ملعونہ دائرہ اسلام میں داخل ہیں، ان کا اعتقاد کفر میں داخل نہیں۔ بلکہ اسلام ہی میں داخل ہے، اور جو ایسے قبیحہ دالے کو کافر نہ کہے وہ کافر۔ لہذا خان صاحب کافر ہوئے، اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ لہذا خان صاحب کی اولاد اور مجملہ معتقدین اور کافر نہ کہنے والے سب کافر ہوئے اور ان پر وہ سب احکام عائد ہوں گے جو خان صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ مسلمان اچھی طرح سے اس فرق کو سمجھ لیں تاں سمجھائی آپ یہی چاہتے تھے کہ فریقین کی تحریریں پڑھی جائیں اور تا تصفیہ مناظرہ جاری رہے۔ اپنے وعدے کے موافق یا خود تحریروں کو شائع کریں یا جیسے اس طرف کی تحریریں شائع کرتے ہیں ہماری تحریر کو بھی شائع فرمائیں۔ ورنہ اس کا جواب دیں ۱۲۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## سورت کی بے جان مورت سراپا نزویر

### بدعت ملعونہ کی ننگی تصویر

بدعت کے فونیہ فرزند درمیان حضرت نے۔ ایک عجیب ہی رسالہ بریلوی دھرم کی ننگی تصویر شائع فرمایا ہے اگر مولوی حامد رضا خان صاحب کو پسند ہو تو اس سال کے عرس شریف میں کم سے کم سوال کر اس کا ختم کر اگر اعلیٰ حضرت کی روح کو ایصالِ ثواب فرمایا جائے۔

اگر یہ گالی نامہ بڑے حضرت کی حیات میں ہوتا تو کیا بعید ہے کہ کتاب الوصیت میں خان صاحب نے جس قدر لہذا اور مرغوب کھانوں کی فہرست دی ہے ان سب کے بدلہ ہی کی فاتحہ خوانی کا ارشاد ہوتا۔

اس قدر فحش اور نینٹ لکھنا اور ناپاک کلام بجز فرزندانِ بدعت کے اور کس کو کہنا آتا ہے۔ یوں اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہو۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا اس سے کیا جھگڑتا ہے۔ غلامِ حق صاحب سورتی نے تو اعلیٰ حضرت کو بھی طاق میں بٹھا دیا، ان بے چاروں کا کیا تصور ہے اور پر ہی سے یہی تعلیم ہے۔

موضوع اس رسالہ کا یہ ہے کہ گو ہر بدعتی کے ابتدائیں کسی صاحب نے احکام شریعت کی تشریف لکھی ہے۔ حرام اور مکروہ تحریمی کی تشریف لکھ کر بعض رسائل میں حرام کا حکم لکھا ہے۔

اس کا منکر کافر ہے اور بے قدر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ۱۲ اور مکروہ تحریمی کا یہ اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور بغیر مذرئہ ترک کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے ۱۳ یا تو سہو کا تب ہے اصل عبارت یوں ہوگی اور اور بے قدر نہ چھوڑنے والا اور نہ ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے ۱۴

نہ کا لفظ کا تب سے چھوٹ جانا مستبعد نہیں۔ یا اصل عبارت یوں ہی ہو اور بیان میں تسامح ہوا اور چونکہ ان احکام کی تشریف اور ان کے احکام میں کسی کا اختلاف نہیں اس وجہ سے بدعتی کا خطرہ نہیں ہر اعلیٰ حضرت تو جہ نہ کی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آج تک سوائے سورتی صاحب کے اور کسی کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا۔ اور نہ کسی مسلمان کو۔ شبہ ہو سکتا ہے۔

پھر قضا یہ ہے کہ بعض رسائل کے حواشی پر یہ لکھا ہوا بھی ہے کہ یہ مضمون حضرت مولانا مظہر العالی کا نہیں ہے۔ اور بعض رسائل میں عبارت مختلف اور بدلتی ہوئی بھی ہیں جس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور خود بھی صاحب رسالہ نے ایک کو نقل بھی کیا ہے۔ مگر پھر بھی حضرت ممدوح کو گالیاں دینا صرف بریلوی ہی دھرم کا کام ہے۔ چونکہ بزرگوں کے معتقد ہیں اس وجہ سے چاہتے ہیں کہ اعمال تو اعمال ان کا ایمان بھی بزرگوں پر شمار ہو جائے معلوم نہیں کہ سورتی حاجی صاحب خاندانِ بدعت میں کس حیثیت کے بزرگ ہیں اس وجہ سے ان کو نہیں بلکہ بلادِ مستثنائے اعلیٰ

## تمام ہندوستان کے بدعتیوں کو چیلنج عام ہے

بریلوی، امرا آبادی، کچھوچھوی، بنارسی، آرو، پنجابی، بنگالی، جگلی، شہری، بھڑی



بری، کسے باشند وہ سب کے سب اس بے حیاء نامہ کو ملاحظہ فرما کر یا تو اس سورتی کی جہالت اور بے حیائی اور فحش کلامی سے اظہار نفرت فرما کر یہ لکھ دیں کہ جب بعض گویہ ہشتی کے عاشق پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ عبارت مولینا موصوف کی نہیں ہے۔ اور ملک میں کتاب متعدد بار طبع ہوئی اور جو طبع کرائے اس کو اباحت عام ہے۔ تو حضرت مولینا ممدوح پر کیا ذمہ داری ہے کہ ہر کتاب کی کاپیاں اور پروف دیکھ کر اس کی تصحیح بھی خود ہی کیا کریں۔ اور بفرض تصحیح کسی ایک حرف کی بھی غلطی نہ رہ سکے۔ نیز بعض دیگر مطابع کی طبع شدہ کتاب میں عبارات بھی مختلف اور بدلی ہوئی ہیں۔ جس پر بظاہر کوئی خدشہ نہیں۔ بعض کو خود صاحب رسالہ نے نقل بھی کیا ہے۔ پس اس صورت میں تو رسالہ مذکور بجز نامہ اعمال سیاہ کرنے کے اور منہ ہی کیا رکھتا ہے۔ اور جس طرح مولینا موصوف کے ذمہ یہ نہ تھا کہ تمام رسائل کی خود تصحیح فرمائیں اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ انہیں اس تغیر و تبدل کا علم بھی ہو اور بعد علم وہ تمام ہندوستان میں اسی قدر انہیں لوگوں کے پاس بذریعہ اشتہار وغیرہ اطلاع دیں کہ پہلی عبارت غلط تھی اور یہ صحیح ہے اور چونکہ احکام کے حکم بھی متفق علیہا اور علماء میں مشہور ہیں اس وجہ سے غلط فہمی کا بھی کوئی احتمال نہیں۔ اور بالقصد کوئی طالب علم بھی اس میں غلطی نہ کرے گا۔ اس وجہ سے یا سہو کتاب سے دونوں جگہ لفظ "ہ" چھوٹ گیا ہے۔ اور یہ غلطی کچھ بھی مستبعد نہیں جس کو اہل علم خوب جانتے ہیں اور اگر کتاب کی غلطی نہیں تو پھر بھی ادنیٰ خور سے اہل علم کے نزدیک یہ کلام مٹا ہے اور اس کے منہ صحیح بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حضرت مولینا موصوف کو جو کمالیاں دی گئیں یہ فعل انسانی فطرت سے خارج ہے۔ کوئی شریف ذی علم ایسا نہیں کر سکتا۔ اور ہم ایسے شخص سے اظہار نفرت اور اس کے افعیل ملعون پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس شخص نے تمام بریلوی جماعت کو بدنام کیا ہے۔ یہ فعل بجز جاہل مغنت و متعصب کے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ ورنہ پھر سب مل کر یا کم سے

کم مولوی حامد رضا خان صاحب خود یا کسی و مہ دار سے لکھوا کر خود مستحفظ فرمادیں۔

- ۱۔ کہ یہ تحریر قطعاً حضرت مولینا موصوف کی ہے۔
- ۲۔ اور یقیناً اس میں کتاب کی غلطی بھی نہیں ہے۔
- ۳۔ اور قطعاً کسی صحیح نسخہ کی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے۔
- ۴۔ اور بہر صورت اس کے مولینا موصوف کا ہر ذمہ وار ہیں۔
- ۵۔ اور سورتی صاحب نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ قطعاً صحیح ہے۔

تو پھر او بدعت ملعونہ تجھے خوب یاد ہے کہ کوٹری کو بھی تیرا کوئی خریدار نہ ہوگا۔ اور تو در بدر بیک انگشتی پھرے گی مگر تجھے پناہ کی جگہ نہ ہوگی۔ سورتی صاحب اور جمال بھائی تمام بھائی صاحب کو چاہیے کہ اپنے اشتہاری علماء سے درخواست کریں کہ یا تو حق امر کو ظاہر فرمادیں ورنہ جو ابھی عرض کیا گیا ہے اسے لکھ دیں اور ساتھ ہی آیات ذیل کا ترجمہ فرما کر مطلب بھی بیان فرمادیں۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکو علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً و باوا الدین  
احساناً ولا تقتلوا اولادکم من اطلاق نحن نرذکم وایاہم ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منها  
وما بطن ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذکم وکم بہ لعلکم تعقلون۔ ولا تقربوا  
مال الیتیم الا بالحق ہی احسن حتی يبلغ اشدہ و اقوا اکیل والمیزان بالقسط  
لا نکلف نفساً الا وسعها و اذا قتلتم فاعدوا ولوک ان ذاقہ  
وبعهد اللہ اقوا ذلکم و شکربہ لعلکم تذكرون وان  
هذا صرا علی مستقیماً فاتبعوا ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ  
ذکم و شکربہ لعلکم تتقون۔

اس وجہ سے کہ سو رقی صاحب یا ان کے کسی اور بیوی بھائی سے خوف ہے کہ جو امر اٹھاتا  
وہ سوالات حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے کیے ہیں، کہیں اس قسم کے  
سوالات معاذ اللہ العظیم مسلمانوں کے خدا سے نہ کر بیٹھے۔ یا نیوگ کے شوق میں آریوں کو یہ  
اعتراض نہ بتادیں کہ جو اعتراض مولانا علیہ السلام کے کلام پر ہے وہی قرآن شریف پر بھی ہے  
کیونکہ اول تو ارشاد ہوا کہ اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں  
تم پر وہ اشیاء پڑھ کر کشتہ داروں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہیں۔ اور پھر فرمایا:

۱۔ شرک نہ کرنا۔

۲۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا۔

۳۔ اولاد کو انفلکس کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔

۴۔ ظاہری اور باطنی فواحش اور مجرمیوں اور بدکاریوں کے قریب بھی نہ ہونا۔

۵۔ اور کسی کو قتل نہ کرنا۔

۶۔ اور حق پر قتل نہ کرنا۔

۷۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جانا۔

۸۔ جو یتیم کے لیے بھلائی ہو وہ نہ کرنا۔

۹۔ ناپ تول کو صحیح صحیح پورا پورا ناپ تولنا۔

۱۰۔ اور جو بات کہ تو انصاف کی گنا اگرچہ کسی قریب کے مقابل میں کیوں نہ ہو۔

۱۱۔ اور خداوند عالم جل مجدہ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرنا۔

۱۲۔ یہ میرا صراطِ مستقیم ہے اس کی اتباع کرو۔

۱۳۔ اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو اور نہ صراطِ مستقیم سے الگ ہو جاؤ گے۔

حضرات علماء بدعت! اللہ تعالیٰ آپ کو حق پونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ یہ  
تیرہ نمبر جو مذکور ہوئے ان میں سے کوئی بھی حرام ہے ہمارے دین مذہب علم و تعلیم و تعلیم میں تو کوئی  
چیز بھی حرام نہیں بلکہ سب ہی فرض ہیں۔ پھر محرمات میں ان کو ذکر فرما۔ نے کی وجہ بتائیے تو امید ہے  
کہ سو رقی صاحب اور دوسرے بدعتیوں کو اگر کچھ شرم ہوگی تو نہ معلوم کیا کر بیٹھیں گے اور اگر چہ  
ہی رہے تو ہمیں عبارت متنازعہ فیہ کا مطلب بیان کرنا بھی سہل ہو جائے گا۔ اور اگر اہل  
بدعت شرک و بدعت محرمات شرعیہ کو اس وجہ سے رواج دیتے ہیں کہ وہ آیات شریفہ کے  
ظاہری معنوں پر عمل کرتے ہیں اور ان کے نزدیک یہی مراد خداوندی ہے تو تمام جہنم مبارک  
ہو یہی لکھ دیا جائے۔ پھر ہم عبارت مذکورہ کے معنی اور طرح سے بیان کر دیں گے انشاء اللہ  
تعالیٰ بحولہ و قوتہ برائے ماننے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بدعت ملعونہ میں بھی  
خاصہ دیا ہے، کہ انسان علم سنت و قرآن حدیث جانتا ہی نہیں بلکہ تلاوت ہی بہت بھی مسلوب ہو  
باقی ہے۔ ہم آپ حضرات سے کیا عرض کریں۔ اس کو آپ کے شر سے حضرت سے ہلکا  
عرض کر چکے ہیں وہ بھی خوب جانتے تھے اور آپ نے بھی خوب بیان لیا ہو گا۔ نہ جانا ہو تو  
منقرض ہوا اچھی طرح سے بتا دیں گے۔

ایک برس میں مشورے کر کر سارا کھا جس کی یہ حقیقت ہے اگر خدا نے علم نہیں دیا تو کوئی  
ہی مناسب ہے۔

مسلمانوں پر یہ امروا ضح ہونا چاہیئے کہ ہم تو بدعت سے بدعت ملعونہ کو مطلقاً منقطع  
دے چکے۔ تھے اور دوسرے مخالفین اسلام آریہ، قادیانی وغیرہ کی حدت میں مصروف  
تھے۔ مگر فرزند ان بدعت نے اول بلا تحریک پادارہ سے اشتہار دلو کر نئے  
سر سے سے قلعہ شروع کیا ہے۔ اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بلکہ بدعتی اور خاص بدعتی

ہیں۔ تمام بھائی، بھال بھائی کو چاہیئے کہ حسبِ وعدہ دونوں طرف کی تحریر میں شائع فرمائیں مسلمان خود فیصلہ فرمائیں گے کون مسلمان ہے کون کافر۔ کون گالیاں دیتا اور نفش کھانی کرتا ہے کون اس سے مجتنب رہتا ہے۔

یہ رسالہ مسلمانوں کے پاس رہنا چاہیئے۔ عداپا ہے یہ فرقہ جو کچھ قیامت تک اس بحث میں کہے گا اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ چنانچہ شکوہ الحاد کے جواب میں دو اشتہار ہمارے نظر سے گذرے، ایک پادری کا اور ایک بریگیٹ کا ہم خداوند عالم جل مجدہ کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ دونوں میں کوئی بات بھی نئی نہیں جس کا جواب ہم پہلے عرض نہ کر چکے ہوں۔ ایک ہی بات کو بار بار ذکر کرنا اور جواب دینا وقت کو ضائع کرنا ہے۔

مولوی حامد رضا خان صاحب یا ان کا کوئی اشتہاری ذمہ دار شخص اس رسالہ پر تعلم اٹھا۔ مئے تو خدا پسا ہے ہم ان کی خدمت گذاری کے لیے نہایت تہذیب و ستائش سے حاضر ہیں۔ صرف اس قدر چاہتے ہیں کہ بڑے خان صاحب کے فتوے سے جو ان پر کفر و ارتداد وغیرہ کے احکام لوٹے ہیں ان کو ٹھنڈے دل سے سُن کر کوئی معقول جواب مرحمت فرمائیں، یہ فرمادینا کہ گالیاں دیتے ہیں بدتہذیبی کرتے ہیں۔ جواب نہیں آپ ہم کو اور ہمارے اکابر کو وہی الفاظ کہیں تو وہ تو حکم شرع شریف ہو گیا۔ اور وہی بات ہم عرض کریں تو گالیاں۔

خدا کے لیے انصاف فرمائیئے یہ کون سی دیانت ہے افسوس تو اس کا ہے کہ آپ ہمیں گالیاں دے کر بھی کام کی بات نہیں فرماتے۔ خیر یہ آپ کا فعل ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ ہم جو کچھ

بھی عرض کرتے ہیں ان صاحب کے کلام سے عرض کرتے ہیں۔  
واللہ تعالیٰ هو الموفق واللہ الصمد فی الاولیٰ والاخرۃ وعلیٰ رسولہ  
والہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ  
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ



## مقدمہ کتاب کے ماخذ

- ۱۸- حجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الکاحضہ : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، مطبع حسنی بریلی ۱۳۴۲ھ
- ۱۹- حسام البحرین علی منکر الکفر والمین : مولوی احمد رضا خان ، اشرفی کتب خانہ الحدیث دہلی دروازہ لاہور
- ۲۰- حفظ الایمان : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ، مکتبہ تھانوی ، دفتر الاوقاف کراچی
- ۲۱- حیات علیہ السلام : مولوی ظفر الدین ، مکتبہ ضویر آرام باغ کراچی
- ۲۲- حیات امیر شریعت : جانا ناز ، مکتبہ تبصرہ ۴/۴ شاد باغ لاہور
- ۲۳- حیات صدر الافاضل : غلام معین الدین نعیمی ، ادارہ نعیمیہ ضویر سواد اعظم لاہور
- ۲۴- خاص الاعتقاد : مولوی احمد رضا خان
- ۲۵- الدلائل القاطنہ علی الکفرۃ النیاسہ : مولوی احمد رضا خان ، مطبع سلطان بیہی ۱۹۳۶ھ
- ۲۶- دوام العیش فی الاکتاف من قریش : - - - - - مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ
- ۲۷- دواسخ الحیر : محمود شہناز ، مرتبین الماکن جماعت ضلحہ مصطفیٰ ، - - - - - ۱۳۴۰ھ
- ۲۸- دو اہم فتوے : شائع کردہ : جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۹۷۷ء
- ۲۹- دھماکہ : مرتبہ نانم اعلیٰ نجمن خدام التوحید وامت ، دارالاشاعت کراچی
- ۳۰- ذکر اقبال : عبد المجید سادک ، بزم اقبال ، کلب روڈ لاہور
- ۳۱- رسائل رضویہ : مرتبہ محمد عبد الحکیم اختر شایبان پوری ، مکتبہ حامدہ گنج بخش روڈ لاہور
- ۳۲- روزگار فقیر : فقیر سید حمید الدین ، لائن آفٹ پریس کراچی
- ۳۳- سرگزشت اقبال : ڈاکٹر عبدالسلام محمد شہید ، اقبال اکادمی پاکستان
- ۳۴- سوانح الصحفہ
- ۳۵- ضیاء القنادیل فی رفع ظلام الابلہ : مولوی ابوالکلام سیاح ، ناشر نجمن حزب الاحناف لاہور
- ۳۶- الطاری الداری بہ فوات عبد الباری : مولوی احمد رضا خان
- ۳۷- طرق البدنی والارشاد الی احکام الامارۃ والجماد : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، ناشر جماعت مبارکہ

- ۱- آذانی ہند : رئیس احمد جعفری : مقبول اکیڈمی لاہور - ۱۹۶۹ء
- ۲- امانۃ المتواری فی صاحبہ عبدالباری : مولوی احمد رضا خان ، مطبع اہلسنت وجامعت بریلی - ۱۳۳۱ھ
- ۳- احکام شریعت :
- ۴- احکام نوید شریعہ برہم لیگ : مولوی شمس علی نعمان ، مطبع سلطان واقع پیر ولین شاہ بیہی ۱۳۵۸ھ
- ۵- اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام : مولوی احمد رضا خان ، مطبع اہلسنت وجامعت بریلی
- ۶- اقبال اور علامہ : خلیفہ عبد الحکیم
- ۷- اقبال کے مدوح علماء : قاضی افضل حق قریشی ، مکتبہ محمودیہ لاہور ۱۹۷۸ء
- ۸- اقبال نامہ : محمود مکتب اقبال ، جمع کردہ شیخ عطاء اللہ ایم اے ، ناشر شیخ محمد شرف لاہور
- ۹- امداد الفتاویٰ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ، مطبع کراچی
- ۱۰- امداد المفتین : حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ، ادارۃ المدف کراچی
- ۱۱- تجانب اہل السنۃ عن اہل الضلۃ : مولوی ابوالطاهر محمد طیب ، بریلی الیکٹرک پریس بریلی ۱۳۶۱ھ
- ۱۲- تحقیقات قادریہ : محمد جمیل الرحمن خان ، شائع کردہ : جماعت رضائہ مصطفیٰ بریلی ۱۳۶۹ھ
- ۱۳- تحذیر الانحوائن عن الرغبۃ فی الهندوستان : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ، جید پریس دہلی
- ۱۴- تنکیزی افسانے (تغیث) : مولانا محمد ، ناشر مولانا محمد دین نوان کوٹ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۱۵- تنظیم حکیم قرآن کریم : شائع کردہ : انجمن حزب الاحباب لاہور
- ۱۶- توضیح البیان فی حفظ الایمان : حضرت مولانا مرتضیٰ الحسن چاند پوری
- ۱۷- الحجرات السنیہ علی زبائر السوالات الیگیہ : مسلم لیگ کے خلاف چار برٹری صارف کے فتاویٰ

کامجود : مطبع سلطان بیہی ۱۳۵۸ھ



حنائے مصطفیٰ بریلی ۱۳۳۹ھ

- ۳۸۔ حیدرآب اکابر : مولانا محمد سرور خان مفسر : ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نعت العلوم گوجرانوالہ
- ۳۹۔ عرفان شریعت : محمود بعض قادی احمد رضا خان اسی دارالاشاعت : لاہور
- ۴۰۔ القصور علی ادوار انکساف : مرتب ابوالبرکت سید احمد : ناشر انجمن حزب الاحناف لاہور ۱۹۲۵ء
- ۴۱۔ قدردیان علی مرتد بقادریان : مولوی احمد رضا خان : رضوی کتب خانہ : تاجپورہ لاہور ۱۹۵۲ء
- ۴۲۔ قدردیان علی الکفار اللیاد : مولوی محمد طیب : مطبع سلطان بیٹی ۱۳۵۹ھ
- ۴۳۔ کفای الفقیہ القاجم فی احکام قرطاس الدراہم : مولوی احمد رضا خان : نوری کتب خانہ لاہور
- ۴۴۔ الحجۃ ابو تمند فی ایۃ المستنہ : مولوی احمد رضا خان : مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ
- ۴۵۔ مسلک ایک کی زریں بنجیہ درسی : مولوی محمد میاں قادری : اسد شن پریس ضلع ایبٹہ ۱۳۵۸ھ
- ۴۶۔ مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب : مولانا ابوالکلام آزاد : داتا پبلشرز لاہور
- ۴۷۔ مقالات یوم رضا : مرتبین قاضی عبدالنور ککب و حکیم محمد سرور امرتسری : کنول آرٹ پریس لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۸۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت : مرتبہ مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : کامیاب دارالتبلیغ اردو بازار لاہور
- ۴۹۔ ملفوظات وکیلات اشرفیہ : مرتب : مولانا محمد عینی : مکتبہ تحفانی : دفتر "الافتاء" کراچی
- ۵۰۔ مصحح دماغ مجتہدین : مولوی ابوالسعود محمد عبدالعظیم : شائع کردہ : دفتر جماعت مہدیکہ

حنائے مصطفیٰ بریلی ۱۳۴۰ھ

- ۵۱۔ نصرت الابرار : مولوی محمد لکھنوی : مطبع صفائی لاہور اپریل سن گنج ۱۳۰۶ھ
- ۵۲۔ نقش حیات : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی :
- ۵۳۔ نگارستان : نظر علی خان : مکتبہ کارواں : لاہور ۱۹۶۳ء
- ۵۴۔ روزنامہ مشرقی لاہور : ۲۶ ستمبر ۱۹۷۸ء
- ۵۵۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء

- ۵۶۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۷۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۸۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۵۹۔ ہفت روزہ زندگی لاہور : ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء
- ۶۰۔ سپر ٹائم انٹین سلفر : فرانس راجسن :  
کیمرج یونیورسٹی پریس

تصحیح : انجمن ارشد المسلمین کے ناظم اعلیٰ جناب انوار احمد صاحب ایم کلام ہیں۔ ایم کے نہیں  
کاتب کی غلطی کی وجہ سے "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ترمیم" لے چھپ گیا۔ دوبارہ الدلائل  
القابروہ میں پھر غلطی کا اعادہ ہو گیا لہذا قارئین تصحیح فرمائیں۔  
بقادی، محمد عارف

ناظم نشر و اشاعت : انجمن ارشد المسلمین : لاہور

## پیل

”مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول“ کے نام سے جو رسائل انجمن ارشاد المسلمین کی طرف سے شائع ہوئے ہیں ان کی تلاش و جستجو میں ہیں جن دشواریوں اور صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا ہے ان کا ذکر باعث تطویل بھی ہے اور غیر ضروری بھی نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا کہ یہ رسائل محدود مقدار میں طبع ہوئے تھے اس لیے ان کی فراہمی میں آج جن مشکلات کا ہمیں سامنا ہے وہ ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ لیکن جب مشکلے نیست کہ آسان نشود

اس لیے ہم علماء دیوبند کو حق پر سمجھنے والے ہر شخص سے عموماً اور اہل علم حضرات سے خصوصاً اپیل کرتے ہیں کہ حضرت چاند پوری رحمہ کے رد و رضا فائیت سے متعلق مزید رسائل (مثلاً رد التکفیر الطین اللارب۔ نار الغضا۔ بس المہاد۔ منزہ الالہ السبوح قطع التین وغیرہ) کی فراہمی میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ مجموعہ رسائل چاند پوری کی جلد دوم جلد سے جلد شائع کی جاسکے۔ اگر یہ کتب آپ کے پاس ہوں یا کسی اور صاحب کے پاس تو آپ کو معلوم ہو تو ہمیں بذریعہ خط جلد سے جلد مطلع فرمائیں یا دوسرے کے عاریتہ لی ہوئی تمام کتب بخفا طبع یا جلد سے جلد واپس دی جائیں گی۔ نیز رد و رضا فائیت متعلق یا خود رضا خانیوں کی نایاب کتب جن کے پاس ہوں اس سے بھی مطلع فرمائیں۔ خط صاف اور خوش خط لکھیں اپنا پتہ مکمل اور صاف تحریر فرمائیں۔

مدارے محمد عارف ناظم نشر و اشاعت انجمن ارشاد المسلمین

## انجمن کی مطبوعہ زیر طبع کتب

مقاصح احیاء: از مولانا محمد ضیف مبارک پوری حضرت شیخ الہند کے اشعار مرثیہ پر جو اعتراضات گلابی فیضوں کی طرف سے کیے گئے ہیں ان کے مسکت جوابات نیز حضرت مولانا اسماعیل شہید و دیگر علماء دیوبند کی عبارات پر سے الزامات کا رد فیہ۔ قیمت ۳ روپے

الدلائل القاہرہ: از احمد رضا خاں صاحب۔ جناب احمد رضا خاں صاحب کا مسلم بکچریشنل کانفرنس پر فتویٰ کفر جو ۱۰۰ میں مسلم لیگ پر یہ کہتے ہوئے چسپاں کیا گیا کہ انہی لوگوں نے مسلم لیگ قائم کر لی ہے اس لیے وہی فتویٰ آج مسلم لیگ پر بھی لاگو ہے۔ اس فتویٰ پر نورانی صاحب والد عبد العظیم صدیقی میرٹھی صاحب محبت انہی رضا خانی علماء و خطبہ شریعت ہیں نیز مولوی ابوالبرکات صاحب کا وہ فتویٰ بھی شامل کر دیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تمام عظیم مشر محمد علی جناح کی تعریف کرنے والا شخص مرتد ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا نیز ایسے شخص کا بایکٹ کیا جائے۔ قیمت ڈھائی روپے

تکفیری افسانے: از مولانا نور محمد صاحب۔ رضا خانی کتابوں کے ان ضامین کا مستند مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم امت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ (اعاذنا اللہ) مع سپاسنامہ جو ریلوی پیر میں نے جلیا زادہ بارغ میں گرل چلانے والے رسولائے زمانہ ظالم و کفر جنرل اوڈو وارگورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔

قیمت چھ روپے

محرر ایک پاکستان اور بریلویوں کا کردار :- از انور احمد ایم کلام :- جس میں مصور پاکستان ڈاکٹر اقبال اور بانی پاکستان قائد اعظم بریلویوں کی نظر میں کیا تھے؛ نیز مصور پاکستان کے خلاف ایک سازش کا افسانہ مسلم لیگ میں دیوبندیوں کی اکثریت بریلویوں کا پاکستان کو کفری سلطنت قرار دینا اور بنارس سنی کانفرنس کی حقیقت وغیرہ موضوعات پر بریلویوں کے ناقابل تردید جوابات ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے محریک پاکستان کی ذمہ داری مخالفت کی بلکہ اس کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جدید ایڈیشن باضافات کثیرہ زیر طبع ہے۔ قیمت

الشہاب الثاقب :- از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی۔ حسام سحر میں کا ایسا ذلیل شکن جواب جو رضا خانی دوستوں کو قیامت تک یاد رہے گا۔ اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اور شہاب ثاقب پر پرنسپل محمد مسعود صاحب کی طرف سے وارد کئے گئے تمام اہم اعتراضات کے جوابات بطور مقدمہ اس ایڈیشن میں شامل کرے گئے ہیں۔ زیر طبع مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول :- از مولانا رفیع الحسن چاند پوری۔ سات رسالوں کا مجموعہ مولانا چاند پوری کے رسائل رد رضا خانیات میں ایک نمایاں امتیازی مقام رکھتے ہیں جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نیز ایک انتہائی قویع مقدمہ بھی اس ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قیمت

مجموعہ رسائل چاند پوری جلد دوم :- از مولانا رفیع الحسن چاند پوری زیر جمع و ترتیب فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب :- مجموعہ فتاویٰ علما ہند۔ مشکوٰۃ اب آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ "قاسمۃ النظر فی بلند شہر :- حضرت مولانا شرف علی تھانوی دیگر علماء دیوبند کے مناظرہ پر آمادہ ہو جانے کے بعد ان کے مقابلے احمد رضا خان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ زیر طبع۔

واصل اوصایا شریف :- از احمد رضا خان صاحب۔ غیر محزون اور اصل و ماباثر لکھنے والے کے ایک ایسا عکس مولانا محمد حسن میں بریلوی حضرات کی تحریکات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ زیر طبع۔

مطبوعات مکتبہ محمودیہ، معاند میر، اکرم پبلک لائبریری

مجاہد شیعہ : قیمت ۹ روپے

ملاو آباد جیل میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی دس قرآن کریم کے سب میں سات مجلسیں

علمی لطائف، رموز قرآن اور اسوار و جگہ کا مجموعہ۔

ترتیب شریح : حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ جسے مدنی شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی

دینی تعلیم کے ۱۲ رسالے (قیمت ۹ روپے ۲۵/۵۰ روپے)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے محسوس کیے، ادب ہوں۔ ہاں بچے فوٹو اور دار و سادات مند ہوں اسلامی تعلیمات مزیں اور مسائل سے باخبر ہوں ساتھ ہی اردو ادب سے آشنا ہوں تو حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے تالیف فرمودہ دینی تعلیم کے رسالے کا کورسنگ بچوں کو پڑھائیں جو پڑھ کر سے لیکر انھوں جماعت تک کے طلبہ کیلئے درجہ وار ترتیب دیا گیا ہے (فوجی چھپ کر تیار ہو گئے ہیں) کتابت و طباعت عمدہ، کانغذ آفٹ

متحدہ قومیت اور اسلام قیمت ۶ روپے

حضرت اقدس مدنی نے نظریہ قومیت پر اسلامی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔ جدید نظریات رکھنے والوں کے لیے دعوت فکر ہے۔ فطولیہ قومیت پر حضرت اقدس مدنی اور علامہ اقبال کی خط و کتابت بھی اس کتاب کے آغاز میں شامل کر دی گئی ہے۔ (صفحہ ۹۲)

شوہد تقدس اور ترویج ازمات صفحہ ۲۱۸ قیمت ۱۰ روپے

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب نے یہ معرکہ آرا کتاب مؤدبی صاحب کی کتاب خلافت مکتوبت کے جواب میں لکھی ہے بصیرت افروز و متفکر مباحث کا مجموعہ ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "اؤنگھم الارشدین" کا مصداق ہیں کتاب ختم صنادیدان فقلاذی المونی سید عثمان کے تقدس شایعہ دل ہے۔

## علماء ہند کا شاندار مہمی

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ

حصہ اول :

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز، آپ کے معاصرین کرام، خلفاء عظام اور خلفاء غفار نیز سلطنت مغلیہ کے عظیم الشان چار تاجداروں کے حالات اس دو صد و پنجاہ سالہ دور کے سیاسی و معاشی رجحانات و مقتضیات، علماء امت کی مجاہدانہ اصلاحی سرگرمیاں اور ان کے نتائج وغیرہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حصہ دوم :

جمہور اسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے انقلاب انگیز سیاسی اور اقتصادی نظریات اور تعلیم و تربیت کے مرکز ستاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بقرائے علیہ کی تربیت اور سیاسی حالات کے پیش نظر آپ کا فیصلہ حضرت ستید احمد صاحب شید اور مولانا امین صاحب اور ان کے رفقاء کا مجاہدانہ اقدام، جنگ اور تیغ جنگ، اٹھارویں صدی عیسوی کا سیاسی بحول ہستیارب طاقتیں، شاہان اودھ، حافظ رحمت خاں شہید، فیصلہ اور مرتبے، مرہٹوں کی ریکستیں اور ان کے کام لفظ و ہلی کی ایجاد اور اس کے اثرات، آل سعوی کی تاریخ، سکوک حکومت کا عروج و زوال وغیرہ وغیرہ۔

حصہ سوم :

ایک حیرت انگیز انقلابی تحریک جو بنگال کے مشرق سے لے کر شمالی ہند کی مغربی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی جو ۱۸۵۷ء کے جمہیت ناک خونی ہنگاموں کے بعد بھی سالہا سال زندہ رہی جس کے مقابلہ کیلئے بھٹانوی فوجوں کو بار بار خون کی بھری کھیلنی پڑی۔ اس کے رہنماؤں کے حالات، ان کے اخلاق و کردار، ان کی بے نظیر و بے مثال قربانیاں، مقدمات اور ان کے فیصلے، سکھوں کی سرگذشت اور اس زمانہ کے قابل قدر سیاسی بحکافات،

حصہ چہارم :

۱۸۵۷ء اور ہانہا زبان مختیریت کے متعلق جامع اور مکمل کتاب جس کو ۱۸۵۷ء کا انشائیکلو پیڈیا کننا چاہیے جس میں اسباب و وجوہات پر سننے انداز میں بحث کے بعد مجاہدین کے کارناموں کو زیادہ واضح کیا گیا ہے۔ بہت سے ایسے حضرات کا تعارف کرایا گیا ہے جن کا تذکرہ کسی مصنف نے نہیں کیا۔

قیمت مکمل سیٹ مجلد : ۱۱۲ روپے

## فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علامہ تھکیر گنجاب مرحوم کے بعض شہرہ میں زبان درازی کی اس حد پر آئے تھے کہ ان کے نزدیک جمہور اسلام مولانا حق نام نانوتوی، شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہی، شیخ الحدیث علامہ انور شاہ، شیخ الہند مولانا محمد الحسن، شیخ الاسلام مولانا حبیبی احمد دہلوی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی، امیر شریعت مجدد علماء اللہ شاہ بخاری، اور ہندیہ ہے کہ رئیس المجاہدین شاہ امین شہید بھی کافر و محمدتے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ناوک نے تیرے حیدر چھوڑاڑنے میں ترشے ہے مرغ قبلہ نما آجیلانے میں ان خود فروش و اعلیوں کا یہ سلسلہ سبب شتم تحریر و تقریر میرے سامنے آیا تا نہائی حد مراد اس کے ساتھ تعجب ہوا کہ اس قسم کی خود کاشٹہ فصل بھی یہاں موجود ہے چنانچہ مندرجہ ذیل ۲۹ اشارات اس محاسبہ کا حرب آغا تھے، جو اس خانہ کلمہ تکبیر کی علامات کے لئے اس آندہ کے ساتھ بے اختیار زبان پر آگئے تھے۔

شاہد کہ اتر ہائے کسی دل میں بری بات

○

دل میں اگر کمال نہ لائیں بریلوی  
کافر کی رحم یہ نازاں ہے کون شخص  
باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری  
کس خاندان علم کا شیوہ ہے بت گری  
تکبیر کس کے منبر و محراب کی دیسیل  
کس کی ہاں ہے دعوت ارشاد سے تہی  
کھولے ہیں کس نے اپنی قبائوں کی پیچ خیم  
رندی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری  
کھاتا ہے کون دین فروشی کی روٹیاں  
بجتی ہے کس دکان پر شریع پیسری  
بند لو کس کی تیغ جہانم کا ہدف  
بیتا ہے کس پہ حادثہ چرخ چنبری



کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عصر نو!  
 نانوتوی پہ کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو!  
 دشنام ہو گئے ہیں کمالات دیوبند  
 شریل محمدان ہیں شہیدان بالا کوٹ؟  
 احمد علیؒ کی ذات پہ کچھڑا پھال کر  
 لڑو کہاں سے انور و محمود کا جواب  
 کل تک تھے آپ لارڈ کلائیو کے خانہ زاد  
 کھکول لے کے شرع فروش کا ہاتھ میں  
 سی آئی ڈی سے کہنہ ڈبلا کی آڑ میں  
 تم وارثِ سموم و خزاں ہو خدا گواہ  
 کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر و خطا  
 چھوڑنا تم نے شیوہ کافر گری اگر  
 نہ لگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر  
 بھگول گالے کے پرچم اُڑاؤ ذی وقار  
 وقت آگیا کہ تیغ علی بے نیام ہو  
 اتانہیں تسلیم پہ کوئی ناروا خیال  
 اس کا زبار کفر پہ شیخ احمدیٹ ہو؟  
 کیوں کروں سے شرم رسولؐ خدا لگئی  
 توہین کر رہا ہے رسالت کی تقاضی؟  
 تضحیک کا شکار ہیں ایمان و آگہی  
 یارین خود فروش! یہ لغذاؤ خود سری؟  
 کرتے ہو ایک عاشقِ صادق کی کمری  
 کس پر غرور؟ کس پر جاتے ہو برتری؟  
 پاتے تھے خاندانِ حکومت سے ہمہری  
 یہ ذکر و خط ہے کہ نوائے گداری  
 لوگوں کے دل میں اپنی بھاتے ہو برتری  
 تم سے بنے ہیں گوہرِ شب تاب کنکری  
 میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری  
 دلوں کا خاکِ پا میں تمہاری سکندری  
 ٹکٹا اُتار دوں گا نقابِ فنوں گری  
 دینا پہ آشکارا ہے میری شناسی  
 خیبر سے بڑھ کے آپ فتنہ ہے کشتی  
 ٹوٹا نہیں نہاں پہ کوئی حرفِ گفتنی  
 یوں کر ہے ہو دینِ مہیہ کی چاکری؟

یہ بات اور صاف کرو بزدلانِ شہر  
 کب تک ہے ہو خفیہ و خفیہ سے فیض یاب  
 سوچا بھی ہے کہ آپ کے فتوؤں کی آفتاب  
 کہتا ہے تم سے گنبدِ خضریٰ کا آجدار  
 نانوتوی کی معنوی اولاد کے خلاف  
 طوفانِ سب و ثتم ہے ایماں کی جاں کنی  
 جو کچھ لکھا ہے دل سے لکھا ہے خدا گواہ  
 شور و ش نہیں یہ محض نواہائے شاعری

## سومناقی

پیرانِ تسمہ پا مجھے شہدائش کریں معاف  
 ابریشمی عجب پہ ہے بنیادِ اتقا  
 سوداگرانِ شرحِ رسالت مآب میں  
 منبر پہ دلِ مسیریٰ آواز کا فنوں  
 دامن پہ داغِ ہلے ریا کی علامتیں  
 صورت پہ زامہ اندھ ہوست کی سلولیں  
 باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری کھری  
 زعم و روع کے بل پہ ہے موقوفِ برتری  
 فرزندِ سومانات ہیں مائل بہ داوری  
 حجاب کی زباں پہ خطابت کی ساحری  
 دل میں نہ سوزِ عشق نہ معرفانِ ہمہری  
 فطرت میں راہبانہ ارادوں سے ابتری

چاہیں تو ہم کو دار پہ کھینچو ا کے دم نہ لیں  
 شور و ش بھانِ شرک بہ عنوانِ مجہری  
 ۲۷ ستمبر ۱۹۷۳ء

در مدح  
امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ کہ منکر بدعت سب بظہیر کو تر ہے  
وہ کون امام جہان و جہانیاں احمد کہ محض مقتدی سنت پیغمبر ہے  
زمین کو مہر فلک سے نہ کیوں ہو دعویٰ نور کہ اس کا رایت اقبال سایہ گستر ہے  
عروج سنگ و قصر جاہ یہ کہ جسے ہزار طعن حسیض اوج لامکاں پر ہے  
زبکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے  
شرف ہے مہر کو اس کے زلف سے تم زبکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے  
وہ بادشاہ ملائک سپاہ کو کب دیں کہ نور شمس و قمر جس کی گردش کر ہے  
وہ شعلہ خصلت الحاد سوز بھنک گداز کہ جس کا نقش قدم مہر روز محشر ہے  
وہ برق خرمن ارباب شرک و اہل صنلال کہ شعلہ خوشہ حاصل تو دانہ جنگر ہے  
وہ قہر بان فلک تو سن و بجوم خشم کہ ترک چرخ غلام اس کا مہر چاکر ہے

وہ شاہ مملکت ایسا کہ جس کا سال خروج

امام برحق مہدی شاہ علی فر ہے



جو ستیہ احمد امام زمان و اہل زماں کرے ملاحد بے دین سے ارادہ جنگ  
تو کیوں نہ صفحہ عالم پہ لکھے سال غنا خروج مہدی کفتار سوز، کلبک تنگ